بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عُلمائے سلف کا شوقِ علم

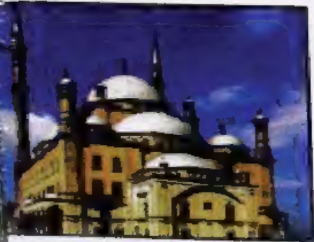
- اہل علم کا مقام قرآن و سنت،
- اقوال سلف اور عقل کی روشنی میں۔
- اسلاف کے اخلاص وللّٰہیت، علم وعمل، خوف الٰہی۔
- عبادت وریاضت، صوم وصلوٰۃ کی پابندی، شب بیداری، حصول علم کیلئے طویل اسفار، فقر وفاقہ، افلاس، محنت ومشقت، مصائب ومشکلات، اہل وعیال اور عزیز واقارب سے دوری، قوت حافظہ، علمی استحضار، فہم وفراست، کثرت مطالعہ، لمحات زندگی کی قدردانی، سرعت مطالعہ، ایک ایک کتاب کا کئی دفعہ مطالعہ، اہل علم کے اقوال زریں۔
- عمدہ اشعار اور حکیمانہ شہ پاروں سے باحوالہ مستند مزین کتاب

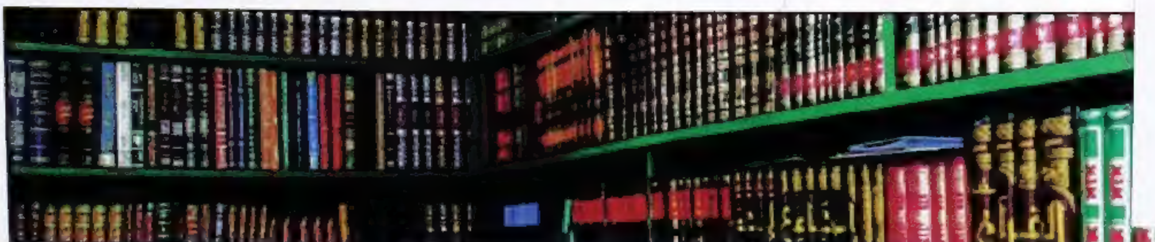
تالیف

مولانا محمد نعمان

استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی







دارالناشر

حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور 0333-8335011

علمائے سلف کا شوقِ علم

اہلِ علم کا مقام قرآن و سنت، اقوالِ سلف اور عقل کی روشنی میں، اسلاف کے اخلاص و للہیت، علم و عمل، خوفِ الٰہی، عبادت و ریاضت، صوم و صلوٰۃ کی پابندی، شب بیداری، حصولِ علم کیلئے طویل اسفار، فقر و فاقہ، اِفلاس، محنت و مشقت، مصائب و مشکلات، اہل و عیال اور عزیز و اقارب سے دوری، قوتِ حافظہ، علمی استحضار، فہم و فراست، کثرتِ مطالعہ، لمحاتِ زندگی کی قدر دانی، سرعتِ مطالعہ، ایک ایک کتاب کا کئی دفعہ مطالعہ، اہلِ علم کے اقوالِ زریں، عمدہ اشعار اور حکیمانہ شہ پاروں سے باحوالہ مستند مزین کتاب

تالیف

مولانا محمد نعمان

استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

دار الناشر 0333-8335011

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

★ نام کتاب .... **علماءِ سلف کا شوقِ علم**

★ تالیف .... **مولانا محمد نعمان**
استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

★ ناشر .... **دار الناشر**

★ سن اشاعت .... جمعۃ المبارک 7 جمادی الاوّل 1436ھ 27 فروری 2015ء

ملنے کے پتے

☆ ادارہ العلم ریاض سوک سنٹر نوشہرہ
☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
☆ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
☆ ادارۃ الرشید بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور
☆ نیازی کتب خانہ اکوڑہ خٹک
☆ ادارۃ النور بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
☆ مکتبہ عثمانیہ راولپنڈی
☆ مکتبہ لدھیانوی بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ امام محمد بنوری ٹاؤن کراچی

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر

حصولِ علم سے قبل نیت درست کرلیں

علم پر عمل

حصولِ علم کے لئے اسفار

وہ اکابر اہلِ علم جنہوں نے ایک ایک کتاب کا کئی دفعہ مطالعہ کیا

علمائے سلف اور شوقِ مطالعہ

اسلافِ اُمت کا علمی انہماک

اسلافِ اُمت کا حصولِ علم کے لئے فقر و فاقہ اور تنگدستی

علمائے سلف کی مطالعاتی زندگی

اسلافِ اُمت کی علمی وسعت اور خلق خدا کی عقیدت ومحبت

اسلافِ اُمت کا حصولِ علم کے لئے مال و دولت خرچ کرنا

اسلافِ اُمت کی حصولِ علم کے لئے حرص

اسلافِ اُمت کا حصولِ علم کے لئے شب بیدار ہونا

محدثینِ کرام کی مجالسِ حدیث

اسلافِ اُمت کا حیرت انگیز حافظہ

اسلافِ اُمت کے ہاں وقت کی قدر و قیمت

علمائے سلف کی کتابوں سے محبت، تعلق اور اہمیت

حصولِ علم کے دوران محنت ومشقت

اساتذہ ومشائخ کی تعظیم وادب

گستاخ طلباء کے عبرت آموز واقعات

حصولِ علم کے دوران اسلاف کی حالت

اسلافِ اُمت کا استغناء اور حق گوئی

ادب واحترام

تقوی کی تعریف، اہمیت، فوائد وثمرات اور واقعات

اسلافِ اُمت کے ہاں نماز کا اہتمام

اسلافِ امت اور نمازِ تہجد

اسلافِ اُمت اور قرآن کریم کی تلاوت

اسلافِ اُمت کی عبادت وریاضت

اسلافِ اُمت اور خدمت خلق

مطالعہ اور مجلسِ درس

دورانِ طالب علمی مندرجہ ذیل اُمور کا اہتمام کریں

تراشے

مقدمہ

علم وہ عظیم دولت ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے عظیم پیغمبر بھی رختِ سفر باندھتے ہیں، علم وہ لازوال دولت ہے کہ جس کی بنیاد پر حضرت آدم علیہ السلام کو مسجودِ ملائکہ بنایا گیا، وہ علم ہی تھا جس کی بنیاد پر حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکال کر مصر کے تاج وتخت کا وارث بنادیا گیا، وہ علم ہی کا کمال تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو تخت پر بٹھا کے ہوا، خلا اور فضاء کی سیر کرادی گئی، علم وہ سرمایہ ہے کہ جس کا حاصل کرنا فرض ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. ❶

علم وہ باکمال دولت ہے کہ جس کی تحصیل کے لئے نکلنے والے کے قدم فرشتوں کے نورانی پروں پر ٹکتے ہیں:

وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ. ❷

جی ہاں! علم وہ بڑی نعمت ہے کہ جس کو اوڑھنا بچھونا بنانے والا ان دو میں سے ایک ہے جن کو قابلِ رشک قرار دیا گیا ہے:

لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا. ❸

علم کی ہی بنیاد پر انسان نے چاند پر کمند ڈالی ہے، انسان نے تیز اور تند قسم کی ہواؤں پر قبضہ جما کر اس پر جہازوں کو دوڑایا ہے، تو اس کی بنیاد بھی علم ہے، علم کی بنیاد پر ہی

---

❶ سنن ابن ماجه: باب فضل العلماء والحث على طلب العلم: ج ۱ ص ۸۱، رقم الحديث: ۲۲۴ ❷ سنن أبي داود: كتاب العلم، باب الحث على طلب العلم، ج ۳ ص ۳۱۷، رقم الحديث: ۳۶۴۱ ❸ صحيح البخاري: كتاب العلم، باب الاغتباط في العلم والحكمة، ج ۱ ص ۲۵، رقم الحديث: ۷۳

انسان نے ٹھاٹیں مارتے ہوئے سمندروں اور دریاؤں کے سینے پر کشتیوں اور بحری جہازوں کو دوڑایا ہے۔

الحمدللہ! آج بھی اس گئے گزرے دور کے اندر علمی پیاس بجھانے کے لئے اور علومِ نبوت کو اپنے سینے میں محفوظ کرنے کے لئے طالبانِ علوم نبوت دور دراز کا سفر کر کے مدارسِ دینیہ کا رخ کرتے ہیں، جن کے علمی ذوق وشوق کو دیکھ کر آدمی حیران و پریشان ہو جاتا ہے کہ اس دور کے اندر جہاں مدارسِ دینیہ کے خلاف ہر طرف پروپیگنڈے کئے جا رہے ہیں اور امت کا مدارس سے تعلق ختم کرنے کے لئے طرح طرح کے بے جا الزامات لگائے جا رہے ہیں، لیکن یہ دیوانے اور مستانے ہر طرح کی تکلیف سہ کر بھی قرآن وسنت کے علوم کو سیکھنے سے نہ رکتے ہیں، نہ تھکتے ہیں، نہ بکتے ہیں، نہ پیچھے ہٹتے ہیں، بلکہ اپنوں اور پرائیوں کے طعنے اور کڑوی کسیلی باتیں سن کر مدارس کے روکھے سوکھے ٹکڑے کھا کر اپنے عقیدہ اور اعمال کی اصلاح کی خاطر کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے۔

اللہ تبارک وتعالی نے اپنی لاریب اور بے عیب کتاب میں سات چیزوں کا سات چیزوں سے تقابل کیا ہے:

۱ ...... وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ. (الفاطر: ۱۹)

۲ ...... وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ. (الفاطر: ۲۰)

۳ ...... وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ. (الفاطر: ۲۱)

۴ ...... وَمَا يَسْتَوِى الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ. (الفاطر: ۲۲)

۵ ...... قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ. (المائدة: ۱۰۰)

۶ ...... لَايَسْتَوِىْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ. (الممتحنة: ۲۰)

۷ ...... قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. (الزمر: ۹)

ان سات مقامات میں ایک طرف علم مراد ہے اور دوسری طرف جہالت، چنانچہ علم

بینائی ہے اور جہالت اندھا پن ہے، علم روشنی ہے اور جہالت تاریکی، علم ایک سایہ ہے اور جہالت دھوپ، علم ایک حیاتِ جاوداں ہے اور جہالت موت، علم پاکیزہ چیز ہے اور جہالت ناپاک، علم جنت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، لہٰذا اہل علم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔

علم کی فضیلت وعظمت، ترغیب وتاکید مذہب اسلام میں جس بلیغ ودل آویز انداز میں پائی جاتی ہے اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی، تعلیم وتربیت، درس وتدریس تو گویا اس دین برحق کا جز و لاینفک ہے، کلام پاک کے تقریباً اٹھتر ہزار الفاظ میں سب سے پہلا لفظ جو پروردگار عالم جل شانہ نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمایا وہ "اِقْرَاْ" ہے، یعنی پڑھ، اور قرآن پاک کی چھ ہزار آیتوں میں سب سے پہلے جو پانچ آیتیں نازل فرمائی گئیں ان سے بھی قلم کی اہمیت اور علم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے، ارشاد ہے:

اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ. (القلم: ۳ تا ۵)

یعنی پڑھ اور جان کہ تیرا رب کریم ہے، جس نے علم سکھایا قلم کے ذریعے، سکھلایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا۔

گویا وحی الٰہی کے آغاز ہی میں جس چیز کی طرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نوعِ بشر کو توجہ دلائی گئی وہ لکھنا پڑھنا اور تعلیم وتربیت کے جواہر وزیور سے انسانی زندگی کو آراستہ کرنا تھا، یہاں ضمناً اس حقیقت کو واضح کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جہاں عام انسانوں کے لئے قلم حصول علم کا ایک دنیوی اور مادی ذریعہ ہے وہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور رب العالمین کے درمیان حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ایک نورانی اور ملکوتی واسطہ، یہی وہ ملکوتی واسطہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حصولِ علم کے مادی ذرائع سے بے نیاز کر دیا، اور آپ کی تعلیم وتربیت براہ راست خود خالق کائنات نے فرمائی، جس کی تشریح کلام پاک میں بایں الفاظ موجود ہے:

وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ.

(النساء: ۱۱۳)

اور اتاری اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور آپ کو سکھائیں وہ باتیں جو آپ جانتے نہ تھے۔

علم وحکمت اور دین ودانائی کا درجہ اور علم والوں کا رتبہ اسلام میں کس قدر بلند ہے اس کا اندازہ کلام پاک کی مندرجہ ذیل آیات سے ہوتا ہے:

يُؤۡتِي الۡحِكۡمَةَ مَنۡ يَّشَآءُ وَمَنۡ يُّؤۡتَ الۡحِكۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِيَ خَيۡرًا كَثِيۡرًا.

(البقرة: ۲۶۹)

یعنی جسے اللہ چاہتا ہے عقل اور دانائی کی باتیں مرحمت فرماتا ہے، اور جسے اللہ عقل اور دانائی کی باتیں بخشتا ہے اُسے بہت بڑی نعمت عطا کرتا ہے۔

يَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ. (المجادلة: ۱۱)

اللہ تم میں سے ان لوگوں کے درجے بلند کردے گا جو ایمان لائے اور جنہوں نے علم حاصل کیا۔

عربوں میں ناخواندگی اس قدر عام تھی کہ اقوام عالم میں انہیں ان پڑھوں کی قوم کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھنے پڑھنے کی ترغیب دی، تعلیم وتعلم کے سلسلے کا باقاعدہ آغاز کیا، اس عمل کو خوب سراہا، اہل علم کی عزت افزائی کی گئی، لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے کی دعوت دی گئی، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جدوجہد کی وجہ سے عربوں کا ناخواندہ معاشرہ ایک تعلیم یافتہ اور قابلِ تقلید معاشرہ بن گیا۔

مختصر یہ کہ اسلام نے علم کی دعوت دینے، اس کا شوق دلانے، علم کی قدر ومنزلت بڑھانے، اہل علم کی عزت افزائی کرنے، معلم ومتعلم کے فرائض منصبی اور آداب کے بیان فرمانے، پڑھانے کے لئے موثر طریقے وضع کرنے، تعلیمی کارناموں کو سراہنے، نظام

ونصاب کی راہ نمائی اور اس کے اثرات ونتائج واضح کرنے، علم کے آداب بیان کرنے اور اہل علم کی مخالفت اور بے عزتی سے روکنے میں جو بھرپور اور مکمل ہدایات پیش کی ہیں اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کی زیادتی کی دُعا کی تعلیم دی ہے، فرمایا ''وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا'' اور کہئے اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

امام قرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فَلَوْ كَانَ شَيْئٌ أَشْرَفَ مِنَ الْعِلْمِ لَأَمَرَ اللّٰهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْأَلَهُ الْمَزِيدَ مِنْهُ كَمَا أَمَرَ أَنْ يَسْتَزِيدَهُ مِنَ الْعِلْمِ. [1]

اگر کوئی چیز علم سے افضل اور برتر ہوتی تو اللہ تعالی اپنے نبی کو حکم دیتے کہ وہ اس میں اضافہ کی دعا کریں، جیسا کہ علم طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

طلبِ علم کی ترغیب قرآن نے دی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ. (التوبة: ۱۲۲)

ترجمہ: سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ایک جماعت تا کہ دین میں سمجھ پیدا کریں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. (النحل: ۴۳)

ترجمہ: سو پوچھو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے۔

اس کے علاوہ قرآن کی کئی آیتوں سے علم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اس سے زیادہ اہمیت کیا ہوگی کہ قرآن میں علم کا ذکر اسی (۸۰) بار اور علم سے نکلے ہوئے الفاظ کا ذکر سینکڑوں بار ملے گا۔

---

[1] تفسیر القرطبی: سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۸ کے تحت، ج ۴ ص ۴۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم وتربیت کو بعثت کا مقصد قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا. ❶

میں استاذ بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ. ❷

میں اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

پہلی روایت سے تعلیم اور دوسری روایت سے تربیت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

انسانیت کا شرف طعام وشراب، قوت وطاقت یا مال ودولت کی وجہ سے نہیں بلکہ علم کی وجہ سے ہے، شاعر نے بھی انسان کی انسانیت کو علم سے مشروط کیا ہے:

علم ہی سے انسان، انسان ہے　　　علم جو نہ سیکھے، وہ حیوان ہے

انسان کو انسانیت سکھانے کے لئے علم کی ضرورت ہے، یہی وجہ ہے کہ علم کو تشبیہ بارش سے دی گئی ہے، یعنی جس طرح بارش سے زمین درست ہوتی ہے، اسی طرح علم سے انسانیت کی اصلاح ہوتی ہے، قرآنی آیت ''فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ''میں علم کو پانچ وجوہات کے سبب بارش سے تشبیہ دی گئی۔

۱...... إِنَّ الْمَطَرَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ كَذٰلِكَ الْعِلْمُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ.

یقیناً بارش آسمان سے اُترتی ہے، اسی طرح علم بھی آسمان سے اترتا ہے۔

۲...... إِنَّ إِصْلَاحَ الْأَرْضِ بِالْمَطَرِ فَإِصْلَاحُ الْخَلْقِ بِالْعِلْمِ.

---

❶ سنن ابن ماجه: باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ج ١ ص ٨٣، رقم الحديث: ٢٢٩ ❷ السنن الكبرى للبيهقي: كتاب الشهادات، باب بيان مكارم الأخلاق، ج ١٠ ص ٣٢٣، رقم الحديث: ٢٠٧٨٢

بے شک زمین کی درستگی بارش سے ہوتی ہے، پس مخلوق کی اصلاح علم سے ہوتی ہے۔

٣...... إِنَّ الزَّرْعَ وَالنَّبَاتَ لَا يَخْرُجُ بِغَيْرِ الْمَطَرِ كَذٰلِكَ الْأَعْمَالُ وَالطَّاعَاتُ لَا تَخْرُجُ بِغَيْرِ الْعِلْمِ.

بے شک کھیتی اور پودے بغیر بارش کے نہیں نکلتے ہیں، اسی طرح اعمال اور طاعت بغیر علم کے نہیں ہوتے۔

٤...... إِنَّ الْمَطَرَ فَرْعُ الرَّعْدِ وَالْبَرْقِ كَذٰلِكَ الْعِلْمُ فَإِنَّهُ فَرْعُ الْوَعْدِ وَالْوَعِيدِ.

بے شک بارش کڑک اور بجلی کی فرع ہے، اسی طرح علم فرع ہے وعد اور وعید کی۔

٥...... إِنَّ الْمَطَرَ نَافِعٌ وَضَارٌّ، كَذٰلِكَ الْعِلْمُ نَافِعٌ وَضَارٌّ. ❶

بے شک بارش مفید بھی ہے اور نقصان دہ بھی، اسی طرح علم نافع بھی ہے اور نقصان دہ بھی۔

علم اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت ہے، اس کے حصول کے لئے اخلاص وتقویٰ کے ساتھ ساتھ نہایت محنت ضروری ہے، کیا آپ نے صحابہ کے حالات نہیں پڑھے ان پر کوئی نگران اور ذمہ دار نہیں تھا مگر ان میں اخلاص تھا تو ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں حاضر ہوکر حصول علم کی انہیں توفیق ہوتی تھی، کیا آپ نے اصحابِ صفہ کے حالات نہیں پڑھے، بھوکے ہوتے کپڑے نہ ہوتے مگر برابر محنت میں لگے رہتے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے ایک تھے، اللہ نے انہیں کیسا چمکایا۔ حضراتِ تابعین کی زندگیوں کا مطالعہ کیجئے اس زمانہ میں نہ کوئی مستقل درس گاہ ہوتی تھی نہ کوئی کمرہ نہ کوئی ہاسٹل اور رہائش گاہ نہ لائٹ نہ کھانے پینے کا انتظام، نہ کوئی زور زبردستی وہ تو اپنا سب کچھ لگا کر اخلاص کے ساتھ تن من دھن کی بازی لگا دیتے تھے، انہیں کے مجاہدات کی

❶ التفسیر الکبیر: سورة البقرة آیت نمبر ٣١ کے تحت، ج ٢ ص ٤٠٢

برکت سے آج علوم اسلامیہ صفحاتِ کتب کی صورت میں موجود ہے، اگر وہ ہم لوگوں کی طرح راحت پسند اور عیش پرست ہوتے، یقیناً آج ہمارے پاس عملی ذخائر نہ ہوتے نہ کتابیں اور نہ یہ مدارس ہوتے، دنیا کی تاریخ میں علماء اسلام نے جتنا لکھنے پڑھنے کا کام کیا، یقیناً کسی نے نہیں کیا، وہ حصولِ علم اور اشاعتِ علم کے لئے ازدواجی زندگی سے کنارہ کش رہے تاکہ اپنی توانائیاں حصولِ علم اور اشاعتِ علم پر صَرف کر سکیں، ایسے ایک دو نہیں کئی اکابر اہلِ علم گذرے ہیں۔ اگر ان عالی ہمت، جبالِ علم کے حالات پڑھنے ہوں تو شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) نے اس پر مستقل ایک کتاب تحریر کی ہے ''العلماء العُذّاب الذين آثروا العلم على الزواج ''یعنی وہ علماء جو علم کے خاطر شادی سے کنارہ کش رہے، اس کتاب میں پینتیس (۳۵) علماء کا تذکرہ ہے جن میں مشہور یہ ہیں:

۱...... محدثِ جلیل امام ہناد بن سری رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) جن کے ترجمے کا آغاز ''تذكرة الحفاظ ''میں امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں ''الحافظ، القدوة، الزاهد، شيخ الكوفة''

۲...... امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) جن کی مشہور تصانیف یہ ہیں ''جامع البيان عن وجوه تأويل آي القرآن ''المعروف تفسیر طبری، ''تاريخ الرسل والأنبياء والملوك والأمم ''المعروف تاریخ طبری، ''تهذيب الآثار وتفصيل الثابت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من الأخبار''

۳...... تین لاکھ اشعار کے حافظ امام ابو بکر بن انباری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۸ھ)

۴...... امام ابو القاسم محمود بن عمر المعروف علامہ زمخشری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۸ھ) جن کی مشہور تصانیف یہ ہیں ''الكشاف في تفسير القرآن'' ''الفائق في غريب

الحديث ''''أساس البلاغة'''' ربيع الأبرار'''' شقائق النعمان'''' المنهاج في الأصول'''' المفصّل في النحو'''' شرح شواهد كتاب سيبويه''

۵......امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف المعروف علامہ شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۶ھ) جن کی مشہور تصانیف یہ ہیں ''المهذب'''' اللُّمع في أصول الفقه'''' التبصرة في أصول الفقه'''' المعونة في الجدل'''' طبقات الفقهاء'''' نصح أهل العلم''

۶......شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) ان کی تصانیف میں ''شرح صحيح مسلم'''' رياض الصالحين'''' الأذكار'''' الأربعين'''' الإرشاد في علوم الحديث'''' التبيان في آداب حملة القرآن'''' المجموع شرح المهذب'''' تهذيب الأسماء واللغات'' ہیں، ان کے مفصل حالات علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) کی کتاب ''المنهل العذب الرَّوي في ترجمة الإمام النووي'' اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی ''المنهج السوي في ترجمة النووي'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

۷......شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۲ھ) ان کی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں:

أما تصانيفه فقد امتلأت بها الأمصار وجاوزت حَدّ الكثرة فلا يمكن لأحد حصرها. [1]

ان کے تفصیلی حالات کے لئے دیکھیں ''الدرة اليتيمية في السيرة التيمية'''' شيخ الاسلام ابن تيمية وسيرته وأخباره عند المؤرخين'''' العقود الدرية في مناقب شيخ الإسلام أحمد بن تيمية''

[1] ذيل طبقات الحنابلة: ج۲ ص۴۰۳

یہ وہ اکابر اہلِ علم ہیں جنہوں نے حصولِ علم اور اشاعتِ علم کی خاطر شادی نہیں کی، اور اپنی پوری زندگی دین کی آبیاری میں گزار دی۔ ان لوگوں نے اپنا مال اپنا وقت اپنی خواہشات سب کچھ علم دین کے لئے قربان کر دیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام دنیا ہی میں عطا کیا کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج بھی جب ان کا تذکرہ ہوتا ہے تو ہر ایک حسنِ عقیدت سے رحمہ اللہ کہتا ہے۔

ہمارے متقدمین ومتاخرین علماء نے اتنی جد وجہد اور محنت کی کہ شیخ عبد الفتاح ابوغدہ کو اپنی بے مثال تالیف ''**صفحات من صبر العلماء علی شدائد العلم والتحصیل**'' کے مقدمہ میں لکھنا پڑا:

اگر تم ہمارے علماء کے احوال کا تتبع اور مطالعہ کرو گے تو اندازہ ہوگا وہ کیا تھے، وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے محض علم کی خاطر لمبے لمبے اسفار کیے، بھوک اور پیاس پر صبر کیا، راتوں کو سونا چھوڑ دیا، اپنے آپ کو خوب مشقت میں ڈالا یہاں تک کہ تاریخ ان کی قربانیوں کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے، میں اپنی کتاب میں اس کا احاطہ اور استیعاب کرنا نہیں چاہتا ہوں، بلکہ نمونے کے طور پر ہر پہلو سے متعلق چند واقعات بیان کروں گا، کیوں کہ ان کی قربانیاں اتنی ہیں کہ ان کو یکجا کرنا دشوار ہے، علم کی خاطر صبر آزمائی کے ایسے حیرت انگیز واقعات ہیں کہ انسان کا ذہن اسے قبول کرنے کے لئے بھی تیار نہ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام واقعات سو فیصد صحیح ہیں، کیوں کہ سندوں کے ساتھ معتبر کتابوں میں منقول ہیں، اگر آپ کو وہ سمجھ میں نہ آئے تو نہ آئے، بعض حیرت انگیز عجائبات میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں، آپ کی عقل اس کو تسلیم کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہوگی، مگر اتنی مستند اور صحیح روایات اور معتبر لوگوں سے مروی ہے کہ آپ کو صحیح ماننا ہی پڑے گا، مثلاً محدث عظیم امام ابو داود سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) اپنی کتاب ''سنن أبي داؤد'' کے ''باب صدقة الزرع'' میں خود اپنا مشاہدہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے مصر کے سفر کے

دوران ایک ککڑی دیکھی جس کی لمبائی تیرہ بالشت تھی۔ اور ایک اتنا بڑا نارنگی دیکھا کہ اس کو کاٹ کر اونٹ پر اس طور پر لادا گیا تھا کہ ایک حصہ اونٹ کی کوہان کی داہنی جانب اور دوسرا بائیں جانب تھا۔ کیا کوئی اس کی تصدیق کر سکتا ہے؟ مگر ایک ایسے محدث اس کو بیان فرما رہے ہیں جن کی صداقت پر اُمت کا اجماع ہے لہذا اعجوبہ سمجھ کر ماننا پڑے گا۔ ❶

ایسا واقعہ محمد بن رافع نیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۵ھ) نے ذکر کیا ہے جو امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابوزرعہ رحمہم اللہ، تمام کبار محدثین کے استاذ اور شیخ ہیں کہ میں نے انگور کا ایک گچھا دیکھا جو ایک خچر کے برابر تھا۔ ❷

اسی طرح کے دسیوں عجائبات کو شیخ نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں ذکر کیا اور پھر کہا کہ جس طرح ان واقعات کے حیرت انگیز ہونے کے باوجود آپ کو تسلیم کرنا پڑا کہ یہ صحیح ہیں، بس بالکل اسی طرح ہمارے اسلاف کے علم کی خاطر صبر آزمائی کے حیرت انگیز واقعات کو بھی آپ کو تسلیم کرنا ہوگا۔

ہمارے علماء اسلاف میں اکثر و بیشتر فقر و فاقہ کے شکار تھے، مگر ان کا فقر تحصیل علم کے لئے کبھی رکاوٹ نہ بنا، اور انہوں نے کبھی کسی کے سامنے اپنی محتاجگی کو ظاہر بھی نہیں کیا۔ انہوں نے علم کی خاطر نہایت جاں گسل اور ہولناک مصائب و آلام جھیلے اور ایسے صبر وضبط کا مظاہرہ کیا ہے کہ ان کی طاقت اور برداشت کے سامنے خود صبر بے چین اور بے قرار ہو گیا۔ اسی کے ساتھ وہ اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے اور حمد و ثناء میں مصروف رہتے، ہر وقت شکر گزاری ان کا امتیازی وصف تھا، ان کی قربانیوں نے انہیں دنیا میں بھی سرخ رو کیا، اور قیامت تک آنے والے طالبانِ علوم کے لئے بہترین نمونہ بنا دیا، سب کچھ انہوں نے صرف اور صرف کتاب وسنت کی خدمت اور

---

❶ سنن أبي داؤد: كتاب الزكاة، باب صدقة الزرع، ج ٢ ص ١٠٩ ❷ صفحات من صبر العلماء على شدائد العلم والتحصيل: مقدمة الطبعة الأولى، ص ٢٤، ٢٥

اللہ کی رضا کے لئے کیا۔ ان کی قربانیوں سے یہ بات عیاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ اسلامی علوم کی تدوین وتالیف پرفضاء وشاداب مقامات، نہروں کے کناروں اور سایہ دار درختوں کے چھاؤں میں بیٹھ کر نہیں ہوئی، بلکہ یہ کام خونِ جگر کی قربانی دے کر ہوا ہے، اس کے لئے سخت گرمیوں میں پیاس کی ناقابلِ برداشت تکالیف اُٹھانی پڑی، اور رات بھر ٹمٹماتے چراغ کے سامنے جاگنا پڑا، بلکہ طلب علم کی راہ میں جان عزیز کی قربانی کو بھی انہوں نے کوئی بڑا کام تصور نہ کیا، مسلسل جد وجہد، محنت اور بلند ہمتی کے ساتھ انہوں نے علم کی راہوں کو عبور کیا۔ اگر ''محنت'' خوب ہو اور ''بلند ہمتی'' نہ ہو تو بھی علم زیادہ حاصل نہیں ہوتا، اور ''ہمت'' تو ہو مگر ''محنت'' نہ ہو تو بھی علم حاصل نہیں ہوتا۔ عمومًا طلبہ میں یہ ہی بیماری ہے کسی میں ''محنت'' کا جذبہ نہیں اور اگر ''محنت'' کا جذبہ ہے تو ''بلند ہمتی'' نہیں، کسی بھی کتاب کو جب کچھ محنت کے بعد سمجھ میں نہ آئے تو مشکل سمجھ کر ناامید ہو جاتے ہیں، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ تعجب ہے طلبہ پر کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ہر قیمتی چیز کو حاصل کرنے کے لئے بلند ہمتی وجد وجہد درکار ہوتی ہے، مگر علم کے بارے میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے ہی حاصل ہو جائے، تو یہ کیسے ممکن ہے؟ جبکہ علم دین تو دنیا کی چیزوں میں سب سے زیادہ قیمتی ہے، تو ذرا غور کیجئے اس کے لئے کتنی ہمت اور محنت درکار ہوگی، مسلسل محنت، مسلسل تکرار، راحتوں اور لذتوں کو چھوڑنے سے علم حاصل ہوتا ہے۔

امام مزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ کسی نے امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) سے دریافت کیا، آپ کو حصول علم کی خواہش کیسی ہے؟ تو فرمایا جب میں کوئی نیا علمی نقطہ یا نئی علمی بات سنتا ہوں تو مجھے اتنی خوشی ہوتی اور لذت ہوتی ہے کہ میری خواہش ہوتی ہے کہ میرے بدن کے ہر عضو کی قوتِ سماعت ہو اور وہ بھی لذت محسوس کرے۔ پھر کسی نے پوچھا آپ علم پر کتنی حرص رکھتے ہیں؟ تو فرمایا جس قدر ایک مالدار دولت کو جمع کرنے والا مال کو حاصل کرنے کی حرص رکھتا ہے۔ پھر پوچھا کہ آپ کے علم کی

کیفیت کیا ہے؟ تو کہا جیسے اس ماں کی جو اپنے گمشدہ بچے کی تلاش میں ہوتی ہے اور اُسے اس کے علاوہ کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔ ①

علمائے سلف کے دل میں علم کی بڑی وقعت تھی، جو انہیں کسی پل چین سے نہیں بیٹھنے دیتی تھی، انہوں نے حصولِ علم کے لئے ہزاروں میل پیدل سفر کئے، ایک ایک حدیث کے علم کے لئے انہوں نے مہینوں مسافتیں طے کیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ''صحیح البخاري'' میں ''کتاب العلم'' کے تحت باب باندھا ہے ''باب الخروج في طلب العلم'' اس کے ذیل میں امام بخاری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں ''رحل جابر بن عبد اللّٰه مسيرة شهر إلى عبد الله بن أنيس في حديث واحد'' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سیکھنے کے لئے ایک مہینہ کا سفر کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ واقعہ اور وہ روایت جس کے لئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سفر کیا تھا اپنی کتاب ''الأدب المفرد'' کے ''باب المعانقة'' میں تفصیلاً نقل کی ہے۔

میزبانِ رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بڑھاپے میں ایک حدیث کے لئے مدینہ سے مصر کا طویل سفر طے کیا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ ایک حدیث روایت کرتے ہیں، حضرت عقبہ ان ایام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے عامل تھے، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ جب مصر پہنچے تو مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے پوچھا حضرت کیسے تشریف لانا ہوا؟ آپ نے فرمایا مجھے عقبہ کا مکان بتاؤ، غرض حضرت مسلمہ سے بہ عجلت رخصت ہو کر حضرت عقبہ کے مکان پر پہنچے، اور اُن سے حدیث دریافت کی، وہ حدیث یہ تھی:

① توالي التأسيس بمعالي محمد بن إدريس: ص ۱۰۵

مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا فِي الدُّنْيَا عَلَى خَزْيَةٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. [1]

حدیث سن کر اونٹ پر سوار ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

محدثین نے احادیث کے جمع کرنے میں جو محنتیں اٹھائیں ان کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اگر اُن کو پتہ چلتا تھا کہ صدہا میل کی مسافت پر ایک شخص کسی حدیث کی روایت کرتا ہے تو ہر قسم کی مشقتوں کو برداشت کر کے اور صعوبتِ سفر اُٹھا کر اس ایک حدیث کو حاصل کرتے۔

حضرت کثیر بن قیس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک شخص آیا اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا:

يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ. [2]

اے ابودرداء! میں مدینہ رسول سے تمہارے پاس آیا ہوں، میں نے سنا ہے کہ تم ایک حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہو، میں صرف اس حدیث کے لئے آیا ہوں، اس کے سوا مجھے یہاں کوئی کام نہیں ہے۔

اندازہ کریں کہ صرف ایک حدیث کے لئے مدینہ سے دمشق کا سفر کیا۔

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ایک حدیث کے لئے کئی کئی دن اور کئی کئی راتیں سفر کیا:

أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ قَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَسِيرُ اللَّيَالِيَ وَالْأَيَّامَ فِي طَلَبِ

---

[1] معرفة علوم الحديث للحاكم: النوع الأول، ص۷ [2] سنن أبي داود: كتاب العلم، باب الحث على طلب العم، ج۳ ص۳۱۷، رقم الحديث: ۳۶۴۱

اَلْحَدِيثِ الْوَاحِدِ. ❶

امام مکحول رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۲ھ) نے طلب حدیث میں بڑی صعوبتیں اُٹھائیں، انہوں نے احادیث جمع کرنے کے لئے طویل اسفار کئے، آپ نے پہلے مصر سے عراق، اور پھر عراق سے مدینہ منورہ پہنچے، ان دونوں سرچشموں سے سیراب ہونے کے بعد شام کا سفر کیا اور تمام شامی علماء ومحدثین کے فیضِ صحبت سے اپنے دامنِ کمال کو بھرا، انہوں نے حدیث کی جستجو میں دنیائے اسلام کا چپہ چپہ چھان مارا، آپ خود فرماتے ہیں:

طفت الأرض في طلب العلم. ❷

میں نے حصول علم میں تمام رُوئے زمین کا چکر لگایا۔

مشہور تابعی امام شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳ھ) نے کوفہ سے مکہ کا طویل سفر تین احادیث کے لئے کیا، ان کے سامنے جب ان احادیث کا تذکرہ ہوا تو ان کی طلب کے لئے کوفہ سے مکہ مکرمہ کا رختِ سفر باندھا اور فرمایا: شاید میری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے ہو جائے، یا اس شخص سے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے ملاقات کی ہو:

أَنَّ الشَّعْبِيَّ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي ثَلاثَةِ أَحَادِيثَ ذُكِرَتْ لَهُ، فَقَالَ لَعَلِّي أَلْقَى رَجُلًا لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❸

امام ابوقلابہ عبداللہ بن زید جرمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴ھ) نے صرف ایک حدیث کے علم کے لئے تین ماہ انتظار کیا، امام ابوقلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں تین

❶ الطبقات الكبرى: ذكر من كان يفتي بالمدينة بعد أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ترجمة: سعيد بن المسيب، ج ۲ ص ۲۹۱ ❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: مكحول أبو عبد الله بن أبي مسلم الهذلي، ج ۱ ص ۸۲ ❸ المحدث الفاصل بين الراوي والواعي: القول في التعالي والتنزل فيه، ص ۲۲۴

ماہ صرف اس لئے قیام کیا کہ مجھے ایک شخص کے آنے کے بارے میں پتہ چلا جن کے پاس ایک حدیث ہے، تو تین ماہ تک میں انتظار کرتا رہا جب وہ آیا اور مجھے حدیث بیان کی تو پھر میں واپس لوٹا:

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَقَمْتُ فِي الْمَدِينَةِ ثَلَاثًا مَا لِي بِهَا حَاجَةٌ إِلَّا قُدُومُ رَجُلٍ بَلَغَنِي عَنْهُ حَدِيثٌ، فَبَلَغَنِي أَنَّهُ يَقْدَمُ فَأَقَمْتُ حَتَّى قَدِمَ فَحَدَّثَنِي بِهِ. (1)

مزید واقعات ان شاء اللہ آگے کتاب میں تفصیلاً آئیں گے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے اس موضوع پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ''الرحلة في طلب الحديث'' علم حدیث کے لئے جن لوگوں نے اسفار کئے ہیں ان کے واقعات سند کے ساتھ نقل کئے ہیں۔ امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے علوم الحدیث پر ایک کتاب لکھی ہے ''معرفة علوم الحديث'' اس میں کل باون (۵۲) انواع ہیں، اس کی پہلی نوع کا عنوان ہے ''معرفة عالي الإسناد'' اس کے تحت امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفِي طَلَبِ الْإِسْنَادِ الْعَالِي سُنَّةٌ صَحِيحَةٌ.

اس کے بعد امام حاکم رحمہ اللہ نے کئی واقعات اور اسفار کا تذکرہ کیا ہے۔

اربابِ بصیرت کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ ہر محبوب ومرغوب چیز کو حاصل کرنے کے لئے اس سے کم مرغوب ومحبوب چیز سے دستبردار ہونا پڑتا ہے، تو علم جیسی اعلیٰ وارفع چیز کے لئے بھلا کیوں نہیں ہوگا؟ اسلاف نے اپنی زندگیاں علم پر کھپائیں اور علم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا، جسم کی تمام لذتوں اور راحتوں کو علم کے لئے ترک کر دیا، امام یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ.

---

(1) الرحلة في طلب الحديث: ذكر الرواية عن التابعين، ص ۱۴۴، رقم: ۵۳

جسم کی راحت کے ساتھ علم حاصل کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔

امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) رات کو سوتے نہیں تھے، اپنے پاس مختلف موضوعات کی کتابیں رکھ لیتے، جب ایک موضوع کی کتابوں سے اُکتا جاتے تو دوسرا موضوع دیکھنے لگتے، آپ پانی سے نیند کو دور کرتے اور فرماتے تھے "نیند حرارت کی پیداوار ہے"

لا ينام الليل وكان يضع عنده دفاتر، فإذا ملَّ من نوع نظر في آخر، وكان يزيل نومه بالماء ويقول: إن النوم من الحرارة. ❶

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کے استاذ محدثِ کبیر امام عبید بن یعیش رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۹ھ) فرماتے ہیں:

أَقَمْتُ ثَلاثِيْنَ سَنَةً مَا أَكَلتُ بِيَدِي بِاللَّيْلِ، كَانَتْ أُختِي تُلقِمُنِي، وَأَنَا أَكتُبُ. ❷

میں نے تیس (۳۰) سال اس طرح گزارے کہ رات کو اپنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھایا، میری بہن مجھے ایک ایک لقمہ کر کے کھلاتی تھیں اور میں حدیث لکھتا تھا۔

اس واقعہ سے اندازہ کریں کہ ان حضرات کے پاس اتنا بھی وقت نہیں ہوتا تھا کہ جسے وہ اپنے ضروریات زندگی میں صَرف کر سکیں، ایک دو دن یا مہینے نہیں بلکہ تیس سال تک علمی مشغولیت کی یہ حالت ہے کہ کھانے کے لئے بھی وقت نہیں ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) علومِ عقلیہ کے بحرِ بے کنار "التفسیر الکبیر" اور "المحصول" کے مصنف امام رازی رحمہ اللہ اپنے اوقات کی بڑی قدردانی

❶ مفتاح السعادة ومصباح السيادة: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن الحسن بن فرقد الشيباني، ج۲ ص ۲۲۰ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: عُبيد بن يعيش المحاملي، ج ۱۱ ص ۴۵۹

کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ جو وقت ضروریاتِ زندگی میں صَرف ہوتا اُس پر بھی نہایت افسوس کیا کرتے کہ کاش یہ وقت بھی تصنیف وتالیف یا مطالعہ میں خرچ ہو جائے:

وَاللّٰه إِنِّي أَتَأَسَّفُ فِي الْفَوَاتِ عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْعِلْمِ فِي وَقْتِ الْأَكْلِ فَإِنَّ الْوَقْتَ وَالزَّمَانَ عَزِيزٌ. ❶

بخدا مجھے کھانے کے وقت میں مصروفیت کی وجہ سے علم کی تحصیل واشتغال سے رہ جانے پر سخت افسوس ہوتا ہے، اس لئے کہ وقت اور زمانہ عزیز ترین شی ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) کے استاذ امام الحرمین علامہ جوینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۶ھ) اپنے متعلق فرماتے ہیں:

أَنَا لَا أَنَامُ وَلَا آكُلُ عَادَةً وَإِنَّمَا أَنَامُ إِذَا غَلَبَنِي النَّوْمُ لَيْلًا كَانَ أَوْ نَهَارًا وَآكُلُ إِذَا اشْتَهَيْتُ الطَّعَامَ أَيَّ وَقْتٍ كَانَ كَانَ لَذَّتُهُ وَلَهْوُهُ وَتَنَزُّهُهُ فِي مُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ وَطَلَبِ الْفَائِدَةِ مِنْ أَيِّ نَوْعٍ كَانَ. ❷

میں عادت کے طور پر نہ سوتا ہوں اور نہ کھاتا پیتا ہوں، بلکہ میں سوتا صرف اس وقت ہوں جب نیند کا شدید غلبہ ہوتا ہے، رات کا وقت ہو یا دن کا، اسی طرح جس وقت کھانے کی اشتہاء ہوتی ہے صرف اسی وقت کھاتا ہوں، گویا ان کی ساری لذت، دلچسپی اور تفریح سب کچھ علمی مذاکرے میں اور کسی نہ کسی علمی فائدے کے حصول میں تھا۔

آج کل ہماری زندگی کا بیشتر حصہ کھانے پینے میں گزر جاتا ہے، دعوتوں اور تفریحات میں شرکت کے لئے ہفتوں پہلے پروگرامات بنائے جاتے ہیں اور کئی کئی گھنٹے ان اُمور کی نظر ہو جاتے ہیں، دور دراز کے طویل اسفار محض اس لئے کہ فلاں ہوٹل کا کھانا اچھا ہے، ذائقوں کی معمولی لذت کی خاطر ہم اپنی قیمتی وقت اور مال ضائع کر دیتے ہیں، جب

❶عيون الأنبار في طبقات الأطباء: ترجمة: ابن خطيب الريّ، ج ١ ص ٤٦٣

❷تبيين كذب المفترى فيما نسب إلى الأشعري: ص ٢٨٣

کہ اسلاف اپنے اوقات کی اس قدر حفاظت کیا کرتے تھے کہ رہ چلتے بھی مطالعہ کرتے تا کہ یہ وقت بھی علمی مشغولیت میں صَرف ہوجائے، علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی حالت یہ تھی:

كان الخطيب يمشي وفي يده جزء يطالعه. ❶

خطیب بغدادی رحمہ اللہ جب چلتے تھے تو ان کے ہاتھ میں ایک جزء ہوا کرتا تھا اور وہ مسلسل مطالعہ کرتے رہتے تھے۔

یہ اوقات کی قدردانی تھی کہ وہ فنونِ حدیث میں سے ہر فن پر مستقل کتاب تصنیف کر گئے:

وَقَلَّ فَنٌّ مِن فُنُونِ الْحَدِيْثِ إِلَّا وَقَدْ صَنَّفَ فِيهِ كِتَابًا مُفْرَدًا.

حافظ ابوبکر بن نُقطہ رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۹ھ) فرماتے ہیں کہ ہر مصنف مزاج شخص پر یہ بات عیاں ہے کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے بعد محدثین ان کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں:

كُلُّ مَن أَنْصَفَ عَلِمَ أَنَّ الْمُحَدِّثِينَ بَعْدَ الخَطِيْبِ عِيَالٌ عَلَى كُتُبِهِ. ❷

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی بلند پایہ تصانیف یہ ہیں "تاريخ بغداد" "الجامع لأخلاق الراوی و آداب السامع" "الكفاية فی علم الرواية" "الفقيه والمتفقه" "اقتضاء العلم والعمل" "شرف أصحاب الحديث" "الرحلة فی طلب الحديث" "موضع أوهام الجمع والتفريق" البتہ اتنی بات یاد رہے کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ اور امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کی کتابوں میں غیر مستند روایات نہایت کثرت کے ساتھ ہیں، علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد، ج۳ ص ۲۲۴

❷ نزهة النظر شرح نخبة الفكر: مقدمة، ص ۱۵

ہیں کہ خطیب بغدادی اور امام ابونعیم اصفہانی رحمہما اللہ اور بہت سے علماء متاخرین کا گناہ میں اس سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ وہ بے تحاشا اپنی کتابوں میں موضوع روایات نقل کرتے ہیں، یہ گناہ ہے، سنت وحدیث پر ایک جنایت وظلم ہے، سو اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان سب کو معاف کرے:

أَحمد بن عَلِيّ بن ثَابت الحَافِظ أبو بكر الخطِيب تكلم فِيهِ بَعضهم وهو وأبو نعيم وَكثير من عُلَمَاء الْمُتَأَخّرين لَا أعلم لَهُم ذَنبا أكبر من روايتهم الأحادِيث المَوْضُوعَة فِي تأليفهم غير محذرين منها وَهَذَا إِثْمٌ وَجِنَايَةٌ عَلَى السُّنَنِ فَاللّٰهُ يَعْفُو عَنَّا وَعَنْهُمْ. (۱)

امام ابوالوفاء ابن عقیل حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۳ھ) اپنے اوقات کی بڑی حفاظت کیا کرتے تھے، اور اپنی زندگی کا ایک لحہ بھی ضائع نہیں کرتے تھے "وكان ابن عقيل لا يُضيع ساعة من عمره" اپنے متعلق خود فرماتے تھے "إني لا يحل لي أن أضيع ساعة من عمري" "میرے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ میں اپنی عمر کی ایک گھڑی بھی ضائع کروں۔ علمی شوق اور حرص کی یہ حالت تھی کہ فرماتے ہیں: إني لأجد من حرصي على العلم وأنا في عشر الثمانين أشدَّ مما كنت أجده وأنا ابن عشرين سنة.

میرے شوقِ علم کا یہ عالم ہے کہ اس وقت جب کہ میں اسی (۸۰) کی دہائی میں ہوں اپنے آپ کو اس وقت سے زیادہ علم کا شوقین پاتا ہوں جب میں بیس (۲۰) سال کا تھا۔

اپنے اوقات کی ایسی قدردانی کیا کرتے تھے کہ کھانے کے بجائے ستو اور کبھی کیک کا چورا پھانک لیتے کہ روٹی چبانے اور نگلنے میں کافی وقت صرف ہوتا تا کہ یہ وقت بھی کسی علمی مشغولیت میں صرف ہو جائے:

(۱) الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب ردهم: ص ۵۱

[illegible]

❶ ذيل طبقات الحنابلة، ترجمة علي بن عقيل بن محمد بن عقيل، ج [illegible] ص [illegible]

❷ ذيل طبقات الحنابلة، ج ١ ص [illegible] ❸ قيمة الزمن عند العلماء، ص [illegible]

شیدائی اور وقت کے اتنے قدر دان تھے کہ اپنا ایک لمحہ ضائع نہیں کرتے تھے، عمومی دعوتوں سے احتراز کرتے تھے اور اگر کسی خصوصی دعوت میں شرکت بھی کرنا پڑتی تو یہ شرط لگاتے:

شَرَطَ عَلَيْهِ أَنْ يُوَسِّعَ لَهُ مِقْدَارَ مَسُورَةٍ، يَضَعُ فِيهَا كِتَابًا وَيَقْرَأُ. ❶

تو یہ شرط لگاتے کہ ان کے لئے مزید اتنی جگہ چھوڑ دی جائے جس میں وہ کتاب رکھ کر مطالعہ کر سکیں۔

یعنی ہاتھ اور منہ اگر کھانے میں مصروف ہوں تو نگاہیں مطالعہ سے لطف اندوز ہوتی رہیں۔ ان کی وفات کا سبب یہ بنا کہ آپ جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے، آخری عمر میں ان کی قوتِ سماعت کچھ کمزور تھی، ہاتھ میں کتاب تھی، راستے میں چلتے ہوئے مطالعہ کر رہے تھے، مطالعہ کے انہماک کی وجہ سے یہ دنیا و مافیہا سے بے خبر تھے، اسی اثناء میں ایک تیز رفتار گھڑ سوار نے انہیں دور سے آواز دی، مطالعہ میں مشغولیت کی وجہ سے انہیں سنائی نہیں دی، تو گھوڑے نے انہیں ٹکر ماری جس سے آپ ایک گھڑے میں گر گئے، تکلیف کی شدت کی وجہ سے دماغی توازن مختل ہو چکا تھا، جب گھر پہنچائے گئے تو سر میں شدتِ تکلیف کی وجہ سے بے حال تھے، اسی تکلیف میں دوسرے دن آپ کا انتقال ہو گیا:

وكان سبب وفاته أنه خرج من الجامع يوم الجمعة بعد العصر، وكان قد لحقه صمم لايسمع إلا بعد تعب، وكان في يده كتاب ينظر فيه في الطريق فصدمته فرس فألقته في هوة، فأخرج منها وهو كالمختلط، فحمل إلى منزله على تلك الحال وهو يتأوه من رأسه، فمات ثاني يوم. ❷

نحو ولغت کے امام اور عروض کے بانی امام خلیل بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۰ھ) اوقاتِ زندگی میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے تھے، اور وقت کی قدر و قیمت ان کی نگاہ میں

❶ الحث على طلب العلم والاجتهاد في جمعه: ص ۷۷

❷ وفيات الأعيان: ترجمة: ثعلب النحوي، ج ۱ ص ۱۰۴

اس قدر تھی کہ فرمایا کرتے تھے:

أَثْقَلُ السَّاعَاتِ عَلَيَّ سَاعَةٌ آكُلُ فِيهَا.

وہ ساعتیں مجھ پر بڑی گراں گذرتی ہیں جن میں میں کھانا کھاتا ہوں۔

علمی انہماک کی یہ حالت تھی کہ آخری عمر میں ارادہ کیا کہ حساب کی کوئی ایسی نوع ایجاد کی جائے جسے سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو، حساب کی اس نوع کے بارے میں اس قدر فکرمند تھے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی، اسی اثناء میں مسجد میں داخل ہوئے اور ستون سے ٹکرا کر پیٹھ کے بل گر گئے، یہی واقعہ ان کی موت کا سبب بنا، جب گھر لائے گئے تو ان کا انتقال ہو چکا تھا:

ودخل المسجد وهو يعمل فكره في ذلك، فصدمته سارية وهو غافل عنها بفكره، فانقلب على ظهره، فكانت سبب موته. ❶

علم ادب کے امام علامہ جاحظ رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۵ھ) "۱...... البيان والتبيان. ۲...... كتاب الحيوان. ۳...... المحاسن والأضداد. ۴...... البخلاء. ۵...... سحر البيان" جیسی کئی علمی و ادبی کتابوں کے مصنف ہیں، علمی تشنگی اور مطالعہ کا یہ اہتمام تھا کہ جب کوئی کتاب ہاتھ لگتی تو اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک کہ مکمل مطالعہ نہ کر لیتے، خواہ وہ کسی بھی فن کی کتاب ہو:

حتى إنه كان يكتري دكاكين الورّاقين وتبيت فيها للنظر في الكتب.

یہاں تک کہ وہ کتابوں کی دکانیں کرائے پر لیتے اور کتابیں دیکھنے (اور مطالعہ کرنے کے لئے (دکانوں میں ہی) رات گزارتے تھے۔

آخری عمر میں ان کا نصف بدن مفلوج ہو گیا تھا، لیکن بیماری کے ان ایام میں بھی کتابوں کے جمگھٹے کے درمیان مطالعہ میں منہمک ہوتے تھے، اسی دوران ایک مرتبہ ایک

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: الخليل بن أحمد، ج۲ ص۲۴۸

کتاب تلاش کر رہے تھے، جب مطلوبہ کتاب ملی تو اُسے کتابوں کی درمیان سے نکال رہے تھے کہ اسی اثناء میں وہ سب کتابیں آپ پر آگریں، مفلوج جسم میں اُٹھنے کی سکت کہاں تھی چنانچہ اپنی ہی کتابوں کے نیچے دب کر آپ کا انتقال ہوگیا:

وکان موته بسقوط مجلدات العلم عليه. ❶

اسلاف کے علمی انہماک کی یہ حالت تھی کہ انہیں کھانے پینے کی فکر ہی نہیں ہوتی تھی، مشہور فقیہ ومحدث امام محمد بن سُحنون مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی پوری رات علمی مشغولیت میں گزر جاتی تھی اور کھانے کی فکر ہی نہیں ہوتی تھی، ایک مرتبہ ان کی باندی اُم مدام رات کا کھانا لے کر آئیں، آپ تصنیف ومطالعہ میں مسلسل مشغول رہے، کافی دیر تک خادمہ انتظار کرتی رہی کہ آپ کھانا کھائیں تو برتن اُٹھا کر لے جاؤں، لیکن کافی دیر انتظار کرتی رہیں آخر اکتاہٹ کی وجہ سے لقمہ بنا بنا کر آپ کے منہ میں ڈالتی گئیں حتی کہ آپ کو کھانا کھلا دیا، آپ اس حالت میں مسلسل تصنیف میں مشغول رہے، یہاں تک کہ فجر کی اذان ہوگئی، تو آپ نے کہا:

فقال: شغلنا عنک الليلة يا أم مدام هات ما عندک فقالت قد والله يا سيدي ألقمته لک فقال لها: ما شعرت بذلک. ❷

اے اُم مدام! آج رات میں مشغول رہا، کھانا جو آپ کے پاس ہے لیتے آنا، باندی کہنے لگی: آقا بخدا! میں آپ کو ایک ایک لقمہ کر کے کھلا چکی ہوں، انہوں نے کہا مجھے اس کا احساس ہی نہیں ہوا۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) اپنے شوقِ علم کی کہانی خود سناتے ہیں:

إني أخبر عن حالي، ما أشبع من مطالعة الكتب، وإذا رأيت كتابا لم أره فكأني وقعت على كنز.

---

❶ شذرات الذهب في أخبار من ذهب: ترجمة: عمرو بن بحر الجاحظ، ج۳ ص۲۳۲ ❷ ترتيب المدارک: ترجمة: محمد بن سُحنون، ج۴ ص۲۱۵

میں اپنے بارے میں بتاتا ہوں، میں کتابوں کے مطالعے سے کبھی سیر نہیں ہوتا، جب میں کوئی ایسی کتاب دیکھ لیتا ہوں جو میں نے پہلے نہ دیکھی ہو تو گویا میرے ہاتھ میں خزانہ آگیا۔

زمانہ طالب علمی ہی سے آپ کے علمی انہماک اور مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ آپ نے عہد طالب علمی میں بیس (۲۰) ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا، یہ ایک بڑی تعداد ضرور ہے لیکن میری علمی پیاس اس کے بعد بھی نہیں بجھی:

إني طالعت عشرين ألف مجلد، كان أكثر، وأنا بعد في الطلب. ❶

اوقات کی اس قدر دانی کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ نے سینکڑوں کتابیں تصنیف کیں۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی تصانیف کی تعداد ہزار سے زیادہ ہے:

مصنّفات ابن الجوزي أكثر من ألف مصنّف.

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ میں کسی ایسے عالم کو نہیں جانتا جس نے اس قدر کتابیں تصنیف کیں ہو جس قدر علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے کیں ہیں:

ما علمت أحدا صنّف ما صنّف ابن الجوزي.

شیخ استاذ عبدالحمید علوجی عراقی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے "مؤلفات ابن الجوزی" یہ کتاب وزارتِ اوقاف بغداد سے ۱۳۸۵ھ میں چھپی ہے، اس میں انہوں نے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی پانچ سو انیس (۵۱۹) تصانیف شمار کرائیں، اس میں بعض تصانیف کئی جلدوں میں ہیں، اور بعض ایسی بھی ہیں جو چند صفحات پر مشتمل ہیں، ان میں سے اکثر کتابیں غیر مطبوعہ ہیں۔ ❷

---

❶ صيد الخاطر: فصل: همم القدماء من العلماء، ص ۴۵۴

❷ قيمة الزمن عند العلماء: ص ۶۳

امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن محمد اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۶ھ) مشہور محدث ہیں، (امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے "الدقاق، الحافظ، المفید، الرحال") آپ نے علم حدیث کے لئے ایک سوبیس (۱۲۰) شہروں کے سفر کئے:

ودخلت لطلب الحدیث طوس وهراة وبلخ ومرو وبخاری وسمرقند وکرمان وجرجان ونیسابور فما زال یعد حتی سمی مائة وعشرین مکانا ثم قال: فأما الذین کتبت عنهم بأصبهان فأکثر من ألف إن شاء اللّٰه والذین فی الرحلة فأکثر من ألف أخری.[1]

میں علم حدیث پڑھنے کے لئے طوس، ہرات، بلخ، مرو، بخارا، سمرقند، کرمان، جرجان اور نیسابور گیا، اس کے بعد مسلسل آپ مختلف مقامات کے نام گننے لگے یہاں تک کہ ایک سوبیس مقامات کے نام شمار کئے، پھر کہا: جن لوگوں سے میں نے اصفہان میں حدیث لکھی ہے ان شاء اللہ ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے، اور سفر میں جن سے استفادہ کیا ہے ان کا شمار بھی ایک ہزار سے زیادہ ہے۔

میرے خیال میں اگر ایک سوبیس (۱۲۰) مقامات کے نام مسلسل لئے جائیں تو سننے والے گھبرا جائیں گے، لیکن صد آفریں اس باہمت محدث کو جو ان مقامات اور شہروں کا سفر کرتے کرتے نہ گھبرایا۔

مشہور محدث امام محمد بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) نے طلب علم کے لئے تمام ممالکِ اسلامیہ کے علمی سرچشمے کھنگال ڈالے اور اپنے قلب و دماغ میں علم کا اتنا وسیع ذخیرہ جمع کیا جو کسی نے جمع نہیں کیا ہوگا۔ (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں "الحافظ، العالم، المکثر، الجوال") آپ کے علمی سفر کی پر مشقت اور حیرت کن آپ بیتی کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

[1] تذکرة الحفاظ: ترجمة: أبو عبد اللّٰه محمد بن عبد الواحد بن محمد، ج۴ ص ۳۶

بلت الدم فی طلب الحدیث مرتین مرة ببغداد ومرة بمكة كنت أمشی حافیا فی الحر فلحقنی ذلک، وما ركبت دابة قط فی طلب الحدیث، وكنت أحمل كتبی علی ظهری، وما سألت فی حال الطلب أحدًا كنت أعیش علی ما یأتی وقیل: كان یمشی دائمًا فی الیوم واللیلة عشرین فرسخًا وكان قادرًا علی ذلک۔ [1]

امام محمد بن طاہر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے طلبِ حدیث کے دوران (اسفار میں) دو دفعہ پیشاب میں خون آنے لگا، ایک دفعہ بغداد میں اور دوسری دفعہ مکہ مکرمہ میں، سخت گرمی کے ایام میں پیدل سفر کرنے کی وجہ سے مجھے یہ بیماری لاحق ہوگئی، میں اپنی کتابیں اپنی کمر پر اُٹھا کر پیدل چلتا تھا، میں نے طالب علمی کے زمانے میں کبھی کسی سے کوئی چیز نہیں مانگی، جو مل جاتا اسی پر گزارا کرتا، آپ کے متعلق کہا گیا ہے کہ آپ سفر میں ہمیشہ دن رات ۲۰ فرسخ (۶۰ میل) فاصلہ طے کرتے تھے اور انہیں اس پر قدرت حاصل تھی۔

امام ابوعبدالرحمٰن بقی بن مخلد اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) جس نے مغرب بعید سے مشرق تک کئی ہزار میل کا پیدل سفر محض اس لئے طے کیا کہ وہاں امیر المؤمنین فی الحدیث امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے دامن کو علم حدیث کی دولت سے بھرے، لیکن جب وہ علم کا حریص وہاں پہونچا تو معلوم ہوا کہ جس کی خاطر اس نے یہ طویل وعریض سفر پیدل چل کر کیا ہے، وہ ایک سخت آزمائش میں مبتلا ہے، اور درس وتدریس اور لوگوں سے ملنے جلنے پر حکومت کی جانب سے کڑی پابندی عائد کی ہے، مگر وہ بھی علم کا متوالا اور طالب حقیقی تھا، اس نے حصولِ علم کے لئے ایک ایسی راہ اختیار کی جس کا تصور بھی ہر کس وناکس کے لئے مشکل ہے۔

امام بقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ اپنے ہاتھ میں ایک لکڑی لیتا، سر پر

---

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن طاهر بن علی، ج۴ ص۲۸، ۲۹

بھکاریوں کا سا کپڑا باندھتا، اور کاغذ دوات، آستین کے اندر رکھ کر آپ کے دروازے پر جا کر صدا دیتا ''خدا بہت سا دے بابا'' وہاں مانگنے کا یہی دستور تھا، آپ تشریف لاتے اور جب میں اندر ہو جاتا دروازہ بند کر کے کبھی دو، کبھی تین یا اس سے زیادہ حدیثیں بیان فرماتے، اس طرح انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ سے علم حدیث حاصل کیا۔ (1)

مشہور حافظ حدیث، علل اور رجال کے امام محمد بن ادریس المعروف امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) کے حفظِ حدیث کا یہ عالم تھا کہ ان کے صاحبزادے آپ سے نقل کرتے ہیں کہ میرے والد نے امام ابوالولید طیالسی رحمہ اللہ کے دروازے کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر محدثین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کون ہے جو مجھے ایسی غریب حدیث سنائے جو میں نے نہ سنی ہو تو میں اُسے فی حدیث ایک درہم انعام دوں گا، مجمع میں امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین تھے، میری غرض یہ تھی کہ کوئی مجھے ایسی غریب حدیث بتائے جو میں نے ابھی تک نہیں سنی تو میں اس کے بیان کرنے والے محدث کی خدمت میں جاؤں اور ان سے بالمشافہ وہ روایت سنوں، مگر کسی کو مطلوبہ حدیث بیان کرنے کی توفیق نصیب نہ ہوئی:

وقال ابن أبي حاتم: سمعت أبي يقول: قلت على باب أبي الوليد الطيالسي: من أغرب علي حديثا صحيحا فله درهم وكان ثم خلق أبو زرعة فمن دونه وإنما كان مرادي أن يلقى علي ما لم أسمع به لأذهب إلى راويه فأسمعه فلم يتهيأ لأحد أن يغرب علي. (2)

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ کو یہ تبحر ویسے نہیں ملا بلکہ اس کے لئے انہوں نے انتھک

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: بقي بن مخلد بن يزيد أبو عبد الرحمن الأندلسي، ج۱۳ ص ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴ (2) تذكرة الحافظ: ترجمة: أبو حاتم الرازي محمد بن إدريس بن المنذر، ج۲ ص ۱۱۳

محنت کی، طویل اسفار اور مشقتیں برداشت کیں، آپ اپنی سرگزشت خود بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے پہلے سفر میں سات (۷) سال گھر سے دور رہا، اور ایک ہزار فرسخ سے زیادہ مسافت پیدل طے کی (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے لہذا ہزار فرسخ تین ہزار میل بنے) یہ ان کی سیاحت کی انتہا نہیں بلکہ شمار کی حد ہے، کیوں کہ آپ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے میلوں کا شمار کرنا چھوڑ دیا۔ بیس (۲۰) سال کی عمر میں بحرین سے مصر، پھر وہاں سے رملہ اور پھر وہاں سے طرسوس تک کے یہ طویل اسفار پیدل طے کئے:

أول ما رحلت أقمت سبع سنين ومشيت على قدمي زيادة على ألف فرسخ ثم تركت العدد وخرجت من البحرين إلى مصر ماشيا ثم إلى الرملة ماشيا ثم إلى طرسوس ولي عشرون سنة. ❶

اپنے فقر و فاقہ اور افلاس کی سرگذشت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وقال بقيت بالبصرة سنة أربع عشرة فبعت ثيابي حتى نفدت وجعت يومين فأعلمت رفيقي فقال: معي دينار فأعطاني نصفه.

میں ۲۱۴ھ میں بصرہ میں مقیم تھا، (فقر و فاقہ کے سبب) میں نے اپنے سارے کپڑے بیچ دیئے، وہ بھی بالآخر ختم ہو گئے تو میں نے دو دن فاقے میں بسر کئے، پھر میں نے اپنے ساتھی کو صورتِ حال سے آگاہ کیا تو وہ بولا میرے پاس صرف ایک دینار ہے، چنانچہ اس نے اس میں سے نصف مجھے دے دیا۔

اصبہان کے مشہور محدث امام ابن المقری رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۱ھ) نے علم حدیث کے حصول کے لئے پچاس (۵۰) شہروں میں جا کر حدیث کی سماعت کی:

سمع ابن المقرئ في نحو من خمسين مدينة.

امام ابن المقری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے چار مرتبہ مشرق و مغرب کا سفر

❶ تذكرة الحافظ: ترجمة: أبو حاتم الرازي محمد بن إدريس بن المنذر، ج ۲ ص ۱۱۳

کیا، اور دس (۱۰) دفعہ بیت المقدس گیا، چار مرتبہ میں نے حج کیا، پچیس (۲۵) مہینے مکہ مکرمہ میں ٹھہرا:

طفت الشرق والغرب أربع مرات دخلت بيت المقدس عشر مرات، وحججت أربعًا أقمت بمكة خمسة وعشرين شهرًا.

امام ابن المقری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے مفضل بن فضالہ کے نسخے (نسخہ محدثین کی اصطلاح میں اس مجموعے کا نام ہے جو کسی ایک شیخ کی روایتوں پر مشتمل ہو) کی خاطر ستر (۷۰) مرحلے کا سفر کیا تھا، اس نسخے کی ظاہری حالت یہ تھی کہ اگر کسی نان بائی کو دیا جائے تو وہ ایک روٹی بھی اُس کے عوض میں دینا گوارا نہ کرے گا (ایک مرحلے کا معمولی اندازہ بارہ (۱۲) میل ہے تو گویا آٹھ سو چالیس (۸۴۰) میل کا سفر صرف ایک نسخہ کے لئے کیا):

مشيت بسبب نسخة مفضل بن فضالة سبعين مرحلة ولو عرضت على خبَّاز برغيف لم يقبلها. ❶

حکیم ابونصر فارابی (متوفی ۳۳۹ھ) جو منطق، فلسفہ اور طب کے امام تھے، یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ وہ عہد طالب علمی میں تہی دستی کی بدولت چراغ کا تیل خریدنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے تھے، باوجود افلاس کے مطالعہ کے اس قدر شیدائی تھے کہ رات کو پاسبانوں کی قندیلوں سے کام لیتے اور ان کی روشنی میں کتاب کا مطالعہ کیا کرتے تھے، اس تنگ حالی میں وہ علمی ترقی کر کے سارے جہاں میں اپنا نام روشن کر کے چلے گئے:

وَكَانَ ضَعِيفُ الْحَالِ حَتَّى أَنه كَانَ فِي اللَّيْلِ يَسْهَرُ لِلْمُطَالَعَةِ وَالتَّصْنِيفِ وَيَسْتَضِيءُ بِالْقِنْدِيلِ الَّذِي لِلْحَارِسِ. ❷

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن إبراهيم بن علي بن عاصم، ج۳ ص۱۲۱، ۱۲۲ ❷ عيون الأنباء في طبقات الأطباء: ترجمة: أبو نصر الفارابي، ص۶۰۳

امام ابو العلاء حسن بن احمد ہمدانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۹ھ) فنِ قراءت، فنِ حدیث اور علم ادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے، (امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ''الحافظ، العلامة، المقرئ، شيخ الإسلام'') آپ متعدد کتابوں کے مصنف تھے، آپ کی صرف ایک ''زاد المسافر'' پچاس جلدوں پر مشتمل تھی۔ ''كان إماما في القرآن وعلومه وحصل من القراء ات'' قرآن اور علوم قرآن میں امامت کے درجے پر فائز تھے، آپ نے مختلف قرأتوں کی تعلیم حاصل کی تھی۔ یہ جلالتِ شان ویسے آپ کو حاصل نہیں ہوئی بلکہ اس کے لئے آپ نے بڑی محنت کی:

حتى سافر إلى بغداد وأصبهان مرات ماشيًا يحمل كتبه على ظهره.

یہاں تک کہ آپ نے متعدد بار پشت پر کتابوں کی گٹھڑی اُٹھاتے ہوئے اصبہان اور بغداد کا پیدل سفر کیا۔

افلاس کی وجہ سے طالب علمی کے زمانے میں بغداد کی مسجدوں میں رہا کرتے تھے، اور کھانے میں باجرے اور چنے کی روٹی کھایا کرتے تھے، چراغ اور تیل خریدنے کی وسعت نہ ہونے کی وجہ سے بغداد کی مسجد میں چراغ کی روشنی میں جو بلندی پر تھا کھڑے کھڑے لکھا کرتے تھے، ظاہر ہے اگر وسعت ہوتی تو اس قدر تکلیف وصعوبت کیوں گوارا کرتے:

رأيت أبا العلاء في مسجد من مساجد بغداد يكتب وهو قائم؛ لأن السراج كان عاليًا.

امام ذہبی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ اس جانفشانی اور محنت وکاوش کی بدولت آپ نے وہ علمی کمال پیدا کیا کہ لوگوں کے دلوں میں آپ کی عظمت کا سکہ بیٹھ گیا، جب آپ ہمدان میں گھر سے باہر نکلتے تو ہر شخص آپ کو دیکھ کر کھڑا ہو جاتا، بچے اور یہودیوں تک آپ کی درازی عمر کی دُعا کیا کرتے تھے، جب آپ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے آتے تو شہر کے لوگ مسلمان اور یہودی شہر سے باہر نکل کر آپ کا استقبال کرتے تھے، اور شہر میں داخل

ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ (1)

جب اخلاص ومحنت کے ساتھ علمی کمال حاصل کیا جائے تو اللہ تبارک وتعالی مال ودولت، عزت وشہرت تمام چیزوں کوقدموں میں نچھاور کر دیتا ہے، اور لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت وعقیدت کا سکہ بٹھا دیتا ہے۔

حافظ الحدیث امام حجاج بن شاعر ثقفی بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۹ھ) جب تحصیلِ علم کے لئے جانے لگے تو ان کی دل سوز والدہ نے انہیں سو روٹیاں پکا کر دیں، جنہیں وہ ایک تھیلے میں ڈال کر شہر مدائن میں امام شبابہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تحصیل علم میں منہمک ہو گئے، روٹیاں مہربان والدہ نے پکا دی تھیں سالن ہونہار اور دلیر فرزند نے خود تجویز کر لیا اور اتنا کثیر ولطیف کہ آج تک صدہا برس گزرنے کے بعد بھی ویسا ہی تروتازہ اور موجود ہے، وہ کیا ہے؟ دریائے دجلہ کا پانی، حجاج سو دن استاذ کے پاس ٹھہرے روزانہ ایک روٹی دجلہ کے پانی میں بھگو کر کھا لیتے اور استاذ سے پڑھتے، جس روز روٹیاں ختم ہو گئیں ان کو استاذ کا فیض بخش دروازہ چھوڑنا پڑا:

سمعت حجاج بن الشاعر يقول: جمعت لي أمي مائة يوم ببابه أجيء بالرغيف فأغمسه في دجلة وآكله فلما نفدت خرجت. (2)

امام ابوعلی حسن بن علی وخشی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۱ھ) بلخ کے رہنے والے مشہور حافظِ حدیث ہیں، تحصیل علم کے دوران آپ پر اس قدر فقر وفاقہ آیا کہ کئی دن کھانے کا ایک لقمہ بھی آپ کو میسر نہ ہوا، لیکن اس دوران بھی مسلسل علم حدیث کا سماع کرتے اور لکھتے رہے لیکن آخر جب بھوک کی اذیت برداشت نہ ہو سکی تو مجبور ہو کر ایک نان بائی کی دوکان پر اس

(1) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو العلاء الهمداني الحسن بن أحمد بن الحسن، ج۴ ص ۸۰، ۸۱ (2) تذكرة الحفاظ: ترجمة: حجاج بن الشاعر الثقفي البغدادي، ج۲ ص ۱۰۰

غرض سے جا بیٹھے کہ کھانے کی خوشبو ہی سے کچھ تقویت طبیعت کو پہنچا لیں:

لقد كنت بعسقلان أسمع من ابن مصحح وغيره فضاقت على النفقة وبقيت أيامًا بلا أكل فأخذت لأكتب فعجزت فذهبت إلى دكان خباز وقعدت بقربه لأشم رائحة الخبز وأتقوى بها. ❶

جب میں شہر عسقلان میں حافظ ابنِ مصحح اور دوسرے علماء سے حدیث کا سماع کرتا تھا تو میرا خرچہ ختم ہو گیا، اور مجھے ایک لقمے تک منہ میں ڈالے کئی دن گزر گئے، میں برابر حدیث لکھنے میں مصروف رہا، یہاں تک کہ عاجز ہو گیا اور مجبور ہو کر ایک نان بائی کی دکان پر جا بیٹھا تا کہ کھانا تیار ہونے کی خوشبو سونگھ کر ہی کچھ تسکین حاصل کروں۔

فنِ حدیث کے مشہور امام حافظ الحدیث امام زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) جن کے بارے میں علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أحد الفقهاء والمحدثين والأعلام التابعين بالمدينة، رأى عشرة من الصحابة رضوان الله عليهم.

آپ کے تلامذہ میں امام مالک، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ جیسے کبار محدثین شامل ہیں، مطالعہ کرتے وقت آپ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ گھر میں دائیں بائیں ہر سمت میں کتابیں ہوتیں اور آپ درمیان میں بیٹھے کتابوں کے مطالعے میں ایسے منہمک ہوتے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ ہوتی، اہلیہ کو یہ بات کب گوارا ہو سکتی تھی کہ اس کے سوا کسی اور کی اس قدر گنجائش شوہر کے دل میں ہو، ایک روز غصے میں آ کر کہنے لگی: بخدا! یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں:

وكان إذا جلس في بيته وضع كتبه حوله فيشتغل بها عن كل شيء من أمور الدنيا، فقالت له امرأته يوما: والله لهذه الكتب أشد على من

❶تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو علي الحسن بن علي بن محمد الوخشي، ج۳ ص ۲۴۲

ثلاث ضرائر. ⓫

امام عبدالوہاب بن علی المعروف ابن سُکینہ رحمہ اللہ (متوفی ٦٠٧ھ) علو اسناد، معرفت وپختگی، علم وزہد، عبادت وریاضت، حسن اخلاق، اتباع سنت اور سلف کی اقتداء میں اپنے وقت کے شیخ کامل تھے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

اَلشَّيْخُ، اَلْإِمَامُ، اَلْعَالِمُ، اَلْفَقِيهُ، اَلْمُحَدِّثُ، اَلثِّقَةُ، اَلْمُعَمَّرُ، اَلْقُدْوَةُ اَلْكَبِيرُ، شَيْخُ الْإِسْلَامِ، مَفْخَرُ الْعِرَاقِ.

قرآن کریم کی تلاوت، ذکر، تہجد یا پھر تعلیم وتعلم میں اپنے تمام اوقات صرف کیا کرتے تھے، آپ زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے تھے، آپ لوگوں کو اپنی مجلس میں فضول بات چیت، کسی کی غیبت یا بلا فائدہ بات کرنے سے منع کیا کرتے تھے، اپنے گھر سے صرف نماز، درس یا جنازے کے لئے نکلتے تھے، باقی تمام اوقات مطالعہ میں صرف کیا کرتے تھے، امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "لا يضيع شيئا من وقته" اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے تھے، آپ نے اپنے تلامذہ سے کہا ہوا تھا جب ملاقات کے لئے آؤ تو "السلام علیکم" سے زیادہ کچھ مت کہا کرو، یہ آپ علمی مباحثہ وتکرار اور احکام کی تقریر کے لئے وقت بچانے کی خاطر کہا کرتے تھے:

وَكُنَّا إِذَا دَخَلْنَا عَلَيْهِ يَقُولُ: لَا تَزِيدُوا عَلَى (اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ) مَسْأَلَةً لِكَثْرَةِ حِرْصِهِ عَلَى الْمُبَاحَثَةِ، وَتَقْرِيرِ الْأَحْكَامِ. ⓬

اندازہ کریں کہ وقت کی قدر وقیمت اسلاف کی نگاہ میں کس قدر تھی کہ مسنون سلام کے علاوہ زیادہ بات چیت کی اجازت نہ تھی، تاکہ لمحاتِ زندگی سے زیادہ سے زیادہ فائدہ

⓫ وفيات الأعيان: ترجمة: الزهري أبو بكر محمد بن مسلم بن عبيد الله، ج ٤ ص ١٧٧، ١٧٨ ⓬ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن سُكينة عبد الوهاب بن علي بن علي، ج ٢١ ص ٥٠٢، ٥٠٣

اُٹھایا جا سکے، ہمارے ہاں ملاقات ہوتے ہی حال واحوال، رسمی باتوں اور خوشامدانہ باتوں میں ہی قیمتی وقت ضائع کردیا جاتا ہے، پھر جب مل بیٹھتے ہیں تو فضول گپ شپ اور سیاسی گفتگو اور بے فائدہ باتوں میں گھنٹے گزار دیتے ہیں، جب کہ سلف کی حالت یہ تھی کہ انہیں اگر قضائے حاجت کی بھی ضرورت پیش آتی تو شاگرد سے کہتے بلند آواز سے کتاب پڑھو، تاکہ اس دوران بھی وقت ضائع نہ ہو، سماعت کے ذریعے علم کے نئے دریچے کھل جائیں، یہ علم کے شوقین اور وقت کے قدر دان علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دادا مجد الدین ابوالبرکات عبدالسلام بن عبداللہ بن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۳ھ) ہیں:

كَانَ الْجَدُّ إِذَا دَخَلَ الخلاء يَقُول لی: اقرأ فِی هَذَا الكتاب، وارفع صوتک حَتَّی أَسْمَعَ.

دادا مجد الدین ابوالبرکات جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو مجھ سے کہتے تھے کہ یہ کتاب پڑھو اور آواز کو بلند رکھو تا کہ میں سن سکوں۔

علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) یہ بات نقل کر کے لکھتے ہیں:

قُلْتُ: يشير بِذَلِکَ إِلَی قوة حرصه عَلَی العلم وحصوله وحفظه لأوقاته. (1)

اس سے وہ ان کے حصولِ علم اور حفظِ اوقات کے سلسلہ میں شدتِ حرص کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔

امام عبدالعظیم بن عبدالقوی المعروف حافظ منذری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ) حدیث کی معروف کتاب ''الترغیب والترھیب'' کے مصنف ہیں، شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے اپنی کتاب ''بستان العارفین'' کے آخر میں باب قائم کیا ''باب فی حکایات مستطرفة'' اس میں اپنے شیخ ضیاء الدین مرادی رحمہ اللہ

(1) ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم، ج ۴ ص ۵

سے نقل کرتے ہیں، یہ اپنے شیخ امام منذری رحمہ اللہ کے علمی انہماک، مطالعہ، تصنیف وتالیف کے متعلق فرماتے ہیں:

قال شيخنا ولم أر ولم أسمع أحدا أكثر اجتهادا منه في الاشتغال كان دائم الاشتغال في الليل والنهار وقال وجاورته في المدرسة يعني بالقاهرة حماها الله بيتي فوق بيته اثني عشر سنة فلم استيقظ في ليلة من الليالي في ساعة من ساعات الليل إلا وجدت ضوء السراج في بيته وهو مشتغل بالعلم وحتى كان في حال الأكل والكتاب والكتب عنده يشتغل فيها.

ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ مصروفیت میں میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو نہ دیکھا اور نہ سنا، دن رات علم میں مشغول رہتے تھے، فرمایا کہ میں مدرسہ میں (قاہرہ میں) ان کے پڑوس میں بارہ سال تک مقیم رہا، میرا کمرہ ان کے کمرے کے اوپر تھا، جب بھی رات کے کسی پہر اُٹھتا تو ان کے کمرہ میں چراغ کی روشنی دیکھتا، حتیٰ کہ کھانے کے وقت بھی کتاب بلکہ کتابیں ان کے پاس ہوتیں اور وہ ان میں مصروف رہتے تھے۔

امام منذری رحمہ اللہ کے علمی اشتغال کی یہ حالت تھی کہ کبھی مدرسے سے نہیں نکلتے تھے، نہ خوشی کے مواقع پر مبارک باد دینے کے لئے اور نہ غم کے موقع پر تعزیت کے لئے نکلتے، اور نہ ہی کسی قسم کی تفریح کے لئے مدرسہ سے نکلتے، صرف جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے جامع مسجد جاتے تھے، بقیہ تمام اوقات علمی استغراق میں گزارتے تھے:

وكان لا يخرج من المدرسة لا لعزاء ولا لهناء ولا لفرجه ولا لغير ذلك إلا لصلاة الجمعة بل يستغرق الأوقات في العلم. (۱)

امام منذری رحمہ اللہ اپنے اوقات کو اس طرح تول تول کر خرچ کرتے تھے کہ ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو، علم اور مطالعہ کے اس قدر شیدائی تھے کہ جب آپ کے ہونہار فرزند جو خود بھی ایک عظیم محدث تھے، ان کا اسم گرامی رشید الدین (متوفی ۶۴۳ھ) ہے، جب آپ

(۱) بستان العارفين: باب في حكايات مستطرفة، ص ۷۹، ۸۰

کے اس صاحبزادے کا انتقال ہوا تو ان کی نماز جنازہ پڑھی، جنازے کے ساتھ مدرسے کے دروازے تک گئے، آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اس غمزدہ حالت میں اپنے بیٹے کو خطاب کر کے کہا: اے بیٹے! میں تمہیں اللہ کے حوالے کرتا ہوں، بس وہیں سے جدا ہو گئے، اور مدرسے سے نہیں نکلے۔ علم کے اس شیدائی نے تدفین میں محض اس لئے شرکت نہیں کی تاکہ یہ اوقات علمی مصروفیت میں صرف ہو جائیں، چونکہ تدفین کے لئے اہل وعیال، عزیز واقارب اور اہلِ محلّہ موجود تھے:

كان له ولد نجيب محدث فاضل توفاه اللّٰه تعالى فى حياته ليضاعف له فى حسناته فصلى عليه الشيخ داخل المدرسَة وشيعه إلى بابها ثُمَّ دَمَعَتْ عَيْنَاهُ وَقَالَ أَوْدَعْتُكَ يَا وَلَدِىْ لِلّٰهِ وَفَارَقَهُ. ❶

سلف میں مطالعہ اور کتاب فہمی کا اس قدر رجحان تھا کہ وہ ایک ایک کتاب کا کئی دفعہ مطالعہ کرتے تھے، امام صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ٧٦٤ھ) محمد بن محمد بن طرخان المعروف ابونصر فارابی (متوفی ٣٣٩ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے ارسطو کی کتاب ''النفس'' کا دوسو (٢٠٠) دفعہ مطالعہ کیا، نیز انہوں نے ارسطو کی کتاب ''السماع الطبیعی'' کا چالیس (٤٠) دفعہ مطالعہ کیا۔ ❷

''العُباب في فقه الشافعية'' یہ قاضی شہاب الدین باغونی رحمہ اللہ (متوفی ٨١٠ھ) کی کتاب ہے، علامہ مرتضی حسن زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ١٢٠٥ھ) نے مادہ ''قیر'' کے تحت امام عبدالقدیم بن حسین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے ''العباب'' کا آٹھ سو (٨٠٠) مرتبہ درس دیا۔ ❸

❶ طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: عبد العظيم بن عبد القوى بن عبد اللّٰه، ج٨ ص ٢٦٠ ❷ الوافى بالوفيات: ترجمة: أبو نصر الفارابي محمد بن محمد، ج١ ص ١٠٣ ❸ تاج العروس: مادة: قير، ج١٣ ص ٥٠٢

علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ٦٢٠ھ) نے ''المقنع في الفقه'' کے نام سے ایک کتاب لکھی، اس کتاب کی شرح امام عبد الرحمٰن بن محمد بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ٦٨٢ھ) نے ''الشرح الكبير على متن المقنع'' کے نام سے بارہ (١٢) جلدوں میں لکھی، شارح نے اپنی اس کتاب میں دلائل ومسائل اور جزئیات کے ذکر کرنے میں زیادہ تر استفادہ ماتن کی شہرہ آفاق کتاب ''المغني'' سے کیا ہے۔ امام اسماعیل بن محمد بن اسماعیل الفراء دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ٧٢٩ھ) نے ''المقنع'' متن کا ایک سو (١٠٠) مطالعہ کیا۔ ❶

امام کتانی رحمہ اللہ (متوفی ١٣٨٢ھ) امام ابو عبد اللہ محمد التاودی فاسی رحمہ اللہ (متوفی ١٢٠٩ھ) کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے ''صحيح البخاري'' کا چالیس (٤٠) سے زائد دفعہ مطالعہ کیا، خصوصًا رمضان کے مہینے میں ختم قرآن کے ساتھ صحیح بخاری کا بھی ختم کیا کرتے تھے، انہوں نے ''زاد المجد الساري'' کے نام سے صحیح بخاری پر حاشیہ بھی لکھا، نیز انہوں نے ''مختصر خليل'' جو امام خلیل بن اسحاق بن موسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ٧٧٦ھ) کی ہے اس کتاب کا بھی تیس (٣٠) دفعہ مطالعہ کیا۔ ❷

امام شافعی رحمہ اللہ کے جلیل القدر شاگرد امام مزنی رحمہ اللہ (متوفی ٢٦٤ھ) نے اپنے استاذ کی کتاب ''الرسالة'' کا پچاس برس مطالعہ کیا، اور وہ خود ناقل ہیں کہ ہر مرتبہ مطالعے میں مجھے نئے نئے فوائد حاصل ہوتے گئے جنہیں میں پہلے نہیں جانتا تھا:

أنا أنظر في كتاب الرسالة عن الشافعي رحمه الله منذ خمسين سنة ما أعلم أني نظرت فيه مرة إلا وأنا أستفيد منه شيئًا كثيرًا لم أكن عرفته. ❸

❶ ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: اسماعيل بن محمد بن اسماعيل الفراء، ج٤ ص٣٤ ❷ فهرس الفهارس: حرف التاء والثاء، ترجمة: التاودي ابن سودة، ج١ ص٢٥٧، ٢٥٨ ❸ وفيات الأعيان: ترجمة: أبو القاسم الأنماطي، ج٣ ص٢٤١

اسلاف کی علمی حمیت نہایت حساس تھی، اگر اُن سے معمولی کوئی غلطی ہو جاتی تو اُس فن کو اس قدر محنت وجستجو کے ساتھ حاصل کرتے کہ آنے والی نسلوں کے لئے وہ اُس فن کے مقتداء شمار ہوتے۔ فن ادب ونحو کے مشہور امام، امام کسائی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) نے علم نحو کو بڑی عمر میں حاصل کیا، اس کا سبب یہ بنا کہ ایک دفعہ آپ مجلس علم میں شرکت کے لئے پیدل چل کر آئے تو آپ کو کافی تھکاوٹ ہوگئی، تو آپ نے فرمایا "قَدْ عَیَّیْتُ" (بالتشدید) یعنی میں تھک گیا ہوں، تو اہلِ مجلس نے ٹوکا کہ تم غلط لفظ استعمال کر رہے ہو، اگر تمہیں اپنی درماندگی کا اظہار مقصود ہے تو لفظ "عَیِیْتُ" (بالتخفیف) استعمال کرو، اس غلطی سے ان کے دل پر ایک چوٹ لگی، مجلس سے باہر نکلے اور یہ تہیہ کر لیا کہ وہ فن سیکھنا چاہئے جس سے پھر آئندہ ایسی خفت پھر کسی مجلس میں نہ اُٹھانی پڑے، چنانچہ یہ عزم کر کے نکلے اور اس فن میں اس قدر محنت کی کہ اس فن کے امام بن گئے۔ ❶

اس فن میں پھر انہیں ایسی مہارت حاصل تھی کہ یہ فقہ کے مسائل کے جوابات نحو کے قوانین کی روشنی میں دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ امام محمد رحمہ اللہ نے امام کسائی رحمہ اللہ سے کہا تم نے علم فقہ کیوں حاصل نہیں کیا؟ امام کسائی رحمہ اللہ نے جواب دیا:

مَنْ أَحْكَمَ عِلْمًا فَذَلِكَ يَهْدِيهِ إِلَى سَائِرِ الْعُلُومِ.

جو شخص کسی ایک علم میں پختگی حاصل کرے وہ علم دیگر تمام علوم کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا میں تم سے فقہ کا ایک مسئلہ پوچھتا ہوں تم اِس کا جواب نحو کے اصول کی روشنی میں دو، امام کسائی رحمہ اللہ نے کہا: حضرت پوچھو، آپ نے فرمایا اگر کسی پر سجدہ سہو لازم ہو جائے، پھر سجدہ سہو کی ادائیگی کے وقت دوبارہ اس سے سہو ہو جائے تو کیا وہ دوبارہ سجدہ سہو کرے گا؟ امام کسائی رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں کرے گا، امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: تم نے یہ جواب کس اصول کی روشنی میں دیا؟ تو امام کسائی رحمہ اللہ نے فرمایا:

❶ حياة الحيوان: باب النحاء، الخرب، ج ۱ ص ۴۰۸

مِنْ بَابِ أَنَّ الْمُصَغَّرَ لَا يُصَغَّرُ فَتَعَجَّبَ مِنْ فِطْنَتِهِ. ⓫

جب کسی چیز کی ایک دفعہ تصغیر لائی جائے تو دوبارہ تصغیر نہیں لائی جاتی، امام محمد رحمہ اللہ کو ان کی حیرت انگیز فطانت پر تعجب ہوا۔

امام ابو بشر عمرو بن عثمان المعروف امام سیبویہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۰ھ) علم نحو کے سرخیل اور ''الکتاب'' کے مصنف ہیں، اس کتاب کے متعلق امام مبرد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وكان المبرّد إذا أراد أحد أن يقرأ عليه كتاب سيبويه يقول له: هل ركبت البحر تعظيما له، واستعظاما لما فيه.

امام مدینی رحمہ اللہ اس شہرہ آفاق کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

وكان المدينيّ يقول: من أراد أن يعمل كتابا كبيرا في النحو بعد كتاب سيبويه فليستحي.

امام سیبویہ رحمہ اللہ کے علم نحو کی طرف متوجہ ہونے کا سبب یہ بنا کہ آپ ابتداء میں فقہ وحدیث پڑھا کرتے تھے، نحو سے اس وقت آپ کو مناسبت نہیں تھی، اس وقت کے عظیم محدث امام حماد بن سلمہ رحمہ اللہ (متوفی ۱٦۷ھ) کے درس حدیث میں آپ شریک تھے، اور آپ مستملی تھے، (سلف میں تعلیم کا یہ طریقہ رائج تھا کہ استاذ کسی اونچی جگہ پر بیٹھ کر کسی موضوع کی نسبت زبانی تقریر کرتا اور شاگرد اس کو سنتے اور ضبط کرتے، اس طریق کا نام ''املاء'' تھا، وقتِ ضرورت ایک یا زائد اشخاص اس غرض سے کھڑے ہو جاتے تھے کہ استاذ کے الفاظ بعینہٖ شاگرد تک پہنچاتے ان لوگوں کو اصطلاح میں ''مستملی'' کہا جاتا تھا)

ایک روز کسی حدیث کی روایت میں امام حماد رحمہ اللہ نے ''ليس أبا الدرداء'' املاء کروایا، امام سیبویہ رحمہ اللہ نے ان کو ادا کرتے وقت ''ليس أبو الدرداء'' سامعین کو سنایا، شیخ نے کہا کہ آپ نے غلط لفظ بتایا ہے، ''ليس أبا الدرداء'' کہو، مجلس علم میں اس خطاء پر اور پھر شیخ کی تنبیہ پر آپ کو بڑی ندامت ہوئی، پھر انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ میں

⓫ المبسوط للسرخسي: كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ١ ص ٢٢٤

ضرور ایسا علم حاصل کروں جو مجھے ان غلطیوں سے محفوظ رکھے، پھر آپ علم نحو کے حصول میں مشغول ہوئے اور اس قدر جدوجہد اور کوشش سے سیکھا کہ علم نحو کے امام بن گئے، پھر اس فن پر ''الکتاب''، لکھی، جب بھی علم نحو میں ''الکتاب'' کا تذکرہ آتا ہے تو اس سے مراد امام سیبویہ رحمہ اللہ کی یہ کتاب ہوتی ہے، سینکڑوں برس سے طلبہ ان کی تحقیقات، اقوال اور تصنیف سے استفادہ کر کے نحوی بن رہے ہیں۔ ❶

اسلاف کی علمی وسعت کی یہ حالت تھی کہ اگر وہ کسی حدیث یا مسئلے کی تحقیق پر بحث ومباحثہ دلائل کے ساتھ کرتے تو سردیوں کی طویل راتیں گزر جاتیں، فجر کی اذان رات کے گزرنے اور سحر کے آنے کی اطلاع دیتی لیکن اب تک کسی ایک حدیث کے معانی، اسناد اور رجال پر بحث مکمل نہیں ہوتی۔ امام علی بن الحسن بن شقیق رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں کہ ایک شب میں نماز پڑھ کر مسجد سے باہر حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کے ساتھ اُٹھا، رات میں سردی کی نہایت شدت تھی، دروازے پر پہنچ کر عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے ایک حدیث کا ذکر چھیڑا، جب وہ فرما چکے تو میں نے اس کی نسبت کچھ کہا، میرے بعد پھر انہوں نے اس پر بحث کی، غرض جانبین سے اسی طرح سلسلہ کلام جاری تھا کہ فجر کی اذان ہوئی اور ہم دونوں مسجد لوٹ آئے:

عن علی بن الحسن بن شقیق قمت مع ابن المبارک لیلة باردة لیخرج من المسجد فذاکرنی عند الباب بحدیث وذاکرته فما زال یذاکرنی حتی جاء المؤذن فأذن للفجر. ❷

علمی پختگی اور ترقی کا زمانہ جوانی کا ہے، اس لئے کہ ''ان الشباب هو میدان العمل والتحصیل'' جوانی ہی اصل حصولِ علم اور میدانِ عمل ہے، جوانی میں امراض،

❶ إنباه الرواة علی أنباه النحاة: ترجمة: عمرو بن عثمان بن قنبر، ج ۲ ص ۳۴۸، ۳۴۹

❷ تذکرة الحفاظ: ترجمة: عبد اللہ بن المبارک بن واضح، ج ۱ ص ۲۰۳

موانع، رکاوٹیں کم ہوتی ہیں، ہمت بلند اور جسم وحافظے میں قوت بھرپور ہوتی ہے، یہی بننے اور بگڑنے کا زمانہ ہوتا ہے، علمی وسعت، بحث ومباحثہ، تصنیف وتالیف، درس وتدریس، وعظ ونصیحت، مطالعہ اور حفظِ علم کا یہی زمانہ ہوتا ہے۔ مشہور تابعی امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) کی ہمشیرہ حفصہ بن سیرین رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) فرماتی ہیں:

يا معشر الشباب خذوا من أنفسكم وأنتم شباب فإني ما رأيت العمل إلا في الشباب. [1]

اے نوجوانو! جوانی میں اپنے آپ سے کام لے لو، کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ کام صرف جوانی ہی میں ہوتے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ٦٧٦ھ) اپنی مشہور تصنیف ''المجموع شرح المهذب'' کے مقدمے میں ''باب آداب العلم'' کے تحت فرماتے ہیں:

وَيَنْبَغِي أَنْ يَغْتَنِمَ التَّحْصِيلَ فِي وَقْتِ الْفَرَاغِ وَالنَّشَاطِ وَحَالِ الشَّبَابِ وَقُوَّةِ الْبَدَنِ وَنَبَاهَةِ الْخَاطِرِ وَقِلَّةِ الشَّوَاغِلِ.

طالب علم کے لئے مناسب یہ ہے کہ حصولِ علم کے لئے ایسے وقت کو غنیمت سمجھنا چاہئے جب فراغت اور نشاط ہو، جوانی اور جسمانی قوت موجود ہو، ذہن بیدار اور مشاغل کمتر ہوں۔

بچے کی پیدائش کے وقت کان میں اذان دی جاتی ہے اور وفات کے وقت نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے، لیکن اس کے لئے اذان نہیں دی جاتی، اس لئے کہ اذان پیدائش کے وقت دی جا چکی ہے، انسان کی عمر اتنی ہی مختصر ہے جتنا کہ اذان اور نماز کے درمیان وقت مختصر ہے، عقلمند انسان وہ ہے جو لمحاتِ زندگی کی قدر کرے اور انہیں علمی انہماک میں صرف کرے:

---

[1] صفة الصفوة: ترجمة: حفصة بن سيرين، ج ۲ ص ۲۴۱

أَذَانُ الْمَرْءِ حِيْنَ الطِّفْلِ يَأْتِيْ وَتَأْخِيْرُ الصَّلَاةِ إِلَى الْمَمَاتِ

دَلِيْـلٌ أَنَّ مَحْيَــاهُ قَلِيْـلٌ كَمَا بَيْنَ الْآذَانِ إِلَى الصَّلَاةِ

انسان کی زندگی میں سب سے قیمتی چیز وقت ہے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں سب سے زیادہ جس چیز کی ناقدری ہوتی ہے وہ بھی وقت ہی ہے، اور اس کا احساس بھی نہیں ہے:

وَالْوَقْتُ أَنْفَسُ مَا عُنِيتَ بِحِفْظِهِ وَأَرَاهُ أَسْهَلَ مَا عَلَيْكَ يَضِيعُ

وقت نفیس ترین شی ہے، جس کی حفاظت کا تمہیں مکلّف بنایا گیا ہے، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ سب سے آسانی سے یہی ضائع ہوتا ہے۔

ہائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساسِ ضیاع جاتا رہا

اسلافِ امت کو جہاں ہزاروں احادیث حفظ تھیں، اسی طرح کئی ضخیم کتابیں بھی ان کو ازبر ہوتی تھیں۔ مشہور محدث (جنہیں امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''الحافظ، العلامة '' کے لقب سے یاد کیا ہے) امام ابوبکر ابن الانباری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے تیرہ (۱۳) صندوق کتابوں کے یاد ہیں، نیز ان کو ایک سو بیس (۱۲۰) تفاسیر مع سند کے یاد تھیں:

أحفظ ثلاثة عشر صندوقًا كان ممن يحفظ عشرين ومائة تفسير بأسانيدها. ❶

امام ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) کو سنن ابی داود، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق، مسند طیالسی کی احادیث اور اسانید پر اتنا عبور تھا کہ ان کتب کی تقریبًا تمام حدیثیں اور اسانید جہاں سے چاہتے زبانی بیان کردیتے تھے:

كَانَ جَيِّدَ الْإِسْتِحْضَارِ لِأَحَادِيْثِ أَبِيْ دَاوُدَ وَابْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدِ الرَّزَّاقِ وَالطَّيَالِسِي يَسُوْقُ بِسَنَدِهِ مَا شَاءَ مِنْهَا فِي أَيِّ مَوْضِعٍ شَاءَ. ❷

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن القاسم بن بشار، ج٣ ص ٤٢

❷ نصب الراية: مقدمة للشيخ محمد زاهد الكوثري، ص ٢٩

علامہ محمد بن یعقوب بن محمد المعروف مجدالدین فیروز آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۷ھ)

صاحبِ ''القاموس المحیط''''تنویر المقباس فی تفسیر ابن عباس''''بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز''''سفر السعادۃ'' کے وسعتِ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جب تک دوسو (۲۰۰) سطریں حفظ نہ کرلیں اُس وقت سوتے نہیں تھے:

وکان یقول: مَا کُنْتُ أَنَامُ حَتَّی أَحْفَظَ مِائَتَی سَطْرٍ. ❶

اسلاف کے حفظ واستحضارِ علمی کے واقعات دیکھ کر یہ اندازہ ہوسکتا ہے ان حضرات نے حصولِ علم کے لئے کس قدر محنت شاقہ برداشت کیں، ان حکایتوں پر اپنی حالت کو قیاس کرکے بدگمانی کی نظر ڈالنا آئینِ حق سے بعید ہے، یہ ظاہر ہے کہ انسان کے تمام قُویٰ مشق اور کثرتِ کار سے ترقی کرتے ہیں اور ترقی کی کوئی حد معین نہیں۔ اسلاف کی علمی پختگی اور استحضار کی عموماً یہ تین وجہیں تھیں:

۱......حفظ۔۲......کتابیں اور اساتذہ کی تقریر لکھنا۔۳......کثرتِ مطالعہ۔

کتابیں جب سے چھپنا شروع ہوئیں تو حفظ کا شوق ختم ہوگیا، مطابع اور پریس کی کثرت کی وجہ سے اب کتابیں، افادات اور استاذ کی تقاریر کو نقل کرنے کو تضییعِ اوقات سمجھا جاتا ہے۔ مطالعہ کا رجحان تو اس وقت ختم ہوچکا ہے، موبائل، انٹرنیٹ، کیبل، تعلقات اور فضول گپ شپ نے مطالعہ کا وقت ہی نہیں چھوڑا۔

مشہور شاعر متنبّی (متوفی ۳۵۴ھ) کی علمی استحضار کی یہ حالت تھی کہ:

ولا یسأل عن شیء إلا واستشهد فیه بکلام العرب من النظم والنثر.

ان سے جب کسی چیز کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ کلامِ عرب سے نظم ونثر استشہاد میں پیش کرتے۔

ایک مرتبہ شیخ ابوعلی فارسی (متوفی ۳۷۷ھ) نے ان سے ایک بار پوچھا کہ

❶بغیة الوعاة: ترجمة: محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراهیم الشیرازی، ج ۱ ص ۲۷۳

’’فِعْلٰی‘‘ کے وزن پر عربی زبان میں کتنے اسم جمع آئے ہیں؟ متنبی نے بے تأمل کہا ’’حِجْلٰی‘‘ اور ’’ظِرْبٰی‘‘ ابوعلی فارسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فطالعت كتب اللغة ثلاث ليال على أن أجد لهذين الجمعين ثالثاً، فلم أجد. ❶

تین راتیں مسلسل میں لغت کی کتابیں مطالعہ کرتا رہا کہ مجھے ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا اس وزن پر اسم جمع مل جائے، لیکن مجھے نہیں ملا۔

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) کو حاکم وقت خاقان نے کنویں نما گڑھے میں قید کیا تھا، ڈاکٹر صلاح الدین منجد نے ’’شرح السير الكبير‘‘ کے مقدمے میں ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ خاقان نے اپنی کنیز کو آزاد کر کے عدت سے پہلے ہی اس سے نکاح کر لیا تھا، امام سرخسی رحمہ اللہ نے ان کے اس فعل پر اعتراض کیا، جس کی پاداش میں اس ظالم و جابر شخص نے تکبر اور رعونت کے عالم میں ایسی مقدس شخصیت کو نہایت بربریت کے ساتھ قید کر لیا، کئی سال تک آپ اس کنویں میں قید رہے، اسی قید و بند کی صعوبتوں اور تکلیفوں کے دوران آپ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ’’المبسوط‘‘ جو تیس (۳۰) ضخیم جلدوں میں ہے زبانی محض اپنے حافظے سے املا کرواتے تھے، کسی کی کتاب کی مدد انہیں حاصل نہیں تھی، اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کنویں میں قید ہونے کی حالت میں دوسری کتابوں سے استفادہ بھی بظاہر بہت مشکل تھا، یہ اُن کی ایک کرامت تھی کہ ایسی تحقیقی کتاب املا کروائی جو فقہ حنفی کا ماخذ بن گئی۔ اللہ تعالی نے آپ کو نہایت حیرت انگیز حافظہ عطا فرمایا تھا، ایک مرتبہ آپ درس کے حلقے میں بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کو تین سو کُرّاسے (یعنی کاپیاں) حفظ تھیں، آپ نے اس پر فرمایا ’’حفظ الشافعي زكوة محفوظي‘‘ یعنی مجھے جتنا یاد ہے امام شافعی رحمہ اللہ کو اس کی زکوۃ یاد تھی۔ ❷

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: أبو الطيب المتنبي، ج ١ ص ١٢١

❷ الجواهر المضيئة: ج ٢ ص ٨٠

علامہ طاش کبری زادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہیں بارہ ہزار کا پیاں حفظ تھیں۔ ❶

علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی خواہش تھی کہ امام حاکم شہید رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) کی کتاب الکافی کی شرح لکھوں، چنانچہ آپ نے اوزجند کے تنگ وتاریک کنویں سے اس کتاب کی شرح ''المبسوط'' املا کروائی، آپ کنویں کے اندر سے املا کرواتے اور آپ کے شاگرد منڈیر پر بیٹھے اُسے لکھتے تھے، کتاب کے مقدمے میں علامہ سرخسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

فَرَأَيْتُ الصَّوَابَ فِي تَأْلِيفِ شَرْحِ الْمُخْتَصَرِ لا أَزِيدُ عَلَى الْمَعْنَى الْمُؤْثَرِ فِي بَيَانِ كُلِّ مَسْأَلَةٍ اكْتِفَاءً بِمَا هُوَ الْمُعْتَمَدُ فِي كُلِّ بَابٍ، وَقَدْ انْضَمَّ إِلَى ذَلِكَ سُؤَالُ بَعْضِ الْخَوَاصِّ مِنْ زَمَنِ حَبْسِي، حِينَ سَاعَدُونِي لِأُنْسِي، أَنْ أُمْلِيَ عَلَيْهِمْ ذَلِكَ فَأَجَبْتُهُمْ إِلَيْهِ.

میں نے یہ مناسب سمجھا کہ مختصر (حاکم) کی ایک شرح لکھوں، جس میں ہر مسئلے کے بارے میں راجح بات پر کوئی اضافہ نہ کروں اور ہر باب میں صرف وہ حکم بیان کروں جو قابلِ اعتماد ہو، اس پر مزید اضافہ یہ ہوا کہ میرے ساتھیوں میں کچھ خاص لوگوں نے میری قید کے زمانے میں مجھ سے اس کی فرمائش بھی کی، اور میری اُنسیت کی خاطر میری یہ مدد کی کہ میں انہیں یہ شرح املا کرادیا کروں، چنانچہ میں نے ان کی یہ فرمائش قبول کی۔

جن شاگردوں نے شرح لکھنی شروع کی، ان کا یہ جملہ کتاب کے بالکل شروع میں موجود ہے:

قَالَ الْإِمَامُ الْأَجَلُّ الزَّاهِدُ شَمْسُ الْأَئِمَّةُ أَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ سَهْلٍ السَّرَخْسِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَنَوَّرَ ضَرِيْحَهُ وَهُوَ فِي الْحَبْسِ بِأُوْزَجَنْدَ إِمْلاءً.

امام اجل شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے اوزجند میں قید ہونے کی حالت میں فرمایا یہ پوری کتاب آپ نے کنویں سے املا کروائی، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ تیسویں جلد میں

❶ مفتاح السعادة: ترجمة: شمس الأيمة السرخسي، ج ۲ ص ۱٦٦

''کتاب الرضاع'' کے شروع میں یہ عبارت ہے:

قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْأَجَلُّ الزَّاهِدُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ فَخْرُ الْإِسْلَامِ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ السَّرَخْسِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ إِمْلَاءً يَوْمَ الْخَمِيسِ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ جُمَادَى الْآخِرَةِ سَنَةَ سَبْعٍ وَسَبْعِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ''کتاب الرضاع'' کا آغاز بروز جمعرات ۱۲ جمادی الآخرہ ۴۷۷ھ میں ہوا تھا۔ علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی دوسری کتاب ''أصول السرخسی'' کے مقدمے میں ہے کہ شوال ۴۷۹ھ میں آپ اپنی یہ دوسری کتاب املا کروا رہے تھے۔ ''کتاب الرضاع'' سے آخر تک صرف تیرہ صفحے بنتے ہیں اس لئے قرینِ قیاس یہی ہے کہ یہ تیرہ صفحات بھی آپ نے کنویں ہی میں املا کروائے، اس لئے کہ ۴۷۷ھ سے ۴۷۹ھ تک تقریبًا دو سال کا عرصہ ہے۔ اسی طرح ''أصول السرخسی'' جو دو جلدوں پر مشتمل کتاب ہے، یہ کتاب بھی آپ نے کنویں سے ۴۷۹ھ شوال میں املاء کروائی، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ کتاب کے شروع میں یہ عبادت آج بھی موجود ہے:

قَالَ الشَّيْخ الإِمَامُ الْأَجَلُ الزَّاهِدُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّد بن أَبِي سَهْلِ السَّرَخسِيّ إملاء فِي يَوْمِ السَّبْتِ سلخ شَوَّال سَنَةَ تِسْعٌ وَسَبْعِيْنَ وَأَرْبَعِمِائَة فِي زَاوِيَة من حِصَار أوزجند.

اسی طرح آپ نے امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی جنگ اور بین الاقوامی تعلقات پر مبنی کتاب ''السیر الکبیر'' کی شرح ''شرح السیر الکبیر'' جو اس وقت ۵ جلدوں میں ''الشرکة الشرقية' سے ۱۹۷۱ء میں چھپی ہے، یہ کتاب بھی آپ نے کنویں سے املا کروائی، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے ''شرح السیر الکبیر'' کی عبارت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب بھی آپ نے قید و بند کی صعوبتوں کے دوران املا کروائی ہے، دیکھئے: [1]

[1] کشف الظنون: باب السین، السیر الکبیر، ج ۲ ص ۱۰۱۳

علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی علمی استحضار اور بلند ہمتی کا اندازہ کریں کہ ۳۰ جلدوں کی مبسوط، ۲ جلدوں میں اصول سرخسی، اور ۵ جلدوں پر مشتمل شرح السیر الکبیر یہ سب کتابیں آپ نے اپنی قوتِ حافظہ سے زبانی املا کروائیں، آج ان کتابوں کو دیکھ کر اگر ہم املا کروانا چاہیں تو ۳۷ جلدیں ہم املا نہیں کرواسکتے، املا تو دور کی بات ہم ان کا بیدار مغزی کے ساتھ مطالعہ بھی نہیں کر سکتے۔

مقدمہ میں تمام واقعات کا استیعاب یا موضوع کا احاطہ مقصود نہیں ہے، بلکہ یہ چند واقعات بطورِ نمونہ کے عرض کئے ہیں تاکہ اسلاف کے علمی انہماک اور ان کے ہاں وقت کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکے۔

حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علمی استعداد سات چیزوں پر موقوف ہے:

۱.....ذہن۔ ۲.....حافظہ۔ ۳.....محنت۔ ۴.....آلاتِ علم یعنی کتاب، کاغذ، قلم اور تپائی وغیرہ کا ادب۔ ۵.....استاذ کا ادب۔ ۶.....دعا۔ ۷.....ترکِ منکرات۔

ان میں سب سے زیادہ اہم چیز ترکِ منکرات ہے، اس لئے کہ علم دین اللہ تعالی کی طرف سے خاص عنایت اور اس کی بہت بڑی نعمت ہے، وہ اتنی بڑی دولت صرف اسی کو عطا فرماتے ہیں جو اس کی ہر نافرمانی چھوڑ کر اس سے محبت کا ثبوت پیش کرے۔ [۱۱]

اگر آپ دنیا و آخرت میں عزت، علمی پختگی اور کامل استعداد کے خواہش مند ہیں تو اپنے اندر یہ صفات پیدا کیجئے:

۱.....اخلاص۔

۲.....لغو اور بے کار اُمور سے اجتناب۔

۳.....علم پر عمل۔

۴.....اخلاقِ حسنہ کو زندگی کا لازمی جزء بنائیں۔

---

[۱۱] جواہر الرشید: ج ۱ ص ۱۱۲

۵......تواضع اور عجز اپنے اندر پیدا کریں۔

۶......وقت کی قدر کریں۔

۷......کھیل کود اور سیر و تفریح میں اپنا وقت گزارنے سے اجتناب کریں۔

۸...... بلند ہمت کا مظاہرہ کریں، اور علم وعمل میں درجہ کمال تک پہنچنے کی حتی المقدور کوشش کریں۔

۹...... مسلسل رات دن ایک کرکے محنت کریں۔

۱۰......مطالعہ کا شوق پیدا کریں اور خوب دینی کتابوں کا مطالعہ کریں، اور اپنے آپ کو مطالعہ کا عادی بنالیں کہ مطالعہ کے بغیر چین نہ آئے۔

۱۱......نمازوں کا اہتمام تکبیر اولی کے ساتھ کریں، امام اعمش رحمہ اللہ کی ستر (۷۰) سال تک تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی، علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے بائیس (۲۲) سال کے بعد تکبیر اولی فوت ہوئی۔

۱۲...... غایت درجہ استاذ، کتاب، آلاتِ علم، اور مسجد کا ادب واحترام کریں، علم نافع کے آداب میں مسجد کا ادب بھی شامل ہے، مسجد میں فضول باتیں کرنے سے بھی علم سے محرومی ہوتی ہے۔

۱۳......نظر کی حفاظت کریں، بدنظر سے حافظہ اور ذہانت کمزور ہوتے ہیں۔

۱۴...... گناہوں سے مکمل بچتے رہیں، کیوں کہ علم کا نور گناہوں کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتا۔

۱۵... ...جھوٹ بولنے سے پرہیز کریں کیوں کہ وہ گناہ کبیرہ ہے۔

۱۶......سبق میں بلا ناغہ حاضر رہیں، کیوں کہ ایک دین کی غیر حاضری بھی سبق کی برکتوں کو ختم کردیتی ہے۔

۱۷......دُعاؤں کا اہتمام کریں کیوں کہ دُعاؤں سے راستے کھل جاتے ہیں، خاص طور پر اَدعیہ ماثورہ کو یاد کرنے کا اہتمام کریں، اس لئے کہ وہ سریع الاجابہ ہے۔

۱۸......صبح سویرے جلدی اٹھنے کا اہتمام کریں کیوں کہ وہ برکت کا وقت ہے، دوگانہ پڑھ کر دُعا کریں اور پھر سبق یاد کریں ان شاء اللہ بہت عمدہ اور بہت جلد یاد ہو جائے گا۔

۱۹......بازاروں کے چکر نہ کاٹے کیوں کہ اس سے انسان پر شیطانی اثرات غالب آتے ہیں، اس لئے کہ بازار شیاطین کے اڈے ہوتے ہیں۔

۲۰......پڑھنے کے ساتھ اپنے آپ کو لکھنے کا عادی بنائیں، مضامین اردو اور عربی میں لکھنے کی مشق کریں، تاکہ علم لوگوں تک پہنچایا جاسکے، اور عصر حاضر میں یہ بہت ضروری ہے۔

۲۰......نحو، صرف، فقہ، اصولِ فقہ پر ابتدائی درجات کے طلبہ خاص توجہ دیں اور تفسیر، حدیث، فقہ پر منتہی طلبہ توجہ دیں۔

راقم کی اس تالیف کا سبب یہ بنا کہ ۱۴۳۲ھ بمطابق ۲۰۱۲ء میں جب جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی میں بندے کی تدریسی زندگی کا آغاز ہوا تو طلبہ کے ضمیر کو بیدار کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً موقعہ محل کی مناسبت سے اسلاف کے واقعات طلبہ کے سامنے عرض کرتا، اس کا نمایاں اثر مطالعہ اور سبق سننے کے درمیان سامنے آنے لگا، جب کبھی اسلاف کے عالی ہمت واقعات ان کے سامنے درد بھرے لہجے میں عرض کرتا تو ہفتوں اس کے اثرات محسوس ہوتے، طلبہ سبق و مطالعہ کی پابندی کرتے، بہ نسبت سزا کے میں نے اسے زیادہ مؤثر پایا، خصوصاً سال کے شروع میں اسلاف کے واقعات سنانا زیادہ مؤثر محسوس ہوتا۔

اسی طرح جب کبھی طلبہ میں بیان کا موقع ملتا تو راقم آیات واحادیث کے ساتھ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور خصوصاً محدثینِ کرام کے واقعات بحوالہ عرض کرتا تو اس کا کافی فائدہ محسوس ہوتا۔ درس وبیان کے بعد اکثر طلبہ پوچھتے استاذ جی یہ واقعات اردو میں کسی کتاب میں باحوالہ ملیں گے؟ تو ایسی کوئی کتاب راقم کی نظر سے نہیں گذری جس میں مستند

موادِ علمی حوالہ جات کے ساتھ بقید صفحات موجود ہو، اس لئے راقم نے اس موضوع پر کام کا آغاز کیا، چونکہ اسلاف کے واقعات کا ایک نمایاں اثر سامنے آتا ہے، اور ان کے انفاسِ قُدسیہ کے تذکرے سے روح میں تازگی آتی ہے، قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے واقعات کے متعلق فرمایا:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ. (ھود: ۱۲۰)

اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ. (یوسف: ۱۱۱)

ان کے قصوں میں عقل والوں کے لئے عبرت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بنی اسرائیل کے سبق آموز واقعات، حکایات اور امثال بیان کرنے کی اجازت ان الفاظ میں مرحمت فرمائی:

حَدِّثُوا بَنِيْ إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ. [1]

ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) اس حدیث کے ذیل میں سید جمال الدین رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ اس ارشاد میں آپ نے بنی اسرائیل نصیحت آموز واقعات بیان کرنے کی رخصت دی ہے، اس لئے کہ اس میں عبرت اور عقل مندوں کے لئے نصیحت کا بڑا سامان ہے۔ البتہ بنی اسرائیل کے احکامات بیان کرنا درست نہیں اس لئے کہ وہ منسوخ ہو چکے ہیں۔ [2]

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح البخاری: کتاب الأنبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ج ۱ ص ۴۹۱

[2] مرقاۃ المفاتیح: کتاب العلم، الفصل الأول، ج ۱ ص ۴۰۷

الحكايات عن العلماء ومحاسنهم أحب إلى من الفقه. ❶

علماء کرام کی حکایات وواقعات اور اِن کے محاسن کا بیان کرنا مجھے فقہ سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

محدثِ جلیل سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ. ❷

نیک لوگوں کے تذکرے کے وقت اللہ تعالی کی رحمت اترتی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۷ھ) فرماتے ہیں:

الْحِكَايَاتُ جُنْدٌ مِنْ جُنُودِ اللَّهِ تَعَالَى يُقَوِّى بِهَا قُلُوبَ الْمُرِيدِينَ. ❸

حکایات اللہ تعالی کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالی مریدین کے دلوں کو قوی کرتا ہے۔

الحمد للہ راقم نے اس بات کی مکمل کوشش کی ہر بات مستند اور بحوالہ نقل کی جائے تا کہ اہلِ علم کے لئے مراجعت میں آسانی ہو۔ اہلِ علم کے ذوق کو سامنے رکھتے ہوئے احادیث، عربی عبارات، سلف کے اقوالِ زریں، ادیبانہ جملے، اشعار اور وہ عربی عبارات جن کا اپنا ایک لطف ومزہ ہے، ترجمہ کرتے وقت ان کی چاشنی باقی نہیں رہتی تو ان عبارات کو بعینہ نقل کر کے ان کا ترجمہ کر دیا۔ عربی عبارات پر اعراب بھی لگا دیئے تا کہ اگر کوئی ان اقوال یا عبارات کو یاد کرنا چاہے تو اُس کے لئے آسانی ہو۔ اس کتاب میں لفظی صنعت گری، ادبی زور آزمائی سے دور رہتے ہوئے عام فہم انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں اہلِ علم کا مقام قرآن وسنت، اقوالِ سلف اور عقل کی روشنی میں، اسلاف کے اخلاص وللّٰہیت، علم وعمل،

❶ترتيب المدارك: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳ ❷حلية الأولياء: ترجمة: سفيان بن عيينة، ج۷ ص ۲۸۵ ❸طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: الجنيد بن محمد بن الجنيد البغدادى، ج۲ ص ۲٦٥

خوفِ الٰہی، عبادت وریاضت، صوم وصلاۃ کی پابندی، شب بیداری، حصولِ علم کے لئے طویل اسفار، فقر وفاقہ، افلاس، محنت ومشقت، مصائب ومشکلات، اہل وعیال اور عزیز واقارب سے دوری، قوتِ حافظہ، علمی استحضار، فہم وفراست، ہمدردی وغمساری، کثرتِ مطالعہ، لمحاتِ زندگی کی قدر دانی، سرعتِ مطالعہ، ایک ایک کتاب کا کئی دفعہ مطالعہ، اہلِ علم کے اقوالِ زریں، عمدہ اشعار اور حکیمانہ شہ پاروں سے باحوالہ مزین کتاب۔ واقعات کی تلاش کرنے میں کافی زیادہ محنت کرنی پڑی، ہر واقعہ کو حتی الامکان اصل مراجع سے نقل کیا، ہزاروں صفحات کے مطالعہ کرنے کے بعد یہ ایک مہکتا ہوا گلدستہ تیار ہوا۔ ان شاء اللہ اس کتاب کے مطالعہ سے طلبہ میں ذوقِ مطالعہ، محنت ولگن، اساتذہ سے تعلق ومحبت، آدابِ علم، حصولِ علم کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دینے کا جذبہ بیدار ہوگا۔

آخر میں تمام قارئین سے درخواست ہے کہ مجھے اور میرے والد محترم حاجی عبدالمتین نور اللہ مرقدہ کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تبارک وتعالی حضرت والد محترم کو کروٹ کروٹ جنت کی بہاریں نصیب فرمائے، آخرت کی جملہ منازل ان کے لئے آسان فرمائے، اور اِن کی قبر کو ''روضة من رياض الجنة'' بنائے۔ اور والدہ محترمہ کو صحتِ کاملہ، عاجلہ، نافعہ اور مستمرہ عطا فرمائے۔

اللہ تبارک وتعالی سے دست بدستہ دعا ہے کہ مولائے کریم اس کاوش کو قبول ومقبول فرمائے، پڑھنے والوں کے لئے مفید اور راقم کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین

محمد نعمان

استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

۱۰ شعبان ۱۴۳۶ھ/ ۲۹ مئی ۲۰۱۵ء

0332-2557675

علم اور علماء کی فضیلت پر تیس (۳۰) قرآنی آیات

۱..... وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. (البقرة: ۳۱)

ترجمہ: اور (اللہ نے) آدم کو سارے کے سارے نام سکھا دیئے، پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور (ان سے) کہا: اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتلا دو۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ. (البقرة: ۳۲)

ترجمہ: وہ بول اُٹھے: آپ ہی کی ذات پاک ہے، جو علم آپ نے ہمیں دیا ہے اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے۔ حقیقت میں علم وحکمت کے مالک تو صرف آپ ہیں۔

۲..... وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ. (البقرة: ۶۷)

ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو، وہ کہنے لگے کہ کیا آپ ہمارا مذاق بناتے ہیں؟ موسیٰ نے کہا: میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں (ایسے) نادانوں میں شامل ہوں۔

۳..... فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ. (البقرة: ۲۳۹)

ترجمہ: پھر جب تم امن کی حالت میں آجاؤ تو اللہ کا ذکر اس طریقے سے کرو جو اس نے تمہیں سکھایا ہے، جس سے تم ناواقف تھے۔

۴..... يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ. (البقرة: ۲۶۹)

ترجمہ: وہ جس کو چاہتا ہے دانائی عطا کر دیتا ہے اور جسے دانائی عطا ہوگئی اُسے وافر

مقدار میں بھلائی مل گئی، اور نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو سمجھ کے مالک ہیں۔

۵.....هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ. (آل عمران:۷)

ترجمہ: (اے رسول!) وہی اللہ ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی ہے جس کی کچھ آیتیں تو محکم ہیں جن پر کتاب کی اصل بنیاد ہے، اور کچھ دوسری آیتیں متشابہ ہیں، اب جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ فتنہ پیدا کریں اوران آیتوں کی تاویلات تلاش کریں، حالانکہ ان آیتوں کا ٹھیک ٹھیک مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جن لوگوں کا علم پختہ ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اُس (مطلب) پر ایمان لاتے ہیں (جو اللہ کو معلوم ہے) سب ہمارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے۔ اور نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

۶..... شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. (آل عمران:۱۸)

ترجمہ: اللہ نے خود اس بات کی گواہی دی ہے، اور فرشتوں اور اہلِ علم نے بھی، کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے انصاف کے ساتھ (کائنات کا) انتظام سنبھالا ہوا ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جس کا اقتدار بھی کامل ہے، حکمت بھی کامل۔

۷..... هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَکُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَکُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. (آل عمران:۶۶)

ترجمہ: دیکھو! یہ تم ہی تو ہو جنہوں نے ان معاملات میں اپنی سی بحث کر لی ہے جس کا تمہیں کچھ نہ کچھ علم تھا، اب ان معاملات میں کیوں بحث کرتے ہو جن کا سرے سے کوئی

تمہیں علم ہی نہیں ہے؟ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

۸..... لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، جبکہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

۹..... وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا. (النساء:۱۱۳)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) اگر اللہ کا فضل اور رحمت تمہارے شاملِ حال نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے تمہیں سیدھی راہ سے بھٹکانے کا ارادہ کر ہی لیا تھا اور (در حقیقت) یہ اپنے سوا کسی کو نہیں بھٹکا رہے ہیں۔ اور یہ تم کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تم کو ان باتوں کا علم دیا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا فضل ہمیشہ بہت زیادہ رہا ہے۔

۱۰..... وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ. (التوبۃ:۱۲۲)

ترجمہ: اور مسلمانوں کے لئے یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ (ہمیشہ) سب کے سب

(جہاد کے لئے) نکل کھڑے ہوں، لہذا ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی بڑی جماعت میں سے ایک گروہ (جہاد کے لئے) نکلا کرے، تاکہ (جو لوگ جہاد میں نہ گئے ہوں) وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے محنت کریں، اور جب ان کی قوم کے لوگ (جو جہاد میں گئے ہیں) ان کے پاس واپس آئیں تو یہ ان کو متنبہ کریں، تاکہ وہ (گناہوں سے) بچ کر رہیں۔

۱۱..... وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ. (یوسف: ۶)

ترجمہ: اور اس طرح تمہارا پروردگار تمہیں (نبوت کے لئے) منتخب کرے گا، اور تمہیں تمام باتوں کا صحیح مطلب نکالنا سکھائے گا (جس میں خوابوں کی تعبیر کا علم بھی ہے) اور تم پر اور یعقوب کی اولاد پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کرے گا جیسے اس نے اس سے پہلے تمہارے ماں باپ پر اور ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی تھی۔ یقیناً تمہارا پروردگار علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔

۱۲..... وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ. (یوسف: ۲۲)

ترجمہ: اور جب یوسف اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے تو ہم نے انہیں حکمت اور علم عطا کیا، اور جو لوگ نیک کام کرتے ہیں، ان کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

۱۳..... فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ. (یوسف: ۷۶)

ترجمہ: چنانچہ یوسف نے اپنے (سگے) بھائی کے تھیلے سے پہلے دوسرے بھائیوں کے تھیلوں کی تلاشی شروع کی، پھر اس پیالے کو اپنے (سگے) بھائی کے تھیلے میں برآمد کرلیا۔

اس طرح ہم نے یوسف کی خاطر یہ تدبیر کی۔ اللہ کی یہ مشیت نہ ہوتی تو یوسف کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ بادشاہ کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ لیتے، اور ہم جس کو چاہتے ہیں اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں، اور علم والے ہیں، ان سب کے اوپر ایک بڑا علم رکھنے والا موجود ہے۔

۱۴..... قُلْ اٰمِنُوْا بِہٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا. (بني إسرائيل:۱۰۷)

ترجمہ: (کافروں سے) کہہ دو کہ چاہے تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، جب یہ (قرآن) ان لوگوں کے سامنے پڑھا جاتا ہے جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا تھا، تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں۔

۱۵..... فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا. (الكهف:۶۵)

ترجمہ: تب انہیں ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ ملا جس کو ہم نے اپنی خصوصی رحمت سے نوازا تھا، خاص اپنی طرف سے ایک علم سکھایا تھا۔

قَالَ لَہٗ مُوْسٰی ھَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا.
(الكهف:۶۶)

ترجمہ: موسیٰ نے ان سے کہا: کیا میں آپ کے ساتھ اس غرض سے رہ سکتا ہوں کہ آپ کو بھلائی کا علم جو عطا ہوا ہے اس کا کچھ حصہ مجھے بھی سکھا دیں۔

۱۶..... فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰٓی اِلَیْکَ وَحْیُہٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا. (طٰه:۱۱۴)

ترجمہ: ایسی ہی اونچی شان اللہ کی جو سلطنت کا حقیقی مالک ہے اور (اے پیغمبر!) جب قرآن وحی کے ذریعے نازل ہو رہا ہو تو اس کے مکمل ہونے سے پہلے قرآن پڑھنے میں

جلدی نہ کیا کرو، اور یہ دُعا کرتے رہا کرو: میرے پروردگار! مجھے علم میں اور ترقی عطا فرما۔

۱۷ ..... فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ. (الأنبياء: ۷۹)

ترجمہ: چنانچہ اس فیصلے کی سمجھ ہم نے سلیمان کو دے دی، اور (ویسے) ہم نے دونوں ہی کو حکمت اور علم عطا کیا تھا، اور ہم نے داؤد کے لئے پہاڑوں کو تابعدار بنادیا تھا کہ وہ پرندوں کو ساتھ لے کر تسبیح کریں، اور یہ سارے کام کرنے والے ہم تھے۔

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ. (الأنبياء: ۸۰)

ترجمہ: اور ہم نے انہیں تمہارے فائدے کے لئے ایک جنگی لباس (یعنی زرہ) بنانے کی صنعت سکھائی تاکہ وہ تمہیں لڑائی میں ایک دوسرے کی زد سے بچائے۔ اب بتاؤ کہ کیا تم شکرگذار ہو۔

۱۸ ..... وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ. (النمل: ۱۵)

ترجمہ: اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا، اور انہوں نے کہا: تمام تعریفیں اللہ ہی کی ہیں جس نے ہمیں اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

۱۹ ..... قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ لِيَبْلُوَنِىْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ كَرِيْمٌ. (النمل: ۴۰)

ترجمہ: جس کے پاس کتاب کا علم تھا، وہ بول اٹھا: ''میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اسے آپ کے پاس لے آتا ہوں'' چنانچہ جب سلیمان نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا

دیکھا تو کہا: یہ میرے پروردگار کا فضل ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو وہ اپنے فائدے کے لئے شکر کرتا ہے، اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا پروردگار بے نیاز ہے، کریم ہے۔

۲۰..... وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ. (القصص: ۸۰)

ترجمہ: اور جن لوگوں کو (اللہ کی طرف سے) علم عطا ہوا تھا، انہوں نے کہا: تم پر افسوس ہے (کہ تم ایسا کہہ رہے ہو) اللہ کا دیا ہوا ثواب اس شخص کے لئے کہیں زیادہ بہتر ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اور وہ انہی کو ملتا ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں۔

۲۱..... وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ. (العنکبوت: ۴۳)

ترجمہ: ہم یہ مثالیں لوگوں کے فائدے کے لئے دیتے ہیں اور انہیں سمجھتے وہی ہیں جو علم والے ہیں۔

۲۲..... بَلْ هُوَ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيٰتِنَا اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ. (العنکبوت: ۴۹)

ترجمہ: حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن ایسی نشانیوں کا مجموعہ ہے جو ان لوگوں کے سینوں میں بالکل واضح ہے جنہیں علم عطا کیا گیا ہے، اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ظالم ہیں۔

۲۳..... وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ. (الروم: ۲۲)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہارے زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ یقیناً اس میں دانشمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

۲۴..... وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمٰنَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. (الروم:۵۶)

ترجمہ: جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا کیا گیا ہے، وہ کہیں گے: تم اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر کے مطابق حشر کے دن تک (برزخ) میں پڑے رہے ہو، اب یہ وہی حشر کا دن ہے، لیکن تم لوگ یقین نہیں کرتے تھے۔

۲۵..... وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ. (سبأ:۶)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) جن لوگوں کو علم عطا ہوا ہے وہ خوب سمجھتے ہیں کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے جو کچھ نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے، اور اس (اللہ) کا راستہ دکھاتا ہے جو اقتدار کا مالک ہے، ہر تعریف کا مستحق ہے۔

۲۶..... وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ. (فاطر:۲۸)

ترجمہ: اور انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی ایسے ہیں جن کے رنگ مختلف ہیں، اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔ یقیناً اللہ صاحبِ اقتدار بھی ہے، بہت بخشنے والا بھی۔

۲۷..... اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ. (الزمر:۹)

ترجمہ: بھلا (کیا ایسا شخص اس کے برابر ہوسکتا ہے) جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتا ہے، کبھی سجدے میں، کبھی قیام میں، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے۔ کہو: کیا وہ جو جانتے ہیں، اور جو نہیں جانتے، سب برابر ہیں؟ (مگر)

نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

۲۸..... اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ.
(الرحمن: ۱ تا ۴)

ترجمہ: وہی رحمٰن ہے، جس نے قرآن کی تعلیم دی، اسی نے انسان کو پیدا کیا، اسی نے اس کو بات واضح کرنا سکھایا۔

۲۹..... یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَکُمْ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ". (المجادلة: ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں دوسروں کے لئے گنجائش پیدا کرو، تو گنجائش پیدا کر دیا کرو، اللہ تمہارے لئے وسعت پیدا کرے گا، اور جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اٹھ جاؤ، تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے، اللہ ان کے درجوں کو بلند کرے گا، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

۳۰..... اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ. (العلق: ۱ تا ۵)

ترجمہ: پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا، اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے، پڑھو، اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے، جس نے قلم سے تعلیم دی، انسان کو اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔

علم اور علماء کی فضیلت پر تیس (۳۰) احادیث

۱ ...... عن أبي الدَّرْدَاءِ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ. [1]

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی طلبِ علم میں کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔ اور بے شک فرشتے طالبِ علم کی رضا کے لئے اس کے پاؤں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اور عالم کے لئے زمین وآسمان کی ہر چیز یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں، اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے چودہویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے۔ بے شک علماء، انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء کرام نے وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑا بلکہ انہوں نے اپنی میراث علم چھوڑی۔ پس جس نے اس (میراثِ علم) کو حاصل کیا اس نے بہت بڑا حصہ پالیا۔

۲ ...... عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ

[1] سنن الترمذي: أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، ج۵ ص۴۸، رقم الحديث: ۲۶۸۲

وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ. ①

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: خبردار! اللہ کا ذکر اور جسے اللہ تعالیٰ پسند کرے اور عالم اور طالبِ علم کے علاوہ باقی دنیا و مافیہا سب ملعون ہیں۔

٣...... عَنْ أَبِي أُمَامَةَ البَاهِلِيِّ قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالآخَرُ عَالِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ. إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرَضِينَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ. ②

ترجمہ: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عابد پر عالم کی فضیلت اسی طرح ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے ایک ادنیٰ (صحابی) پر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، (تمام) زمین و آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلیاں بھی اس شخص کے لئے رحمت طلب کرتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔

٤...... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتَّى يَرْجِعَ. ③

① سنن الترمذي: أبواب الزهد، باب ما جاء في هوان الدنيا على الله عز وجل، باب منه، ج٤ ص٥٦١، رقم الحديث: ٢٣٢٢ ② سنن الترمذي: أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، ج٥ ص٥٠، رقم الحديث: ٢٦٨٥ ③ سنن الترمذي: أبواب العلم، باب فضل طلب العلم، ج٥ ص٢٩، رقم الحديث: ٢٦٤٧

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص حصولِ علم کے لئے نکلا وہ اس وقت تک اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ وہ واپس نہیں لوٹ آتا۔

۵...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ. ❶

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوعلم کی تلاش میں کسی راہ کا سفر اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے۔

۶...... عَنْ زِرٍّ قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ، قَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: جِئْتُ أَنْبِطُ الْعِلْمَ، قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ خَارِجٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ يَطْلُبُ الْعِلْمَ، إِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا بِمَا يَصْنَعُ. ❷

ترجمہ: حضرت زِر بن حُبیش بیان کرتے ہیں: میں حضرت صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا، انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا: علم کی تلاش میں آیا ہوں، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جوکوئی بھی اپنے گھر سے طلبِ علم کی نیت سے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے اس عمل سے راضی ہوکر اس کے لئے پر بچھاتے ہیں۔

۷...... عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ

❶ صحيح مسلم: كتاب العلم، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ج۴ ص۲۰۷۴، رقم الحديث: ۲۶۹۹ ❷ صحيح ابن حبان: كتاب العلم، ذكر بسط الملائكة أجنحتها لطلبة العلم، ج۱ ص۲۸۵، رقم الحديث: ۸۵

رَكْعَةٍ، وَلَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ، عُمِلَ بِهِ أَوْ لَمْ يُعْمَلْ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ أَلْفَ رَكْعَةٍ. (۱)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے ابوذر! تمہارا اس حال میں صبح کرنا کہ تم نے اللہ کی کتاب میں سے ایک آیت سیکھی ہو تو یہ تمہارے لئے سو (۱۰۰) رکعات نفل پڑھنے سے بہتر ہے، اور تمہارا اس حال میں صبح کرنا کہ تم نے علم کا ایک باب سیکھا ہو چاہے اس پر عمل کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو یہ تمہارے لئے ایک ہزار (۱۰۰۰) رکعات نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔

۸...... حَدَّثَ صَفْوَانُ بْنُ عَسَّالٍ الْمُرَادِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بُرْدٍ لَهُ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي جِئْتُ أَطْلُبُ الْعِلْمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ، طَالِبُ الْعِلْمِ لَتَحُفُّهُ الْمَلَائِكَةُ وَتُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا، ثُمَّ يَرْكَبُ بَعْضُهُ بَعْضًا حَتَّى يَبْلُغُوا السَّمَاءَ الدُّنْيَا مِنْ حُبِّهِمْ لِمَا يَطْلُبُ، فَمَا جِئْتَ تَطْلُبُ؟. (۲)

ترجمہ: حضرت صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تکیہ پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طالبِ علم خوش آمدید، طالبِ علم کی ایسی شان ہے کہ بے شک فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں اور اس پر اپنے پروں سے سایہ فگن رہتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کے اوپر سوار ہو جاتے ہیں حتی کہ طالبِ علم کے ساتھ وہ اپنی محبت میں آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔

(۱) سنن ابن ماجه: المقدمة، باب فضل من تعلم القرآن وعلمه، ج ۱ ص ۷۹، رقم الحديث: ۲۱۹ (۲) المعجم الكبير للطبراني: باب الصاد، صفوان بن عسال المرادي، ج۸ ص ۵۴، رقم الحديث: ۷۳۴۷

۹ ...... عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ طَلَبَ عِلْمًا فَأَدْرَكَهُ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ كِفْلَيْنِ مِنَ الْأَجْرِ، وَمَنْ طَلَبَ عِلْمًا فَلَمْ يُدْرِكْهُ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ كِفْلًا مِنَ الْأَجْرِ. ❶

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علم حاصل کرنا چاہا پھر اسے حاصل کرلیا تو اللہ اس کے لئے دگنا اجر لکھ دیتا ہے، اور جس نے علم حاصل کرنا چاہا مگر حاصل نہ کرسکا تو اللہ تعالی اس کے لئے ایک گنا اجر لکھتا ہے۔

۱۰ ...... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. ❷

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۱۱ ...... عَنْ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي. ❸

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تبارک وتعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے، اور میں تو بس تقسیم کرنے والا ہوں جبکہ اللہ رب العزت عطا کرتا ہے۔

❶مجمع الزوائد: كتاب العلم، باب فضل العالم والمتعلم، ج ۱ ص ۱۲۳، رقم الحديث: ۵۰۲، رجاله موثقون ❷سنن ابن ماجه: المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ج ۱ ص ۸۱، رقم الحديث: ۲۲۴ ❸صحيح البخاري: كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين، ج ۱ ص ۲۵، رقم الحديث: ۷۱

۱۲ ...... سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْخَيْرُ عَادَةٌ، وَالشَّرُّ لَجَاجَةٌ، مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ❶

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھلائی عادت ہے (یعنی فطرت میں داخل ہے) اور برائی نفس کی جانب سے ہے، اور اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین کا فہم عطا فرمادیتا ہے۔

۱۳ ...... قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللّٰهُ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَ اللّٰهُ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْهُ الْجَدُّ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ❷

(حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا) اے اللہ! جو کچھ تو عطا کرنا چاہے اُسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو کچھ تو عطا نہ کرنا چاہے اسے کوئی اور نہیں دے سکتا، اور کسی دولت مند کو اس کی دولت تیری بارگاہ میں نفع نہیں پہنچا سکتی (بلکہ تیرا فضل ورحمت اور عملِ صالح ہی موجبِ نجات ہے) اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین میں فقہ (سمجھ بوجھ) عطا فرمادیتا ہے۔

۱۴ ...... عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا. ❸

❶ صحيح ابن حبان: كتاب البر والإحسان، ذكر الإخبار عما يجب على المرء من تعوذ نفسه، ج۲ ص۸، رقم الحديث: ۳۱۰ ❷ مؤطا مالک: كتاب القدر، باب ما جاء في أهل القدر، ج۲ ص۹۰۰ ❸ صحيح البخاري: كتاب العلم، باب الاغتباط في العلم والحكمة، ج۱ ص۲۵، رقم الحديث: ۷۳

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آدمیوں کے سوا کسی پر حسد (یعنی رشک) جائز نہیں، ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور اسے راہِ حق میں خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی، اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے (علم و) حکمت عطا فرمائی تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اسے دوسروں کو سکھاتا ہے۔

١٥ ... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ. ❶

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اُس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں (اور ان کا ثواب اُسے پہنچتا رہتا ہے) صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے فائدہ اُٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

١٦ ..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنُ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلِمَهُ وَنَشَرَهُ، أَوْ وَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهَرًا كَرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ، تَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ. ❷

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مؤمن کے وہ اعمال اور نیکیاں جن کا ثواب اسے موت کے بعد پہنچتا

❶ صحیح مسلم: کتاب الھبات، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، ج ٣ ص ١٢٥٥، رقم الحدیث: ١٦٣١ ❷ صحیح ابن خزیمة: أبواب الصدقات، باب فضائل بناء السوق لأبناء السابلة .. إلخ، ج ٤ ص ١٢١، رقم الحدیث: ٢٤٩٠

رہتا ہے، ان میں سے ایک علم ہے جو اس نے سکھایا اور پھیلایا۔ (دوسرا) نیک بچہ ہے جو اس نے پیچھے چھوڑا۔ (تیسرا) قرآن مجید ہے جو اس نے ورثہ میں چھوڑا۔ (چوتھی) مسجد جو اس نے تعمیر کی۔ (پانچواں) مسافر خانہ جو اس نے بنایا۔ (چھٹی) نہر جو اس نے جاری کرائی (ساتواں) صدقہ ہے جو اس نے اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں اپنے مال سے نکالا۔ ان تمام اعمال کا ثواب اُسے موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے۔

۱۷ ...... عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا فَلَهُ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهِ، لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الْعَامِلِ. ❶

ترجمہ: حضرت سہل بن معاذ بن انس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علم سکھایا تو اُسے اس پر عمل کرنے والے کا بھی اجر ملے گا (جبکہ) عمل کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

۱۸ ...... عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَنْ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيدُ إِلَّا لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا أَوْ يُعَلِّمَهُ فَلَهُ أَجْرُ حَاجٍّ تَامٍّ الْحِجَّةِ. ❷

ترجمہ: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صرف علم سیکھنے یا علم سکھانے کے ارادہ سے مسجد کی طرف گیا تو اس کا اجر اس حاجی کے برابر ہے جس نے مکمل حج کیا ہو۔

۱۹ ... عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و سَلَّمَ: سَبْعَةٌ يَجْرِي لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ وَهُوَ فِي قَبْرِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ كَرَى نَهْرًا،

❶ سنن ابن ماجه: المقدمة، باب ثواب معلّم الناس الخير، ج ۱ ص ۸۸، رقم الحديث: ۲۴۰ ❷ المستدرك على الصحيحين: كتاب العلم، فأما حديث عبد الله بن نمير، ج ۱ ص ۱۶۹، رقم الحديث: ۳۱۱، قال الذهبي: على شرط البخاري

أَوْ حَفَرَ بِئْرًا، أَوْ غَرَسَ نَخْلًا، أَوْ بَنَى مَسْجِدًا، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ. ❶

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات چیزیں ایسی ہیں جن کا اجر بندے کی موت اور اس کی قبر میں پہنچ جانے کے بعد بھی جاری رہتا ہے: کسی کو علم سکھا دیا، یا نہر بنوادی یا کنواں کھدوادیا، یا کھجور کا درخت لگادیا، مسجد بنوادی، یا کسی کو کتاب (قرآن) کا وارث بنا گیا، یا پیچھے ایسا لڑکا چھوڑا جو اس کی موت کے بعد اس کے لئے مغفرت طلب کرتا رہے۔

۲۰...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ. ❷

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے کسی مؤمن بھائی سے دنیاوی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کی تو اللہ تعالی قیامت کی مشکلات میں سے اُس سے کوئی مشکل دور فرمادے گا۔ اور جس شخص نے

❶ شعب الإيمان: الزكاة، الاختيار في الصدقة التطوع، ج۵ ص ۱۲۲، رقم الحديث: ۳۱۷۵ ❷ صحيح مسلم: كتاب العلم، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن، ج۴ ص ۲۰۷۴، رقم الحديث: ۲۶۹۹

کسی تنگ دست سے مشکل آسان کی تو اللہ رب العزت اسے دنیا اور آخرت میں آسانی دے گا۔ اور جس کسی نے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کی اللہ رب العزت اس کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور جب تک کوئی بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے اللہ تعالی اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔ جو کوئی طلبِ علم کے لئے کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور جو لوگ بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالی کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کی درس و تدریس کرتے ہیں تو ان پر سکون کی دولت نازل ہوتی ہے اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اللہ تعالی ان کا ذکر ان کے سامنے کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں (اپنے پاس موجود فرشتوں کی مجلس میں اپنے ان بندوں کا تذکرہ کرتا ہے) اور جس شخص کا عمل اسے پیچھے کر دے اس کا نسب اُسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔

۲۱...... عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ، وَمُنَاصَحَةُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ، فَإِنَّ الدَّعْوَةَ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ. ①

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی اس شخص کو خوش رکھے جس نے مجھ سے حدیث سنی، اسے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا اور اسے اچھی طرح یاد کر لیا اور پھر اسے آگے پہنچا دیا، کئی حاملینِ فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ تک بات پہنچاتے ہیں۔ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا: اول خالص اللہ کے لئے عمل کرنا، دوسرا مسلمان

① سنن الترمذي: أبواب العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع، ج٥ ص٣٤، رقم الحديث: ٢٦٥٨

حکمرانوں کی بھلائی چاہنا اور تیسرا مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ملے رہنا کیونکہ (مسلمانوں کی) دُعا ان کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہے۔

۲۲ ...... عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ، فَرُبَّ مُبَلِّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ. (1)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اُسے (دوسروں) تک ایسے ہی پہنچایا جیسے سنا تھا، بہت سے لوگ جنہیں علم پہنچایا جائے، سننے والے سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔

۲۳ ...... عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ، كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ، قَبِلَتِ الْمَاءَ، فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ، أَمْسَكَتِ الْمَاءَ، فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ، فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللّٰهِ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ. (2)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جس ہدایت اور علم کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کثیر بارش کی

(1) صحيح ابن حبان: كتاب العلم، ذكر دعاء المصطفى لمن أدى من أمته حديثا، ج ١ ص ٢٦٨، رقم الحديث: ٦٦ (2) صحيح البخاري: كتاب العلم، باب فضل من عَلِمَ وَعَلَّمَ، ج ١ ص ٢٧، رقم الحديث: ٧٩

طرح ہے جو کسی زمین پر برسی، جو عمدہ زمین تھی اس نے پانی کو جذب کر کے گھاس اور خوب سبزہ اُگایا، اور زمین کے جو حصے سخت تھے انہوں نے پانی کو روک لیا۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کو نفع سے نوازتا ہے کہ (اسے) پیتے ہیں، پلاتے ہیں اور کاشت کاری کرتے ہیں۔ اور یہی (بارش کا پانی) کسی چٹیل میدان پر پڑتا ہے تو نہ وہ اسے روکتا ہے اور نہ ہی گھاس اُگاتا ہے۔ یہ (پہلی) مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ عز وجل کے دین میں سمجھ بوجھ حاصل کی اور اس سے نفع حاصل کیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا۔ سو اس نے (اسے) سیکھا اور سکھلایا۔ اور (دوسری) مثال اس شخص کی ہے جس نے (اس ہدایت کے نزول پر اپنا) سر اُٹھا کر نہ دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا۔

۲۴...... عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا.[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اُٹھائے گا کہ اُسے بندوں (کے سینوں) سے کھینچ لے بلکہ علماء کو وفات دے کر علم کو اُٹھا لے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جہلاء کو مقتدا بنا لیں گے، ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

---

[1] صحيح البخاري: كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم، ج ١ ص ٣١، رقم الحديث: ١٠٠

۲۵ ...... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ. ❶

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی۔

۲۶ ..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِحَدِيثٍ يَرْفَعُهُ، قَالَ: النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا. ❷

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسانوں کی اس طرح کانیں ہیں جس طرح سونے اور چاندی کی کان ہوتی ہے، جو لوگ ایامِ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہیں اگر وہ فقاہت حاصل کریں۔

۲۷ ...... إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَإِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرَضِينَ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا. ❸

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ تمہارے (یعنی صحابہ کے) تابع ہیں اور بہت سے لوگ علم دین سمجھنے کے لئے اطرافِ عالم سے تمہارے پاس آئیں گے، لہذا جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه وظهور الجهل، ج۴ ص ۲۰۵۶، رقم الحديث: ۲۶۷۱ ❷ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة، باب الأرواح جنود مجندة، ج۴ ص ۲۰۳۱، رقم الحديث: ۲۶۳۸ ❸ سنن الترمذي: أبواب العلم، باب ما جاء في الاستيصاء بمن يطلب العلم، ج۵ ص ۳۰، رقم الحديث: ۲۶۵۰

۲۸...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ، حُسْنُ سَمْتٍ، وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّينِ. ❶

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں جمع نہیں ہوسکتیں، ایک خوش خلقی اور دوسری دینی سمجھ۔

۲۹...... عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَنْ يَشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَسْمَعُهُ حَتَّى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ. ❷

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن بھلائی (یعنی علم) سے ہرگز سیر نہیں ہوتا وہ اس کو سنتا ہے (یعنی حاصل کرتا ہے) یہاں تک کہ اس کی انتہاء جنت ہوتی ہے۔

۳۰...... عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَقَّهَهُ فِي الدِّينِ، وَأَلْهَمَهُ رُشْدَهُ. ❸

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اُسے حدیث کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور صحیح بات اس کے دل میں ڈالتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّمَا الْأُمُورُ ثَلَاثَةٌ: أَمْرٌ تَبَيَّنَ لَكَ رُشْدُهُ فَاتَّبِعْهُ، وَأَمْرٌ تَبَيَّنَ

---

❶ سنن الترمذي: أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، ج۵ ص ۴۹، رقم الحديث: ۲۶۸۴ ❷ سنن الترمذي: أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، ج۵ ص ۵۰، رقم الحديث: ۲۶۸۶ ❸ مجمع الزوائد: كتاب العلم، باب في فضل العلم، ج۱ ص ۱۲۱، رقم الحديث: ۳۸۸، رجاله موثقون

لَکَ غَيُّهُ فَاجْتَنِبْهُ، وَأَمْرٌ اُخْتُلِفَ فِيهِ فَرُدَّهُ إِلَى عَالِمِهِ. [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: امور تین ہی قسم کے ہوتے ہیں، ایک تو وہ ہے جس کا حق ہونا واضح ہو اس کی پیروی کرو، دوسرا جس کا غلط ہونا واضح ہو اس سے بچو، تیسرا وہ جس کا حق ہونا یا غلط ہونا واضح نہ ہو اس کو اس کے جاننے والے یعنی عالم سے پوچھو۔

[1] مجمع الزوائد: كتاب العلم، باب الأمور ثلاثة، ج ١ ص١٥٧، رقم الحديث: ٧١٢، رجاله موثقون

علم اور علماء کی فضیلت پر سلفِ صالحین کے تیس (۳۰) ارشادات

۱......حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِابْنِهِ: يَا بُنَيَّ عَلَيْكَ بِمَجَالِسِ الْعُلَمَاءِ، وَاسْتَمِعْ كَلَامَ الْحُكَمَاءِ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْقَلْبَ الْمَيِّتَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي الْأَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلِ الْمَطَرِ. ❶

میرے بیٹے! علماء کے پاس لازمی بیٹھنا اور حکماء کی گفتگو غور سے سننا کیونکہ اللہ تعالی مردہ دل کو نورِ حکمت سے زندہ کرتا ہے جس طرح کہ وہ مردہ زمین کو زوردار بارش سے حیات بخشتا ہے۔

۲......حضرت عمر رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۳ھ) فرماتے ہیں:

مَوْتُ اَلْفِ عَابِدٍ اَهْوَنُ مِنْ مَوْتِ عَالِمٍ بَصِيْرٍ بِحَلَالِ اللّٰهِ وَحَرَامِهِ. ❷

حلال وحرام سے پوری طرح واقف عالم شخص کی موت بہ نسبت ہزار عابد کی موت سے نہایت سہل اور آسان ہے۔

۳......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) جب نوجوانوں کو علم حاصل کرتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے:

مَرْحَبًا بِكُمْ يَنَابِيعَ الْحِكْمَةِ، وَمَصَابِيحَ الظُّلْمَةِ، خُلْقَانَ الثِّيَابِ، جُدُدَ الْقُلُوبِ، حُلُسَ الْبُيُوتِ، رَيْحَانَ كُلِّ قَبِيلَةٍ. ❸

شاباش! تم حکمت کے سرچشمے ہو، تاریکی میں روشنی ہو، تمہارے کپڑے پھٹے پرانے ہیں، مگر دل تروتازہ ہیں، تم علم کے لئے گھروں میں قید ہوئے ہو مگر تم ہی قوم کے مہکنے والے پھول ہو۔

---

❶ المعجم الكبير للطبراني: باب الصاد، ج۸ ص ۱۹۹، رقم: ۷۸۱۰ ❷ مفتاح دار السعادة: الوجه السادس عشر بعد المائة، ص ۱۲۱ ❸ شعب الإيمان: فصل في فضل العلم وشرف مقداره، ج۲ ص ۲۴۲، رقم الحديث: ۱۶۰۰

۴......حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) فرماتے ہیں:

لَانْ اَتعَلَّمَ مَسْئَلَةً اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ. ❶

ایک مسئلہ کا سیکھنا مجھے ساری رات عبادت کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

۵......حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) فرماتے ہیں:

يَرْزُقُ اللّٰهُ الْعِلْمَ السُّعَدَاءَ وَيَحْرِمُهُ الْأَشْقِيَاءَ. ❷

علم کی دولت اللہ تعالیٰ خوش نصیب لوگوں کو عطا فرماتے ہیں، اور بدنصیب اس سے محروم رہتے ہیں۔

۶......حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۷ھ) فرماتے ہیں:

لَبَابٌ مِنَ الْعِلْمِ يَتَعَلَّمُهُ الرَّجُلُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَلْفِ رَكْعَةٍ تَطَوُّعًا. ❸

کسی شخص کا علم کا ایک باب سیکھنا ہمارے نزدیک ایک ہزار رکعت نوافل پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔

۷......حضرت علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰ھ) نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَالِ لِأَنَّ الْمَالَ تَحْرُسُهُ وَالْعِلْمَ يَحْرُسُكَ، وَالْمَالُ تُفْنِيهِ النَّفَقَةُ وَالْعِلْمُ يَزْكُو عَلَى الْإِنْفَاقِ، وَالْعِلْمُ حَاكِمٌ وَالْمَالُ مَحْكُومٌ عَلَيْهِ، مَاتَ خُزَّانُ الْمَالِ وَهُمْ أَحْيَاءٌ وَالْعُلَمَاءُ بَاقُونَ مَا بَقِيَ الدَّهْرُ أَعْيَانُهُمْ مَفْقُودَةٌ، وَآثَارُهُمْ فِي الْقُلُوبِ مَوْجُودَةٌ. ❹

---

❶ مفتاح دار السعادة: الوجه الخامس والعشرون بعد المائة، ص ۱۲۲ ❷ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ۱ ص ۲۴۴، رقم: ۲۸۳ ❸ مجمع الزوائد: كتاب العلم، باب في فضل العالم والمتعلم، ج ۱ ص ۱۲۴، رقم الحديث: ۵۰۷

❹ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ۱ ص ۲۴۴، رقم: ۲۸۴

علم مال سے بہتر ہے کیونکہ مال کی تمہیں نگہبانی کرنی پڑتی ہے مگر علم تمہارا نگہبان ہوتا ہے، مال خرچ کرنے سے ختم ہو جاتا ہے مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے، علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے، مال دار چل بسے لیکن علم والے زندہ ہیں، اور رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے، بے شک ان کے جسم مٹ گئے ہیں مگر ان کے کارنامے دلوں میں اب بھی موجود ہیں، (کبھی مٹنے والے نہیں)۔

۸ .....حضرت علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰ھ) نے ارشاد فرمایا:

اَلْعَالِمُ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْغَازِیْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. ❶

ہمیشہ روزہ رکھنے والے، رات کو قیام کرنے والے، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے عالم کا اجر زیادہ ہے۔

۹.....خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ (متوفی ۸۶ھ) نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی:

يَا بَنِيَّ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَإِنِ اسْتَغْنَيْتُمْ كَانَ لَكُمْ كَمَالًا وَإِنِ افْتَقَرْتُمْ كَانَ لَكُمْ مَالًا. ❷

اے پیارے بیٹو! علم حاصل کرو کیونکہ مال دار ہوئے تو علم تمہارے لئے کمال ہوگا، اور غریب ہو گئے تو علم تمہارے لئے دولت ثابت ہوگا۔

۱۰.....حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَتْ عِبَادَةُ اللّٰهِ بِالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَلٰكِنْ بِالْفِقْهِ فِيْ دِيْنِهِ. ❸

نماز، روزے کا نام عبادت نہیں بلکہ عبادت دین میں فقاہت یعنی دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے کا نام ہے۔

---

❶ مفتاح دار السعادۃ: الوجه السابع والستون، ص ۱۱۸

❷ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ۱ ص ۲۴۴، رقم: ۲۸۲

❸ مفتاح دار السعادۃ: الوجه الثالث والمائة، ص ۱۱۸

۱۱......حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۵) فرماتے ہیں:

حَظٌّ مِّنْ عِلْمٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حَظٍّ مِّنْ عِبَادَةٍ، وَلَأَنْ أُعَافَى فَأَشْكُرَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنِ ابْتَلَى فَأَصْبِرَ، قَالَ: وَنَظَرْتُ فِي الْخَيْرِ الَّذِي لَا شَرَّ فِيهِ فَلَمْ أَرَ مِثْلَ الْمُعَافَاةِ وَالشُّكْرِ. ❶

علم کا کچھ حصہ مجھے عبادت کے کچھ حصے سے زیادہ محبوب ہے، میں صحت وسلامتی میں اللہ کا شکر بجالاؤں اس سے زیادہ بہتر ہے کہ میں آزمائش میں ڈالا جاؤں اور اس پر صبر کروں، میں نے ایسی خیر کے متعلق تدبر کیا کہ جس میں کوئی شر نہ ہو تو میں نے بدنی سلامتی اور شکر جیسی کوئی چیز نہ پائی۔

۱۲......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) نے اہلِ مدینہ کے نام خط لکھا:

مَنْ تَعَبَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ مَا يُفْسِدُ أَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ. ❷

جس کسی نے بغیر علم کے عبادت کی اس نے اصلاح سے زیادہ فساد پیدا کیا۔

۱۳......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَعَلَّمُ الْبَابَ مِنَ الْعِلْمِ فَيَعْمَلُ بِهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. ❸

علم کا ایک باب سیکھنا اور اس پر عمل کرنا، دنیا سے اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔

۱۴......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

الْعَامِلُ عَلَى غَيْرِ عِلْمٍ كَالسَّالِكِ عَلَى غَيْرِ طَرِيقٍ وَالْعَامِلُ عَلَى غَيْرِ

---

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب تفضيل العلم على العبادة، ج ۱ ص ۱۱۷، رقم: ۱۰۶

❷ سنن الدارمي: كتاب العلم، باب من قال: العلم: الخشية وتقوى الله، ج ۱ ص ۳۴۲، رقم: ۳۱۳ ❸ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ۱ ص ۲۳۰، رقم: ۲۵۵

عِلْمٍ مَا يُفْسِدُ أَكْثَرُ مِمَّا يُصْلِحُ، فَاطْلُبُوا الْعِلْمَ طَلَبًا لَا تَضُرُّوا بِالْعِبَادَةِ، وَاطْلُبُوا الْعِبَادَةَ طَلَبًا لَا تَضُرُّوا بِالْعِلْمِ، فَإِنَّ قَوْمًا طَلَبُوا الْعِبَادَةَ وَتَرَكُوا الْعِلْمَ حَتَّى خَرَجُوا بِأَسْيَافِهِمْ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ⓫

بغیر علم کے عامل ایسے ہے جیسے کوئی غلط راستہ پر چل رہا ہو، اس لئے تم علم پڑھو تا کہ تمہاری عبادت اور تمہارے اعمال محفوظ رہیں اور وبالِ جان نہ بن جائیں اور عبادت کا طریقہ سیکھو تا کہ تمہارا علم محفوظ رہے کیونکہ تم سے پہلے ایک قوم نے (خوارج) محض عبادت کو اپنا مقصد بنایا اور علم کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ انہوں نے امتِ محمدیہ پر ہی تلوار سونت لی۔

۱۵...... حضرت میمون رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَثَلَ الْعَالِمِ فِي الْبَلَدِ كَمَثَلِ عَيْنٍ عَذْبَةٍ فِي الْبَلَدِ. ⓬

عالم کی مثال شہر میں اس طرح ہے جیسے کسی شہر میں میٹھے پانی کا چشمہ ہو۔

۱۶...... حضرت قتادہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸ھ) فرماتے ہیں:

بَابٌ مِنَ الْعِلْمِ يَحْفَظُهُ الرَّجُلُ لِصَلَاحِ نَفْسِهِ وَصَلَاحِ مَنْ بَعْدَهُ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ حَوْلٍ. ⓭

علم کا کچھ حصہ جسے آدمی اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے بعد آنے والے لوگوں کی اصلاح کے لئے حاصل کرے، ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔

۱۷...... حضرت عبید اللہ بن ابی جعفر رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ مَنَارُ الْبِلَادِ مِنْهُمْ يُقْتَبَسُ النُّورُ الَّذِي يُهْتَدَى بِهِ. ⓮

علماء شہروں کے لئے روشنی کے مینار ہیں، انہیں سے وہ نور پھوٹتا ہے جس سے لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

⓫ مفتاح دار السعادة ⓬ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ١ ص ٢٣٧، رقم: ٢٦٥ ⓭ جامع بيان العلم وفضله: باب تفضيل العلم على العبادة، ج ١ ص ١١١، رقم: ٩٩ ⓮ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع فضل العلم، ج ١ ص ٢٢٣، رقم: ٢٤٣

۱۸......امام ابنِ مقفع رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲ھ) فرماتے ہیں:

أُطْلُبُوا الْعِلْمَ فَإِنْ كُنْتُمْ مُلُوكًا بَرَزْتُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ سُوقَةً عِشْتُمْ.

علم حاصل کرو، بادشاہ ہوئے تو اور اونچے ہو جاؤ گے، عام آدمی ہوئے تو زندہ رہ سکو گے۔

۱۹......امام ابن مقفع رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲ھ) ہی نے فرمایا:

إِذَا أَكْرَمَكَ النَّاسُ لِمَالٍ أَوْ سُلْطَانٍ فَلَا يُعْجِبُكَ ذَلِكَ، فَإِنَّ زَوَالَ الْكَرَامَةِ بِزَوَالِهِمَا، وَلَكِنْ لِيُعْجِبُكَ إِذَا أَكْرَمُوكَ لِعِلْمٍ أَوْ دِينٍ. ❶

دولت یا طاقت کی وجہ سے عزت کی جائے تو خوش نہ ہو یہ عزت ناپائیدار ہے، مال وسلطنت کے زائل ہونے سے یہ عزت بھی ختم ہو جائے گی، البتہ علم یا دین کی وجہ سے عزت ہو تو خوش ہونا اس لئے کہ یہ عزت پائیدار ہے، (اس کے چھن جانے یا ختم ہونے یا زائل ہونے کا خطرہ نہیں)۔

۲۰......حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱) فرماتے ہیں:

مَا مِنْ عَمَلٍ أَفْضَلُ مِنْ طَلَبِ الْحَدِيثِ إِذَا صَحَّتِ النِّيَّةُ فِيهِ. ❷

اگر نیک نیتی سے علم حدیث حاصل کیا جائے تو اس سے افضل عمل اور کوئی نہیں۔

۲۱......حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ مِنَ الْعِبَادَةِ شَيْئًا أَفْضَلُ مِنْ أَنْ يَعْلَمَ النَّاسُ الْعِلْمَ. ❸

میں کوئی ایسی عبادت نہیں جانتا جو لوگوں کو علم سکھانے سے زیادہ افضل ہو۔

۲۲......حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) نے عرب کے ایک شخص سے کہا:

---

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ١ ص ٢٦٤، رقم: ٣٢٨-٣٢٩ ❷ حلية الأولياء: ترجمة: سفيان الثوري، ج٦ ص ٣٦٦ ❸ المدخل إلى السنن الكبرى: باب فضل العلم خير من فضل العبادة، ج ١ ص ٣٠٩، رقم: ٤٧١

أُطْلُبُوا الْعِلْمَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَخْرُجَ الْعِلْمُ مِنْ عِنْدِكُمْ فَيَصِيرَ إِلَى غَيْرِكُمْ فَتَذِلُّوا، أُطْلُبُوا الْعِلْمَ فَإِنَّهُ شَرَفٌ فِي الدُّنْيَا وَشَرَفٌ فِي الْآخِرَةِ. ⓫

اے قومِ عرب! علم حاصل کرو ورنہ مجھے ڈر ہے کہ علم تم سے نکل کر غیروں میں چلا جائے گا اور تم ذلیل ہو کر رہ جاؤ گے، علم حاصل کرو کیونکہ علم دنیا میں بھی عزت ہے اور آخرت میں بھی عزت ہے۔

۲۳..... حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ اَرَادَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ فَعَلَيْهِ بِطَلَبِ الْعِلْمِ. ⓬

جو شخص دین و دنیا دونوں حاصل کرنے کا خواہاں ہو اُسے چاہئے کہ علم حاصل کرے۔

۲۴..... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں:

خُيِّرَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بَيْنَ الْمُلْكِ وَالْعِلْمِ فَاخْتَارَ الْعِلْمَ فَأَتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْعِلْمَ بِاخْتِيَارِهِ الْعِلْمَ. ⓭

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا کہ علم لیں یا سلطنت، تو انہوں نے علم کو ترجیح دی، علم کو پسند کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں علم بھی دیا اور سلطنت بھی دی۔

۲۵..... حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

اَرْفَعُ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً مَّنْ كَانَ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ عِبَادِهِ وَهُمُ الرُّسُلُ وَالْعُلَمَاءُ. ⓮

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا درجہ ان لوگوں کا ہے جو اللہ اور اس کے بندوں کے

⓫ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ۱ ص ۲۴۴، رقم: ۲۷۴

⓬ مفتاح دار السعادة: الوجه الثامن والثلاثون بعد المائة، ص ۱۶۴

⓭ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ۱ ص ۲۳۷، رقم: ۲۶۶

⓮ مفتاح دار السعادة: الوجه الخامس والمائة، ص ۱۱۹

درمیان ہیں، اور وہ انبیاء اور علماء ہیں۔

۲۶......امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

طَلَبُ الْعِلْمِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ النَّافِلَةِ. ❶

علم حاصل کرنا نفل نماز ادا کرنے سے افضل ہے۔

۲۷......حضرت خالد بن خداش رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۴ھ) فرماتے ہیں کہ رخصت ہوتے وقت میں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں، تو آپ نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، وَكِتَابَةِ الْعِلْمِ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهِ ❷

ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرو، ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرو، اہلِ علم سے علم لکھو، (یعنی حاصل کرو)۔

۲۸......امام احمد رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

النَّاسُ أَحْوَجُ إِلَى الْعِلْمِ مِنْهُمْ إِلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ لِأَنَّ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ يُحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وَالْعِلْمُ يُحْتَاجُ إِلَيْهِ كُلَّ وَقْتٍ.

ترجمہ: لوگوں کو کھانے پینے سے بڑھ کر علم کی احتیاج ہے، اس لئے کہ کھانے اور پینے کی دن میں ایک دو بار ضرورت پڑتی ہے لیکن علم کی ہر وقت ضرورت ہے۔

۲۹......سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۳ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَرَادَ النَّظَرَ اِلَى مَجَالِسِ الْاَنْبِيَاءِ فَلْيَنْظُرْ اِلَى مَجَالِسِ الْعُلَمَاءِ

❶ المدخل إلى السنن الكبرى: باب فضل العلم خير من فضل العبادة، ج ۱ ص ۳۱۰، رقم: ۴۷۴ ❷ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ۱ ص ۲۴۴، رقم: ۲۷۵

وَهٰذَا لِاَنَّ الْعُلَمَاءَ خُلَفَاءُ الرُّسُلِ فِيْ أُمَمِهِمْ وَوَارِثُوْهُمْ فِيْ عِلْمِهِمْ فَمَجَالِسُهُمْ مَجَالِسُ خِلَافَةِ النُّبُوَّةِ. ❶

جسے انبیاء کی مجلس دیکھنے کا شوق ہو اُسے چاہئے کہ علماء کی مجالس کو دیکھے (یعنی حاضر ہو) اس لئے کہ علماء اپنے انبیاء کے نائب ہوا کرتے ہیں، اوران کی تعلیمات کے جانشین ہیں، اس لئے ان کی مجلسیں خلافت نبوت کی مجلس ہیں۔

۳۰......ایک بزرگ فرماتے ہیں:

إِذَا اَتَى عَلَى يَوْمٍ لَا ازْدَادَ فِيْهِ عِلْمًا يُقَرِّبُنِىْ اِلَى اللّٰهِ فَلَا بُوْرِكَ لِىْ فِىْ شَمْسِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. ❷

جس روز مجھے ایسا علم حاصل نہ ہو جو قربِ الٰہی کا باعث بنے، اللہ تعالیٰ اس روز کو میرے لئے مبارک نہ کرے۔

❶ مفتاح دار السعادة: الوجه السابع والمائة، ص ۱۱۹

❷ مفتاح دار السعادة: الوجه السابع عشر بعد المائة، ص ۱۲۱

علم اور علماء کی فضیلت پر تیس (۳۰) عقلی دلائل

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''مفتاح دار السعادۃ'' میں علم اور علماء کی فضیلت پر قرآن وسنت کے بعد عقلی دلائل بھی نقل کئے ہیں، یہ بحث اُسی سے ماخوذ ہے۔

۱.....اللہ تعالیٰ کے ہاں مخلوق میں سب سے افضل واعلیٰ درجہ انبیاء ورسل کا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور انسانوں کو پیغام رسانی کے لئے پسند فرمایا، اور حق بھی یہی ہے کہ ان کا مقام سب سے اعلیٰ وارفع ہو، اس لئے کہ وہ خدا کا پیغام بندوں تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ نیز خدائے واحد کی پہچان اس کے اسماء وصفات کی معرفت اس کے اوامر ومنہیاتِ احکام وفرائض کی سمجھ بوجھ انہیں کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ ان کے نفوس سب سے زیادہ پاکیزہ، ان کے اخلاق سب سے زیادہ بلند، علم وعمل میں وہ اکمل، ہر عیب ونقص سے وہ منزہ ہوتے ہیں، اس لئے وہ سب سے اشرف واعلیٰ ہیں، ان کے بعد دوسرا درجہ ان کے صحیح خلفاء اور جانشین کا ہے جو گروہ علماء ہے، اس لئے کہ وہ انہیں کے منہاج پر گامزن ہوتے ہیں۔ امت کے ناصح، مظلوم کے مددگار، جاہل کے معلم، معروف کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے، یعنی انبیاء ورسل کی پوری زندگی کا صحیح تتبع کرنے والے ہوتے ہیں، اسی بنا پر تو انبیاء ورسل کے بعد سب سے بڑا انعام انہیں حاصل ہے۔

۲.....انسان کو دوسرے حیوانات پر محض علم وبیان کی وجہ سے امتیاز حاصل ہے ورنہ دوسرے حیوانات اس سے زیادہ قوی اور زیادہ طاقتور ہیں۔ اولاد کے لحاظ سے وہ کثیر العیال ہیں، جانوروں کی عمریں انسانوں سے زیادہ ہوتی ہیں، اس کے باوجود اگر انسان کو تفوق وبرتری حاصل ہے تو محض اس کے علم وفضل کی بنا پر ہے۔ اگر یہ چیز اس میں نہ ہو تو پھر سب حیوانیت میں مشترک ہیں، بلکہ بسا اوقات وہ حیوانوں سے بھی بدتر ہوتے ہیں، جیسے فرمایا:

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ. (الأنفال: ۲۲)

ترجمہ: اللہ کے ہاں سب سے بدترین وہ گونگے اور بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔

۳..... علم اپنے سوا باقی تمام اشیاء پر حاکم ہے، یہ خود کسی کے زیرِ اقتدار نہیں، جب کسی چیز کے عدم ووجود، صحت وفساد، نفع ونقصان، مدح وذم اور اس قسم کی دوسری تمام معلومات میں اختلاف پڑتا ہے تو وہاں علم کا ہی حکم جاری وساری ہوتا ہے، اسی طرح ملکی سیاسیات، سلطنت اور بادشاہت، مال داری وتونگری سب اشیاء کا حاکم علم ہے اس لئے کہ جس ملک کی تدبیر تائیدِ علم سے نہ ہو وہ جنگ وجدل کا گہوارہ ہے، جس تلوار پر علم کا کنٹرول نہ ہو وہ آنِ واحد میں دنیا کو نیست ونابود کر دینے والی ہے، اسی طرح تحریر وتقریر پر بھی علم کا سکہ چلتا ہے، کیونکہ علم کے بغیر قلم کی حرکت بے معنی ہے، اسی بنا پر اس بات میں اختلاف ہے:

وَقَدِ اخْتَلَفَ فِيْ تَفْضِيْلِ مِدَادِ الْعُلَمَاءِ عَلَى دَمِ الشُّهَدَاءِ.

''علماء کی سیاہی اور شہدا کے خون میں سے کون سی چیز افضل ہے''

دونوں گروہوں کے پاس دلائل کا انبار ہے لیکن میں (علامہ ابن قیم رحمہ اللہ) کہتا ہوں نفس نزاع ہی علم کی برتری پر بہت بڑی دلیل ہے۔

۴..... یہ فضیلت بھی علم ہی کو حاصل ہے کہ وہ خود اپنا حاکم ہو، بخلاف کسی دوسری شے کے اُسے یہ حق حاصل نہیں کہ اپنی ذات کے متعلق وہ خود کسی شے کا حکم لگائے اس لئے کہ اس میں تہمت کا شائبہ ہے اور علم کا مقام اس سے بالا ہے کہ وہاں تہمت اور رعایت کا گمان کیا جا سکے۔

۵..... یہ بات تواتر سے ثابت ہو چکی ہے کہ افضل عمل اور رأس الامر ایمان باللہ ہے، دیگر اعمال ثانوی حیثیت رکھتے ہیں، ایمان کے دو رکن ہیں، ایک وہ شریعت جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں، اس کی معرفت اور پہچان۔ دوسرے قول وعمل سے اس کی

تصدیق، اور تصدیق بدوں علم ومعرفت کے محال ہے اس لئے کہ تصدیق علم کی فرع ہے، جسد میں ایمان کا درخت علم کے تنے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔

۶.....صفاتِ کمال کا تمام تر دار و مدار علم، قدرت اور ارادہ پر ہے، اور ارادہ علم کی فرع ہے، اس لئے کہ ارادہ میں مراد کا علم وشعور لازمی چیز ہے اس لئے ارادہ بھی علم کا محتاج ہوا، اور قدرت بغیر ارادہ کے اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قدرت وارادہ دونوں بالواسطہ یا بلاواسطہ علم کے محتاج ہیں، اور علم ان دونوں میں سے کسی کا بھی محتاج نہیں۔

۷.....ایک شے کو کسی دوسری شے کے ساتھ تعلق کے لئے جن اوصاف کی ضرورت ہے ان میں سے علم کا دائرہ زیادہ وسیع ہے، اس لئے کہ علم، واجب، ممکن، محال، موجود، معدوم، سب کے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے۔

قدرت وارادہ دونوں متعلق کے لحاظ سے خاص ہیں، قدرت کا تعلق محض ممکنات سے ہوا کرتا ہے، اس لحاظ سے یہ علم سے اخص اور ارادہ سے اعم ہے، ارادہ کا تعلق بعض ممکنات کے ساتھ ہوتا ہے، اس لئے علم اپنی ذات اور متعلق کے لحاظ سے اوسع واعم ہے۔

۸.....اہلِ علم کے متعلق اللہ تعالی نے خبر دی ہے کہ انہیں لوگوں کا امام بنایا ہے جن سے لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں اور انہیں اپنا مقتدی ٹھہراتے ہیں۔ فرمایا:

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِآيَاتِنَا يُوْقِنُوْنَ. (السجدة: ۲۴)

ترجمہ: ہم نے ان میں سے ایسے ائمہ مقرر کئے جو ہمارے امر کی ہدایت دیتے تھے، جب انہوں نے صبر سے کام لیا اور ہماری آیات کا انہیں یقین تھا۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا. (الفرقان: ۷۴)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا دے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تکمیلِ علم سے امامتِ عالَم کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

۹.....انسان کے لئے علم کی ضرورت کھانے پینے سے بڑھ کر ہے، اس لئے کہ کھانا کھانے کی ضرورت دن میں ایک دو بار پڑتی ہے لیکن علم کی ضرورت ہر ہر سانس پر ہے، کیونکہ ضروری ہے انسان کا جو سانس اندر جائے وہ ایمان وحکمت سے معمور ہو، اور یہ طے شدہ بات ہے کہ علم کے بغیر ایمان وحکمت حاصل نہیں ہو سکتے، اس لئے معلوم ہوا کہ کھانے اور پینے سے بڑھ کر انسان علم کا محتاج ہے، چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

النَّاسُ أَحْوَجُ إِلَى الْعِلْمِ مِنْهُمْ إِلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ؛ لِأَنَّ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ يَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وَالْعِلْمُ يَحْتَاجُ إِلَيْهِ كُلَّ وَقْتٍ.

ترجمہ: لوگوں کو کھانے پینے سے بڑھ کر علم کی احتیاج ہے، اس لئے کہ کھانے اور پینے کی دن میں ایک دو بار ضرورت پڑتی ہے لیکن علم کی ہر وقت ضرورت ہے۔

۱۰.....صاحبِ علم آدمی کو مشقت کم کرنا پڑتی ہے اور اس کی اجرت اسے بہت زیادہ ملتی ہے۔ مشاہدہ ہے کہ کاریگر اور مزدور باہم کام میں لگے ہوئے ہوتے ہیں، وہ مشقت اور بوجھ اٹھاتے ہیں اور ان کا کام سکھلانے والا استاذ بغیر کسی مشقت کے بیٹھا انہیں کام کرنے کا طریقہ سکھلاتا ہے، انہیں کسی کام کا حکم دیتا ہے، کسی سے روکتا ہے، لیکن اس کے باوجود اسے اجرت اور مزدوری ان سے کئی گنا زیادہ ملتی ہے۔ اور اس کی طرف احادیث میں بھی اشارہ ملتا ہے:

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ ثُمَّ الْجِهَادُ.

ترجمہ: اعمال میں افضل عمل اللہ پر ایمان لانا، پھر جہاد کرنا ہے۔

یہاں ایمان باللہ کو جو کہ علم وعمل سے عبارت ہے، جہاد پر فضیلت دی ہے، حالانکہ جہاد میں ایمان باللہ کی نسبت زیادہ تکالیف وشدائد کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے، اور یہ اس لئے ہے کہ عالم آدمی اپنے علم کی بنا پر ایسے اعمال کو جانتا ہے جن میں اجر زیادہ اور مشقت کم برداشت کرنا پڑتی ہے اس لئے ایسے اعمال کر لیتا ہے، حالانکہ جاہل یہ سمجھے ہوئے ہوتا ہے کہ جس میں مشقت زیادہ اُٹھانا پڑتی ہو وہ کام افضل ہے اس لئے بسا اوقات وہ مفضول اور مرجوح اعمال میں لگا رہتا ہے، اور ایک عالم افضل وراجح عمل کر کے درجات میں اس سے بڑھ جاتا ہے۔ اسی بناء پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل الامت کہا گیا ہے، حالانکہ ایسے ایسے صحابہ کرام بھی موجود تھے جو نماز، روزہ، حج، قرأتِ قرآن اور دیگر اعمال میں ان سے بڑھے ہوئے تھے۔ امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ نے اسی لئے کہا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز، روزہ کی کثرت کی بنا پر تم پر سبقت نہیں لے گئے بلکہ قلبی صدق وصفا کی وجہ سے انہیں تم پر سبقت حاصل ہے۔

۱۱.....علم، عمل کا قائد اور امام ہے اس لئے جو عمل علم کا تابع نہیں وہ عامل کے لئے فائدہ مند نہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ عَبَدَ اللَّهَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ مَا يُفْسِدُ أَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ.

ترجمہ: جس نے بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اس کا فساد صلاح کی نسبت زیادہ ہوگا۔

اسی لئے تو اعمال قبول اور رد کرنے میں متفاوت ہیں، جو اعمال علم کے موافق ہیں وہ مقبول اور اس کے مخالف مردود ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم عمل کے لئے بمنزلہ میزان اور کسوٹی کے ہے جس پر اعمال کو پرکھا جاتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا. (الملک: ۲)

ترجمہ: اللہ وہ ذات ہے جس نے موت وزندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے تم میں کس کے عمل اچھے ہیں۔

اس کی تفسیر میں حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اَحْسَنُ عَمَلًا'' سے مراد ہے ہر وہ عمل جو اخلاص کے ساتھ کیا جائے اور درست بھی ہو، یعنی عمل اللہ کی رضا کے لئے ہو اور سنت طریقے کے مطابق ہو۔ لوگوں نے پوچھا اس کا کیا مطلب؟ فرمایا: وہ عمل جس میں خلوص نہ ہو اگر چہ وہ درست ہو مردود ہے۔ اس طرح جس میں صواب ہے لیکن خلوص نہیں وہ بھی مردود ہے۔ جب تک کوئی عمل خالص اور سنتِ رسول کے مطابق نہ ہو وہ قبول نہیں ہوتا، اور یہ صواب اور خالص ہونا بغیر علم کے محال اور ناممکن ہے، اس لئے کہ اگر کسی عامل کو سنتِ رسول کا پتہ نہیں وہ صواب نہیں ہوسکتا، اور اگر وہ اپنے معبود سے ناواقف ہے تو اس میں خلوص نہیں پیدا ہوسکتا ہے۔

یہ دونوں باتیں یعنی عمل میں اخلاص بھی ہو اور سنتِ نبوی کے مطابق بھی ہو یہ دونوں باتیں بغیر علم کے حاصل نہیں ہوسکتیں۔

جب علم کا یہ مقام ہے کہ اس کے بغیر کوئی عمل قبولیت کے مرتبہ تک نہیں پہنچتا تو معلوم ہوا کہ علم نہایت اشرف وافضل ہے جس کا حاصل کرنا اور پڑھنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔

۱۲..... عامل بغیر علم کے ایسے ہے جیسے کوئی بغیر کسی راہنمائی کے راستہ پر چلتا جا رہا ہے اسے معلوم نہیں کہ وہ کدھر جا رہا ہے، ایسا شخص یقیناً ہلاکت کے زیادہ قریب ہے، اگر وہ اتفاقاً بچ بھی نکلے تو اس طرح کی نجات عقلاء کے نزدیک مذموم ہے، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ فَارَقَ الدَّلِيْلَ ضَلَّ السَّبِيلَ وَلَا دَلِيْلَ إِلَّا بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ.

ترجمہ: جس نے دلیل چھوڑ دی وہ راستہ سے گمراہ ہو گیا، احادیثِ رسول کے علاوہ اور کوئی دلیل معتبر نہیں۔

۱۳...... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

الْعَامِلُ عَلَى غَيْرِ عِلْمٍ كَالسَّالِكِ عَلَى غَيْرِ طَرِيقٍ وَالْعَامِلُ عَلَى غَيْرِ عِلْمٍ مَا يُفْسِدُ أَكْثَرُ مِمَّا يُصْلِحُ، فَاطْلُبُوا الْعِلْمَ طَلَبًا لَا تَضُرُّوا بِالْعِبَادَةِ، وَاطْلُبُوا الْعِبَادَةَ طَلَبًا لَا تَضُرُّوا بِالْعِلْمِ، فَإِنَّ قَوْمًا طَلَبُوا الْعِبَادَةَ وَتَرَكُوا الْعِلْمَ حَتَّى خَرَجُوا بِأَسْيَافِهِمْ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بغیر علم کے عامل ایسے ہے جیسے کوئی غلط راستہ پر چل رہا ہو، اس لئے تم علم پڑھو تا کہ تمہاری عبادت اور تمہارے اعمال محفوظ رہیں اور وبالِ جان نہ بن جائیں، اور عبادت کا طریقہ سیکھو تا کہ تمہارا علم محفوظ رہے کیونکہ تم سے پہلے ایک قوم (خوارج) نے محض عبادت کو اپنا مقصد بنایا اور علم کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ انہوں نے امتِ محمدیہ پر ہی تلوار سونت لی۔

۱۴..... کسی چیز کا شرف اور اس کی فضیلت کبھی تو اس کے عمومِ منفعت سے ظاہر ہوتی ہے کبھی اس سے کہ لوگ اس سے مستغنی نہ ہوسکیں۔ اور جب وہ نہ ملے نقصان وفساد ظاہر ہو، کبھی اس سے کہ اس کے حصول سے مسرت وشادمانی اور لذت وفرح حاصل ہو، کبھی اس کے نتائج وعواقب کے ظہور سے، کبھی اس کی علتِ غایہ کے اشرف ہونے اور اس کے ایسے مطلوب تک پہنچانے کے جو نہایت اجل وافضل ہو، لیکن جب وہ فی نفسہ بھی اکمل اور اشرف ہو تو ہر جہت سے اسے مکمل فضیلت اور شرف حاصل ہو جاتا ہے، اور یہ بدیہی طور پر معلوم ہے کہ علم ان تمام جہات سے مکمل ہے، اس لئے کہ یہ نفع میں عام ہے، اس کی ضرورت وحاجت سب ضروریات پر مقدم ہے، کیونکہ اگر کھانا پینا نہ ملے تو زیادہ سے زیادہ اس کے جسم کی زندگی اور بقاء خطرے میں پڑ جائے گی لیکن جب کسی سے علم مفقود ہو تو وہ اس کے روح اور دل دونوں کی موت کا باعث ہوتا ہے، اسی لئے جس شخص سے علم معدوم ہے اسے اللہ تعالیٰ نے ''شَرُّ الدَّوَابِ'' کہا ہے۔ اسی طرح جہل سے نقص واقع ہوتا ہے، نیز وہ ایک مرض ہے اور علم اس مرض سے نجات دیتا ہے اور کمال پیدا کرتا ہے۔ وَكَفَى بِهَذَا شَرَفًا لِلْعِلْمِ.

۱۵.....جس قدر معلوم اشرف واعلیٰ ہوگا اسی قدر ہی علم اشرف ہوگا، کیونکہ براہین ودلائل سے معلوم کا یقین اور اس کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اور یہ بدیہی بات ہے کہ خدائے قیوم جو کہ ہر عیب ونقص سے منزہ ہر دناءت سے ارفع ہیں، اس کا علم ہر علم سے عظمت وشرف میں بڑھا ہوا ہے، اس لئے تمام علوم میں اصل اس ذاتِ حق کا علم ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا علم باقی علوم کو مستلزم ہے، جس نے خدا کی پہچان کر لی اس نے تمام اشیاء معلوم کر لیں۔

۱۶.....ایک انسان کی سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی یہ ہے کہ اُسے اپنے مالک حقیقی کی ذاتِ اقدس سے محبت ہو۔ زبان ہر وقت اس کی تعریف میں تر رہے، دل ہر وقت اس کی یاد میں مستغرق رہے، وہ اپنا کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ کرے، یہی سب سے بڑا کمال ہے جسے حاصل کرنے کی اُسے خواہش ہوتی ہے، اسی لئے مخلوق ظہور میں آئی، وحی کا نزول ہوا، پیغمبر بھیجے گئے، ارض وسماء بنے، جنت ودوزخ وجود میں آئے، شرائع مقرر کی گئیں، اس کے ذکر کی خاطر بیت اللہ کی بنیاد باندھی گئی، بندوں پر اس کا حج فرض کیا گیا۔ اسی ایک بات کے پیشِ نظر جہاد قائم ہوا کہ جو خدائے پاک سے غافل ہیں، اس کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں، انہیں زندہ رہنے کے حق سے محروم کر دیا جائے، اسی ایک بنیاد پر خلق وامر کی چکی گھوم رہی ہے لیکن اس کنزِ عظیم کو بھی بغیر علم کے حاصل نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ محبت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کی ذات کا علم ہو اس لئے کہ جسے اللہ کی ذات کا زیادہ عرفان ہوگا اس کی محبت بھی شدید ہوگی، اور اسی قدر وہ دنیا سے دور ہوتا چلا جائے گا، تو ایسے بابِ عظیم جو کہ خلق وامر کا سرِ مکنون ہے جس کی طرف راہنمائی علم کے ذریعہ سے ہوئی، اس سے علم کا مقام اس کی ضرورت اور عظمت وشرف کا پتہ چل رہا ہے۔

۱۷.....جس قدر قوتِ محبت قوی یا ضعیف ہوگی اس قدر وصال محبوب کے وقت لذت وسرور حاصل ہوگا، جیسے ایک پیاسے شخص کو ٹھنڈا پانی پینے سے جو سرور حاصل ہوتا ہے

وہ ایسے شخص کو حاصل نہیں ہوسکتا جسے اس کی اتنی خواہش نہیں، اس طرح جتنی کسی کو کسی سے محبت ہے اور جتنا وہ اپنے محبوب کے ظاہری و باطنی جمالات سے واقف ہوا تنا ہی اس کی محبت میں شدت پیدا ہوتی چلی جائے گی، اسی لئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے بعد اس کی طرف دیکھنے کی لذت اس شخص کو زیادہ ہوگی جسے اس کی ذات کا زیادہ علم حاصل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ایک آسان راہ سے اگر بہت بڑی لذت حاصل کی جا سکتی ہے تو وہ محض علم ہی کا راستہ ہے۔

۱۸..... اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز علم کی محتاج ہے اور اس کا قوام علم سے ہے، اس لئے کہ وجود کی دو قسمیں ہیں، ایک وجودِ خلق اور دوسرا وجودِ امر، اور یہ دونوں وجود ہی خدا کے علم اور اس کی حکمت سے موجود ہوئے ہیں۔ اب اس خلق وامر سے جو بھی چیز ظہور میں آئے گی وہ خدا کے علم اور حکمت سے ہی آئے گی، چنانچہ زمین وآسمان اور ان کی موجودات، انبیاء کا آنا، کتابوں کا نازل ہونا، حلال وحرام کی تمیز، مذہبِ اسلام کی دوسرے مذاہب پر فضیلت یہ سب کچھ علم کے مرہونِ منت ہیں۔

۱۹..... کسی چیز کا اصل مقام ومرتبہ اس کی ضد کو دیکھ کر متعین کیا جاتا ہے اور اس کی اچھائی ضد کی برائی دیکھتے ہوئے معلوم ہوتی ہے: ”وَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْأَشْيَاءُ“ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ علم کی ضد جہالت کس قدر قبیح اور مذموم چیز ہے۔ یہی ہر فساد کی جڑ، یہی ہر فتنہ کا پیش خیمہ اور دنیا وآخرت میں ہر قسم کی ذلت ورسوائی کا سبب ہے، ورنہ علم تو ہر قسم کی مصائب وتکالیف سے محفوظ رکھتا ہے، مثلاً علم رکھتے ہوئے کوئی شخص بھی وہ کھانا جس میں زہر ملا ہو کھانے کے لئے تیار نہیں ہوگا، اس لئے کہ اُسے اس بات کا پتہ ہے کہ زہر زندگی کا خاتمہ کر دیتا ہے، اگر کوئی یہ جانتے ہوئے بھی اُسے کھاتا ہے تو اس کے کوئی دوسرے عوامل ہوتے ہیں، کبھی تو وہ بھوک سے تنگ آتے ہوئے، اور کبھی خودکشی کے ارادے سے اُسے کھاتا ہے، اپنے علم کی بنا پر اگر چاہے تو محفوظ ضرور رہ سکتا ہے، بخلاف جاہل کے جسے زہر

کے اثر کا پتہ نہیں۔ بہر حال جہالت پر نظر ڈالتے ہوئے علم کا اصل مقام، اس کی ضرورت واہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

۲۰.....نوعِ انسانی کے دو افراد میں جس قدر تفاوت ہے کسی اور مخلوق کے دو افراد میں اس قدر نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مجرد عقول پیدا کیا ہے، ان میں شہوات کا کوئی دخل نہیں، اسی طرح حیوانات میں محض شہوت ہے عقل نہیں، لیکن انسان میں یہ دونوں چیزیں جمع کر دی گئی ہیں، پس جس کی عقل اس کی شہوت پر غالب ہے وہ شخص فرشتوں سے بھی بہتر ہوگا، اور جس کی شہوت اس کی عقل پر غالب ہے وہ حیوانات سے بھی بدتر۔ ایک تو نوع انسانی کا یہ فرق ہے، دوسرا بہت بڑا اختلاف قلت وکثرتِ علم کی بنا پر ہے، عالم شخص تو فرشتوں کا استاذ مقرر کیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا:

يَآدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ. (البقرة:۳۳)

ترجمہ: اے آدم! تو ان کے ناموں کی فرشتوں کو خبر دے۔

اور جاہل شخص تو شیطان کی نظر میں بھی نہیں جچتا، جیسے شیطان نے اپنے اس جاہل معتقد کے متعلق خبر دی ہے جو اس کے کہنے پر چل کر کفر کا مرتکب ہو گیا تھا، اسے گناہ میں مبتلا کرنے کے بعد کہنے لگا:

اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْکَ. (الحشر:۱۶)

ترجمہ: میں تجھ سے بیزار ہوں۔

اور قیامت کے دن اپنے معتقدین اور ان پیروکاروں کو جو جہالت کی بنا پر پیغمبروں کو جواب دے کر اس کے کہنے پر چلے تھے مخاطب ہو کے کہے گا:

اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْکُمْ. (الأنفال: ۴۸)

ترجمہ: میں تم سے بیزار ہوں۔

تعجب کی نگاہ سے دیکھو دو افراد کے درمیان اس قسم کا فرق کسی اور نوع میں بھی ملتا

ہے کہ ایک کو فرشتے سجدہ کریں اور اس کے علم سے استفادہ کریں، اور دوسرے کو شیطان بھی اپنا ساتھی بنانے پر تیار نہ ہو، یہ بہت بڑا فرق بھی علم ہی کا بنا پر ہے۔ علم ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور ملأ اعلیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔

۲۱..... تمام مخلوقات میں سے انسان کا اشرف ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں، پھر انسانی اعضاء میں سے بھی وہی اعضاء اشرف واعلیٰ ہیں جو علم کا محل بنتے ہیں، وہ دل، آنکھ اور کان ہیں، پھر چونکہ دل اصل علم کا محل ہے، اور کان اس کا خادم ہے کہ بات سن کر دل تک پہنچا دیتا ہے اور آنکھ بمنزلہ ہراول دستے کے ہے، اس لئے تمام جسم پر دل ہی کو حکومت حاصل ہے جس کام سے دل روکتا ہے تمام اعضاء اس سے رُک جاتے ہیں، جس کا حکم دیتا ہے اسے کرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح ایک عالم شخص کا بھی دوسرے لوگوں میں وہی مرتبہ ہے جو دل کا تمام اعضاء میں ہے، اور جس طرح دل کے فساد سے تمام جسم فاسد ہو جاتا ہے اور اس کی صلاح سے تمام صالح بن جاتے ہیں، اور اگر فساد پر اتر آئیں تو تمام نوعِ انسانی اس کا شکار ہو جاتی ہے، جیسے کسی نے کہا ہے:

صِنْفَانِ إِذَا صَلَحَا صَلَحَ سَائِرُ النَّاسِ وَإِذَا فَسَدَ فَسَدَ سَائِرُ النَّاسِ اَلْعُلَمَاءُ وَالْأُمَرَاءُ.

ترجمہ: لوگوں کی دو قسمیں اگر سنور جائیں تو تمام لوگ سنور جاتے ہیں، اور اگر وہ درست نہ رہیں تو سب لوگ راہ راست سے بھٹک جاتے ہیں، اور وہ ہیں علماء اور بادشاہ۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) نے کیا خوب فرمایا:

وَهَلْ أَفْسَدَ الدِّينَ إِلَّا الْمُلُوكُ   وَأَحْبَارُ سُوءٍ وَرُهْبَانُهَا

کہ دین کو اگر بگاڑا ہے تو علماء سوء، دنیا پرست صوفیاء اور بادشاہوں نے بگاڑا ہے۔

اور پھر جب یہی سمع وبصر قوتِ ادراکیہ کے لحاظ سے تمام اعضاء سے بڑھے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں چہرہ میں جگہ دی جو کہ انسانی اعضاء میں سے افضل واشرف ہے اور

یہ دونوں منافع اور عزت وشرف کے لحاظ سے تمام اعضاء پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اب اس بات میں اختلاف ہے کہ سمع وبصر میں سے کس کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے، علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ سمع کو بصر پر فوقیت حاصل ہے، اس لئے کہ دنیا وآخرت کی سب سے بڑی سعادت انبیاء کی متابعت اور ان کی رسالت کو قبول کرنے سے ہے اور وہ چیزیں سمع سے ہی حاصل ہوتی ہیں، جس میں سماعت نہیں وہ نہیں جان سکتا کہ وہ کیا چیز لے کر آئے ہیں، نیز سمع ہی سے بزرگ تر اور افضل چیز کا ادراک ہوسکتا ہے اور وہ کلام اللہ ہے کہ جس کی فضیلت دوسرے کلاموں پر اتنی ہے جتنی اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر، اس لئے بھی اس سے جس چیز کا ادراک کیا جاتا ہے وہ بصر کے مدرکات سے اعم ہے کیونکہ سمع سے تو کلیات جزئیات غائب، حاضر، معلوم، معدوم سب کا ادراک ہوسکتا ہے لیکن بصر تمام مشاہدات کا ادراک کرنے سے بھی قاصر ہے، اس لئے سمع وبصر دونوں مساوی کیسے ہوسکتے ہیں؟ نیز اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی جتنی مذمت عدم سمع پر کی ہے اتنی بصارت کے معدوم ہونے پر نہیں کی اور اگر کی بھی ہے تو وہ عقل وسمع کی متابعت کرتے ہوئے ہے۔ لیکن دوسرے علماء جن میں امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ بصر سمع پر فوقیت رکھتی ہے اس لئے کہ دار آخرت میں سب سے بڑی نعمت اور افضل واعلیٰ رؤیت باری تعالیٰ ہے اور یہ بغیر بصر کے ممکن نہیں، یہی ایک وجہ اس کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔ نیز بصر دل کا ہراول دستہ ہے اس لئے اس کا مرتبہ قلب کے ہاں سمع سے زیادہ قریب ہے اسی لئے متعدد مقامات پر قلب وبصر کا اکٹھا ذکر ہوا ہے۔ فرمایا:

فَاعْتَبِرُوْا يَآاُولِي الْاَبْصَارِ. (الحشر: ۲)

ترجمہ: اے بصیرت رکھنے والو! نصیحت پکڑو۔

اور عبرت کا تعلق قلب وبصر دونوں سے ہے۔

نیز فرمایا:

وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ. (الأنعام: ۱۱۰)

ترجمہ: ہم ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کو الٹ پلٹ دیتے ہیں جس طرح کہ وہ پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے۔

اور یہاں ''وَأَسْمَاعَهُمْ'' نہیں کہا۔ نیز فرمایا:

فَاِنَّهَالَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ. (الحج: ۴۶)

ترجمہ: یقیناً آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں بلکہ سینوں میں دل اندھے ہو جاتے ہیں۔

نیز فرمایا:

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ. (الغافر: ۱۹)

ترجمہ: وہ اللہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں کے بھید جانتا ہے۔

یہ تمام آیات قلب وبصر کے شدتِ ارتباط پر دال ہیں، اسی لئے بسا اوقات انسان دوسرے شخص کے دل کی بات کو آنکھوں کے ذریعے معلوم کر لیتا ہے۔ اور یہ بات معروف بین الناس ہے، اس لئے دل کے ساتھ جس کا ارتباط شدید ہوگا وہ باقی اعضاء سے اعلیٰ ہوگا اور بصر کا چونکہ ارتباط شدید ہے اس لئے یہ افضل ہے۔ اسی طرح مسند احمد میں روایت ہے جس سے سمع وبصر کا یہ فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ'' (سننا آنکھوں کے دیکھنے کے برابر نہیں) اسی لئے تو جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم کی خبر دی انہیں اس قدر غصہ نہیں آیا جس قدر انہوں نے دیکھتے ہوئے غضب کا اظہار کیا۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے سماعت کے بعد احیاء موتیٰ کی آنکھوں سے دیکھنے کی خواہش کی تا کہ طمانینتِ قلب ہو۔ اسی طرح یقین کے تین مراتب ہیں جن میں پہلا مرتبہ سمع کا ہے جس کا نام علم الیقین ہے، اور دوسرا بصر کا جس کا نام عین الیقین ہے اور یہ مرتبہ پہلے مرتبہ سے اکمل ہے، اس لئے ان تمام وجوہ کی بنا پر بصر کو سمع پر فضیلت حاصل ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی رائے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حق بات یہ ہے کہ اپنی اپنی جگہ پر دونوں ہی علیحدہ علیحدہ خصوصیات رکھتے ہیں۔ اگر سمع مدرک کے لحاظ سے اعم اور اشمل ہے تو بصر اتم واکمل۔ اسی طرح رؤیت باری تعالیٰ سے بصر کا فضیلت ظاہر کرنا بھی درست نہیں اس لئے کہ اس رؤیت میں صرف رؤیت کا ذکر ہی نہیں بلکہ وہاں اللہ کے کلام کا سننا اور اس کے خطاب سے لطف اندوز ہونا بھی ہے جس کا تعلق سمع سے ہے اور اس میں حق بات وہی ہے جو ہم نے اوپر ذکر کردی۔

۲۲.....اپنے وہ انعامات جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے بندوں پر گنوائے ہیں ان میں قلب (دل) سمع (کان) اور ابصار (آنکھیں) کا بھی ذکر ہے، کبھی اس میں زبان کو بھی شامل کرلیا گیا ہے کیونکہ یہ دل کی ترجمان ہے اور ان کا خصوصیت سے ذکر اس لئے ہے کہ یہ تینوں اعضاء آلاتِ علم سے ہیں، چنانچہ متعدد سورتوں میں ان کا ذکر کیا گیا ہے، اور اس ذکر سے مقصود یہ ہے کہ ان کا صحیح مرتبہ ومقام متعین کر کے شکر کریں۔ چنانچہ فرمایا:

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (النحل:۷۸)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں جب تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا تو تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے، اور اس نے تمہارے کان، آنکھ اور دل بنائے تاکہ تم شکر کرو۔

یعنی یہ اعضاء اس لئے تمہیں دیئے ہیں کہ ان سے علم حاصل کرو۔ نیز فرمایا:

وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً فَمَا اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا اَبْصَارُهُمْ وَلَا اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ. (الأحقاف:۲۶)

ترجمہ: ہم نے ان کے لئے کان، آنکھیں اور دل بنائے لیکن یہ کان، آنکھیں اور دل ان کے کچھ کام نہ آسکے۔

نیز فرمایا:

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ. (البلد:۸،۹،۱۰)

ترجمہ: کیا ہم نے اس انسان کی دو آنکھیں نہیں بنائیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ بھی اسے دیئے اور دو راستوں کی اُسے ہدایت کی۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے دو آنکھوں کا ذکر کیا ہے جس سے وہ مشاہدات کا علم حاصل کرتا ہے، اور پھر دو راستوں کی طرف راہنمائی کا ذکر ہے جس سے مراد خیر وشر کا راستہ ہے، جیسے فرمایا:

اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا. (الدھر: ۳)

ترجمہ: ہم نے دونوں راہ اسے بتلا دیئے، اب خواہ وہ شکر کرے خواہ کفر۔

اور ہدایت دل اور سمع دونوں سے مل کر ہوتی ہے اسی لئے بالتبع اس میں سمع کا ذکر بھی آ گیا ہے۔ نیز زبان اور دونوں ہونٹ اس لئے ذکر کئے ہیں کہ یہ تعلیم کے آلات میں سے ہیں، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات میں سے تعلیم وعلم دونوں کے آلات کا ذکر کیا ہے اور انہیں اپنی وحدانیت اور قدرت کی دلیل ٹھہرایا ہے جبکہ یہ تینوں اعضاء باقی اعضاء میں سے خصوصیت رکھتے ہیں، اس لئے ان کے متعلق ہی سوال کئے جانے کی خبر بھی دی ہے۔ فرمایا:

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا. (الإسراء: ۳۶)

ترجمہ: یقین رکھو کہ کان، آنکھ اور دل ان سب کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

اس لئے ایک انسان کی سعادت مندی یہ ہے کہ اس کے اعضاء اپنے مقام پر بالکل صحیح ہوں اور اصل شقاوت ان کے بگڑنے سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ان تینوں اعضاء کے مصارف کے متعلق سوال کریں گے، اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو کان اس لئے دیئے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کو سن کر اس پر عمل پیرا ہو، اس کے نواہی کو سنے اور ان سے بچے، اس طرح دل عطا کیا تاکہ عقل وفہم سے کام لے، اور بصر اس لئے عطا کی کہ اس کی آیاتِ قدرت کا مشاہدہ کرے اور ان سے اس کی وحدانیت حاصل کرے۔

غرض ان کے عطا کئے جانے کا مقصد علم اور اس کے ثمرات کا حاصل کرنا اور اس کے مقتضیات کے مطابق عمل کرنا ہے۔

۲۳..... سعادت کی تین اقسام ہیں، پہلی قسم وہ سعادت ہے جس کا تعلق ذاتِ انسان سے نہیں بلکہ وہ ایک خارجی چیز ہے اور ایک دوسری چیز سے مستعار ہے، جب اسے واپس کر دیا جائے وہ زائل ہو جاتی ہے، یہ سعادت وہ ہے جو انسان کو مال دولت یا زندگی کی بنا پر حاصل ہوتی ہے، مشاہدہ میں یہ بات آچکی ہے کہ انسان بعض اوقات بہت خوش وخرم ہوتا ہے، اُسے ہر طرح کی فراغت حاصل ہوتی ہے، لوگوں کی نظروں میں وہ انتہائی نیک بخت ہوتا ہے کہ اچانک بالکل ذلیل وحقیر ہو جاتا ہے، بالکل تہی دست اور کھانے پینے تک کا محتاج، اس قسم کی سعادت مندی پر نازاں ہونا ایسے ہے جیسے کوئی گنجا آدمی اپنے چچازاد بھائی کے خوب صورت بال دیکھ کر اترائے، چنانچہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک صاحبِ علم آدمی چند تاجروں کے ساتھ کشتی میں سفر پر روانہ ہوا، قدرتاً کشتی طوفان میں گھر کر بمع ساز وسامان ڈوب گئی، لوگ بڑی مشکل سے ساحل پر پہنچے، وہ عالم آدمی بھی بچ بچا کے ایک گاؤں تک پہنچا، جب وہاں کے لوگوں کو اس کے صاحبِ علم ہونے کا پتہ چلا تو وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور اسے کئی قسم کے تحائف پیش کیے، جب اس کے تاجر ساتھی واپس جانے لگے اس عالم سے کہنے لگے کہ اگر اپنی قوم یا گھر کوئی پیغام دینا ہو تو ہمیں بتلا دو۔

وہ کہنے لگا ''ہاں تم میری طرف سے انہیں جا کر کہنا کہ اگر تم ایسی دولت چاہتے ہو جو کشتی کے غرق ہو جانے کے باوجود سلامت رہے تو علم حاصل کرو''۔

اسی طرح ایک بڑا خوش لباس اور خوب صورت شخص ایک عالم کے پاس آکر باتیں کرنے لگا، لیکن اس عالم کو اس کی باتوں سے کوئی علمی بُو نہ آئی، جب وہ چلا گیا، پاس بیٹھنے والوں نے اس عالم سے اس کے متعلق سوال کیا، کہنے لگا: گھر تو بڑا خوش نما اور اچھا ہے مگر اس میں رہنے والا کوئی نہیں۔

دوسری قسم کی سعادت اس کی جسمانی سعادت ہے کہ اس کا جسم خوب صورت ہو، صحت مند ہو، اس کے اعضاء متناسب ہوں، خوب صورت وجیہ شخص ہو، لیکن یہ سعادت بھی درحقیقت اس کی ذات سے خارج ہے، اس لئے کہ انسان کی ذات اور حقیقت اس کی روح اور دل سے ہے، اس کے بدن اور جسم سے نہیں، جیسے ایک عربی شاعر نے کہا ہے:

يَا خَادِمَ الْجِسْمِ كَمْ يَشْقَى بِخِدْمَتِهِ بِالرُّوْحِ لَا بِالْجِسْمِ إِنْسَانٌ

اے وہ شخص جو کہ ہر وقت اپنی جسمانی خدمت میں لگا رہتا ہے تاکہ اس کی خدمت سے شقی وبد بخت ہو جائے، تو روح کی وجہ سے انسان ہے جسم کے ساتھ نہیں (اس لئے روح کی حفاظت کر اور اس کی خدمت کر)

اس سے معلوم ہوا کہ اعضاء اور جسم کو اس کے روح اور قلب سے وہی نسبت ہے جو اس کے لباس اور کپڑوں کو اس کے بدن سے ہے، اس لئے کہ بدن روح کے لئے مستعار ہے اس لئے بدنی اور جسمانی سعادت وہ اصل سعادت نہیں بلکہ یہ سعادت ایک خارجی چیز ہے۔

تیسری اور اصل سعادت وہ روح اور دل کی سعادت ہے جو کہ علم نافع کا پھل ہے، اس لئے کہ یہی سعادت حوادثات ومصائب کے مراحل سے گزرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے، اسی کی وجہ سے انسان اپنی اصل معراج کو پہنچتا ہے، کیونکہ پہلی قسم کی سعادت وہ محدود وقت اور جگہ تک رہتی ہے جبکہ وہ مالدار ہے اور جہاں اس کا مال ہے۔ دوسری قسم کی سعادت بھی زمانہ کے نشیب وفراز میں جواب دے جاتی ہے، کبھی وہ بیمار ہے، کبھی معذور، اور اصل سعادت وہ تیسری قسم کی ہے جو ہر حالت میں اس کے ساتھ ہے بلکہ مرنے کے بعد جب کہ وہاں روح اور جسم کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور پہلی دونوں سعادتیں جواب دے جاتی ہیں وہاں بھی موجود رہتی ہے، لیکن اس سعادت کا تمام تر دارومدار علم پر ہے، اس لئے ہر قسم کی فضیلت وسعادت علم کو حاصل ہے۔

۲۴..... جتنی بھی موجودات ہیں ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک منتہی کمال بنایا ہے جو کہ اسی کے ساتھ مختص ہے اور اس چیز کا اسی کے ساتھ شرف ہے، جب وہ اپنے اصل مرتبہ سے گر جاتی ہے تو اسے نچلے درجہ میں شمار کر لیا جاتا ہے، اسی طرح جب کبھی اس کے کمال میں نقص پڑ جاتا ہے وہ اپنے اس مرتبہ سے نیچے اتر آتی ہے لیکن پھر بھی وہ کار آمد رہتی ہے، اور اسے بالکل بے کار نہیں چھوڑ دیا جاتا، یہاں تک جب اس میں کچھ فضل وکمال باقی نہیں رہ جاتا تو اس کا درجہ بالکل ایندھن اور کانٹوں کے برابر ہو جاتا ہے جس کا مصرف صرف جلانا ہی ہے اور کسی دیگر استعمال میں اسے نہیں لایا جا سکتا، مثلاً جب گھوڑے میں فروسیت تام ہو تو وہ بادشاہ کی سواری ہے اور جب اس میں تھوڑا سا بھی نقص واقع ہو جائے تو پھر وہ بادشاہ سے کم درجے کے آدمی وزیر، سپہ سالار کے کام آتا ہے، پھر آہستہ آہستہ جوں جوں اس میں فروسیت کم ہوتی جاتی ہے اس کا سوار بھی بتدریج چھوٹے مرتبہ کا ہوتا جاتا ہے، لیکن جب اپنے جوہر کو کھو بیٹھے تو پھر اس سے گدھے کی طرح بار برداری کا کام لیا جانے لگتا ہے، اور جب وہ بالکل ہی عنصر فروسیت سے خالی ہو جائے تو اسے بکریوں کی طرح ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب تک تلوار وہ کام کرتی رہتی ہے جس کے لئے اُسے بنایا گیا ہے تو اسے میان میں ڈال کر اپنی جان کے ساتھ رکھا جاتا ہے، اور جب اس کام کی نہ رہے تو اس کے وجود کو ضائع کر دیا جاتا ہے۔ بڑے بلند وبالا مکانات جب اُجڑ جائیں تو انہیں پھر بکریوں، بھیڑوں کا باڑہ بنا دیا جاتا ہے، اسی طرح آدمی ہے کہ جب اس کا جوہر اکمل اور خدائے عز وجل کے معیارِ رسالت پر پورا ہو تو اسے نبی اور رسول بنا دیا جاتا ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ. (الأنعام: ۱۲۴)

اللہ جس میں نبوت ورسالت ودیعت کرنا چاہتا ہے اُسے اچھی طرح جانتا ہے۔ پھر جو اس مقام سے قاصر رہتا ہے اور وہ درجۂ ولایت کے قابل ہوتا ہے اُسے وہ عطا کر دیا جاتا

ہے، اسی طرح بتدریج جس طرح جوہر میں نقص واقع ہوتا ہے اس کا مقام گھٹتا رہتا ہے یہاں تک کہ عام مسلمانوں کا درجہ آجاتا ہے، پھر جس کا جوہر بالکل ہی خیر کو قبول کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اُسے جہنم کا ایندھن بنادیا جاتا ہے، اسی طرح انسان بتدریج ترقی کرتے کرتے کمال تک پہنچ جاتا ہے، ذرا اس کی ساخت پر نظر ڈالئے کہ پانی کی ایک بے جان بوند سے لے کر کس طرح وہ مدارج طے کرتے کرتے آخر کار آخرت میں کامران ہوکر دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیجئے کہ پہلی دفعہ جب جبرئیل علیہ السلام نے آکر پڑھنے کے لئے کہا تھا تو آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ ''مَا أَنَا بِقَارِئٍ ''(میں تو پڑھا ہوا نہیں) لیکن آپ کے متعلق ہی آخر میں یہ ارشادِ خداوندی ہوا:

وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا. (النساء:۱۱۳)

ترجمہ: اور اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت نازل کی اور آپ کو وہ علم سکھایا جسے آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

یہ کمال سب کا سب محض علم کی بنا پر ہے کہ جب علم حاصل کر کے اس کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کیا جائے تب ہی انسان اپنی معراجِ کمال کو پہنچتا ہے۔

۲۵.....دل پر دو قسم کی امراض حملہ آور ہوتے ہیں، ایک مرضِ شبہ ہے اور دوسری مرضِ شہوات، یہ دونوں ہی اس کے لئے مہلک اور جان لیوا ہیں، لیکن شبہات کا مرض زیادہ مہلک ہے، چنانچہ منافقوں کے حق میں فرمایا:

فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا. (البقرۃ:۱۰)

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو زیادہ کردیا۔

نیز فرمایا:

وَلِیَقُوْلَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ وَّالْکٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلاً. (المدثر:۳۱)

اور تا کہ کہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کافر بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس مثال سے کس چیز کا ارادہ کیا ہے۔

ان آیات میں مرض سے مراد جہل اور شبہ کی مرض ہے۔ مرضِ شہوات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ''. (الأحزاب: ۳۲)

اے نبی کی گھر والیو! اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو تم دوسری عورتوں کی مانند نہیں ہو، پس بات میں نرمی اختیار نہ کرو، اس طرح جس کے دل میں مرض (شہوت) ہے طمع کرنے لگے گا۔

یعنی کلام میں نرمی اور ملائمت اختیار کر کے کسی ایسے شخص کو جو فاسق و فاجر ہے موقع نہ دو کہ وہ اس سے کوئی غلط مفہوم سمجھنے لگے، اسی لئے تو داناؤں نے کہا ہے کہ عورت کو اجنبی مرد سے بات کرتے وقت تندخوئی اور سخت لہجے سے پیش آنا چاہئے تاکہ شک وشبہ کا احتمال باقی نہ رہے۔ اسی طرح دل کی دوسرے امراض ریا، تکبر، فخر، حسد، بغض، کینہ، عجب پسندی اور اس قسم کی دوسرے امراض بھی تقریباً انہیں دو امراض شبہ اور شہوت سے مرکب ہیں، لیکن یہ سب امراض محض جہالت سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کا علاج صرف علم ہے، جیسا کہ اس حدیث میں مروی ہے، چند صحابہ نے ایک زخمی آدمی کے متعلق غسل کا فتوی دے دیا تھا جس سے وہ مرگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَتَلُوْہُ قَتَلَهُمُ اللّٰہُ أَلَا سَأَلُوْا إِذْ لَمْ یَعْلَمُوْا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِیِّ السُّؤَالُ. [1]

[1] سنن أبي داود: كتاب الطهارة، باب في المجروح يتيمّم، ج ۱ ص ۹۳، رقم الحديث: ۳۳۶

انہوں نے اسے قتل کر ڈالا ہے، خدا انہیں غارت کرے، انہوں نے پوچھا کیوں نہیں، انہیں معلوم نہیں کہ جہالت سے شفا دینے والی چیز سوال ہی ہے۔

یہاں آپ نے جہالت سے بچانے والی چیز علماء سے سوال کرنے کو ٹھہرایا ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے اپنی کتاب کا نام ''شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ'' رکھا ہے، چنانچہ فرمایا:

يَآأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ. (يونس:۵۷)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نصیحت آ چکی (جو کہ) شفا ہے سینوں کی بیماریوں سے اور ہدایت اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اطباء کو جو نسبت ابدان سے ہے وہی علماء کو قلوب سے ہے، اگر جسمانی بیماریوں سے اطباء نجات دلاتے ہیں تو روحانی اور دلی امراض سے خلاصی دلانے والے علماء ہیں، بہر حال علم اور علماء وہ انسان کو روحانی بیماریوں سے نجات دلاتے ہوئے اس کی ابدی سعادت کا سبب بنتے ہیں۔

۲۶.....دنیا اور آخرت میں خیر سے محرومی کا اصل سبب غفلت اور کسل ہے، غفلت علم کے منافی ہے اس لئے اللہ تعالی نے غفلت اور غافل لوگوں کی مذمت بیان کی ہے، ان کی اطاعت سے روکا ہے، فرمایا:

وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ. (الأعراف:۲۰۵)

ترجمہ: غافلوں میں سے مت ہو جائیے۔

نیز فرمایا:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا. (الكهف:۲۸)

ترجمہ: جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اس کی اطاعت نہ کریں۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ. (الأعراف: ١٧٩)

ترجمہ: جن وانس سے ہم نے بہت سوں کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے، ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں، آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں ان سے سنتے نہیں، وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر، یہی لوگ غافل ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایماندار عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

لَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ. ①

غافل مت بننا، رحمت سے محروم رہو گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ غافل دل وساوس وخطرات کی آماجگاہ ہے اور شیطان کا اصل مقام، وہ ہمیشہ موقع کی تاک میں رہتا ہے اور اس میں بیہودہ خیالات، نفسانی خواہشات اور باطل امنگوں کا ہر وقت اِلقاء کرتا رہتا ہے۔ عروہ بن رویم سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ اللہ عزوجل سے آرزو کی کہ اسے انسان کے بدن میں شیطان کے رہنے کی جگہ دکھلا دی جائے، اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت ان پر منکشف فرمادی، اس کا سر سانپ کی طرح تھا اور دل پر لگائے ہوئے تھا، جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے ورنہ باطل خیالات کا اِلقاء کرتا رہتا ہے۔ غفلت، سُستی اور کسالت کا سبب ہے۔ نیز یہ عزم اور قوتِ ارادی کے منافی ہے، اور عزیمت ہی علم کا ثمرہ ہے، اس لئے کہ جس شخص کو معلوم ہے کہ کمالِ نفس اور اتمامِ نعمت جہد ومشقت سے ہے، وہ یقیناً اسے عزم وقوت سے طلب کرے گا، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسل سے پناہ مانگا کرتے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرماتے تھے:

① سنن الترمذي: أبواب الدعوات، باب في فضل لا حول ولا قوة إلا بالله، ج٥ ص ٥٧١، رقم الحديث: ٣٥٨٣

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ. ①

ترجمہ: اے اللہ! میں غم وحزن، سستی و بزدلی اور بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

ایک عقلمند شخص نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

إیاک والکسل والضجر فان الکسل لا ینھض لمکرمۃ والضجر إذا نھض الیھا لا یصبر علیھا.

ترجمہ: سستی اور اکتا جانے سے بچو کیونکہ سستی کی بنا پر آدمی کسی اچھے کام پر آمادہ نہیں ہوتا اور اکتاہٹ کی بنا پر اس پر قائم نہیں رہ سکتا۔

مقصود یہ ہے کہ غفلت اور کسل جو اصل حرمان کا باعث ہیں ان کا سبب علم سے محرومی ہے۔

۲۷.....اللہ عزوجل نے جن صفات کی بھی مدح وتوصیف بیان کی ہے وہ علم کا ثمرہ ہیں، چنانچہ ایمان، عملِ صالح، شکر، صبر، رجا، انابت، حلم، وقار، عقل، عفت، کرم، ایثار علی النفس، رحمت، اللہ کا ڈر، اس کی محبت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، رضا بالقضا، وعدہ کی سچائی، یقین، توکل، طمانینت، سکینت، اقوال وافعال میں عدل، تواصی بالحق، تواصی بالصبر اور ان کے علاوہ جس قدر بھی خصالِ محمودہ ہیں، علم کا ثمرہ ہیں، لیکن کفر، فساد، شرک، ظلم، بغی، جزع، عجلت، طیش، فحش گوئی، بخل، فخر، تکبر، عجب، ریا، نفاق، کذب، وعدہ خلافی، حب [illegible]یر اللہ، اضاعتِ مال، قطعِ رحمی، اور اس قسم کی اخلاقِ رذیلہ جہالت کا ثمرہ ہیں۔

۲۸.....حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸ھ) فرماتے ہیں:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَإِنَّ تَعَلُّمَهُ لِلّٰهِ تَعَالَى خَشْيَةٌ، وَطَلَبَهُ عِبَادَةٌ، وَمُذَاكَرَتَهُ تَسْبِيحٌ، وَالْبَحْثَ عَنْهُ جِهَادٌ، وَتَعْلِيمَهُ لِمَنْ لَا يَعْلَمُ صَدَقَةٌ، وَبَذْلَهُ لِأَهْلِهِ

① صحیح البخاری: کتاب الدعوات، باب الاستعاذۃ من الجبن، ج۸ ص ۷۹، رقم الحدیث: ۶۳۶۹

قُرْبَةٌ، لِأَنَّهُ مَعَالِمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَمَنَارُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَالْأُنْسُ فِي الْوَحْشَةِ، وَالصَّاحِبُ فِي الْغُرْبَةِ، وَالْمُحَدِّثُ فِي الْخَلْوَةِ، وَالدَّلِيلُ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ، وَالسِّلَاحُ عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَالدِّينُ عِنْدَ الْأَجِلَّاءِ، يَرْفَعُ اللهُ تَعَالَى بِهِ أَقْوَامًا، وَيَجْعَلُهُمْ فِي الْخَيْرِ قَادَةً وَأَئِمَّةً، تُقْتَبَسُ آثَارُهُمْ، وَيُقْتَدَى بِفِعَالِهِمْ، وَيُنْتَهَى إِلَى رَأْيِهِمْ، تَرْغَبُ الْمَلَائِكَةُ فِي خِلَّتِهِمْ، وَبِأَجْنِحَتِهَا تَمْسَحُهُمْ، يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ وَهَوَامُّهُ، وَسِبَاعُ الطَّيْرِ وَأَنْعَامُهُ، لِأَنَّ الْعِلْمَ حَيَاةُ الْقُلُوبِ مِنَ الْجَهْلِ، وَمِصْبَاحُ الْأَبْصَارِ مِنَ الظُّلَمِ، يَبْلُغُ بِالْعِلْمِ مَنَازِلَ الْأَخْيَارِ، وَالدَّرَجَةَ الْعُلْيَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالتَّفَكُّرُ فِيهِ يَعْدِلُ بِالصِّيَامِ، وَمُدَارَسَتُهُ بِالْقِيَامِ، بِهِ تُوصَلُ الْأَرْحَامُ، وَيُعْرَفُ الْحَلَالُ مِنَ الْحَرَامِ، إِمَامُ الْعُمَّالِ، وَالْعَمَلُ تَابِعُهُ، يُلْهَمُهُ السُّعَدَاءُ، وَيُحْرَمُهُ الْأَشْقِيَاءُ.❶

ترجمہ: علم سیکھو کہ اس کا اللہ کی خاطر سیکھنا باعثِ خشیت ہے، اس کا طلب کرنا عبادت ہے، اس کی مدارست بمنزلہ تسبیح کے ہے، آپس میں اس کی بحث وتحیض کرنا جہاد ہے، جو اسے اچھی طرح جانتا نہیں اُسے سکھلانا صدقہ ہے، اہلِ علم پر اس کا خرچ کرنا قربت کا ذریعہ ہے، اسی علم سے خدا کو پہچانا جاتا ہے، اس کی عبادت کی جاتی ہے، اس کے ساتھ ہی اس کی وحدانیت معلوم کی جاتی ہے، اسی سے ہی حلال وحرام کی تمیز کی جاتی ہے، اسی سے ہی صلہ رحمی کی جاتی ہے، یہ تنہائی کا انیس، خلوت کا ساتھی ہے، یہی فارغ البالی میں راہنما، تنگدستی میں مددگار، علیحدگی کا وزیر، اجنبیوں میں اپنا ہے، یہی جنت کے راستہ کو روشن کرنے والا ہے، اس علم سے اللہ تعالی کچھ لوگوں کو نواز کر انہیں رُشد وہدایت کا قائد بنا دیتے ہیں، لوگ ان کی اقتداء کرتے ہیں، وہ ہر خیر ورشد میں ان کی دلیل ہوتے ہیں، ان کے آثار

❶حلية الأولياء: ترجمة: معاذ بن جبل، ج ١ ص ٢٣٨

تلاش کئے جاتے ہیں، ان کے افعال کو ڈھونڈا جاتا ہے، فرشتے انہیں دوست بنانا پسند کرتے ہیں، انہیں اپنے پروں سے چھوتے ہیں، ہر رطب و یابس چیز ان کے لئے استغفار کرتی ہے حتی کہ دریائی جانور اور مچھلیاں، خشکی کے چرندے اور پرندے آسمان اور اس کے ستارے اس کے لئے دست بدعا ہیں، علم دل کی زندگی ہے، آنکھوں کا نور ہے، بدن کی قوت ہے، اُسے حاصل کر کے انسان ابرار کی معیت حاصل کر لیتا ہے، بلند درجات پر فائز ہو جاتا ہے، اس میں سوچ و بچار کرنا روزوں کے قائم مقام ہے، اس کی مدارست کرنا قیامِ لیل کے برابر ہے، اور یہی علم عمل کا امام ہے اور عمل اس کے تابع، سعادت مند ارواح اس سے بہرہ مند ہوتے ہیں، اور بد بخت و شقی اس سے محروم رہتے ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ ''رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هِيَ الْعِلْمُ وَالْعِبَادَةُ (وَفِي الْآخِرَة حَسَنَة) هِيَ الْجنَّة وَهَذَا مِنْ اَحْسَنِ التَّفْسِيْرِ فَإِنَّ اَجَلَّ حَسَنَاتِ الدُّنْيَا اَلْعِلْمُ النَّافِعُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ.

دنیا کی حسنہ سے مراد علم و عبادت اور آخرت کی حسنہ سے مراد جنت ہے، اور یہ تفسیر دیگر سب تفسیروں سے بہتر ہے اس لئے کہ دنیا کی جمیع حسنات میں سب سے اعلیٰ اور افضل حسنہ علم نافع اور عمل صالح ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ قَبْلَ اَن يُّرْفَعَ وَرَفْعُهُ هَلَاكُ الْعُلَمَاءِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَيُوَدَّنَّ رِجَالٌ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شُهَدَاءَ اَن يَّبْعَثَهُمُ اللّٰهُ عُلَمَاءَ لِمَا يَرَوْنَ مِنْ كَرَامَتِهِمْ وَإِنَّ اَحَدًا لَمْ يُوْلَدْ عَالِمًا وَإِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ.

علم کے اٹھائے جانے سے قبل اسے لازم پکڑو، اور غنیمت جانو، پھر فرمایا: رفع علم علماء کی موت سے ہے، مجھے ذات کبریاء کی قسم! علماء کی کرامت اور خدا کے ہاں ان کی قدر

ومنزلت دیکھ کر شہداء اس بات کی خواہش کریں گے کہ کاش وہ عالم ہوتے، اور یاد رکھو کوئی بھی پیدائشی طور پر عالم نہیں ہوتا علم تو پڑھنے سیکھنے سے آتا ہے۔

۲۹...... جسے علم حاصل ہو چکا ہے اسے دیگر دنیوی منافع اور عطایا کا نہ ملنا نقصان دہ نہیں اس لئے کہ علم تمام دنیوی منافع اور عطایا سے بہتر ہے۔ اسی طرح جسے ہر طرح کا دنیوی آرام حاصل ہے مگر علم سے تہی دامن ہے گویا کہ اسے کچھ بھی حاصل نہیں، بلکہ وہ اس کے لئے وبال اور ہلاکت کا باعث ہوگا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں:

أَيُّ شَيْءٍ أَدْرَکَ مَنْ فَاتَهُ الْعِلْمُ وَأَيُّ شَيْءٍ فَاتَ مَنْ أَدْرَکَ الْعِلْمَ.

جس سے علم فوت ہو گیا اس نے کیا حاصل کیا، اور جس نے علم پالیا اُس سے کیا رہ گیا۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ تین آدمی مسجد میں آئے، وہاں حلقۂ درس قائم تھا، ان میں سے ایک حلقہ کے اندر خالی جگہ دیکھ کر بیٹھ گیا، دوسرا شرماتے ہوئے ان کے پیچھے بیٹھ گیا، اور تیسرا واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ، وَأَمَّا الآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ. ❶

ایک نے اللہ کی پناہ چاہی اللہ نے اُسے جگہ دے دی، دوسرا شرما گیا اللہ نے اس سے حیاء کی، تیسرے نے اعراض کیا اللہ تعالی نے اُس سے اعراض کرلیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طالبِ علم کو خدا اپنی طرف جگہ دیتا ہے، جیسے پہلے آدمی کے متعلق ارشاد ہوا، اگر طالبِ علم کو یہی مقام نصیب ہو جائے کہ اللہ اُسے اپنی طرف جگہ دے دے اور اس سے اعراض نہ فرمائے تو یہ سب فضیلتوں میں ایک بڑی فضیلت ہے۔

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً

---

❶ صحيح البخاری: كتاب العلم، باب من قعد حيث ينتهي به المجلس، ج ۱ ص ۲۴، رقم الحديث: ۶۶

نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالی سے پوچھا: یَا رَبِّ! أَيُّ عِبَادِکَ أَتْقَی؟ (اے میرے پروردگار! سب سے بڑھ کر متقی کون ہے؟) اللہ عزوجل نے فرمایا: اَلَّذِيْ يَذْكُرُ وَلَا يَنْسَى (جو ہمیشہ یاد رکھے اور کبھی نہ بھولے) پھر سوال کیا: فَأَيُّ عِبَادِکَ أَهْدَى؟ (زیادہ ہدایت یافتہ کون ہے؟) جواب ملا: اَلَّذِيْ يَتَّبِعُ الْهُدَى (جو ہدایت کی اتباع کرے) پھر پوچھا: أَيُّ عِبَادِکَ أَعْلَمُ؟ (زیادہ عالم کون ہے؟) جواب ملا: عَالِمٌ لَا يَشْبَعُ مِنَ الْعِلْمِ (وہ عالم جو علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر سوال کیا: فَأَيُّ عِبَادِکَ أَعَزُّ؟ (سب سے بڑھ کر معزز کون ہے؟) خدا تعالی نے جواباً فرمایا: اَلَّذِيْ إِذَا قَدَرَ غَفَرَ (جو کہ قدرت پالینے کے بعد معاف کردے)۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے بڑا عالم وہ ہے جو کبھی علم سے سیر نہ ہو بلکہ ہمیشہ علم کی جستجو میں رہے، یہی وہ بات تھی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے انسانِ کامل اور جلیل القدر پیغمبر کو طلبِ علم میں سفر پر مجبور کردیا اور انہوں نے طرح طرح کی مصائب ومشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

۳۰...... تخلیق انسانی کی اصل غایت عبودیتِ الٰہی ہے اور انسان اصل عبد اس وقت کہلانے کا حق دار بنتا ہے جب اس کی ہر حرکت وسکون منشأ خداوندی کے مطابق ہو، وہ اپنا ہر قدم اس طرف بڑھائے جدھر اُسے بڑھانے کی اجازت ہے اور اُدھر رک جائے جہاں سے اُسے منع کیا گیا ہے، اسی لئے رسول بھیجے گئے، کتابیں نازل ہوئیں، شرائع مقرر کی گئیں، پس محبّ صادق وہ ہے اگر گفتگو کرے تو صرف اللہ کے لئے ہو اور اگر چپ رہے تو بھی خدا کی خاطر، اور یہ بالبداہت معلوم ہے کہ ان اوصاف کو پیدا کرنے کے لئے سب سے بڑھ کر علم کی ضرورت ہے، اس لئے کہ بغیر علم کے اس امر کا پتہ چلنا دشوار ہے کہ یہ

[1] صحیح ابن حبان: کتاب التاریخ، باب بدء الخالق، ج۱۴ ص ۱۰۱، رقم الحدیث: ۶۲۱۷

حرکت یا سکون خدا کے ہاں پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ، اسی لئے تو عارفین اپنے مریدوں کو سختی سے علم حاصل کرنے کی وصیت کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے علماء کو اپنی وحی اور دین پر وکیل وامین مقرر کیا ہے، اس کی حفاظت کے لئے انہیں منتخب کیا ہے جو اس کی پاسبانی کرتے ہیں، اور لوگوں کے اعتراضات ونقائص کو دور کرتے ہیں اور علماء کی یہی بہت بڑی منقبت اور مرتبت ہے۔

اہلِ علم کی توصیف فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُولُهُ يَنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ وَتَأْوِيلَ الْجَاهِلِين.(1)

ترجمہ: اس علم دین کے وارث عادل وضابط بنتے چلے جائیں گے جو اس سے غالیوں کی تحریف، باطل پرستوں کی حیلہ سازیاں اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کرتے ہوئے صحیح صحیح علم کی ترجمانی کریں گے۔

دین ودنیا کی بقا علم کے باقی رہنے سے ہے، جب علم دنیا سے اُٹھ جائے گا، دین ودنیا دونوں خود بخود مٹ جائیں گے، گویا دین ودنیا کا قوام صرف علم سے ہے، امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) اکثر فرمایا کرتے تھے:

اَلْاِعْتِصَامُ بِالسُّنَّةِ نَجَاةٌ، وَالْعِلْمُ يُقْبَضُ قَبْضًا سَرِيعًا، فَنَعْشُ الْعِلْمِ ثَبَاتُ الدِّينِ وَالدُّنْيَا.

کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنے میں نجات ہے، اور علم جلد ہی دنیا سے اٹھا لیا جائے گا علم کا باقی رہنا ہی دین اور دنیا کے ثابت رہنے کا باعث ہے۔

علم دنیا وآخرت میں وہ عزت بخشتا ہے جو کسی بڑے سے بڑے بادشاہ اور امیر کو نصیب نہیں ہوتی ہے، علم ایک انسان کو نہایت بلند مقام پر پہنچا دیتا ہے جسے دیکھ کر بادشاہ بھی

(1) مشکاۃ المصابیح: کتاب العلم، الفصل الثانی، ج ۱ ص ۸۲، رقم الحدیث: ۲۴۸

رشک کرتے ہیں، علم ہی غلاموں کو مسندِ شاہی بخشتا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت نافع بن حارث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عسفان کے مقام پر آ کر ملے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: مکہ پر اپنا نائب کسے مقرر کر آئے ہو؟ وہ کہنے لگے: ابن ابزی کو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ ہمارا ایک آزاد کرہ غلام ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیرت سے پوچھنے لگے: ایک غلام کو مکہ پر حاکم بنا آئے ہو؟ انہوں نے کہا: وہ ہم سب سے زیادہ کتاب اللہ سے واقف، فرائض کے عالم اور سنت کے جاننے والے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا: تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ. [1]

ترجمہ: اس کتاب سے اللہ تعالی کچھ لوگوں کے درجات بلند کر دیتے ہیں اور دوسروں کو ذلیل بنا دیتے ہیں۔

[1] صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرین، باب فضل من يقوم بالقرآ، ويعلمه... الخ، ج ۱ ص ۵۵۸، رقم الحديث: ۸۱۷

احادیث اور اقوالِ سلف کی روشنی میں علم کی فضیلت عبادت پر

۱......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَضلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضلِي عَلَى أَدْنَاكُم. ➊

عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے میری فضیلت اس شخص پر جو تم میں سے ادنی درجے کا ہو۔

۲......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَضلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضلِ القَمَرِ عَلَى سَائِرِ الكَوَاكِبِ. ➋

عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے چودھویں رات کی چاند کی فضیلت ہے تمام ستاروں پر۔

ان دونوں احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کی فضیلت بیان فرمائی، اور یہ فضیلت محض علم کی وجہ سے ہے، تو عالم کی فضیلت کا سبب علم ہے، معلوم ہوا کہ علم کا درجہ اور مقام عبادت سے بڑھ کر ہے۔

۳......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَضلُ الْعِلْمِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ فَضلِ الْعِبَادَةِ، وَخَيرُ دِينِكُمُ الْوَرَعُ. ➌

علم کی فضیلت مجھے زیادہ پسندیدہ ہے عبادت کی فضیلت سے، تمہارے لئے بہترین دین تقوی و پرہیزگاری ہے۔

➊سنن الترمذي: أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، ج۵ ص ۵۹، رقم الحديث: ۲۶۸۵ ➋سنن الترمذي: أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، ج۵ ص ۴۸، رقم الحديث: ۲۶۸۲ ➌المستدرك على الصحيحين: كتاب العلم، حديث عبد الله بن نمير، ج ۱ ص ۱۷۰، رقم الحديث: ۳۱۴، قال الذهبي: على شرطهما

۴......حضرت عمر رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۳ھ) نے ارشاد فرمایا:

لَمَوْتُ أَلْفِ عَابِدٍ قَائِمِ اللَّيْلَ صَائِمِ النَّهَارَ أَهْوَنُ مِنْ مَوْتِ الْعَاقِلِ الْبَصِيرِ بِحَلَالِ اللّٰهِ وَحَرَامِهِ. ❶

ساری رات عبادت کرنے والے، اور دن بھر روزہ رکھنے والے ہزار عابدوں کی موت، حلال وحرام جاننے والے ایک عقلمند، صاحبِ بصیرت کی موت کے مقابلے میں ہیچ ہے، یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

۵......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) فرماتے ہیں:

لَأَنْ أَجْلِسَ فِي مَجْلِسِ فِقْهٍ سَاعَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ صِيَامِ يَوْمٍ وَقِيَامِ لَيْلَةٍ. ❷

اگر میں کچھ دیر فقہ کی مجلس میں بیٹھ جاؤں یہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ میں دن بھر روزہ رکھوں اور رات بھر قیام کروں۔

۶......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۷ھ) فرماتے ہیں:

لَأَنْ أَجْلِسَ سَاعَةً فَأَفْقَهَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُحْيِيَ لَيْلَةً إِلَى الْغَدَاةِ. ❸

اگر میں ایک گھڑی بیٹھ کر دین میں تفقہ حاصل کروں تو یہ مجھے اس سے کہیں زیادہ پسندیدہ ہے کہ شام سے صبح تک پوری رات عبادت میں گزاروں۔

۷......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۸ھ) فرماتے ہیں:

مُذَاكَرَةُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ إِحْيَاءِ لَيْلَةٍ. ❹

---

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب تفضيل العلم على العبادة، ج ١ ص ١٢٧، رقم: ١٢٦

❷ المدخل إلى السنن الكبرى: باب فضل العلم خير من فضل العبادة، ج ١ ص ٣٠٥، رقم: ٤٦١ ❸ سنن دار قطني: كتاب البيوع، ج ٤ ص ٥٥، رقم الحديث: ٣٠٨٥ ❹ المدخل إلى السنن الكبرى: باب فضل العلم خير من فضل العبادة، ج ١ ص ٣٠٥، رقم: ٤٦٠

رات کا کچھ حصہ علم کا مذاکرہ کرنا مجھے زیادہ پسندیدہ ہے ساری رات عبادت کرنے سے۔

۸.....حضرت قتادہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸ھ) فرماتے ہیں:

بَابٌ مِنَ الْعِلْمِ يَحْفَظُهُ الرَّجُلُ لِصَلَاحِ نَفْسِهِ وَصَلَاحِ مَنْ بَعْدَهُ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ حَوْلٍ. [1]

علم کا ایک باب جسے آدمی اپنی اصلاح اور اپنے بعد والوں کی اصلاح کی غرض سے حفظ کرے تو یہ سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔

۹.....حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں:

مَا أَعْلَمُ شَيْئًا أَفْضَلُ مِنْ طَلَبِ الْحَدِيثِ لِمَنْ أَرَادَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ. [2]

جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے علم حدیث کو حاصل کرے اس سے افضل میں کسی کو نہیں جانتا۔

۱۰.....امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ بَعْدَ أَدَاءِ الْفَرَائِضِ شَيْءٌ أَفْضَلُ مِنْ طَلَبِ الْعِلْمِ. [3]

فرائض کے بعد علم حاصل کرنے سے افضل چیز کوئی نہیں ہے۔

تلك عشرة كاملة

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا جہالت سے پناہ مانگنا

اللہ تعالیٰ نے گائے کے قصے میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے جہالت سے پناہ مانگنے

[1] جامع بيان العلم وفضله: باب تفضيل العلم على العبادة، ج ١ ص ١١١، رقم: ٩٩

[2] المدخل إلى السنن الكبرى: باب فضل العلم خير من فضل العبادة، ج ١ ص ٣٠٩، رقم: ٤٧٢ [3] المدخل إلى السنن الكبرى: باب فضل العلم خير من أفضل العبادة، ج ١ ص ٣١٠، رقم: ٤٧٥

کوان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ. (البقرة: ٦٧)

ترجمہ: اور موسیٰ نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے، تو انہوں نے کہا: ہم سے مذاق کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں ایسا جاہل ہونے سے اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہلوں سے اعراض کا حکم

اللہ رب العزت نے نبی آخر الزمان، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہل لوگوں سے اعراض کا حکم ان الفاظ میں دیا ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ. (الأعراف: ١٩٩)

ترجمہ: آپ درگزر کو اختیار کریں، نیک کام کی تعلیم دیں، اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں۔

عباد الرحمٰن کے اوصاف میں جاہلوں سے اعراض کرنا ہے

اللہ رب العزت نے جہاں اپنے بندوں کے بہت سارے اوصاف بیان کیے ہیں، وہاں ایک وصف یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب جاہل اور نادان لوگ انہیں کوئی غیر مناسب بات کہہ دیتے ہیں تو برائی کا جواب برائی سے نہیں دیتے، بلکہ ان کے شر سے بچنے کے لئے خاموشی اختیار کرتے ہیں یا کوئی ایسا جواب دیتے ہیں جس سے شر ٹل جائے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا. (الفرقان: ٦٣)

ترجمہ: رحمان کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی وفروتنی سے چلتے ہیں،

اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہمیشہ علمِ نافع کی دُعا کرنی چاہئے

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اپنے رب تعالیٰ سے زیادتی علم کی دعا کرتے رہیں:

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (طه: ۱۱۴)

اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو علم کے علاوہ کسی چیز میں زیادتی طلب کرنے کا حکم نہیں دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَزِدْنِي عِلْمًا. [1]

ترجمہ: اے اللہ! جو تو نے مجھے سکھایا ہے اسے میرے لئے نفع مند بنا، اور مجھے ایسا علم عطا فرما جو میرے لئے نفع بخش ہو اور میرے علم میں اضافہ فرما۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا. [2]

ترجمہ: اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے، اور اس دل سے جو ڈرے نہ، اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو، اور اس دُعا سے جو قبول نہ کی جائے۔

---

[1] سنن الترمذي: أبواب الدعوات، باب في العفو والعافية، باب منه، ج۵ ص۵۷۸، رقم الحديث: ۳۵۹۹ [2] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل، ج۴ ص۲۰۸۵، رقم الحديث: ۲۷۲۲

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَیِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم، قبول ہونے والے عمل اور پاکیزہ (حلال) رزق کا سوال کرتا ہوں۔

پہلی وحی علم کے متعلق نازل ہوئی

علم کی اہمیت وضرورت کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی وحی تعلیم وتعلم سے متعلق ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَم. (العلق: ۱ تا ۵)

ترجمہ: اے پیغمبر! آپ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا ہے۔ اس نے انسان کو منجمد خون سے پیدا کیا ہے۔ پڑھئے، اور آپ کا رب بے حد کرم والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ اس نے آدمی کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

ایک جماعت علم میں فقاہت حاصل کرے

وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْھُمْ طَائِفَةٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَ لِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ.

(التوبة: ۱۲۲)

ترجمہ: اور مؤمنوں کو چاہیے کہ وہ سب ہی (میدانِ جہاد میں) نہ نکل کھڑے ہوں۔ سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے، تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں، اور تاکہ یہ لوگ جب اپنی قوم کے پاس واپس جائیں تو انہیں ڈرائیں تاکہ وہ ڈر جائیں۔

---

❶ سنن ابن ماجہ: کتاب إقامة الصلاة والسنة فیها، باب ما یقال بعد التسلیم، ج ۱ ص ۲۹۸، رقم الحدیث: ۹۲۵

تعلیم مقاصدِ بعثت میں سے ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت میں سے ایک مقصد علم وحکمت بھی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. (الجمعة:۲)

ترجمہ: (اللہ) وہ ذات ہے کہ جس نے ''اُمّی'' لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے، اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔اس (نبی کی بعثت) سے پہلے یقیناً وہ واضح گمراہی پر تھے۔

حکمت اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی عظیم نعمت ہے، جس پر رشک کیا جاسکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لَا حَسَدَ إِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِی الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ یَقْضِی بِهَا وَیُعَلِّمُهَا. (1)

ترجمہ: دو آدمیوں کے علاوہ اور کسی آدمی پر رشک کرنا جائز نہیں ہے۔ایک وہ آدمی کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور اس کو حق کے راستے میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔اور دوسرا وہ آدمی کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت سے نوازا، جس کے ذریعے وہ فیصلہ کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

کتمانِ علم کی سزا

اللہ تعالیٰ نے کتمان علم کی سزا قرآن حکیم میں بایں الفاظ بیان کی ہے:

---

(1) صحیح البخاری: کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمة، ج ۱ ص ۲۵، رقم الحدیث: ۷۳

اِنَّ الَّـذِيْـنَ يَـكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُـلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُـزَكِّيْهِـمْ وَ لَهُـمْ عَـذَابٌ" اَلِيْـمٌ" اُولٰٓئِكَ الَّـذِيْـنَ اشْتَـرَوُا الضَّلٰلَةَ بِـالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ. (البقرة: ۱۷۴ – ۱۷۵)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کو چھپاتے ہیں، اور اس کو کم قیمت کے بدلے بیچ ڈالتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں۔ اللہ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا، یہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اور مغفرت کے بدلے عذاب کو خرید لیا ہے۔

مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَارٍ. ❶

ترجمہ: جس شخص سے علم کے بارے میں سوال کیا گیا وہ اُسے جانتا تھا پھر اس نے اُسے چھپایا، تو قیامت کے دن اُس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

علم انبیاء کی وراثت ہے

وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ. ❷

ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہیں، اور انبیاء دینار و درہم کی وراثت نہیں چھوڑ کر گئے، بلکہ علم کی وراثت دے کر گئے ہیں، سو جس نے وہ (علم) حاصل کیا اس نے بہت بڑی متاع حاصل کرلی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ "بازار جا کر لوگوں کو پکارا کہ تم کو

❶سنن الترمذي: أبواب العلم، باب ما جاء في كتمان العلم، ج۵ ص ۲۹، رقم الحديث: ۲۶۴۹ ❷سنن أبي داود: كتاب العلم، باب الحث على طلب العلم، ج۳ ص۳۱۷، رقم الحديث: ۳۶۴۱

کس چیز نے مجبور کر رکھا؟ لوگوں نے پوچھا کس شے سے؟ کہا: وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم لوگ یہاں بیٹھے ہو! لوگوں نے پوچھا کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ کہا مسجد میں! لوگ دوڑے دوڑے مسجد میں گئے لیکن یہاں کوئی مادی میراث نہ تھی، اس لئے لوگ لوٹ گئے اور کہاں کہ وہاں تو کچھ بھی تقسیم نہیں ہو رہا، البتہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، کچھ تلاوت قرآنِ پاک میں مشغول ہیں، کچھ حلال وحرام پر گفتگو کر رہے ہیں:

وَيْحَكُمْ، فَذَاكَ مِيرَاثُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ①

بولے! تم لوگوں پر افسوس ہے یہی تو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔

علم کا مقام ومرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل رحمہ اللہ سے ارشاد فرمایا:

یا کمیل! العلم خیر من المال، العلم یحرسک وأنت تحرس المال، والعلم حاکم والمال محکوم علیه، والمال تنقصه النفقة والعلم یزکو بالإنفاق.

اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے، علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی، علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے، مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

العالم أفضل من الصائم القائم المجاهد. ②

دن بھر روزہ رکھنے والے اور رات بھر جاگ کر عبادت کرنے والے مجاہد سے عالم افضل ہے۔

---

① المعجم الأوسط للطبراني: ج ٢ ص ١١٥، رقم الحديث: ١٤٢٩

② إحياء علوم الدين: كتاب العلم، الباب الأول، ج ١ ص ١٩

علم کی فضیلت سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشعار

النَّاسُ فِي جِهَةِ التَّمْثِيلِ أَكْفَاءُ	أَبُوهُمُ آدَمٌ وَالْأُمُّ حَوَّاءُ
نَفْسٌ كَنَفْسٍ وَأَرْوَاحٌ مُشَاكِلَةٌ	خُلِقَتْ فِيهِمْ وَأَعْضَاءُ
فَإِنْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ أَصْلِهِمْ حَسَبٌ	يُفَاخِرُونَ بِهِ فَالطِّينُ وَالْمَاءُ
مَا الْفَضْلُ إِلَّا لِأَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّهُمْ	عَلَى الْهُدَى لِمَنِ اسْتَهْدَى أَدِلَّاءُ
وَقَدْرُ كُلِّ امْرِءٍ مَا كَانَ يُحْسِنُهُ	وَلِلرِّجَالِ عَلَى الْأَفْعَالِ أَسْمَاءُ
وَضِدُّ كُلِّ امْرِءٍ مَا كَانَ يَجْهَلُهُ	وَالْجَاهِلُونَ لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَعْدَاءُ
فَفُزْ بِعِلْمٍ تَعِشْ حَيَاتُهُ أَبَدًا	اَلنَّاسُ مَوْتَى وَأَهْلُ الْعِلْمِ أَحْيَاءُ
رَضِينَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِينَا	لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُهَّالِ مَالُ
لِأَنَّ الْمَالَ يَفْنَى عَنْ قَرِيْبٍ	وَإِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا يَزَالُ (1)

۱......صورت کے لحاظ سے تمام انسان یکساں ہیں، سب کا والد حضرت آدم علیہ السلام اور والدہ حضرت حوا ہیں۔

۲......سب ایک ہی قسم کی جان ہیں، روحیں بھی مشابہ ہیں، سب میں ہڈیاں اور اعضاء ہیں۔

۳......اگر انسان صرف اپنی اصلیت پر فخر کریں تو اصلیت سب کی مٹی اور پانی ہے۔

۴......ہاں فضیلت ہے تو صرف اہل علم کو ہے، وہی طالبانِ ہدایت کے رہنما ہیں۔

۵......انسان کا رتبہ پس وہ ہنر ہے جس میں کامل ہے، عمل ہی انسان کو ممتاز کرتا ہے۔

۶......انسان جس بات سے جاہل ہو اس کا مخالف ہوتا ہے اس لئے جہلاء علماء کے دشمن ہوتے ہیں۔

---

(1) جامع بيان العلم وفضله: باب في فضل العلم، ج ۱ ص ۲۱۸، رقم: ۲۳۵/ إحياء علوم الدين: كتاب العلم، الباب الأول فى فضل العلم والتعليم والتعلم، ج ۱ ص ۱۹

۷......ایسا علم حاصل کر جس سے تو ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہ سکے، لوگ مر جائیں گے صرف اہلِ علم زندہ رہیں گے۔

۸......ہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہیں کہ اس نے ہمیں علم دیا ہے اور جاہلوں کو مال۔

۹......اس لئے کہ مال عنقریب ختم ہو جائے گا اور علم ہمیشہ باقی رہے گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں علم اور اس کے فوائد

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ (متوفی ۱۸ھ) فرماتے ہیں:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَإِنَّ تَعَلُّمَهُ لِلّٰهِ تَعَالَى خَشْيَةٌ، وَطَلَبَهُ عِبَادَةٌ، وَمُذَاكَرَتَهُ تَسْبِيحٌ، وَالْبَحْثُ عَنْهُ جِهَادٌ، وَتَعْلِيمَهُ لِمَنْ لَّا يَعْلَمُ صَدَقَةٌ، وَبَذْلَهُ لِأَهْلِهِ قُرْبَةٌ لِأَنَّهُ مَعَالِمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَمَنَارُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَالْأُنْسُ فِي الْوَحْشَةِ، وَالصَّاحِبُ فِي الْغُرْبَةِ، وَالْمُحَدِّثُ فِي الْخَلْوَةِ، وَالدَّلِيلُ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ، وَالسِّلَاحُ عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَالدِّينُ عِنْدَ الْأَجِلَّاءِ، يَرْفَعُ اللّٰهُ تَعَالَى بِهِ أَقْوَامًا، وَيَجْعَلُهُمْ فِي الْخَيْرِ قَادَةً وَأَئِمَّةً، تُقْتَبَسُ آثَارُهُمْ، وَيُقْتَدَى بِفِعَالِهِمْ، وَيُنْتَهَى إِلَى رَأْيِهِمْ، تَرْغَبُ الْمَلَائِكَةُ فِي خِلَّتِهِمْ، وَبِأَجْنِحَتِهَا تَمْسَحُهُمْ، يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ كُلُّ رَطْبٍ وَّيَابِسٍ، حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ وَهَوَامُّهُ، وَسِبَاعُ الطَّيْرِ وَأَنْعَامُهُ، لِأَنَّ الْعِلْمَ حَيَاةُ الْقُلُوبِ مِنَ الْجَهْلِ، وَمِصْبَاحُ الْأَبْصَارِ مِنَ الظُّلَمِ، يَبْلُغُ بِالْعِلْمِ مَنَازِلَ الْأَخْيَارِ، وَالدَّرَجَةَ الْعُلْيَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالتَّفَكُّرُ فِيهِ يَعْدِلُ بِالصِّيَامِ، وَمُدَارَسَتُهُ بِالْقِيَامِ، بِهِ تُوصَلُ الْأَرْحَامُ، وَيُعْرَفُ الْحَلَالُ مِنَ الْحَرَامِ، إِمَامُ الْعُمَّالِ، وَالْعَمَلُ تَابِعُهُ، يُلْهَمُهُ السُّعَدَاءُ وَيُحْرَمُهُ الْأَشْقِيَاءُ. ❶

علم اس لئے حاصل کرو کہ اس کا حاصل کرنا خوفِ الٰہی ہے، اس کی طلب عبادت

---

❶ حلية الأولياء: ترجمة: معاذ بن جبل، ج ۱ ص ۲۳۸

ہے، اس کا درس دینا تسبیح ہے اور علمی گفتگو کرنا جہاد ہے، جو شخص نہ جانتا ہو اُسے پڑھانا خیرات ہے، جو علم کا اہل ہو اُسے علم کی دولت سے نوازنا تقربِ الٰہی کا ذریعہ ہے، یہی علم تنہائیوں کا ساتھی ہے، سفر کا رفیق، دین کا رہنما، تنگدستی وخوشحالی میں چراغِ راہ، دوستوں کا مشیر، اجنبی لوگوں میں قربت پیدا کرنے والا، دشمنوں کے حق میں تیغِ براں، راہِ جنت کا روشن مینار ہے، اسی علم کی بدولت اللہ جل شانہ کچھ لوگوں کو عظمت عطا کرتا ہے انہیں قائد رہنما اور سردار بناتا ہے، لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں، ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں، ان کے عمل کو دلیل بناتے ہیں، فرشتے ان کی دوستی اور رفاقت کی خواہش کرتے ہیں، اپنے بازو ان کے جسموں سے مس کرتے ہیں، بحر وبر کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور کیڑے خشکی کے درندے اور چوپائے آسمان کے چاند، سورج اور ستارے سب ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اس لئے کہ علم دل کی زندگی ہے، علم نور ہے، اس سے تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں، علم سے بدن کو قوت ملتی ہے، ضعف دور ہوتا ہے، علم کی بدولت انسان نیک لوگوں کے بلند درجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، علمی امور میں غور وفکر کرنا روزہ رکھنے کے برابر ہے، علم کی تدریس میں مشغول رہنا شب بیداری کے برابر ہے، علم ہی سے صلہ رحمی کی توفیق ہوتی ہے، حلال وحرام میں تمیز کا شعور پیدا ہوتا ہے، علم امام ہے، عمل اس کے تابع ہے، خوش قسمت لوگوں کے دل ہی علم کی آماجگاہ بن سکتے ہیں، بد قسمت لوگ اس سے محروم رہتے ہیں۔

فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے افضل طلبِ علم ہے

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ فرائض کی ادائیگی کے بعد علم کی طلب سے افضل کوئی چیز نہیں، آپ سے پوچھا گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی افضل نہیں، فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی افضل نہیں ہے:

لَيْسَ بَعْدَ أَدَاءِ الْفَرَائِضِ شَيْءٌ أَفْضَلُ مِنْ طَلَبِ الْعِلْمِ، قِيلَ لَهُ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذاکرۂ حدیث کو نوافل پر ترجیح دینا

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) میرے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے پاس تشریف لاتے تو میرے والد آپ سے کثرت سے مذاکرۂ علم کرتے تھے، میں نے اپنے والد سے ایک دن سنا، فرمایا:

مَا صَلَّيْتُ الْيَوْمَ غَيْرَ الْفَرِيْضَةِ اِسْتَأْثَرْتُ بِمُذَاكَرَةِ أَبِي زُرْعَةَ عَلَى نَوَافِلِي. ❷

میں نے آج فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھی، میں نے اپنے نوافل پر ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ کے ساتھ مذاکرۂ علم کو ترجیح دی ہے۔

علم کا فائدہ موت کے بعد بھی

دنیا میں علم کے علاوہ بقیہ تمام چیزوں کا تعلق انسان کے ساتھ عارضی ہے، صرف زندگی تک محدود ہے، مال ودولت، حسب ونسب، قبیلہ وبرادری، رشتہ داری، عزیز واقارب، ان چیزوں کا تعلق انسان کی حیات کے ساتھ ہے، موت کے بعد یہ چیزیں کام نہیں آتیں، لیکن علم ایک ایسی دولت ہے، اس کی عزت دائمی ہے، دنیا وآخرت دونوں میں اس کا فائدہ ہے، نہ اس کے چھننے کا غم ہے نہ چوری ہونے کا، یہ خرچ کرنے سے گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے، اس کا نفع متعدی ہے، زندگی میں بھی ہے اور موت کے بعد بھی۔ جناب

❶ المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي: باب فضل العلم خير من فضل العبادة، ج ۱ ص ۳۱۰، رقم: ۴۷۵

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله أحمد بن حنبل، ج ۱۱ ص ۲۲۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ. ❶

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ بھی منقطع ہو جاتا ہے، البتہ تین طرح کے اعمال کا ثواب بدستور جاری رہتا ہے، صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے فائدہ اُٹھایا جارہا ہو، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔

علم بہترین صدقہ جاریہ ہے

جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اعمال کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، لیکن فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض ایسے اعمال کا تذکرہ ملتا ہے، جس کے اجر وثواب کا سلسلہ موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ. ❷

ترجمہ: جب انسان فوت ہو جاتا ہے، تو تین قسم کے اعمال کے علاوہ باقی تمام اعمال (کے ثواب) کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔

۱......صدقہ جاریہ۔

۲......(ورثہ) علم، جس سے بعد میں فائدہ اٹھایا جاتا ہو (کسی کو علم سکھایا وہ دوسروں کو سکھائے گا یہ سلسلہ چلتا رہے گا)۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الهبات، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، ج ٣ ص ١٢٥٥، رقم الحديث: ١٦٣١ ❷ صحيح مسلم: كتاب الهبات، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، ج ٣ ص ١٢٥٥، رقم الحديث: ١٦٣١

۳......نیک اولاد جو اس کے لئے دُعا کرتی رہے۔

ایک اور روایت میں مزید وضاحت ان الفاظ سے کی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ، يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ. [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اعمال اور نیکیاں جن کا اجر و ثواب مومن آدمی کو اس کی وفات کے بعد بھی ملتا رہتا ہے، یہ ہیں:

علم، جو اس نے سیکھا اور اس کی نشر و اشاعت میں مصروف رہا، نیک اولاد جسے وہ چھوڑ کر گیا، مصحف (کتاب) جو وراثت میں چھوڑ کر گیا، اس کی تعمیر کی ہوئی مسجد، اس کا تعمیر شدہ مسافر خانہ، ایسی نہر جو اس نے کھدوائی ہو، اور وہ صدقہ جو اس نے اپنی زندگی میں حالت صحت میں (مرض الموت سے پہلے) اپنے (کمائے ہوئے حلال) مال سے نکالا ہو اس کا ثواب بھی وفات کے بعد ملتا رہے گا۔

عالم کی فضیلت عابد پر

اللہ تعالیٰ نے عالم کو انتہائی اعلیٰ وارفع مقام پر فائز کیا ہے۔ حتی کہ اس عابد پر بھی جو اپنے لیل ونہار کو اللہ کی عبادت میں گزار دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَائِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ. (الزمر: ۹)

[1] سنن ابن ماجه: باب ثواب معلم الناس الخير، ج ۱ ص ۸۸، رقم الحديث: ۲۴۲

ترجمہ: کیا وہ شخص جو رب العالمین کی رحمت کی امید کے بل بوتے پر، آخرت سے ڈرتے ہوئے اپنی ساری رات قیام وسجود میں گزار دیتا ہے۔ (اے پیغمبر!) آپ فرمادیں: کیا عالم اور غیر عالم برابر ہو سکتے ہیں؟ بے شک نصیحت تو عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا، جن میں سے ایک عالم اور دوسرا عابد تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ. ❶

ترجمہ: عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ آدمی پر۔

علم وحکمت امام مالک رحمہ اللہ کی نظر میں

امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) اس بارے میں فرماتے ہیں:

وَإِنَّهُ لَيَقَعُ فِي قَلْبِي أَنَّ الْحِكْمَةَ هُوَ الْفِقْهُ فِي دِينِ اللَّهِ، وَأَمْرٌ يُدْخِلُهُ اللَّهُ فِي الْقُلُوبِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَفَضْلِهِ، وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذَلِكَ أَنَّكَ تَجِدُ الرجل عَاقِلًا فِي أَمْرِ الدُّنْيَا إِذَا نَظَرَ فِيهَا، وَتَجِدُ آخَرَ ضَعِيفًا فِي أَمْرِ دُنْيَاهُ، عَالِمًا بِأَمْرِ دِينِهِ بَصِيرًا بِهِ، يُؤْتِيهِ اللَّهُ إِيَّاهُ وَيَحْرِمُهُ هَذَا، فَالْحِكْمَةُ الْفِقْهُ فِي دِينِ اللَّهِ. ❷

ترجمہ: اور میرے دل میں یہ بات پختہ ہو چکی ہے کہ حکمتِ دین فقاہت کا نام ہے، اور ایسی بات کو بھی حکمت کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ اپنے رحمت اور فضل سے دل میں داخل

❶ سنن الترمذی: أبواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة، ج۵ ص ۵۰، رقم الحدیث: ۲۶۸۵ ❷ تفسیر ابن کثیر: سورة البقرة آیت نمبر ۲۶۹ کے تحت، ج ۱ ص ۵۳۵

کر دیتا ہے۔ اور اس کی وضاحت اس تجربے سے بھی ہوتی ہے کہ بسا اوقات بعض آدمی دنیاوی معاملات کو اچھی طرح سمجھنے والے ہوتے ہیں، لیکن اس کے مقابلے میں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو دنیاوی معاملات میں تو پختہ رائے کے مالک نہیں ہوتے، لیکن دینی معاملات میں بصارت کے ساتھ ساتھ بصیرت کی گہرائیوں سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں۔ (دنیا جاننے والے کو تو) اللہ نے (دنیا ہی) دے دی، لیکن ان کو دین کی فقاہت سے محروم رکھا۔ (تو معلوم ہوتا ہے کہ) حکمتِ دین فقاہت کا نام ہے۔

علم دین سب سے بڑی نعمت و دولت ہے

علم دین سب سے بڑی نعمت و دولت ہے، جس نے اس دولت کو حاصل کر لیا وہ بڑا خوش نصیب اور دولت مند ہے، اس کی دولت مندی کے آگے دنیا کے دولت مندوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بنی آدم از علم یابد کمال　　　نہ از حشمت و جاہ و مال و منال

انسان علم سے کمال پاتا ہے، حشمت اور مرتبہ اور مال و اسباب سے کمال نہیں پاتا۔
اہل علم (خواہ علماء یا طلباء) کو چاہئے کہ وہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ اس عظیم الشان دولت کی قدر کریں اور اس نعمت کو سب سے اعلیٰ نعمت سمجھیں اور دنیا کے مال و متاع کی حرص نہ کریں، علامہ رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بند بگسل باش آزاد اے پسر!　　　چند باشی بند سیم و بند زر

(حرص کی) قید کو توڑ دے اور آزاد ہو جا اے لڑکے! کب تک چاندی اور سونے کی قید میں مبتلا رہے گا۔

صاف خواہی چشم و عقل و سمع را　　　بر در آں تو پردہائے طمع را

اگر تو نور بصارت اور نور عقل و سماعت کی صفائی چاہتا ہے تو ان کے اوپر سے حرص و طمع کے پردے پھاڑ دے۔

پیش چشم خیال جاہ زر ہمچناں باشد کہ اندر بصر

حریص کی آنکھوں کے سامنے جاہ و مال اس طرح اس کو قلق اور کرب میں مبتلا رکھتا ہے، جس طرح کسی کی آنکھ میں بال کھٹکتا ہے، علم کی نعمت کو سب سے اعلیٰ سمجھے، مالداروں سے خلط ملط نہ رکھے بلکہ جہاں تک ممکن ہو دنیا والوں سے بے نیاز ہو کر طلب علم میں مشغول رہے اور قناعت اختیار کرے، اور جس حال میں اللہ نے رکھا ہے اس پر راضی رہے اور زیادہ کی ہوس نہ ہو۔ [1]

حصولِ علم کی پانچ منازل

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) نے دینی اور علمی مجالس میں حاضر ہونے والوں کو پانچ نصیحتیں فرمائی ہیں، یہ نصیحتیں دراصل علم کی پانچ منزلیں ہیں، ان منزلوں میں سے گزر کر ہی طالب علم گوہر مقصود کو پا سکتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

۱......اَلسَّمْعُ: پہلی چیز سننا ہے یعنی جب استاذ کے پاس سبق کے لئے حاضر ہو تو استاذ کی بات کو دھیان کے ساتھ سننا چاہئے اور ایسا دھیان پیدا کرے کہ سبق میں دل دماغ وجسم حاضر ہوں، اور سننے کے لئے طریقہ یہ ہے کہ جس وقت استاذ سبق سمجھائے یا سبق کی تقریر کرے اس وقت نگاہ استاذ کی طرف ہو، اس لئے کہ استاذ ہاتھ کے اشارے وغیرہ سے جو سمجھاتا ہے اس سے بات سمجھ میں آتی ہے، جب استاذ ترجمہ یا عبارت مع مطلب بیان کرے اس وقت انگلی لکیر پر رکھے۔

۲......ثُمَّ الْاِنْصَاتُ: دوسری چیز خاموشی اختیار کرنا، علمی باتوں کو پوری توجہ اور گوش دل کے ساتھ سننا، خاموش رہنا، باتیں نہ کرنا اور اشارے نہ کرنا اور سبق میں حرکت نہ کرے اور ہاتھ پیر اور کپڑوں داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلے۔

حضرات صحابہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی

[1] تحفۃ الطلباء والعلماء: ص ۱۲۶، ۱۲۷

مجلس میں حاضر ہوتے تو وہ ایسے ساکت وصامت رہتے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں کہ ذرا سی حرکت سے اُڑ جائیں گے۔

۳......ثُمَّ الْحِفْظُ: پھر تیسرے نمبر پر یاد رکھنا ہے یعنی جو باتیں استاذ سے سنی جائیں تو وہ فوری طور پر فضا میں تحلیل نہ کردی جائیں بلکہ یاد رکھی جائیں۔

۴......ثُمَّ الْعَمَلُ: چوتھی چیز عمل ہے یعنی دینی باتوں کو سننے کے بعد ان پر عمل ضروری ہے۔ حضرت امام رفاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ تم علم کی چاشنی کو لے لو اور عمل کی تلخی کو چھوڑ دو۔

۵......ثُمَّ النَّشْرُ: پھر پھیلانا ہے، یعنی مسلمانوں کا کام صرف صلاح نہیں ہے کہ اپنے کو سدھار لے بلکہ علم حاصل کرنے کے بعد اس کی ذمہ داری علم کے پھیلانے کی اور اصلاح کی بھی ہے، یعنی دوسروں کو سدھارنے کی فکر اور کوشش دین کی جتنی باتیں معلوم ہیں ان کو پھیلانے اور نشر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (۱)

زمانہ طالب علمی میں علمی انہماک نہ ہو تب بھی موت شہادت کی ہے

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ جس شخص کی موت طالبعلمی کے زمانے میں ہو اُسے شہادت کی موت نصیب ہوگی، اگرچہ علم کے ساتھ پورا انہماک نہ ہو، صرف کسی درجہ کا اشتغال ہو کہ ایک دن میں صرف ایک درس میں حاضر ہوتا ہو تو وہ بھی اس فضیلت میں شامل ہے، پس فرمایا:

بِأَنْ كَانَ لَهُ اِشْتِغَالٌ بِهِ تَأْلِيْفًا أَوْ تَدْرِيْسًا أَوْ حُضُوْرًا فِيْمَا يَظْهَرُ، وَلَوْ كُلَّ يَوْمٍ دَرْسٌ وَلَيْسَ الْمُرَادُ الْإِنْهِمَاكَ. (۲)

ترجمہ: علم کے ساتھ اشتغال کا مفہوم یہ ہے کہ خواہ تالیف کا سلسلہ ہو یا تدریس کا، یا

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: سفيان بن عيينة، ج۷ ص ۲۷۴

(۲) رد المحتار: كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۲ ص ۲۵۲

صرف کسی درس میں شامل ہوتا ہوا گرچہ دن بھر میں ایک ہی درس ہو یعنی انہماک مراد نہیں۔

علم غلاموں کو تختِ شاہی پر متمکن کرتا ہے

امام ابوالعالیہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۰ھ) کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (متوفی ۶۸ھ) جب مجلس میں مسند پر متمکن ہوتے تو میں ان کے پاس آتا، لوگ ان کے اردگرد نیچے بیٹھے ہوئے ہوتے، جب آپ مجھے دیکھتے تو میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھلا دیتے، قریش کے لوگ مجھے گھور گھور کر دیکھتے، اس بات کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سمجھ گئے اور انہیں کہنے لگے:

إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ يَزِيدُ الشَّرِيفَ شَرَفًا وَيُجْلِسُ الْمَمْلُوكَ عَلَى الْأَسِرَّةِ. (1)

ترجمہ: یہ علم شریف آدمی کے شرف کو بڑھاتا ہے اور غلاموں کو تختِ شاہی پر متمکن کرتا ہے۔

علم کی فضیلت مال پر بائیس (۲۲) طرح سے

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے اپنی مشہور تصنیف "مفتاح دار السعادة" میں "فضل العلم على المال" کے عنوان کے تحت علم کی مال پر فضیلت کی متعدد وجوہات نقل کی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

۱..... علم انبیاء کی میراث ہے، اور مال بادشاہوں اور مالداروں کی۔

۲..... علم اپنے صاحب (عالم) کی نگہبانی کرتا ہے اُسے دنیوی واخروی آفات ومصائب سے بچاتا ہے، اور مال دار خود اس کی حفاظت کرتا ہے۔

۳..... مال خرچ کرنے پر گھٹتا اور علم بڑھتا ہے۔

۴..... مال دار جب مرجاتا ہے تو مال اس سے جدا ہو جاتا ہے لیکن عالم کا علم قبر میں

(1) مفتاح دار السعادة: ص ۱۶۴

بھی اس کا ساتھی ہوتا ہے۔

۵.....علم مال پر حاکم ہوا کرتا ہے اور مال نے کبھی علم پر حکومت نہیں کی۔

۶.....مال ہر نیک و بد، فاسق و فاجر، مؤمن و کافر کو حاصل ہو جاتا ہے مگر علم نافع صرف ایمان والے کو میسر آتا ہے۔

۷.....علم کے محتاج سبھی شاہ و گدا ہیں، اور مال کے صرف گداگر و فاقہ مست۔

۸.....جوں جوں علم بڑھتا جاتا ہے نفس اشرف و اعلیٰ بنتا جاتا ہے، اور اس میں اچھی خصائل پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں، مگر مال کی کثرت سے اس میں بغض، حسد، بخل، حرص اور اس قسم کے دیگر رزائل پیدا ہوتے ہیں۔

۹.....مال فخر و تکبر، عجب پسندی اور سرکشی پیدا کرتا ہے اور علم تواضع و انکساری اور عجز و بندگی کا وراثت بناتا ہے۔

۱۰.....علم انسان کی جبلتی سعادت کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور مال اس کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے۔

۱۱.....مال مالدار کو اپنا غلام بنالیتا ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ. (1)

درہم و دینار کا غلام ہلاک ہو گیا۔

اور علم صاحبِ علم کو خدا کا غلام بناتا ہے اور اسے صرف اسی ایک ذات کی عبودیت کی طرف دعوت دیتا ہے۔

۱۲.....علم کی محبت ہر بھلائی کی اصل اور مال کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

۱۳.....مالدار کی اصل پونجی اس کا مال ہے جب وہ ختم ہو جائے تو وہ پھر ایک گدا

(1) صحيح البخاري: كتاب الجهاد والسير، باب الحراسة في الغزو في سبيل الله، ج۴ ص۳۴، رقم الحديث: ۲۸۸۶

ہے، لیکن عالم کا راس المال اس کا علم ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے۔

۱۴..... مال اصل میں جنسِ بدن سے ہے اور علم جنسِ روح سے، اس طرح مال و علم کے درمیان اس قدر فرق ہے جتنا روح و بدن کا۔

۱۵..... عالم کو اگر اس کے علم کے عوض دینار دے کر اسے علم سے دستبردار ہونے کو کہا جائے تو وہ قطعاً تیار نہ ہوگا، اور ایک مالدار عاقل جب علمی مراتب و درجات کو دیکھتا ہے تو خواہش کرتا ہے کہ کاش اس کا تمام مال کوئی لے لے اور اسے دولتِ علم سے کوئی مالا مال کر دے۔

۱۶..... علم کے بغیر خدا کی اطاعت ناممکن ہے بلکہ اکثر لوگ مال کی بنا پر ہی معصیت میں سرگرداں ہیں۔

۱۷..... مال کی لذت از قبیل لذتِ وہمیہ ہے کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ میرے پاس اس قدر مال ہے یا میں تجارت کر کے اتنا مال پیدا کرلوں گا وغیرہ، اور یہ از قبیل لذتِ بہیمیہ کے اسے خرچ کر کے طبعی شہوات ولذات پوری کرتا ہے لیکن علم کی لذت وہ لذتِ روحانیہ وعقلیہ ہے۔

۱۸..... تمام عقلاء مال جمع کرنے کی حرص کو برا سمجھتے ہیں اور اسے ایک عیب و برائی خیال کرتے ہیں لیکن سبھی جمع علم کی حرص کو نہایت مستحسن قرار دیتے ہیں۔

۱۹..... وہ زاہد جو دنیا و مافیہا کی نیرنگیوں سے یکسر علیحدہ ہے اسے اور اس کے مال کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا، اس کی تمام لوگ عزت کرتے ہیں، بخلاف اس کے جو علم میں زہد سے کام لے یعنی اس سے بے التفاتی برتے اور حصولِ علم میں کوشش نہ کرے، اس کی لوگ مذمت بیان کرتے ہیں۔

۲۰..... مال و دولت ہمیشہ امیر آدمی کے دل میں خوف وڈر پیدا کرتا ہے، اس کے حصول سے پہلے وہ مغموم ہے اور بعد میں خائف، جس قدر مال زیادہ ہوگا اسی قدر اس کا ڈر

زیادہ، بخلاف علم کے کہ اس سے طمانینت، فرح وسرور اور شادمانی پیدا ہوتی ہے۔

۲۱..... مالدار سے لازماً مال جدا ہو جائے گا، صرف حسرت اس کے دل میں باقی رہے گی جس سے اس کا نفس ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہے گا، بخلاف علم کے اسے زوال نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ مال کی لذت وقتی اور زائلہ ہے جس کا نتیجہ الم وحزن ہے اور علم کی لذت ابدی وسرمدی ہے۔

۲۲..... مالدار کی تکریم وتعظیم اس کے مال کی بناء پر ہے، جب وہ ختم ہو جاتا ہے اس کی عزت ووقار بھی ختم ہو جاتی ہے اور چونکہ عالم کی عزت اس کے علم کی بنا پر کی جاتی ہے لہٰذا وہ ہمیشہ مکرم ومحترم ہے۔ ❶

اسلافِ اُمت کے علمی کمالات نے اُن کے فطرتی عیوب پر پردہ ڈال دیا

۱..... ابراہیم حلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۴ھ) سیاہ فام اور مکہ کی ایک عورت کے غلام تھے، ایک دفعہ خلیفہ وقت سلیمان بن عبد الملک اپنے دونوں بیٹوں سمیت ان کے پاس آیا، وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، نماز کے بعد انہوں نے ان کی طرف دیکھا اور اسی طرح بیٹھے بیٹھے انہیں مناسکِ حج بتلانے لگے، سلیمان نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ چلو، اور باہر آ کر کہا:

یا ابنی لاتنیا فی طلب العلم فإنی لا أنسی ذلنا بین یدی هذا العبد الأسود.

اے بیٹو! تحصیلِ علم میں سستی نہ کرنا، میں آج ایک سیاہ غلام کے ہاتھوں یہ ذلت کبھی نہ بھولوں گا۔

۲..... امام حربی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محمد بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) کا قد کافی چھوٹا تھا، اس کی والدہ کہنے لگیں:

---

❶ مفتاح دار السعادة: ص ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱

یا بنی لا تکون فِی مجلِس قوم إلا کنت المسخور بِهِ فعلیک بطلب العلم فَإِنَّهُ یرفعک فولی قَضاء مَکَّة عشرین سنة.

بیٹا! تو جس کے پاس بیٹھے گا یا کسی جگہ سے گزرے گا، لوگ تیرا مذاق اُڑائیں گے، تو علم حاصل کر، اس سے تیری شان بلند ہوگی، انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس محنت سے علم حاصل کیا کہ بیس سال تک مکہ کی قضا پر فائز رہے۔ ❶

انسان کی قدر و قیمت اس کے علمی کمالات سے ہے نہ کہ صورت سے

انسان کی قدر و قیمت اُس کے علمی کمالات اور سیرت سے ہے، نہ کہ صورت سے۔ ایک شاعر نے اسے بڑے دل کش و دل نشین پیرائے میں بیان کیا ہے:

یَا خَادِمَ الْجِسْمِ کَمْ تَسْعَی لِخِدْمَتِهِ　　أَتَطْلُبُ الرِّبْحَ فِیمَا فِیهِ خُسْرَانُ

أَقْبِلْ عَلَی النَّفْسِ وَاسْتَکْمِلْ فَضَائِلَهَا　　فَأَنْتَ بِالرُّوحِ لَا بِالْجِسْمِ إِنْسَانُ

اے جسم کے خادم! تو اس کی خدمت میں کتنا لگا رہے گا؟ اور ایسی چیز سے فائدہ طلب کرتا ہے جس میں نقصان ہے، تم اپنے نفس کے فضائل مکمل کرو، کیونکہ تم نفس کی وجہ سے انسان ہو نہ کہ جسم کی وجہ سے۔

امام جاحظ رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۵ھ) کی صورت ایسی تھی کہ ان سے بچوں کو ڈرانے کا کام بھی لیا جاتا تھا، اور خلیفہ متوکل نے ان کی شکل کی وجہ سے انہیں اپنے بچوں کا استاذ مقرر کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ امام ابو علقمہ نحوی رحمہ اللہ نہایت بدصورت تھے، ایک مرتبہ گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ اچانک گر پڑے، لوگ جمع ہو گئے، اور بڑے غور سے دیکھنے لگے، کوئی چہرہ دیکھ رہا ہے، کسی نے انگلیوں پر نظریں جمائی ہیں اور کوئی کان ٹٹول رہا ہے، اس بات پر ان کو بہت غصہ آیا، نہ مدد نہ غمخواری، کھڑے تماشا دیکھ رہے ہیں، بولے:

---

❶ مفتاح دار السعادة: ص ١٦٥

مـا لـكـم تتـكـأكـئـون عليّ كما تتكأكئون على ذي جنّة، إفرنقعوا عني. ❶

تمہیں کیا ہوگیا ہے، تم مجھ پر ایسے تاڑ جھانک رہے ہو جیسے کسی پاگل کے ساتھ کیا جاتا ہے؟ مجھ سے دور ہو جاؤ۔ (یہ الفاظ اتنی بلاغت اور بلا کے ادب کے تھے کہ اصل عرب بھی ان کا معنی نہ سمجھ سکے اور) کہنے لگے: اسے اسی حالت میں چھوڑ دو، اس کا شیطان ہندی زبان میں بات کر رہا ہے، اور انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

حقیقت میں عقل فضول چیزیں ترک کرنے سے مکمل ہوتی ہے، اور جب عقل مکمل ہوتی ہے تب وقت سے صحیح فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے، اور انسان اپنے شرف ومنزلت کا صحیح اندازہ لگا سکتا ہے، آپ جتنی بھی کوشش کریں گے کسی صاحب فضل آدمی کو کھانے پینے، لباس وآرائش، ملاقاتوں اور باتوں میں نہیں پائیں گے، کیونکہ وہ اپنے وقت سے فائدہ حاصل کرنے میں دوسروں پر سبقت حاصل کر رہا ہوتا ہے، اور جس نے وقت کی قیمت کو پہچان لیا وہ اپنے تمام امور میں میانہ روی اختیار کرتا ہے۔

ہم مر کر فنا ہو جائیں گے جب کہ علماء کا نام ہمیشہ رہے گا

یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید (متوفی ۱۹۳ھ) نے مجھ سے پوچھا: سب سے بلند مرتبہ کون سا ہے؟ میں نے کہا: جس پر آپ فائز ہیں، پھر پوچھا: تو مجھ سے بھی زیادہ صاحبِ مرتبہ کو جانتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر خود ہی کہنے لگے: میں جانتا ہوں، وہ محدث جو مجلس میں بیٹھا ''حَدَّثَنَا فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' کہہ رہا ہے، وہ مجھ سے زیادہ برگزیدہ ہے۔ میں نے کہا: آپ تو مسلمانوں کے خلیفہ اور امیر ہیں، وہ آپ سے کیسے افضل ہے؟ کہا ہاں وہ مجھ سے بہتر ہیں:

❶البيان والتبيان: اللفظ الغريب ليس فصيحا، ج ١ ص ١٠٣ .

هذا خير مني لأن اسمه مقترن باسم رسول الله لا يموت أبدا ونحن نموت ونفنى و العلماء باقون. ❶

اس لئے کہ ان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ مقترن ہے، ہم مرکرفنا ہو جائیں گے اور علماء ہمیشہ ہمیشہ زندہ اور باقی رہیں گے جب تک کہ زمانہ باقی ہے۔

اصل بادشاہت علماء کی ہے

خیثمہ بن سلیمان کہتے ہیں: میں نے ابوالحناجر سے سنا: ایک دفعہ ہم امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، ہزاروں کی تعداد میں لوگ اُن سے حصولِ علم میں مشغول تھے:

فمر أمير المؤمنين فوقف علينا في المجلس وفي المجلس ألوف فالتفت إلى أصحابه وقال هذا الملك.

اسی اثناء میں امیر المؤمنین کا اس طرح گزر ہوا، مجلس کو دیکھ کر کچھ ٹھہرے پھر کہا: ''هذا الملک'' دراصل یہ بادشاہ ہے۔

جاہل لوگوں کو عموماً قابلِ نفرت سمجھا جاتا ہے، لوگ انہیں برا سمجھتے ہیں، ان کی تنقیص بیان کرتے ہیں، چنانچہ امام اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۸ھ) کہتے ہیں:

إني لأرى الشَّيخ لا يروى شيئا من الحدِيث فاشتهي أن الطمه.

جب میں کسی بوڑھے کو دیکھتا ہوں کہ وہ کوئی حدیث بھی روایت نہیں کرسکتا تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں اُسے تھپڑ ماروں۔

ابومعاویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام اعمش رحمہ اللہ سے سنا، وہ فرمارہے تھے:

من لم يطلب الحديث اشتهي أن أصعفه بنعلي.

جب میں کسی بوڑھے آدمی کو دیکھتا ہوں، نہ وہ قرآن پڑھا ہوا ہے، نہ کتابتِ

❶مفتاح دار السعادة: ص ١٦٥

حدیث میں اسے کوئی دخل ہے، تو میں چاہتا ہوں کہ جوتوں سے اس کی مرمت کردوں۔

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) جب کسی بوڑھے کو دیکھتے تو اس سے حدیث وفقہ کے متعلق سوال کرتے، اگر وہ کہتا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں، تو آپ فرماتے:

لا جزاک اللّٰہ خیرا عن نفسک ولا عن الإسلام قد ضیعت نفسک وضیعت الإسلام.

ترجمہ: خدا تیری جان اور ایمان میں برکت نہ دے، تو نے اپنے نفس اور اسلام کو ضائع کردیا۔

تاجر آدمی جب کسی دوسرے کے پاس بہترین سامانِ تجارت دیکھتا ہے، اس کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے کاش وہ سامان اُسے مل جائے۔ صرف علم ایک ایسی تجارت ہے جسے کسی سامان کے بدلے بھی عالم شخص دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ❶

اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ چوپائیوں کی طرح ہوتے

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ:

لَوْلَا الْعُلَمَاءُ لَصَارَ النَّاسُ مِثْلَ الْبَهَائِمِ أَیْ إِنَّهُمْ بِالتَّعَلُّمِ یُخْرِجُونَ النَّاسَ مِنْ حَدِّ الْبَهِیمَةِ إِلَی حَدِّ الْإِنْسَانِیَّةِ. ❷

ترجمہ: اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہوجاتے، مطلب یہ ہے کہ علماء تعلیم کے ذریعہ سے لوگوں کو بہیمیت کی حد سے انسانیت کی حد کی طرف نکالتے ہیں۔

علم بغیر برادری کی عزت اور بغیر رعایا کے بادشاہت ہے

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کہتے ہیں کہ میں احمد بن ابی عمران کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ہمارے پاس سے ایک رئیس کا گزر ہوا، میں اپنی کتابیں چھوڑ کر اسے دیکھنے

❶ مفتاح دار السعادة: ص ۱٦٦

❷ إحیاء علوم الدین: الباب الأول، فضیلة التعلیم، ج ۱ ص ۱۱

میں لگ گیا، یہ دیکھ کر احمد مجھے کہنے لگے: شاید تو اس کی تونگری اور مالداری پر حیرت زدہ ہے؟ میں نے کہا:

قلت له نعم قال هل ادلک على خلة هل لک أن يحول الله إليک ما عنده من المال ويحول إليه ما عندک من العلم فتعيش أنت غنيا جاهلا ويعيش هو عالما فقيرا.

ہاں، کہنے لگے کہ اچھا تو خدا سے دعا کر کہ اس جیسی تونگری تجھے مل جائے اور تجھ جیسا علم اُسے نصیب ہو، تو جاہل مالدار کی سی اور وہ فقیر عالم کی سی زندگی بسر کرے۔

میں نے کہا: یہ تو میں ہرگز کرنے کے لئے تیار نہیں:

فَالْعِلْمُ غِنًى بِلَا مَالٍ وَعِزٌّ بِلَا عَشِيْرَةٍ وَسُلْطَانٌ بِلَا رِجَالٍ.

اس لئے کہ علم بلا غنیٰ مال ہے، بلا برداری عزت، اور بلا رعایا کی بادشاہی ہے۔

ولنعم ما قيل:

اَلْعِلْمُ كَنزٌ وَذُخرٌ لَا نَفَادَ لَهُ نِعْمَ الْقَرِيْنُ إِذَا مَا صَاحَبَ صُحُبًا

علم ایک خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا، اور ایک اچھا ساتھی ہے۔

قَدْ يَجْمَعُ الْمَرْءُ مَالًا ثُمَّ يُسْلَبُهُ عَمَّا قَلِيْلٍ فَيَلْقَى الذُّلَّ وَالْحَرَبَا

انسان مال جمع کرنے کے بعد بسا اوقات اس سے محروم ہو جاتا ہے، اور پھر ذلت ورسوائی میں پڑ جاتا ہے۔

وَجَامِعُ الْعِلْمِ مَغْبُوْطٌ بِهِ أَبَداً وَلَا يُحَاذِرُ مِنْهُ الْفَوْتَ وَالسَّلَبَا

علم کا جمع کرنے والا ہمیشہ رشک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اور اس کو ضائع ہو جانے یا چھینے جانے کا کوئی خطرہ نہیں۔

يا جامِعَ العِلمِ نِعمَ الذخرُ جَمعُهُ لَا تَعدِلَنَّ بِهِ دُرًا وَّلَا ذَهَبًا[1]

---

[1] مفتاح دار السعادة: ص١٦٧

اے علم کے جمع کرنے والے! تو ایک اچھا ذخیرہ جمع کر رہا ہے، سونا اور چاندی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

جو شخص علم میں بخل کرے گا وہ تین میں سے کسی ایک مصیبت میں گرفتار ہوگا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ بَخِلَ بِالعِلْمِ، اُبْتُلِي بِثَلاثٍ: إِمَّا مَوْتٌ يُذْهِبُ عِلْمَهُ، وَإِمَّا يَنْسَى، وَإِمَّا يَلْزَمُ السُّلْطَانَ، فَيَذْهَبُ عِلْمُهُ. [1]

جو شخص علم میں بخل کرے گا وہ تین مصیبتوں میں مبتلا ہوگا، یا تو موت اس کے علم کو لے جائے گی، یا وہ علم کو بھول جائے گا، یا وہ سلطان کی صحبت میں چلا جائے گا جس سے اس کا علم جاتا رہے گا۔

حصولِ علم میں لذتیں اور راحتیں

كَانَ الْإِمَامُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ: لَوْ يَعْلَمُ الْمُلُوْكُ مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنْ لَذَّةِ الْعِلْمِ لَحَارَبُوْنَ عَلَيْهِ بِالسُّيُوْفِ. [2]

یعنی اگر بادشاہوں کو معلوم ہو جاتا کہ ہم کس لذت اور مزے میں ہیں تو یہ لوگ ہمارے ساتھ تلواروں کے ذریعے لڑنے کے لئے تیار ہو جاتے۔

وَقَالَ الْفَقِيْهُ الرَّبَّانِي مُحَمَّدُ بْنُ حَسَنِ الشَّيْبَانِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ عِنْدَ مَا انْحَلَّتْ لَهُ مُشْكِلَاتُ الْعُلُوْمِ اَيْنَ أَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ مِنْ هٰذِهِ اللَّذَّةِ. [3]

فقیہ ربانی امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کے مشکلاتِ علوم جب مطالعہ سے حل ہو

---

[1] سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الله بن المبارك بن واضح، ج۸ ص ۳۵۳

[2] الحطة فى ذكر الصحاح الستة: الفصل الأول، فى فضيلة العلم والعلماء، ص ۱۴

[3] الحطة فى ذكر الصحاح الستة: الفصل الأول، فى فضيلة العلم والعلماء، ص ۱۴

جاتے تو فرماتے کہ شہزادوں کو یہ لذتیں کہاں حاصل ہیں۔

جس قدر علم بڑھے گا قلب میں وسعت آئے گی

كُلُّ وِعَاءٍ أَفْرَغْتَ فِيهِ شَيْئًا فَإِنَّهُ يَضِيقُ إِلَّا الْقَلْبَ، فَإِنَّهُ كُلَّمَا أُفْرِغَ فِيهِ اتَّسَعَ. ❶

ترجمہ: ہر برتن ایسا ہے کہ اس میں جتنی زیادہ چیز ڈالو گے اتنا ہی تنگ ہوتا جائے گا لیکن صرف دل ایک ایسا برتن ہے کہ اس میں جتنا علم بھی ڈالتے جاؤ گے اتنا ہی وہ وسیع تر ہوتا چلا جائے گا۔

عالم اور جاہل کون ہے

علم عروض کے بانی امام خلیل بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۰ھ) فرماتے ہیں:

الرجال أربعة، فرجل يدرى ولا يدرى أنه يدرى فذلك غافل فنبهوه، ورجل لا يدرى ويدرى أنه لا يدرى فذاك جاهل فعلموه، ورجل يدرى ويدرى أنه يدرى فذاك عالم فاتبعوه، ورجل لا يدرى ولا يدرى أنه لا يدرى فذاك مائق فاحذروه. ❷

آدمی چار طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو جانتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ وہ جانتا ہے، یہ غافل ہے، اسے تنبیہ کی ضرورت ہے۔ دوسرا وہ جو نہیں جانتا اور جانتا ہے کہ وہ نہیں جانتا، یہ جاہل ہے اور اسے تعلیم کی حاجت ہے۔ تیسرا وہ جو جانتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ جانتا ہے، یہ عالم ہے، اس کی اتباع کرنی چاہئے۔ چوتھا یہ کہ جو نہیں جانتا اور نہیں جانتا کہ وہ نہیں جانتا ہے، یہ جھوٹا ہے، اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

---

❶ الحث على طلب العلم: ص ۷۱

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو على الحسن بن على بن نصر، ج ۳ ص ۸

حصولِ علم کے لئے دس عمدہ صفات

امام ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۳ھ) نقل کرتے ہیں کہ اہلِ علم میں یہ صفات ہونی چاہئیں:

۱......اخلاص: اس کے بغیر علم وعمل بے کار ہے جس عمل میں اخلاص نہیں اس پر ثواب نہیں۔

۲......خوفِ خدا: یہ اخلاص کی بنیاد ہے۔

۳......نصیحت: یہ علم کا مقصد ہے کہ آدمی اس پر خود بھی عمل کرے اور دوسروں سے بھی کرائے۔

۴......شفقت: یہ نصیحت ودعوت کی بنیاد ہے، شفقت ہی کی وجہ سے آدمی ہر ایک کو نیک بنانے کو کوشش کرتا ہے۔

۵......صبر وبردباری: حصولِ علم میں ناگوار اور تکلیف دہ باتیں پیش آتی ہیں، ان پر صبر ضروری ہے ورنہ حصولِ علم ممکن نہیں۔

۶......تواضع: یہ علم کی شان ہے، صحیح علم تواضع سکھاتا ہے، یہ اللہ کو بھی پسند ہے اور بندوں کو بھی۔

۷......عفت: (پاکدامنی) یہ ہر انسان کا زیور ہے خصوصاً عالم کے لئے نہایت ضروری ہے ورنہ وعظ ونصیحت بے اثر ہو جائیں گے۔

۸......مطالعہ: کتب بینی سے علم بڑھتا ہے اور محفوظ رہتا ہے، یہ ہر عالم کے لئے بہت ضروری ہے۔

۹......افادہ: (فائدہ پہنچانا) عالم کے لئے جس طرح خود عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح دوسروں کو نصیحت کرنا اور مسائل بتانا بھی ضروری ہے، جانتے ہوئے کسی مسئلہ کو چھپانا بہت بڑا جرم ہے اس پر سخت وعید آئی ہے۔

۱۰......قلتِ حجاب: علم حاصل کرنے میں شرم جائز نہیں بلکہ محرومی کا سبب ہے، علم سوال سے بڑھتا ہے، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے ﴿فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے ہو تو علم والوں سے دریافت کرلو۔

يُزَادُ لِلْعَالِمِ عَشَرَةُ أَشْيَاءَ الْحِسْبَةُ، وَالْخَشْيَةُ، وَالنَّصِيحَةُ، وَالشَّفَقَةُ، وَالاحْتِمَالُ، وَالصَّبْرُ، وَالْحِلْمُ، وَالتَّوَاضُعُ، وَالْعِفَّةُ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ، وَالدَّوَامُ عَلَى النَّظَرِ فِي الْكُتُبِ، وَقِلَّةُ الْحِجَابِ. (1)

علم کثرتِ معلومات کا نام نہیں بلکہ خشیتِ الٰہی کا نام ہے

علم کی حقیقت کے سلسلہ میں ایک عام غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ عام طور پر کتابوں کے الفاظ ونقوش کو علم سمجھا جاتا ہے اور عمومًا اسی کو علم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اسی لئے جس کو الفاظ ونقوش زیادہ یاد ہوتے ہیں اس کا علم زیادہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس کا نام معلومات ہے، علم اور چیز ہے معلومات اور چیز ہے، یہ ظاہری الفاظ ونقوش علم نہیں ہے بلکہ اظہارِ علم کے آلات ہیں، جن کے ذریعہ سے علم کی تعبیر کی جاتی ہے، علم درحقیقت ایک معنوی چیز ہے جس کو الفاظ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ علم کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْعِلْمُ بِكَثْرَةِ الرِّوَايَةِ إِنَّمَا الْعِلْمُ نُوْرٌ يُقْذَفُ فِي الْقَلْبِ.

ترجمہ: کثرت روایت کا نام علم نہیں بلکہ علم ایک نور ہے جو قلب میں ڈالا جاتا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا:

لَيْسَ الْعِلْمُ بِكَثْرَةِ الرِّوَايَةِ وَلَا بِكَثْرَةِ الْمَقَالِ وَلٰكِنَّهُ نُوْرٌ يُقْذَفُ فِي

(1) تنبيه الغافلين: باب: العمل بالعلم، ص ۴۳۷

الْقَلْبِ يَفْهَمُ بِهِ الْعَبْدُ الْحَقَّ وَيُمَيِّزُ بِهِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَاطِلِ. ❶

ترجمہ: کثرتِ روایت اور قیل وقال کا نام علم نہیں بلکہ علم ایک نور ہے جو دل میں ڈال دیا جاتا ہے، جس کے ذریعہ بندہ حق کو سمجھ سکتا ہے اور حق وباطل میں امتیاز کرسکتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذٰلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ، وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى ابْنِ آدَمَ. ❷

ترجمہ: علم دوطرح کا ہے، ایک علم دل میں ہوتا ہے یہی نفع بخش علم ہے، اور دوسرا علم زبان پر ہے جو اللہ کی طرف سے انسان پر حجت ہے۔

وَلٰكِنْ عَلَيْهِ عَلَامَةٌ ظَاهِرَةٌ وَهُوَ التَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْإِنَابَةُ إِلَى دَارِ الْخُلُوْدِ.

علم نافع حاصل ہونے کی ایک کھلی علامت یہ ہے کہ آدمی کو دنیا سے نفرت اور آخرت کی طرف توجہ ہونے لگتی ہے۔

جب یہ کیفیت پیدا ہوجائے تو سمجھ لو کہ اب علم نافع کا حصول ہورہا ہے۔

انسانیت کی افضلیت کی وجہ علم ہے نہ کہ اکل وشرب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام کائنات میں افضل واشرف بنایا اور زمین میں اس کو اپنی خلافت کا تاج پہنایا، انسان کی اس افضلیت اور تکریم کا باعث اور اُسے دیگر ذی شعور مخلوقات سے ممتاز کرنے والا جوہر ''علم'' ہے، اسی جوہر علم کی بناء پر انسان کو یہ اعزاز بخشا گیا، ورنہ دیگر اوصاف میں تو حیوانات بھی انسان کے ساتھ شریک ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حقیقت میں انسان علم ہی کی وجہ

❶ إحياء علوم الدين: كتاب العلم، الباب الخامس، ج ۱ ص ۷۵ ❷ سنن الدارمی: كتاب العلم، باب: التوبيخ لمن يطلب العلم بغير الله، ج ۱ ص ۳۷۳، رقم: ۳۷۶

سے دوسرے حیوانات پر شرف رکھتا ہے، نہ کہ قوت کی وجہ سے، قوت میں دوسرے جانور انسان سے بڑھے ہوئے ہیں، اور نہ موٹاپے کی وجہ سے کہ ہاتھی موٹاپے میں زیادہ ہے، اور نہ بہادری کی وجہ سے کہ درندہ انسان سے زیادہ بہادر ہوتا ہے، اور نہ کھانے کی وجہ سے کہ کھانے میں بیل انسان سے بڑھ کر ہے، اور نہ صحبت کی خواہش کی وجہ سے کہ چڑیا اس میں انسان سے آگے ہے، معلوم ہوا کہ صرف علم کی وجہ سے انسان یہ شرف رکھتا ہے اور یہ علم صرف انسان ہی کو بخشا گیا۔

دنیا میں چار ذی شعور مخلوقات ہیں، انسان، ملائکہ، جنات اور حیوانات، ان میں انسان کے علاوہ کسی کو یہ علم عطا نہیں کیا گیا، اگر ان میں سے کسی کو کسی قدر نصیب ہوا تو انسان کے طفیل اور اس کے واسطے سے ہوا، اصل اس میں انسان ہی رہا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کے مانند ہوتے کیونکہ تعلیم اور علم ہی کے ذریعہ حد بہیمیت سے نکل کر حد انسانیت کی طرف آتے ہیں۔

چنانچہ اولین انسان حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں پر جو فضیلت عطا کی گئی حالانکہ طہارت وتقدس، عصمت وعفاف اور عبادت وریاضت کیسی محبوب صفتیں ہیں، کتنی مطلوب صفتیں ہیں، فرشتے ان صفتوں سے بدرجۂ اتم متصف ہیں، فرشتے اپنی جبلت ہی میں نیک ہیں، شر کا ارادہ بھی نہیں کر سکتے، لیکن اس کے باوجود فرشتوں جیسی برگزیدہ مخلوق پر ایک ایسی مخلوق کو فضیلت حاصل ہوگئی جس کی فطرت خیر کے ساتھ شر سے بھی آشنا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب بادشاہ مصر نے قید کیا اور کئی سال جیل میں رہے پھر یکایک جو حالات پلٹے اور اس قدر آپ کا اعزاز واکرام ہوا کہ شاہ مصر آپ کے فضل وکمال کا معترف ہوا اور آپ کا معتقد ہوا، شاہی خزانے آپ کے سپرد ہوئے، آپ کو جیل خانہ سے نکال کر مسند شاہی پر بٹھایا گیا، گیارہ بھائی اور والدین نے آپ کو تعظیمی سجدہ کیا، غور

کیجئے یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ کون سی چیز اس کی محرک بنی؟ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ اسی علم کا ثمرہ اور نتیجہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام علم ''تعبیر خواب'' سے واقف اور ماہر تھے اور بادشاہ کو اس کے خواب کی ایسی سچی اور دل لگتی تعبیر دی کہ بادشاہ بھی آپ کے علم وفضل کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ نے اپنے ایک مشہور خطبے میں فرمایا کہ آدمی اپنے علم وہنر سے ہی آدمی ہے، آدمی کا رتبہ اتنا ہی ہے جتنا اس کا علم ہے، لہٰذا علم میں گفتگو کرو تاکہ تمہارے رتبے ظاہر ہوں۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے حضرت علی کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التَّمْثِيْلِ أَكْفَاءُ　　أَبُوْهُمْ آدَمُ وَالْأُمُّ حَوَّاءُ

نَفْسٌ كَنَفْسٍ وَأَرْوَاحٌ مُشَاكَلَةٌ　　وَأَعْظَمٌ خُلِقَتْ فِيْهِمْ وَأَعْضَاءُ

مَا الْفَضْلُ إِلَّا لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ　　عَلَى الْهُدَى لِمَنِ اسْتَهْدَى أَدِلَّاءُ ①

ترجمہ: صورت کے لحاظ سے تمام آدمی یکساں ہیں، باپ آدم اور ماں حواء ہیں، سب میں ایک ہی قسم کی جان ہے، روحیں بھی مشابہ ہیں، سب میں ہڈیاں ہیں اور اعضاء ہیں، ہاں! افضلیت ہے تو صرف اہلِ علم کو ہے وہی طالبانِ ہدایت کے رہنما ہیں۔

حقیقی عالم وہ ہے جس میں خشیتِ الٰہی ہو

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں عالم اُس کو قرار دیا جس میں خشیت الٰہی ہو، خوفِ خدا موجزن ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْعِلْمُ عَنْ كَثْرَةِ الْحَدِيْثِ، وَلٰكِنَّ الْعِلْمَ عَنْ كَثْرَةِ الْخَشْيَةِ. ②

① جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ص ۲۱۸، رقم: ۲۳۵

② تفسير ابن كثير: سورة الفاطر آیت نمبر ۲۸ کے تحت، ج ۶ ص ۵۴۵

ترجمہ: علم بہت زیادہ احادیث کو یاد کر لینے کا نام نہیں، بلکہ علم کثرتِ خشیت الٰہی کا نام ہے۔

امام مجاہد اور امام شعبی رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

الْعَالِمُ مَنْ خَافَ اللَّهَ. ❶

ترجمہ: حقیقی عالم تو وہی ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف موجود ہے۔

قربِ قیامت میں علم اُٹھ جائے گا

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا، يَنْزِلُ فِيهَا الجَهْلُ، وَيُرْفَعُ فِيهَا العِلْمُ، وَيَكْثُرُ فِيهَا الهَرْجُ، وَالهَرْجُ: القَتْلُ. ❷

ترجمہ: یعنی قیامت سے پہلے کچھ دن ایسے ہوں گے جن میں علم اٹھ جائے گا، اور جہالت عام ہو جائے گی اور کثرت سے ہرج ہوگا، یعنی ناحق خون بہایا جائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ: أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا. ❸

ترجمہ: یقیناً قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ علم اُٹھ جائے گا یعنی

❶ زاد المسير في علم التفسير: سورۃ الفاطر آیت نمبر ۲۸ کے تحت، ج ۳ ص ۵۱۰

❷ صحيح البخاري: كتاب الفتن، باب ظهور الفتن، ج ۹ ص ۴۸، رقم الحديث: ۷۰۶۲

❸ صحيح البخاري: كتاب العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، ج ۱ ص ۲۸، رقم الحديث: ۸۰

لوگ دین کا علم بہت کم حاصل کریں گے، بلکہ دنیا میں غرق ہو جائیں گے، اور جہالت عام ہو جائے گی، شراب پی جائے گی، اور سرِ عام زنا کاری اور بدکاری ہوگی۔

طالب علم کسے کہتے ہیں؟

طالب کسے کہتے ہیں؟ طالب کا مفہوم ہے علم کی طلب اور جستجو کرنے والا، شئ مطلوب میں انہماک تام رکھنے والا، علم کے علاوہ تمام چیزوں سے علیحدہ اور یکسو ہو کر اسی دھن میں لگا ہو، طلب اور دھن ایسی جیسے پیاس سے سسکنے والے کو پانی سے ہوتی ہے، اور بھوک سے بے تاب ہو کر تڑپنے والے کو کھانے سے ہوتی ہے، کھانے اور پینے کے علاوہ سے ان کو کوئی سروکار ہی نہیں ہوتا، اس کے علاوہ کوئی چیز اچھی نہیں لگتی، ایسی ہی طلب اور دھن اس طالب کو علم سے لگی ہو، محض آرزوئیں نہ ہوں۔

لَوْ كَانَ هَذَا الْعِلْمُ يُدْرَكُ بِالْمُنَى مَا كَانَ يَبْقَى فِي الْبَرِيَّةِ جَاهِلُ

ترجمہ: اگر یہ علم محض تمناؤں اور آرزوؤں سے حاصل ہو جایا کرتا تو مخلوق میں کوئی جاہل نہ رہتا۔ ہر ایک علم کی دولت کو سمیٹ لیتا، لیکن ایسا ہرگز نہیں، اس کے لئے سچی طلب کے ساتھ جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔

علم کی طلب اور تلاش میں اس طالب کی کیفیت ایسی ہوتی ہے جیسے اس شخص کی ہوتی ہے جو اپنی قیمتی اور محبوب شئ کے گم ہو جانے پر اس کی تلاش میں گلی در گلی کوچہ در کوچہ گھومتا ہے، ساری چیزوں سے بالکلیہ بیزار ہو کر اسی کی دھن میں حیران و سرگرداں ہوتا ہے، جب تک اُسے پا نہ لے چین نہیں آتا، ایسی ہی کیفیت اس طالب کی ہے، تحصیل علم میں لگا ہوا ہے، ہر وقت ہاتھ میں کتاب ہے، چرچا ہے تو علم کا کتاب کا، سوچ ہے تو علم کی، مجلسیں ہیں تو علم کی، دوستی ہے تو علم سے، اس کے علاوہ میں اس کا جی ہی نہیں لگتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کو علم کی طلب اور جستجو

امام مزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) سے

پوچھا گیا ''کَیۡفَ شَهۡوَتُکَ لِلۡعِلۡمِ؟ ''علم کے ساتھ تمہارا اشتہاء اور چاہت کیسی ہے؟ تو فرمایا: جب علم کی کوئی نئی بات میں سنتا ہوں تو میرے کان ایسے لطف اندوز ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر دیگر اعضاء بھی یہ تمنا کرنے لگتے ہیں کہ کاش ان کے بھی کان ہوتے اور یہ تلذذ حاصل ہوتا۔ پوچھا گیا ''فَکَیۡفَ حِرۡصُکَ عَلَیۡهِ؟ ''علم پر تمہاری حرص کیسی ہے؟ تو فرمایا ''حِرۡصُ الۡجَمُوۡعِ الۡمَنُوۡعِ فِيۡ بُلُوۡغِ لَذّتِهِ لِلۡمَالِ ''یعنی بہت زیادہ مال جمع کرنے والے بخیل کی مال کو حاصل کرنے میں جو حرص ہوتی ہے، پوچھا گیا ''فَکَیۡفَ طَلَبُکَ لَهُ'' علم کے لئے تمہاری طلب وجستجو کیسی ہے؟ تو فرمایا ''طَلَبُ الۡمَرۡأَةِ الۡمُضِلَّةِ وَلَدَهَا لَیۡسَ لَهَا غَیۡرُهُ ''یعنی اس عورت جیسی طلب جس کا صرف اکلوتا لڑکا ہو اور وہ گم ہو جائے، جس کے فراق میں یہ حیران وسرگرداں پھرتی رہے۔ (1)

علم وہ نہیں جو چُرا لیا جائے

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) کی سوانح میں لکھا ہے کہ امام اسعد المیہنی کہتے ہیں کہ میں نے امام غزالی کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم پر ڈاکہ پڑ گیا، ڈاکوؤں نے ہمارا سب کچھ لیا اور چلے گئے، میں ان کے پیچھے ہولیا تو ان کے سربراہ نے مجھ کو کہا تمہاری ہلاکت ہو واپس چلے جاؤ ورنہ ضائع ہو جاؤ گے، میں نے کہا میں تجھ سے اس ذات کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جس سے سلامتی کا سوال کیا جاتا ہے کہ میری تعلیقات مجھ کو واپس لوٹا دو وہ تمہارے نفع کی چیز نہیں۔

اس نے مجھ کو کہا کہ تمہاری تعلیقات کیا ہیں؟ میں نے کہا:

کتبت فی تلک المخلاة هاجرت لسماعها و کتابتها و معرفة علمها فضحک وقال کیف تدعی أنک عرفت علمها وقد أخذناها منک فتجردت من معرفتها وبقیت بلا علم ثم أمر بعض أصحابه فسلم إلی

(1) منطلقات طالب العلم: علامات الهمة العالیة، ص۱۱۷

المخلاة قال الغزالي فقلت هذا مستنطق أنطقه اللّٰه ليرشدني به في أمري فلما وافيت طوس أقبلت على الاشتغال ثلاث سنين حتى حفظت جميع ما علقته وصرت بحيث لو قطع علي الطريق لم أتجرد من علمي. ①

اس تھیلے میں کچھ کتابیں ہیں، میں نے اس کی سماع کے لئے، کتابت کے لئے اور معرفت کے لئے ہجرت کی، وہ ہنس پڑا اور کہا تو کس طرح معرفت کا دعوی کرتا ہے، ہم نے یہ تجھ سے لے لیں تو تو بالکل خالی رہ گیا ہے، پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ تھیلا اس کو واپس کردو۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ایک بولنے والا تھا، جس نے میرے معاملہ میں میری رہنمائی کی، میں جب طوس پہنچا تو میں نے اپنے آپ کو فارغ کر کے تین سالوں میں تمام تعلیقات حفظ کر لیں، اور اس حال پر آ گیا کہ اگر کہیں ڈاکہ پڑ جائے اور وہ سب کچھ لے جائیں تو میں بغیر علم کے نہ رہوں گا۔

طالب علم میں کامیابی کی تین علامات

حضرت ذو النون مصری رحمہ اللہ نے فرمایا طلبِ علم میں تین چیزیں بھلائی کی علامت ہیں:

۱......متواضع بن کر علماء کی تعظیم کرنا۔

۲......اپنے عیوب پر نگاہ رکھ کر لوگوں کے عیوب سے چشم پوشی کرنا۔

۳......علم کی طلب میں مال خرچ کرنا دنیا کی باغ و بہار پر ترجیح دیتے ہوئے۔

یہ تینوں امور طلبِ علم میں کامیابی کا زینہ ہیں۔

علم و عمل کے حصول کا وقت

بعض طلباء خیال کرتے ہیں کہ ابھی تو ہمارا زمانہ علم حاصل کرنے کا ہے اس زمانہ

① طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: محمد بن محمد بن محمد بن أحمد الغزالي، مبدأ طلب العلم، ج٦ ص١٩٥

میں عمل کی کچھ ضرورت نہیں، فراغت کے بعد کرلیں گے، یہ سراسر شیطانی دھوکہ ہے، قرآن وسنت کی تصریحات نے طلباء اور علماء میں احکام کے لازم وواجب ہونے میں کہیں فرق نہیں کیا پھر اس خیال کی گنجائش کب ہوسکتی ہے۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں حصولِ علم کی شرائط

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حصولِ علم کی شرائط بتاتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

أَلَا لَا تَنَــالُ الْعِلْمَ إِلَّا بِسِتَّةٍ سَأُنَبِّيْکَ عَنْ مَجْمُوْعِهَا بِبَيَانٍ

ذَکَاءٌ وَحِرْصٌ وَاصْطِبَارٌ وَبُلْغَةٌ وَإِرْشَادُ أُسْتَاذٍ وَطُوْلُ زَمَانٍ ❷

یعنی آگاہ ہو کہ علم چھ چیزوں کے بغیر حاصل نہیں کرسکتے، ان سب کو میں اکٹھے واضح انداز میں بیان کرتا ہوں، سمجھ داری ہو، طلبِ علم کا حریص ہو، قوت لا یموت کے بمقدار کھانا ہو، استاذ کی راہنمائی ہو اور طویل عرصہ تک علم حاصل کرتا ہو۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی طلباء کو ایک عمدہ نصیحت

علم کا شرف اور اس کی فضیلت دلیل سے ثابت ہوچکی ہے، لیکن طلباء علوم مختلف جہتوں میں تقسیم ہوگئے یعنی ہر ایک کے نفس نے اس کو کسی خاص علم یا فن کی طرف مائل کردیا۔

چناں چہ بعض نے اپنی عمر فن قرأت میں گزاردی، حالاں کہ یہ علم سے متعلق کوتاہی کی بات ہے کیوں کہ اس کو مشہور قرأت پر اعتماد کرنا چاہئے تھا نہ کہ شاذ پر، ایک قاری کے لئے یہ بات کتنی بری ہے کہ اس سے فقہ کا کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ نہ جانے حالاں کہ اس کو فقہ حاصل کرنے سے صرف اسی بات نے روکا ہے کہ وہ فن قرأت میں صرف کثرتِ طرق میں مشغول رہا۔

اسی طرح بعض صرف فن نحو اور اس کی توجیہات میں مشغول رہ جاتے ہیں، بعض

❶ حقوق العلم ص ۳۲ ❷ تعليم المتعلم: فصل فی اختيار العلم والاستاذ والشريک، ص ۱۵

صرف لغت میں اور بعض حدیث لکھتے ہیں اور اسی میں زیادتی کی کوشش کرتے ہیں، لیکن لکھی ہوئی حدیث کا مطلب سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں۔ چناں چہ خود ہم نے اپنے محدث اساتذہ میں بعض کو دیکھا ہے کہ جب ان سے نماز کا کوئی مسئلہ پوچھا جاتا ہے تو نہیں سمجھ پاتے کہ کیا کہیں؟ یہی قراء کا حال ہے اور ایسے ہی اہل لغت اور اہل نحو بھی ہیں۔

مجھ سے عبدالرحمٰن بن عیسیٰ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن المنصوری نے بیان کیا کہ ہم اپنے والد محمد بن خشاب رحمہ اللہ جو نحو اور لغت میں امام تھے، ان کے سامنے حاضرین نے فقہ کے مسائل میں گفتگو شروع کی تو انہوں نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے جو چاہو پوچھو، اس پر ایک شخص نے پوچھا کہ اگر ہم سے سوال کیا جائے کہ نماز میں تکبیر کے وقت ہاتھوں کا اٹھانا کیا ہے؟ تو ہم کیا جواب دیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ رکن ہے، یہ سن کر سارے لوگ ان کی فقاہت کی کمی پر حیرت زدہ رہ گئے۔

اس لئے سمجھدار طالب علم کو چاہئے کہ ہر علم سے کچھ نہ کچھ حاصل کرے، پھر فقہ میں اہتمام سے لگ جائے، پھر تمام علوم کے مقصود پر بھی نظر ڈالے اور وہ ہے اللہ سے صحیح تعلق اس کی معرفت اور اس کی محبت:

وقد رأينا في مشايخنا المحدثين من كان يسأل عن مسألة في الصلاة، فلا يدري ما يقول وكذلك القراء وكذلك أهل اللغة والنحو. وحدثني عبد الرحمن بن عيسى الفقيه، قال حدثني ابن المنصوري، قال حضرنا مع أبي محمد بن الخشاب، وكان إمام الناس في النحو واللغة، فتذاكروا الفقه، فقال سلوني عما شئتم فقال له رجل إن قيل لنا رفع اليدين في الصلاة، ما هو؟ فماذا تقول؟ فقال هو ركن فدهشت الجماعة من قلة فقهه. وإنما ينبغي أن يأخذ من كل علم طرفًا، ثم يهتم بالفقه، ثم ينظر في مقصود العلوم، وهو المعاملة لله سبحانه، والمعرفة به، والحب له. (1)

(1) صيد الخاطر: ج ١ ص ٣٢٣

علم کے پاس آنا پڑتا ہے علم کسی کے پاس چل کر نہیں جاتا

ہارون الرشید نے حج کیا، ارکانِ حج ادا کرنے کے بعد وہ مدینہ منورہ پہنچا، وہاں حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی علمی شہرت سن کر اسے ان کی زیارت کا شوق پیدا ہوا، چناں چہ اس نے امام مالک رحمہ اللہ کو لانے کے لئے ان کی طرف ایک آدمی روانہ کیا، امام مالک رحمہ اللہ نے قاصد سے کہا:

قُلْ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ: إِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْعٰى إِلَيْهِ أَمَّا الْعِلْمُ فَلَا يَسْعٰى إِلٰى أَحَدٍ.

امیر المؤمنین سے کہہ دو کہ علم کا طلب گار علم کے پاس چل کر آتا ہے، علم کسی کے پاس چل کر نہیں جاتا۔

چناں چہ بادشاہ ہارون الرشید نے ان کے گھر میں زیارت وملاقات کا پروگرام طے کیا، اور ان کی مجلس میں حاضر ہوا، اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے امام مالک رحمہ اللہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی مجلس سے لوگوں کو اٹھادیں، میں اس سے تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں، امام مالک رحمہ اللہ اس پر بھی آمادہ نہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگ جیسے بیٹھے ہیں اسی طرح بیٹھے رہیں گے، انہوں نے مزید فرمایا:

إِذَا مُنِعَ الْعِلْمُ عَنِ الْعَامَّةِ فَلَا خَيْرَ فِيهِ لِلْخَاصَّةِ. ❶

جب علم کو عوام الناس سے روکا جائے تو خواص کے لئے اس میں کوئی خیر (بھلائی) باقی نہیں رہتی۔

علم اور فقہ کی فضیلت اشعار کی روشنی میں

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

❶ ترتیب المدارک وتقریب المسالک: ج ۲ ص ۲۳

اَلْعِلْمُ يَجْلُو الْعَمَى عَنْ قَلْبِ صَاحِبِهِ   يُجَلِّى سَوادَ الظُّلْمَةِ الْقَمَرُ

علم دل کے اندھیروں کو اس طرح روشنی میں تبدیل کر دیتا ہے جیسے چاند تاریکی میں روشنی بکھیرتا ہے۔

تَعَلَّمْ فإنَّ الْعِلْمَ زَينٌ لأَهْلِهِ   وَفَضْلٌ وَعُنْوَانٌ لِكُلِّ الْمَحَامِدِ

علم حاصل کرو! بے شک علم، اہلِ علم کے لئے زینت اور فضیلت کا باعث ہے اور قابلِ تعریف کارنامہ ہے۔

وَكُنْ مُسْتَفِيدًا كُلَّ يومٍ زِيادَةً   مِنَ الْعِلْمِ وَاسْبَحْ فِيْ بُحُوْرِ الْفَوَائِدِ

ہر روز علم کی زیادتی کا استفادہ کر اور فوائد علمی کے سمندر میں تیر۔

تَفَقَّهْ فإنَّ الْفِقْهَ أَفْضَلُ قَائِدٍ   إِلَى الْبِرِّ والتَّقوَى وَأَعْدَلُ قَاصِدِ

علم فقہ حاصل کر کیونکہ علم فقہ نیکی اور تقوی کی جانب بہترین اور متوازن رہنما ہے۔

هُو الْعِلْمُ الْهَادِيْ إِلَى سُنَنِ الْهُدَى   هُوَ الْحِصْنُ يُنْجِى مِنْ جَمِيعِ الشَّدائِدِ

صرف علم ہی ہدایت کی راہوں کی طرف رہنما ہے، یہ ایک ایسا قلعہ ہے جو تمام مشکلات میں نجات دہندہ ہے۔

فَإنْ فَقِيهًا وَاحِدًا مُتورِّعًا   أَشَدُّ عَلى الشَّيطانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدِ (1)

بے شک ایک پرہیزگار فقیہ شیطان پر ہزار (بے علم) عبادت گزاروں سے زیاد گراں ہے۔

انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی عبادت اور احکام کی اطاعت ہے اور یہ تینوں کام علم کے بغیر نہیں ہو سکتے، اس لئے ہر مسلمان پر اتنا علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے یہ تینوں مقاصد حاصل کر سکے۔

---

(1) موارد الظمان لدروس الزمان: فصل: في علمه وفضله وشرفه، ص ۱۱۳، ۱۱۴

حصولِ علم سے قبل نیت درست کرلیں

طالب علم اور حسنِ نیت

تحصیل علم کے باطنی آداب میں سب سے مہتم بالشان اور اہم امر یہ ہے کہ طالب علم سب سے پہلے اپنی نیت کو درست کرے اور طلب علم کے صحیح مقصد کو مستحضر رکھے، کیونکہ ہر عمل نیت کی درستگی سے ہی عند اللہ عمل بنتا ہے اور مقبول ہوتا ہے۔

پس علم دین بھی جب صحیح نیت سے حاصل کیا جاتا ہے تو قربِ خداوندی کا ذریعہ اور باعث نجات بنتا ہے اور جب نیت فاسد ہوتی ہے تو یہی علم وبالِ جان اور باعثِ ضلالت بنتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کا قول ہے:

أَوَّلُ الْعِلْمِ النِّيَّةُ ثُمَّ الِاسْتِمَاعُ ثُمَّ الْفَهْمُ ثُمَّ الْحِفْظُ ثُمَّ الْعَمَلُ ثُمَّ النَّشْرُ. [1]

علم نیت سے شروع ہوتا ہے، پھر بتوجہ سماعت ہے، پھر فہم ہے، پھر حفظ ہے، پھر عمل ہے، پھر علم کی ترویج ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۳ھ) سے منقول ہے کہ علم کو تین کاموں کے لئے مت سیکھو، اور تین کاموں کی وجہ سے مت چھوڑو۔ ۱......علماء سے جھگڑنے کے لئے۔ ۲......لوگوں پر فخر کرنے کے لئے۔ ۳......لوگوں کے دکھاوے کے لئے۔

۱...... طلب سے شرماتے ہوئے۔ ۲...... علم میں بے پرواہی کرتے ہوئے۔ ۳...... جہالت پر راضی ہوتے ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ، وَوَضَعُوهُ عِنْدَ أَهْلِهِ، لَسَادُوا بِهِ أَهْلَ

[1] جامع بيان العلم وفضله: باب منازل العلماء، ص ۴۷۶، رقم: ۷۵۸

زَمَانِهِمْ، وَلَكِنَّهُمْ بَذَلُوهُ لِأَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوا بِهِ مِنْ دُنْيَاهُمْ، فَهَانُوا عَلَيْهِمْ. ❶

اگر اہل علم اپنے علم کی حفاظت کرتے اور اسے اس کے اہل میں رکھتے تو اپنے زمانے کے سردار بن جاتے، مگر انہوں نے علم کی صحیح قدر نہیں کی، جس کے نتیجے میں دنیا والوں کے سامنے ذلیل وخوار ہو گئے۔

عراق کے کچھ لوگ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حدیث سنانے کی درخواست کی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَعْلَمُونَ أَنَّ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ الَّتِي يُبْتَغَى بِهَا وَجْهُ اللَّهِ لَنْ يَتَعَلَّمَهَا أَحَدٌ يُرِيدُ بِهَا عَرَضَ الدُّنْيَا فَيَجِدُ عَرْفَ الْجَنَّةِ أَبَدًا. ❷

تم جانتے بھی ہو یہ حدیثیں محض رضاء الٰہی کے لئے حاصل کی جاتی ہیں، ورنہ جو کوئی ان سے دنیا کمانا چاہے گا ہرگز وہ جنت کی مہک بھی نہ پائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لِغَيْرِ اللَّهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. ❸

جو شخص رضائے الٰہی کے علاوہ دنیا کے لئے علم سیکھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

مدارس عربیہ میں پڑھنے والے طلبہ عام طور پر بدنیتی سے زیادہ بے نیتی کے شکار ہوتے ہیں کہ طلب علم میں ان کی کوئی نیت ہی نہیں ہوتی، کوئی مقصد ہی سامنے نہیں، منزل کا کوئی تعین ہی نہیں کہ ہمیں کہاں تک پہنچنا ہے، ہم کیوں پڑھ رہے ہیں، ہم سب کو چھوڑ کر اوقات فارغ کر کے مدرسہ میں کیوں آئے ہیں، بس لاابالی پن میں چل رہے ہیں۔

---

❶ سنن ابن ماجه: باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ج ۱ ص ۹۵، رقم الحديث: ۲۵۷

❷ جامع بيان العلم وفضله: باب ذم الفاجر من العلماء وذم طلب العلم للمباهاة، ص ۶۵۱، رقم: ۱۱۲۹ ❸ سنن الترمذي: أبواب العلم، باب ما جاء فيمن يطلب بعلمه الدنيا، ج ۵ ص ۳۳، رقم الحديث: ۲۶۵۵

حصولِ علم سے قبل اپنی نیت درست کریں

کسی بھی نیک عمل کی قبولیت کے لیے اخلاصِ نیت نہایت ضروری شرط ہے کہ وہ عمل خالصتًا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہو۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُو اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (البينة: ۵)

ترجمہ: اور انہیں اس کے سوا اور کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، یکسو ہو کر اسی کے دین کو خالص رکھیں، نماز کو قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں، یہی دین درست اور مضبوط ہے۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. (المؤمن: ۱۴)

ترجمہ: پس تم اللہ کو اس کے لئے دین کو خالص کر کے پکارتے رہو، اگرچہ کافر برا مانیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا. (الكهف: ۱۱۰)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) اعلان کر دیجئے کہ میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ ہاں! میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اُسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے، اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں: یہ آیت دلیل ہے کہ اللہ کے نزدیک عمل مقبول ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ شریعتِ محمدیہ کے مطابق ہو، اور

دوسری یہ کہ اس سے مقصود صرف اللہ کی خوشنودی ہو۔ شہرت، نام ونمود، ریاکاری یا کوئی اور دنیاوی غرض مقصود نہ ہو۔ ❶

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى. ❷

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اعمال کا انحصار صرف اور صرف نیتوں پر ہے۔ ہر آدمی کے لئے صرف وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ. ❸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

امام وکیع رحمہ اللہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) سے نقل کرتے ہیں:

مَا مِنْ شَيْءٍ أَخْوَفَ عِنْدِي مِنَ الْحَدِيثِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْهُ لِمَنْ أَرَادَ بِهِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ. ❹

ترجمہ: یعنی (نیت خالص نہ ہونے کی صورت میں) میرے نزدیک علم حدیث سے زیادہ خوف ناک کوئی دوسری چیز نہیں ہے، لیکن جب اس میں اللہ کی رضا مقصود ہو تو اس سے بہتر چیز بھی کوئی نہیں ہے۔

---

❶ تفسیر ابن کثیر، سورۃ الکھف: آیت نمبر ۱۱۰ کے تحت، ج۵ ص ۱۸۳ ❷ صحیح البخاری، باب بدء الوحی، رقم الحدیث: ۱ ❸ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلم وخذله واحتقاره، ج۴ ص ۱۹۸۶ رقم الحدیث: ۲۵۶۴

❹ جامع بیان العلم وفضله: باب جامع فی فضل العلم، ص ۲۵۱، رقم: ۲۹۷

جس طرح قرآن وسنت میں اخلاص نیت کے ثواب وجزاء کا تذکرہ موجود ہے، اسی طرح اگر نیت درست نہ ہوتو اس کے انجام وعقاب کا ذکر بھی موجود ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

قیامت کے دن جس آدمی کا سب سے پہلے حساب ہوگا، وہ ایک شہید ہوگا جس کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، تو اللہ رب العزت اس آدمی کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، جب وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جان لے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا۔ بتا؟ تو نے میری نعمتوں کو کیسے استعمال کیا؟ وہ آدمی کہے گا:

قَاتَلْتُ فِيْکَ حَتّٰی اسْتُشْهِدْتُّ.

ترجمہ: میں نے تیری راہ میں قتال کیا، حتی کہ لڑتے لڑتے شہید ہوگیا۔

تو اللہ رب العزت فرمائیں گے:

كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّکَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ.

ترجمہ: تو جھوٹ بول رہا ہے، تو تو صرف اس لئے (میدانِ جہاد میں) لڑتا رہا کہ تجھے بہادر کہا جائے، تو یہ بات تجھے (دنیا میں ہی) کہہ دی گئی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم پر اس آدمی کو اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اس کے بعد اس آدمی کو بارگاہ رب العالمین میں پیش کیا جائے گا، جس نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا، اور قرآن کی تلاوت کی، اس کو بھی اللہ نعمتیں یاد دلائی جائیں گی، جب وہ اللہ کی نعمتوں کو جان جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے اس کو کیسے استعمال کیا؟ تو جواب میں وہ آدمی کہے گا کہ میں نے علم سیکھا، دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لئے قرآن کی تلاوت کرتا رہا، تو اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ.

ترجمہ: تو جھوٹ بول رہا ہے، بلکہ علم حاصل کرتے اور قرآن کی تلاوت کرتے وقت تیری نیت یہ تھی کہ تجھے عالم اور قاری کہا جائے، تو یہ تجھے دنیا میں ہی کہہ دیا گیا۔

اللہ کے حکم پر اس کو بھی جہنم میں اوندھے منہ پھینک دیا جائے گا، اس کے بعد ایک سخی آدمی کو لایا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی یہی معاملہ کرے گا، اور پوچھے گا کہ تو نے میری نعمتوں کو کیسے استعمال کیا؟ تو وہ آدمی کہے گا:

مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تَحِبُّ اَنْ يُنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ.

میں تیری مرضی کے مطابق تیری ہر راہ پر خرچ کرتا رہا۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيْلَ.

ترجمہ: کہ تو جھوٹ بولتا ہے، تو اس لئے مال خرچ کرتا رہا کہ تجھے سخی کہا جائے، وہ تجھے (دنیا میں ہی) کہہ دیا گیا۔

اس آدمی کو بھی اللہ کے حکم پر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ❶

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ کوئی بھی عمل اس وقت تک درجہ قبولیت کی منازل طے نہیں کر سکتا جب تک اس میں اخلاص کی روح موجود نہ ہو۔

امام مالک رحمہ اللہ کے پاس جب لوگ طلب علم کی خاطر آتے تو آپ پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نیا لباس زیب تن کرتے اور پھر اپنی نشست پر بیٹھنے اور کافی دیر تک

❶ صحيح مسلم، كتاب الأمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار، ج ٣ ص ١٥١٣، رقم الحديث: ١٩٠٥

عود کی دھونی لیتے، جب خوشبو میں بس جاتے تو اگر مکروہ وقت نہ ہوتا تو دو رکعت نماز پڑھتے، اس کے بعد تدریس کے لئے با قاعدہ نیت خالص کرتے اور کہتے یا اللہ! میں علم کی نشر واشاعت آپ کے احکامات دوسروں تک پہنچانے کی خاطر کر رہا ہوں، کیونکہ یہ احکام میرے پاس امانت ہیں اور مجھے انہیں دوسروں تک پھیلانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ❶

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا:

اے میری قوم! اپنے علم کی غایت اللہ تعالی کی رضا جوئی کو بناؤ، اس لئے کہ میں کبھی کسی مجلس میں نہیں بیٹھا مگر میں نے تواضع کی نیت کی ہے، اس مجلس سے جب کھڑا ہوا تو مجلس میں سب سے زیادہ باعزت تھا اور جب میں غلو کی نیت کر کے بیٹھا تو سب سے زیادہ ذلیل تھا، اس لئے کہ علم ایک عبادت ہے، اللہ تعالی کی بندگی اور قربت کا ذریعہ ہے اس کو دنیا کے لئے استعمال کیا جائے تو سوائے ذلت کے کچھ حاصل نہ ہوگا، اس لئے دین سے دنیا کمانے کی نیت نہیں ہونی چاہئے۔ ❷

شیطان پر اخلاص سے زیادہ کوئی چیز گراں اور شاق نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ اخلاص کی وجہ سے شیطان کو اس عمل میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا ہے اس لئے اس کی گرانی کا سبب ہوتا ہے۔

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی مرکزی تقریب میں طلباء علوم نبویہ، مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوتے ہوئے دو باتوں کی بہت اہمیت کے ساتھ تلقین فرماتے تھے، ان میں سے ایک اصلاحِ نیت سے متعلق ہوتی یعنی علوم قرآن وحدیث کا مقصد صرف وصرف رضائے الٰہی اور اشاعتِ دین ہونا چاہئے، ورنہ آج ہی اس مدرسہ سے رخصت ہو جایئے، کیونکہ دینی علوم کو دنیاوی اغراض

---

❶ تذكرة السامع والمتكلم: الباب الثاني، النوع الأول، ص ٢١

❷ تذكرة السامع والمتكلم: الباب الثالث، النوع الثاني، ص ٦٩

کے لئے حاصل کرنے والے بدبختوں کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے:

تم شروع سال ہی سے اپنی نیت کو درست کرلو اپنی نیت یہ رکھو کہ ہم جو کچھ پڑھ لکھ رہے ہیں اس سے رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے، اگر اس مقصد کو مدنظر رکھ کر تم نے تعلیم کی ابتداء کی تو ان شاء اللہ تم کو پڑھنے کا پورا ثواب ملے گا، اگر خدانخواستہ یہ علم پڑھنے کا کوئی اور ارادہ ہے مثلاً یہ کہ لوگ تمہاری عزت کریں، تمہیں مفتی صاحب کہیں اور تمہارے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیں، اگر یہ نیت ہے تو فوراً توبہ کرلو اور اپنی نیت کو فوراً صحیح کرو۔

اسی طرح ایک مرتبہ طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں اپنی اسی سالہ زندگی کا نچوڑ اور حاصل آپ کو بتلا رہا ہوں اس کو توجہ سے سنو! یہ خلاصہ ساری دنیا دیکھ کر اور دنیا داروں اور دینداروں کا تجربہ کرکے اور زندگی کے تمام اتار چڑھاؤ دیکھ کر بیان کر رہا ہوں۔

''وہ یہ ہے کہ آپ جس کام میں لگے ہو (یعنی تعلیم وتعلم) اگر یہ خلوص کے ساتھ محض حق تعالیٰ شانہ کی رضا کے لئے ہے، تب تو یہ ایسا عظیم الشان کام ہے کہ دنیا کا کوئی کام اس کے برابر نہیں یہ سب سے بہتر اور افضل ہے، اور اگر خدانخواستہ مقصود اس سے رضائے الٰہی نہیں دنیا کمانا پیش نظر ہے جیسا کہ آج کل یہ کام صرف ایک پیشہ بن کر رہ گیا ہے، تو میرے عزیزو! پھر دنیا میں اس سے بدتر کوئی کام نہیں''۔

حصولِ علم سے کیا نیت ہونی چاہئے

علامہ زرنوجی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۰ھ) میں لکھتے ہیں:

لا بـد لـه من النية في زمان تعلم العلم، إذ النية هي الأصل في جميع الأحوال لقوله عليه الصلاة والسلام إنما الأعمال بالنيات.[1]

ترجمہ: طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ علم حاصل کرنے کے زمانے میں نیت کو

[1] تعليم المتعلم: فصل في النية حال التعلم، ص ١١

درست رکھے، تمام حالات میں نیت ہی اصل چیز ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

پھر چند سطر کے بعد لکھتے ہیں:

وينبغي أن ينوي المتعلم بطلب العلم رضاء الله تعالى والدار الآخرة وإزالة الجهل عن نفسه وعن سائر الجهال وإحياء الدين وإبقاء الإسلام، فإن بقاء الإسلام بالعلم ولا يصح الزهد والتقوى مع الجهل ...... وينوي به الشكر على نعمة العقل وصحة البدن ولا ينوي به إقبال الناس إليه، ولا استجلاب حطام الدنيا والكرامة عند السلطان وغيره. ❶

ترجمہ: علم حاصل کرنے سے طالبِ علم کی نیت اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور آخرت کی کامیابی ہونی چاہئے، اور یہ بھی نیت کرے کہ میں جہالت کو اپنے نفس سے اور دوسرے جاہلوں سے دور کروں گا تاکہ میں اور تمام مسلمان علم کی روشنی میں اسلام پر چل سکیں، نیز علم کے ذریعے دین کو زندہ رکھنے کی بھی نیت کرے، جہالت کے ساتھ زہد اور تقویٰ صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور علم حاصل کرنے میں یہ بھی نیت کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے عقل عنایت فرمائی اور بدن تندرست رکھا ہے، اس کا شکر ادا کر رہا ہوں، علم سے یہ نیت نہ کرے کہ لوگ میری طرف متوجہ ہوں گے اور دنیا کھنچ کر آئے گی، اور بادشاہ وغیرہ کے نزدیک علم کے ذریعہ عزت پانے کی بھی نیت نہ کرے۔

علامہ زرنوجی رحمہ اللہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہ اشعار نقل کرتے ہیں:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَعَادِ فَازَ بِفَضْلٍ مِنَ الرَّشَادِ

فَيَا لِخُسْرَانِ طَالِبِيهِ لِنَيْلِ فَضْلٍ مِنَ الْعِبَادِ

ترجمہ: جس شخص نے آخرت کے لئے علم حاصل کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ذریعے ہدایت سے سرفراز ہوا، اور ان طالب علموں کے لئے خسارا ہے جو لوگوں میں بزرگی

❶ تعليم المتعلم: فصل في النية حال التعلم، ص ١٢

(کے حصول) کے لئے (علم حاصل کریں)۔

طلب علم میں نیت امام غزالی جیسی ہو

ایک روز بادشاہ وقت مدرسہ نظامیہ کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے اور مخفی طور سے طلبہ کے خیالات کی آزمائش کی کہ دیکھیں علم دین پڑھنے سے ان طلبہ کی کیا غرضیں ہیں؟

چنانچہ ایک طالب علم سے پوچھا کہ آپ کس لئے پڑھتے ہیں؟ اس نے کہا میں اس لئے پڑھتا ہوں کہ میرا باپ قاضی ہے، اگر میں عالم بن جاؤں گا تو میں بھی قاضی بن جاؤں گا، اس کے بعد دوسرے سے پوچھا، تیسرے سے پوچھا، سب نے ایسی ہی اغراض بتلائیں، بادشاہ کو بہت غصہ آیا کہ افسوس کہ علم دین دنیا کے لئے پڑھا جارہا ہے، اور ہزاروں روپئے مفت میں برباد ہورہے ہیں۔

ایک گوشہ میں ایک طالب علم خستگی کی حالت میں بیٹھا کتاب دیکھ رہا تھا، چلتے ہوئے اس سے بھی پوچھ لیا کہ تم کیوں پڑھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے معلوم کیا کہ ہمارا ایک مالک حقیقی ہے، جو آسمان وزمین کا مالک ہے اور مالک کی اطاعت ضروری ہوتی ہے کہ اس کی مرضیات پر عمل کیا جائے اور منہیات سے بچا جائے، سو میں اس لئے پڑھتا ہوں تاکہ اس کی مرضیات ومنہیات کی اطلاع ہو، بادشاہ سن کر خوش ہوا اور ظاہر کیا کہ میں بادشاہ ہوں اور میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ اس مدرسہ کو توڑ دوں گا، مگر تمہاری وجہ سے یہ مدرسہ رہ گیا، یہی طالب علم بعد میں جاکر "امام غزالی" کے نام سے مشہور ہوئے اور زبردست علمی خدمات انجام دیں۔

یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں، دیکھئے: (۱)

طلباء کے لئے پانچ اہم بنیادی باتیں

نئے سال کی ابتداء کے موقع پر فطری طور پر طلبائے کرام میں ایک نیا جوش، نئی

(۱) مجالس حکیم الاسلام: نظام الملک کا واقعہ، ص ۷۴، ۷۵

ہمت اور تازہ ولولہ پایا جاتا ہے، اس موقع پر ارادوں کو واضح سمت اور ہمتوں کو درست رخ مل جائے تو زندگی میں ایک نئی روح پڑ جاتی ہے، وقت کو صحیح مصرف اور جذبات کو صحیح میدان مل جاتا ہے، یہ ایسا مناسب موقع ہوتا ہے کہ اس وقت اگر نیا سال گزارنے کا نظم وضبط اور ترتیب طے ہو جائے تو زندگی میں انقلاب آسکتا ہے اور شاندار مستقبل کی تعمیر کے لئے مضبوط بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

اس موقع پر اساتذہ واکابرین حضرات کی طرف سے نئے مہمانانِ رسول کو جو ہدایات دی جاتی ہیں ان کا لب لباب اور خلاصہ پانچ باتوں میں منضبط کیا جاسکتا ہے، یہ سینہ بہ سینہ نقل ہونے والی نصیحتیں کچھ یوں ہیں:

۱......تصحیح نیت

ویسے تو مسلمان کا ہر کام نیت کی درستی کا محتاج ہے اور اخلاص کے بغیر کوئی نیکی بارگاہ خداوندی میں مقبول قرار دیئے جانے کی بجائے شرک قرار دی جاتی ہے لیکن علم دین ایسا راستہ ہے کہ اس میں بغیر نیت صادقہ کے کامیابی کا کوئی تصور ہی نہیں، اس وادی سے آج تک جو بھی گزرا اس نے پیچھے آنے والوں کو یہی نصیحت کی کہ اخلاص کے زادِراہ کے بغیر اس سے کامیابی کے ساتھ پار ہونا ممکن نہیں، اس میں قدم رکھنے سے پہلے دل میں اخلاص کو جاگزیں کرنا اور اس میں سے رضائے الٰہی اور آخرت کی کامیابی کے علاوہ ہر غرض کو نکال پھینکنا ایسے ہی ضروری ہے جیسے نماز سے پہلے طہارت، پس طالب مبتدی ہو یا منتہی، اس کے لئے لازم ہے کہ خود کو قبولیت کی اس علامت سے آراستہ کرے، دل میں اس خیال کو رسوخ کے ساتھ جما لے کہ نہ صرف میری کوشش اور مصروفیت میرے خالق ومالک کے لئے ہے بلکہ میں خود میری جان، میری صلاحیتیں، میرا وقت، سوچ وفکر، جہد وعمل سب کچھ آج سے صرف اور صرف اللہ کے لئے ہے، میں اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے اللہ کے لئے اور اس کے پاک دین کے لئے وقف ہے، میں جس حال میں بھی رہوں اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنے آپ کو

استعمال کروں اور جس موقع پر دین کو میری جس قسم کی خدمات کی ضرورت ہو وہاں اپنے آپ کو کھپانے میں دریغ نہ کروں گا، جب کوئی بندہ اس قسم کی سوچ دل میں بسا کر اپنا سب کچھ اپنے پروردگار کو سونپ دیتا ہے تو اس کی حفاظت اس کی رہنمائی اور وجوہ خیر میں اس کا استعمال پروردگار کریم اپنے ذمے لے لیتے ہیں، لہذا اس نیت کے بعد دنیا کی فکر اور مادی ضرورتوں سے بے نیاز ہو کر علمی سرگرمیوں میں لگ جانا چاہئے، جو اس نیت میں جتنا صادق اور کھرا ہوتا ہے اتنی ہی برکات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

۲......ادب اور حق شناسائی

علم بڑا ہی عجیب، بہت ہی نافع لیکن بہت زیادہ نازک راستہ ہے، یہاں راہ روی کی شرائط ملحوظ رکھنے والوں کی دنیا وآخرت درست ہو جاتی ہے لیکن آداب میں کوتاہی برتنے سے سخت دھکا لگنے کا خطرہ رہتا ہے، خالقِ کائنات نے جب علم وعرفان کے چشمۂ صافی کو جاری کیا تو تکوینی طور پر امر جاری فرمایا کہ اس سے مشکیزہ بھرنے والا اُسی وقت سیراب ہوگا جب علم اور اس کے متعلقات کی حق شناسی کے آداب بجالائے گا ورنہ آبِ حیات سے اس کی پیاس نہ بجھ سکے گی، دامن تر اور مشکیزہ پُر ہونے کے باوجود تشنہ لب وتشنہ کام رہے گا، اس واسطے اس گلستان سے خوشہ چینی کی شرط اساسی یہ ہے کہ اساتذہ کے اس مرتبے کا حق ادا کیا جائے جو حق تعالی نے انہیں عطا کیا ہے، کتابوں کا ویسا ادب کیا جائے جیسا کہ ان کی تعظیم کا تقاضا ہے۔ درس گاہ، تپائیوں اور دیگر آلاتِ علم کا حسبِ مراتب ادب ولحاظ رکھا جائے، ان کے ادب سے سینہ کھلتا ہے، قلب ودماغ پر اسرار منکشف ہوتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی سے مقبولیت کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔

۳......بھرپور محنت

اس کائنات میں ثمرات کے حصول کو رب تعالی نے کسب اور جہد کے ساتھ جوڑا

ہے، بلاشبہ وہبی نعمتیں بہت بڑی چیزیں ہیں لیکن وہ ہر کسی کے لئے نہیں، البتہ کسب پر نتیجہ کا ترتب ہر کسی کے لئے ہے، اس لئے حسنِ نیت اور ادب شناسی کامیابی کے لئے کافی نہیں، تحصیلِ کمال کے لئے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال ضروری ہے، جب ایک طالبِ علم کو اللہ تعالیٰ نے صحت اور فرصت دی، اُمت نے اس کے لئے رہائش، خوراک، پوشاک اور تمام مطلوبہ سہولتیں مہیا کیں، اساتذہ اس پر اپنا قیمتی وقت اور جان توڑ محنت صرف کرتے ہیں، والدین اس کو محنتی اور نیک دیکھنا چاہتے ہیں، عامۃ المسلمین اس کی راہ تکتے ہیں کہ کب وہ ہمارے دینی امور کو آکر سنبھالے گا، تو غیرت ومروت کے خلاف ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان سب مہربانیوں اور محسنوں کی امیدوں کے مطابق نہ بنائے، اپنے ذہن ودماغ کی ساری صلاحیتیں اپنے آپ کو تیار کرنے میں خرچ نہ کرے، باطل والے امت کو بگاڑنے میں دن رات ایک کئے ہوں اور اہلِ حق کی قیادت سنبھالنے والے مطلوبہ صفات کے حصول میں کوتاہی برتیں، یہ کتنے سخت افسوس اور محرومی کی بات ہے، اس ناشکری کی نحوست آخر تک انسان کا پیچھا کرتی رہتی ہے، اس لئے ہر طالب علم کو چاہئے کہ اپنے آپ کو جانچے کہ وہ کس شعبے میں زیادہ بہتر کارکردگی دکھا سکتا ہے، تقریر، تحریر، تدریس وغیرہ میں سے کون سا میدان اس کی صلاحیتوں کے لئے بہترین جولان گاہ ہے؟ اس کے لئے اپنے اساتذہ سے بھی رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے، پھر اس شعبے سے متعلق مصروفیات میں اصالۃً اور دیگر امور میں تبعاً خود کو کھپادے، اگر اس شعبے کی تمیز نہیں ہوسکتی تو یہ کوئی اتنا ضروری بھی نہیں، ہمارے بڑوں نے مدارس کا جو نصاب اور طلبہ کے لئے جو تعلیمی وغیر تعلیمی سرگرمیاں ترتیب دی ہیں، وہ ایسی جامع مانع اور مفید وبابرکت ہیں کہ ان سے جڑے رہنے والا کارآمد بن کر ہی نکلتا ہے، پس جس کو کسی خاص شعبے سے مناسبت نہ محسوس ہورہی ہو وہ مدرسہ کے نظم میں اپنے آپ کو لگائے رکھے، اپنا احتساب اور سُستی پر استغفار کرتا رہے، ان شاء اللہ صاحب صفات ہوکر نکلے گا۔

۴..... مطالعہ، حاضری اور تکرار

یہ امر ثالث کا ضمنی جز ہے، تعلیمی زندگی میں بارآور محنت اسی وقت ممکن ہے جب سبق سے پہلے مطالعہ، سبق میں پابندی سے حاضری اور سبق کے بعد اس کا تکرار کیا جائے، ذیل میں تینوں کی قدرے تفصیل کی جاتی ہے:

الف..... مطالعہ ہمارے اکابر کے طرز تعلیم کا اہم جز ہے، اس کا اصل اصول یہی بیان کیا جاتا ہے کہ اولا عبارت کو صرف، نحو اور لغت کے اعتبار سے حل کیا جائے، یعنی اہم صیغے، موٹی موٹی ترکیب اور نئے یا مشکل الفاظ سمجھ لئے جائیں، پھر معنی سمجھنے کی طرف توجہ دی جائے اور اس کے لئے حاشیے کی مدد لی جائے کہ وہ چھوٹا استاذ ہوتا ہے، اگر سب کتابوں کا نہیں تو اپنے درجے کی کم از کم تین کتابوں کا مکمل اور باقی کا سرسری مطالعہ کیا جائے، دورانِ مطالعہ معلوم اور مجہول کی تمیز ہو جانی چاہئے، یعنی یہ پتہ چل جائے کہ آئندہ سبق کے مندرجات میں سے کس قدر سمجھ سکا اور کس قدر نہیں؟ پھر جو سمجھا ہے استاذ کا بیان اس میں سے کتنے کے موافق ہے اور کتنے کے مخالف، اور جو نہیں سمجھا اس کا حل استاذ کس طرح سے کر رہے ہیں۔

ب..... سبق میں حاضری حصولِ علم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سے علم کی ابتداء ہوئی اور قیامت تک اسی پر اس کی بقاء کا دار و مدار ہے، استاذ کے سامنے ذہن کو حاضر اور بیدار رکھنا چاہئے، مطالعہ اور تکرار چھوٹ جائے تو کمزوری دور کی جاسکتی ہے لیکن سبق میں شرکت رہ جائے تو اس کی تلافی پھر کسی طرح نہیں ہوسکتی، اس سے پیدا ہونے والا ادھورا پن دیر تک رُلاتا رہتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے کہ مرض اور تعلقات جیسے موانع سے محفوظ رکھے۔

ج..... روز پڑھے ہوئے سبق کی دہرائی اور تکرار اس کے گہرے فہم اور حفظ کا ضامن ہے، مطالعہ اور سبق میں سمجھ میں نہ آنے والی باتیں یہاں سمجھی جاسکتی ہیں اور جو وہاں

سمجھ لی گئیں اس حلقے میں ضبط کی جاسکتی ہیں، اسی بناء پر ہمارے اکابر تکرار کی پابندی کرواتے چلے آئے ہیں، اس میں شبہ نہیں کہ تکرار کا عمل بہت سے فوائد کا حامل ہے، تعلّم کے عمل میں رہ جانے والی کوتاہیوں کی تلافی اور طالب علم کی صلاحیتوں کو نکھارے میں اس کا عمل دخل مسلم اور نا قابلِ تردید ہے، اس لئے اس کو ہمارے یہاں کے طرز تعلیم میں تیسرا اہم جز مانا جاتا ہے، اس پر دوام کرنا چاہئے۔

۵......عمل

پہلی چار باتوں کا مقصود مطلوب یہی پانچواں امر ہے، جو طالب علم اپنے علم کے مطابق عمل کو بڑھاتا رہتا ہے معلومات کی منتہا اور غرضِ معمولات کو سمجھتا ہے، اسے ترقی نصیب ہوتی رہتی ہے اور دستِ قدرت اس کی دستگیری فرماتے ہوئے اسے آگے بڑھاتا رہتا ہے، اس لئے اسباق میں مشغولیت کے ساتھ اپنی اصلاح پر بھرپور توجہ دینی چاہئے، اکابر کی کتابوں کا مطالعہ، ان کی مجالس میں حاضری اور ان کی برکات سے استفادہ واستفاضہ کی کوشش جاری رکھنی چاہئے، مسنون اعمال کی عادت ڈال لینی چاہئے اور ذکر وتلاوت کی کچھ مقدار کو پابندی سے اپنالینا چاہئے، اس سے علم میں نور، روح میں بالیدگی اور ذوق وشوق میں تازگی پیدا ہوتی رہتی ہے اور ایسا شخص محروم نہیں رہتا۔

یہ وہ پانچ باتیں ہیں جو اکابر کی نصائح وہدایات کا خلاصہ اور کامیابی وکامرانی کی کلید ہیں، تجربہ ومشاہدہ ہے کہ ان کو لے کر چلنے والا منزل تک پہنچ کر رہتا ہے اور ان میں سے کسی امر میں کوتاہی خسارے کی راہ کشادہ کردیتی ہے، اس لئے مقدور بھر کوشش کرنی چاہئے کہ جس راستے پر چل ہی پڑے ہیں اس میں کامیابی کے تقاضوں کو پورا کیا جائے اور جن چیزوں سے منزل کھوٹی ہوتی ہے ان سے حتی الوسع دور رہا جائے، یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے کامیابی کو محنت سے اور قبولیت کو عاجزی سے جوڑا ہے، تو محنت وتواضع اور سعی ودعا کا سلسلہ جاری رکھنا چاہئے تاوقتیکہ آسمانوں پر سے بامرادی اور قبولیت کا فیصلہ نہ ہوجائے۔

علم پر عمل

علم پر عمل سے متعلق اٹھارہ اقوالِ زریں

حصولِ علم کا بنیادی مقصد علم پر عمل ہے، اگر عمل نہ ہو تو علم بھی رخصت ہو جاتا ہے، علم پر عمل کی اہمیت کے پیشِ نظر خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے اس پر مستقل ایک تالیف کی، اس کتاب کا نام ''اقتضاء العلم العمل'' ہے، اس کتاب میں اسلاف کے عمل سے متعلق زریں اقوال کو سند کے ساتھ نقل کیا ہے، ذیل میں درج تمام اقوال اسی کتاب سے ماخوذ ہیں۔

۱...... إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْعَمَلِ كَسَرَهُ عِلْمُهُ، وَإِذَا طَلَبَهُ لِغَيْرِ ذٰلِكَ ازْدَادَ بِهِ فُجُورًا أَوْ فَخْرًا.

ترجمہ: آدمی جب علم کو عمل کے لئے حاصل کرتا ہے تو علم عاجزی اور عبادت سکھاتا ہے اور جب کسی اور مقصد کے لئے حاصل کرتا ہے تو اس سے گناہ یا فخر بڑھ جاتا ہے۔

۲...... مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِلْعَمَلِ كَسَرَهُ عِلْمُهُ، وَمَنْ طَلَبَهُ لِغَيْرِ الْعَمَلِ زَادَهُ فَخْرًا.

ترجمہ: جو شخص علم کو عمل کے لئے حاصل کرتا ہے علم اس کو عاجزی اور عبادت سکھاتا ہے اور جو اس کو عمل کے علاوہ کے لئے حاصل کرے تو یہ فخر میں اضافہ کرتا ہے۔

۳...... خَيْرُ الْعِلْمِ مَا نَفَعَ وَإِنَّمَا يَنْفَعُ اللّٰهُ بِالْعِلْمِ مَنْ عَلِمَهُ ثُمَّ عَمِلَ بِهِ، وَلَا يَنْفَعُ بِهِ مَنْ عَلِمَهُ ثُمَّ تَرَكَهُ.

ترجمہ: بہتر علم وہ ہے جو نفع دے اور علم کا نفع اللہ تعالیٰ اس کو دیتے ہیں جو علم کو سیکھ کر اس پر عمل کرے، اور اس کو علم فائدہ نہیں دیتا جو علم سیکھ کر پھر اس پر عمل کو چھوڑ دے۔

۴...... اَلْعِلْمُ مَا اسْتَعْمَلَكَ وَالْيَقِينُ مَا حَمَلَكَ.

ترجمہ: علم وہ ہے جو تجھے عمل پر اکسائے اور یقین وہ ہے جو تجھے عمل پر مجبور کرے۔

۵...... هَتَفَ الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ، فَإِنْ أَجَابَهُ وَإِلَّا ارْتَحَلَ.

ترجمہ: علم عمل کو آواز لگاتا ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو ٹھیک ورنہ رخصت ہو جاتا ہے۔

۶...... لَا يَزَالُ الْعَالِمُ جَاهِلًا بِمَا عَلِمَ حَتَّى يَعْمَلَ بِهِ، فَإِذَا عَمِلَ بِهِ كَانَ عَالِمًا.

ترجمہ: آدمی اپنے علم کے باوجود جاہل ہی رہتا ہے جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے اور جب وہ اس پر عمل کرتا ہے تب عالم بنتا ہے۔

۷...... عَلَى النَّاسِ أَنْ يَتَعَلَّمُوا، فَإِذَا عَلِمُوا فَعَلَيْهِمُ الْعَمَلُ.

ترجمہ: لوگوں پر لازم ہے کہ وہ علم سیکھیں پھر جب سیکھ لیں تو ان پر عمل کرنا بھی لازم ہے۔

۸...... عِلْمٌ بِلَا عَمَلٍ كَشَجَرَةٍ بِلَا ثَمَرَةٍ.

ترجمہ: علم بغیر عمل کے ایسے ہے جیسے کوئی درخت بغیر پھل کے ہو۔

۹...... عِلْمُ الْمُنَافِقِ فِي قَوْلِهِ، وَعِلْمُ الْمُؤْمِنِ فِي عَمَلِهِ.

ترجمہ: منافق کا علم اس کی بات میں ہے اور مومن کا علم اس کے عمل میں ہے۔

۱۰...... إِنَّ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمَسْؤُولٌ: مَا عَمِلْتَ بِمَا عَلِمْتَ.

ترجمہ: قیامت کے دن بندے سے پوچھا جائے گا جو تو نے علم حاصل کیا تھا اس پر کیا عمل کیا تھا؟

۱۱...... إِنَّمَا أَخَافُ أَنْ يَكُونَ أَوَّلَ مَا يَسْأَلُنِي عَنْهُ رَبِّي أَنْ يَقُولَ: قَدْ عَلِمْتَ فَمَا عَمِلْتَ فِيمَا عَلِمْتَ.

ترجمہ: مجھے ڈر ہے کہ سب سے پہلے میرا رب جو مجھ سے سوال کرے گا وہ یہ پوچھے

گا جس کا تجھے علم تھا اس کے علم ہونے پر تو نے کیا عمل کیا تھا؟

۱۲...... حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱ھ) نے فرمایا:

تَلْقَى الرَّجُلَ وَمَا يَلْحَنُ حَرْفًا، وَعَمَلُهُ لَحْنٌ كُلُّهُ.

ترجمہ: تم ایسے آدمی سے ملو گے جو ایک لفظ پڑھنے میں بھی غلطی نہیں کرے گا مگر اس کا عمل سب کا سب غلط ہوگا۔

۱۳...... حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں:

خَرَجَ رَجُلٌ يَطْلُبُ الْعِلْمَ فَاسْتَقْبَلَهُ حَجَرٌ فِي الطَّرِيقِ فَإِذَا فِيهِ مَنْقُوشٌ: اقْلِبْنِي تَرَ الْعَجَبَ وَتَعْتَبِرُ، قَالَ: فَأَقْلَبَ الْحَجَرَ فَإِذَا فِيهِ مَكْتُوبٌ أَنْتَ بِمَا تَعْلَمُ لَا تَعْمَلُ، كَيْفَ تَطْلُبُ مَا لَا تَعْلَمُ؟ قَالَ: فَرَجَعَ الرَّجُلُ.

ترجمہ: ایک شخص طلب علم کے لئے نکلا اس کے سامنے راستہ میں پتھر آیا، اس پر یہ عبارت کندہ تھی مجھے پلٹ کر عجیب چیز دیکھ اور عبرت پکڑ، تو اس نے پتھر پلٹ کر دیکھا تو اس پر یہ لکھا ہوا تھا "تو جو جانتا ہے اس پر تو عمل نہیں کرتا پھر اس کو کیوں طلب کرتا ہے جس کو جانتا نہیں تو وہ شخص وہیں سے لوٹ آیا"۔

۱۴...... حضرت حفص بن حمید فرماتے ہیں کہ میں حضرت داود طائی رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۵ھ) کی خدمت میں حاضر ہوا ان سے ایک مسئلہ پوچھنا تھا، اور آپ بہت مہربان تھے آپ نے فرمایا:

أَرَأَيْتَ الْمُحَارِبَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَلْقَى الْحَرْبَ أَلَيْسَ يَجْمَعُ آلَتَهُ، فَإِذَا أَفْنَى عُمْرَهُ فِي الْآلَةِ فَمَتَى يُحَارِبُ، إِنَّ الْعِلْمَ آلَةُ الْعَمَلِ، فَإِذَا أَفْنَى عُمْرَهُ فِي جَمْعِهِ فَمَتَى يَعْمَلُ؟

ترجمہ: لڑنے والے کو تو نے دیکھا ہے جب وہ لڑنا چاہتا ہے تو کیا وہ آلاتِ جنگ

جمع نہیں کرتا؟ اور اگر وہ اپنی عمر آلاتِ جنگ کے جمع کرنے میں ہی گزار دے تو وہ کب لڑ سکے گا؟ علم بھی عمل کا آلہ ہے جب کوئی شخص اپنی عمر اس کے جمع کرنے میں لگا دے تو وہ عمل کب کرے گا۔

إِذَا الْعِلْمُ لَمْ تَعْمَلْ بِهِ كَانَ حُجَّةً
عَلَيْكَ وَلَمْ تُعْذَرْ بِمَا أَنْتَ حَامِلُ

ترجمہ: جب تم علم پر عمل نہیں کرو گے تو یہ تمہارے خلاف حجت بنے گا، اور تمہارے عالم ہونے کی نسبت سے تجھے معذور قرار نہیں دیا جائے گا۔

فَإِنْ كُنْتَ قَدْ أَبْصَرْتَ هَذَا فَإِنَّمَا
يُصَدَّقُ قَوْلُ الْمَرْءِ مَا هُوَ فَاعِلُ

ترجمہ: پھر اگر تجھے یہ معلوم ہے تو یہ بھی دیکھ کہ اس آدمی کی بات مانی جاتی ہے جو خود عمل بھی کرتا ہو۔

۱۵...... امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن اسماعیل رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۵ھ) نے فرمایا:

كُنَّا نَسْتَعِينُ عَلَى حِفْظِ الْحَدِيثِ بِالْعَمَلِ بِهِ.

ترجمہ: ہم حدیث یاد کرنے کے لئے اس پر عمل کرنے کے ساتھ مدد حاصل کیا کرتے تھے۔

۱۶...... امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ عَالِمٌ وَعَابِدٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَقَالَ الْعَالِمُ لِلْعَابِدِ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْتِيَنِي وَتَأْخُذَ مِنِّي وَأَنْتَ تَرَى النَّاسَ يَأْتُونِي؟ فَقَالَ الْعَابِدُ: تَعَلَّمْتُ شَيْئًا فَأَنَا أَعْمَلُ بِهِ فَإِذَا فَنِيَ أَتَيْتُكَ.

ترجمہ: بنی اسرائیل میں ایک عالم اور ایک عابد تھے، عالم نے عابد سے کہا: کیا بات

ہے جو تو میرے پاس نہیں آتا اور علم حاصل نہیں کرتا جبکہ تو دیکھتا ہے کہ لوگ میرے پاس آتے ہیں؟ تو عابد نے کہا: میں نے کچھ علم حاصل کیا ہے اور اس پر عمل کر رہا ہوں، جب یہ علم ختم ہو جائے گا تو آپ کے پاس آجاؤں گا۔

۱۷...... حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو کثرت سے احادیث لکھتا ہے تو انہوں نے فرمایا:

يَنْبَغِي أَنْ يُكْثِرَ الْعَمَلَ بِهِ عَلَى قَدْرِ زِيَادَتِهِ فِي الطَّلَبِ.

ترجمہ: اس کو چاہیے جتنا حدیث کی طلب زیادہ کرے عمل بھی اتنا کثرت سے کرے۔

۱۸...... سَبِيلُ الْعِلْمِ مِثْلُ سَبِيلِ الْمَالِ، إِنَّ الْمَالَ إِذَا زَادَ زَادَتْ زَكَاتُهُ.

ترجمہ: علم کے راستے مال کے راستوں کی طرح ہیں، جب مال بڑھتا ہے تو اس کی زکوۃ میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

تقوی اور عمل کا خوب اہتمام کریں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) کا ارشاد ہے:

إِنِّي لَأَحْسَبُ الرَّجُلَ يَنْسَى الْعِلْمَ كَانَ يَعْلَمُهُ لِلْخَطِيئَةِ يَعْمَلُهَا. [1]

ترجمہ: میرے خیال کے مطابق انسان بسا اوقات اپنے گناہ کے سبب علم کو بھول جاتا ہے۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) سے سوال ہوا کیا کسی شخص سے کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے بھی علم سلب ہو جاتا ہے؟ فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالی کا یہ قول نہیں سنا:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ. (المائدة: ۱۳)

[1] الزهد للوكيع: باب ما يخالف قوله عمله، ص ۵۳۰، رقم: ۲۶۹

ترجمہ: ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا وہ لوگ کلام کو اس کے مواقع سے بدلتے ہیں (یعنی لفظی یا معنوی تحریف کرتے ہیں) اور اس کی تحریف کے نتیجہ میں وہ لوگ جو کچھ ان کو تورات میں نصیحت کی گئی تھی اس میں سے اپنا ایک بہت بڑا حصہ (نفع کا جو کہ ان کو عمل کرنے سے نصیب ہوتا) فوت کر بیٹھے۔

اس حصہ سے مراد کتاب اللہ ہے جو عظیم ترین علم ہے جو ان لوگوں کا بڑا حصہ تھا اور بالخصوص انہی کو عطا ہوا تھا مگر وہ علم ان کے خلاف حجت بن گیا۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) کا قول ہے:

هتف العلم بالعمل فإن أجابه وإلا ارتحل. ❶

ترجمہ: علم عمل کو پکارتا ہے اگر عمل نے علم کو لبیک کہہ دیا تو ٹھیک ورنہ علم بھی رخصت ہو جاتا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

ولو قرأت العلم مائة سنة وجمعت ألف كتاب لا تكون مستعدا لرحمة الله تعالى إلا بالعمل. ❷

ترجمہ: اگر تم سو سال تک بھی علم پڑھتے رہو اور ہزاروں کتابیں بھی جمع کر لو تب بھی کبھی رحمتِ خداوندی کے موردو مستحق نہ قرار پاؤ گے جب تک کہ عمل نہ کرو۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے:

إِذَا لَمْ تَجِدْ لِلْعَمَلِ حَلَاوَةً فِي قَلْبِكَ وَانْشِرَاحًا فَاتَّهِمْهُ، فَإِنَّ الرَّبَّ تَعَالَى شَكُورٌ يَعْنِي أَنَّهُ لَا بُدَّ أَنْ يُثِيبَ الْعَامِلَ عَلَى عَمَلِهِ فِي الدُّنْيَا مِنْ حَلَاوَةٍ

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب العلم، الباب السادس، ج ١ ص ٥٩

❷ أيها الولد للغزالي: ص ٩٩

يَجِدُهَا فِي قَلْبِهِ، وَقُوَّةِ انْشِرَاحٍ وَقُرَّةِ عَيْنٍ فَحَيْثُ لَمْ يَجِدْ ذٰلِكَ فَعَمَلُهُ مَدْخُولٌ.(1)

جب تم اپنے دل میں عمل کی شیرینی اور بشاشت محسوس نہ کرو تو اپنے عمل کو تہمت زدہ اور ناقص تصور کرو، کیونکہ اللہ کی ذات قدر دان ہے ضروری ہے کہ وہ عامل کو اس کے عمل پر دنیا میں بھی بدلہ دیں کہ اس کو اپنے دل میں حلاوت اور خوب انبساط وفرحت اور آنکھوں میں ٹھنڈک محسوس ہو، اگر اس کو یہ کیفیت حاصل نہیں تو سمجھ لے کہ ضرور اس کے عمل میں کوئی خامی اور کھوٹ پائی جاتی ہے۔

علم پر عمل نہ کرنے والے کی مثال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

مثل الذی یتعلم العلم ولا یعمل بہ کمثل امرأۃ زنت فی السر فحملت فظہر حملہا فافتضحت فکذلک من لا یعمل بعلمہ یفضحہ اللّٰہ تعالی یوم القیامۃ علی رءوس الأشہاد.(2)

جو شخص علم سیکھتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عورت زنا کے جرم کا ارتکاب کرے، اس عمل کے نتیجہ میں حمل رہ جائے اور جب حمل ظاہر ہو تو رسوائی ہو، اسی طرح جو شخص اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن مجمع عام میں رسوا کرے گا۔

روزِ جزاء میں علم اور اُس پر عمل کے متعلق سوال ہوگا

روزِ قیامت جہاں اور تمام اعمال کے متعلق سوال ہوگا، وہاں علم کے بارے میں بھی سوال ہوگا، چنانچہ حضرت ابواسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(1) مدارج السالکین: درجات المراقبۃ، الدرجۃ الأولی، ج۲ ص۶۸

(2) إحیاء علوم الدین: کتاب العلم، الباب السادس، ج۱ ص۶۴

ارشاد فرمایا:

لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ. ❶

ترجمہ: قیامت کے دن کسی بندے کے قدم (پانچ چیزوں کے بارے میں) سوال کئے جانے کے بغیر نہیں اُٹھ سکیں گے یعنی بارگاہِ الٰہی سے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۱......اس کی عمر کے بارے میں کہ اس نے اُسے کن کاموں میں ختم کیا؟

۲......اس کے علم کے متعلق کہ اس نے علم کو کیسے استعمال کیا۔ (لڑائی جھگڑوں کے لئے، شہرت کے لئے، یا اللہ کی رضا کے لئے)

۳......اس کے مال کے بارے میں کہ اس کو کہاں سے کمایا۔

۴......اور کہاں خرچ کیا۔

۵......اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اس نے کن چیزوں میں اسے بوسیدہ کیا۔

دنیاوی اغراض کے لئے علم حاصل کرنے والوں کو یحییٰ بن معاذ رازی رحمہ اللہ کی نصیحت

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۸ھ) دنیاوی اغراض کے لئے علم حاصل کرنے والوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

يا أصحاب العلم: قصوركم قيصريّة، وبيوتكم كسرويّة، وأثوابكم ظاهريّة، وأخفافكم جالوتيّة، ومراكبكم قارونيّة، وأوانيكم فرعونيّة، ومآثمكم جاهليّة، ومذاهبكم شيطانيّة، فأين الشّريعة المحمّديّة؟

❶سنن الترمذي: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب في القيامة، ج ۴ ص ۶۱۲، رقم الحديث: ۲۴۱۷

اے علم والو! تمہارے محل قیصر وکسریٰ کے محلوں سے مشابہ ہیں، تمہارے کپڑے شاندار ہیں، تمہارے موزے جالوتی ہیں، تمہاری سواریاں قارون کی سواریوں سے کم نہیں، تمہارے برتن فرعون کے برتنوں جیسے ہیں، تمہارے گناہ جاہلوں کے گناہ سے بدتر ہیں، تم شیطان کی پیروی کرتے ہو، پھر بتاؤ کہ شریعتِ محمد کہاں ہے؟

وَرَاعِي الشَّاةِ يَحْمِي الذِّئْبَ عَنْهَا فَكَيْفَ إِذَا الرُّعَاةُ لَهَا ذِئَابٌ

يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ يَا مِلْحَ الْبَلَدِ مَا يُصْلِحُ الطَّعَامَ إِذَا الْمِلْحُ فَسَدَ(1)

چرواہے بھیڑیوں سے بکریوں کی حفاظت کرتے ہیں، اگر چرواہے خود ہی بھیڑیئے بن جائیں تو کیا ہوگا؟ اے گروہ علماء! اے شہر کے نمک! اگر نمک خود خراب ہو جائے تو کھانے کو کون ٹھیک کرے گا؟

حصولِ علم کے لئے اسفار

حصولِ علم کے لئے موسیٰ علیہ السلام کا سفر

حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر جن پر تورات نازل ہوئی، اور انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کا بھی شرف حاصل ہے، اولوالعزم انبیاء میں سے ہونے کے باوجود جب ایک عالم شخص کے بارے میں سنا تو اس وقت آپ کو قرار نہ آیا جب تک آپ نے یہ طویل سفر نہ کیا، آپ نے سارے سفر کی مشکلات اور صعوبتیں صرف تین مسائل کے لئے برداشت کیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

هَـذَا الْبَـابُ مَـعْـقُـودٌ لِلتَّرْغِيبِ فِي اِحْتِمَالِ الْمَشَقَّةِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ

(1) إحياء علوم الدين: كتاب العلم، الباب السادس في آفات العلم وبيان علامات علماء الآخرة والعلماء السوء، ج ١ ص ٦١

لِأَنَّ مَا يُغْتَبَطُ بِهِ تُحْتَمَلُ الْمَشَقَّةُ فِيهِ وَلِأَنَّ مُوسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يَمْنَعْهُ بُلُوغُهُ مِنَ السِّيَادَةِ الْمَحَلَّ الْأَعْلَى مِنْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَرُكُوبَ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ لِأَجْلِهِ. ❶

یہ باب طلبِ علم کے لئے مشقت برداشت کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے، اس لئے کہ جو چیز انسان کو قابلِ رشک بنائے اُس کے حصول کے لئے مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جلالتِ شان اور رفعتِ مقام نے آپ کو طلبِ علم اور اس کے لئے بحر و بر کا سفر کرنے سے نہیں روکا۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سفر کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّ فِيمَا عَانَاهُ مُوسَى مِنَ الدَّأْبِ وَالسَّفَرِ وَصَبَرَ عَلَيْهِ مِنَ التَّوَاضُعِ وَالْخُضُوعِ لِلْخَضِرِ بَعْدَ مُعَانَاةِ قَصْدِهِ مَعَ مَحَلِّ مُوسَى مِنَ اللّٰهِ وَمَوْضِعِهِ مِنْ كَرَامَتِهِ، وَشَرَفِ نُبُوَّتِهِ دَلَالَةٌ عَلَى اِرْتِفَاعِ قَدْرِ الْعِلْمِ، وَعُلُوِّ مَنْزِلَةِ أَهْلِهِ، وَحُسْنِ التَّوَاضُعِ لِمَنْ يَلْتَمِسُ مِنْهُ وَيُؤْخَذُ عَنْهُ. ❷

بعض اہلِ علم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے سفر کی مشقت اُٹھائی اور دورانِ سفر تکالیف پر صبر کیا، حضرت خضر علیہ السلام کے سامنے تواضع اور عاجزی کے ساتھ پیش آئے جبکہ حضرت خضر علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصد سے ان کے مقام اور ان کے شرفِ نبوت کا علم بھی ہو گیا تھا، اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ اہلِ علم کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے اور یہ کہ جس سے علم حاصل کیا جائے اس کے سامنے تواضع اور عاجزی ہی بہتر ہے۔

❶ فتح الباري: كتاب العلم، باب ما ذكر في ذهاب موسى في البحر إلى الخضر، ج ١ ص ١٦٨ ❷ الرحلة في طلب الحديث: ذكر رحلة نبي الله موسى عليه السلام، ص ١٠٢، رقم: ٣٠

ایک حدیث کے لئے مدینہ سے دمشق کا طویل سفر

عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ، فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ: إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ، قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ، وَالْحِيتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ. (1)

حضرت کثیر بن قیس سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی ایک مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے آپ کے پاس ایک حدیث کے لئے آیا ہوں، جس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ اِسے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں، آپ کے پاس میرے آنے کی اس کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں ہے، یہ سن کر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو شخص کسی راستے کو علم دین کے لئے اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کے راستے پر چلاتا ہے، اور فرشتے طالبِ علم کی رضامندی کے لئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں، اور عالم کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں کے اندر ہے

(1) سنن أبي داود: كتاب العلم، باب الحث على طلب العلم، ج۳ ص۳۱۷، رقم الحديث: ۳۶۴۱

(یعنی فرشتے) اور جو زمین کے اوپر ہیں (یعنی جن وانس) اور مچھلیاں جو پانی کے اندر ہیں دُعائے مغفرت کرتی ہیں، اور عابد کو عالم پر ایسی فضیلت ہے جیسے کہ چودھویں رات کا چاند تمام ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے، علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء وراثت میں دراہم ودینار نہیں چھوڑ کر گئے، ان کی میراث علم تھی، لہذا جس نے علم حاصل کیا اس نے کامل حصہ پایا۔

اس حدیث میں یہ جملہ ''إِنِّي جِئْتُکَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيْثٍ'' میں آپ کے پاس مدینہ منورہ سے صرف ایک حدیث کے علم کے لئے حاضر ہوا ہوں، مدینہ منورہ سے شام کا دارالخلافہ دمشق تیرہ سوتین (۱۳۰۳) کلومیٹر ہے، جو آٹھ سودس (۸۱۰) میل بنتا ہے، اندازہ کیجئے کہ اس دور میں جب کہ سفر کے لئے آرام دہ سواریاں اور کسی قسم کی سہولیات میسر نہیں تھیں، اس کے باوجود اتنا طویل سفر صرف ایک حدیث کے لئے کیا، کوئی اور مقصد نہیں تھا۔

صحابی رسول کا ایک حدیث کے لئے مصر کا طویل سفر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی طرف رختِ سفر باندھا، اور وہ مصر میں تھے، پس وہ ان کے پاس آئے اور فرمایا:

فَقَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ آتِکَ زَائِرًا، وَلَکِنِّي سَمِعْتُ أَنَا وَأَنْتَ حَدِيْثًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَوْتُ أَنْ يَکُوْنَ عِنْدَکَ مِنْهُ عِلْمٌ، قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: کَذَا وَکَذَا.

میں آپ کے پاس آپ کی زیارت کے لئے نہیں آیا بلکہ میں نے اور آپ نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی، مجھے یہ امید ہے کہ اس کے بارے میں آپ کو علم ہوگا، انہوں نے کہا وہ کیا ہے؟ چنانچہ وہ حدیث انہوں نے بیان کی۔ اس صحابی نے حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ (کی پراگندہ حالت کو دیکھ) کر کہا کہ کیا وجہ ہے کہ

میں تمہیں اس حالت میں دیکھ رہا ہوں جب کہ تم اس خطہ کے حاکم بھی ہو، تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَالَ: فَمَا لِي أَرَاكَ شَعِثًا وَأَنْتَ أَمِيرُ الْأَرْضِ؟ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيرٍ مِّنَ الإِرْفَاهِ،قَالَ: فَمَا لِي لَا أَرَى عَلَيْكَ حِذَاءً؟ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا. ❶

آپ ہمیں بہت زیادہ تعیش اور خوش حالی سے منع کرتے تھے، پھر اس صحابی نے کہا کیا وجہ ہے کہ میں آپ کے پاؤں میں جوتے نہیں دیکھ رہا؟ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ کبھی کبھار ننگے پاؤں بھی چلا کرو۔

اس واقعہ سے اندازہ کیجئے کہ صحابی رسول نے صرف ایک حدیث کی تحقیق کے لئے مصر کا طویل سفر طے کیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ کا ایک حدیث کے لئے مدینہ سے شام تک سفر

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۸ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ کے صحابہ میں سے ایک شخص کی یہ بات پہنچی کہ ان کے پاس ایک حدیث ہے جو اس نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، تو میں نے اونٹ خریدا پھر اپنا کجاوا کسا اور اس کی طرف ایک مہینہ تک سفر کرتا رہا حتی کہ ملک شام پہنچ گیا، وہ صحابی عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ تھے، میں نے دربان سے کہا کہ ان کو کہو کہ جابر دروازے پر کھڑا ہے، تو اس دربان نے کہا جابر سے مراد جابر بن عبداللہ ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، تو حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ گھر سے باہر نکلے اور معانقہ کیا، اور میں نے کہا کہ ایک حدیث کے متعلق آپ کے بارے میں علم ہوا ہے کہ آپ نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، اندیشہ ہوا کہ

❶ سنن أبي داود: كتاب الترحل، ج ۴ ص ۷۵، رقم الحديث: ۴۱۶۰

کہیں میرا یا آپ کا انتقال نہ ہو جائے قبل اس کے کہ میں (آپ سے) اس کو سن لوں، تب انہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَحْشُرُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُرَاةً غُرْلًا بُهْمًا، قُلْنَا: مَا بُهْمًا؟ قَالَ: لَيْسَ مَعَهُمْ شَيْءٌ، فَيُنَادِيْهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ، لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَأَحَدٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَطْلُبُهُ بِمَظْلَمَةٍ وَلَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَدْخُلُ النَّارَ وَأَحَدٌ مِنَ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَطْلُبُهُ بِمَظْلَمَةٍ حَتَّى اللَّطْمَةَ، قَالَ: قُلْنَا: كَيْفَ هُوَ، وَإِنَّمَا نَأْتِي اللّٰهَ تَعَالَى عُرَاةً غُرْلًا بُهْمًا؟ قَالَ: بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ. [1]

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالی لوگوں کو ننگے بدن، بغیر ختنے اور بہم جمع کریں گے، ہم نے عرض کیا بہم کا کیا معنی ہے؟ فرمایا کہ ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوگی، پھر اللہ تعالی ایسی آواز کے ساتھ پکاریں گے جس کو وہ لوگ بھی سنیں گے جو دور ہوں گے جیسا کہ وہ لوگ بھی سنیں گے جو قریب ہوں گے، میں بادشاہوں میں بدلہ لینے والا ہوں، کوئی شخص ایسا نہیں جو اہلِ جنت میں سے ہو اور وہ جنت میں داخل ہو جائے (اللہ کی اجازت کے بغیر) اور کوئی ایسا دوزخی ہو جو ظلم کی دادرسی چاہنے والا ہو، ایسا کوئی دوزخی نہیں جو دوزخ میں چلا جائے اور کوئی جنتی اس سے ظلم کی دادرسی چاہنے والا ہو حتی کہ ایک تھپڑ کی بھی۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یہ کیسے ہوگا جبکہ ہم اللہ تعالی کے پاس ننگے جسم بغیر ختنے اور بہم حالت میں پیش ہوں گے؟ فرمایا: یہ بدلہ چکانا، نیکیوں اور گناہوں کے ساتھ ہوگا۔

---

[1] مسند أحمد: حديث عبد الله بن أنيس، ج ۲۵ ص ۴۳۱، ۴۳۲، رقم الحديث: ۱۶۰۴۲

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک حدیث کے لئے مدینہ سے مصر تک کا طویل سفر

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۲ھ) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۸ھ) کی طرف گئے جبکہ وہ مصر میں تھے، آپ نے ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، جب وہ وہاں پہنچے اور حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان تک گئے جو کہ مصر کے گورنر تھے اور ان کو اس کی اطلاع دی تو وہ جلدی سے باہر نکلے اور ان سے معانقہ کیا اور فرمایا اے ابوایوب! آپ کو کون سی چیز لائی ہے؟ فرمایا ایک حدیث جس کو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اور اس وقت دنیا میں اس حدیث کو سننے والوں میں سے میرے اور عقبہ کے سوا کوئی بھی زندہ نہیں ہے، آپ میرے ساتھ اس آدمی کو بھیج دیں جو مجھے ان کا گھر بتادے، تو انہوں نے ان کے ساتھ ایک آدمی کو بھیج دیا جس نے ان کو حضرت عقبہ کا گھر بتایا، جب حضرت عقبہ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ جلدی سے ان کی طرف نکلے اور معانقہ کیا اور فرمایا: اے ابوایوب! آپ نے اتنا طویل سفر کس وجہ سے کیا؟ فرمایا ایک حدیث جس کو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور اس کو سننے والوں میں میرے اور آپ کے سوا اب کوئی بھی باقی نہیں ہے، تو انہوں نے فرمایا: ہاں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ نے فرمایا:

مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا فِي الدُّنْيَا عَلَى خُرْبَةٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: جس شخص نے کسی مؤمن کی دنیا میں کسی گناہ کی پردہ پوشی کی اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کریں گے۔

تو ان سے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

آپ نے سچ کہا، اسی وقت واپس مڑے اور اپنی سواری پر بیٹھ کر واپس مدینہ طیبہ

لوٹ گئے، پھر مصر کے گورنر مخلد بن مسلمہ کا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف ہدیہ روانہ ہوا تھا وہ حضرت ابوایوب کو مصر کے باہر پیش کیا گیا، یعنی جب ان کو گورنر کا ہدیہ پہنچا اس وقت آپ مصر سے نکل چکے تھے۔ ❶

حصولِ علم کے لئے صحابہ کی چوکھٹوں پر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میں نے ایک انصاری سے کہا آؤ تا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے حدیثیں پوچھیں کیوں کہ آج وہ بہت سارے موجود ہیں، انہوں نے کہا: اے ابن عباس! بڑے تعجب کی بات ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کی بات مان لیں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ موجود ہیں (یعنی ان کبار صحابہ کے ہوتے ہوئے تم سے حدیثیں پوچھنے کی نوبت نہیں آئے گی) چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

فَتَرَكْتُ ذَاكَ وَأَقْبَلْتُ أَسْأَلُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ كَانَ يَبْلُغُنِي الْحَدِيثُ عَنِ الرَّجُلِ فَآتِي بَابَهُ وَهُوَ قَائِلٌ فَأَتَوَسَّدُ رِدَائِي عَلَى بَابِهِ يَسْفِي الرِّيحُ عَلَيَّ مِنَ التُّرَابِ فَيَخْرُجُ فَيَرَانِي فَيَقُولُ: يَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَ بِكَ؟ هَلَّا أَرْسَلْتَ إِلَيَّ فَآتِيَكَ؟ فَأَقُولُ: لَا، أَنَا أَحَقُّ أَنْ آتِيَكَ، قَالَ: فَأَسْأَلُهُ عَنِ الْحَدِيثِ، فَعَاشَ هَذَا الرَّجُلُ الْأَنْصَارِيُّ حَتَّى رَآنِي وَقَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ حَوْلِي يَسْأَلُونِي، فَيَقُولُ: هَذَا الْفَتَى كَانَ أَعْقَلَ مِنِّي. ❷

---

❶ الرحلة في طلب الحديث: ذكر من رحل في حديث واحد من الصحابة، ص ۱۱۸، رقم: ۳۴ ❷ المستدرک على الصحيحين: كتاب العلم، ج ۱ ص ۱۸۸، رقم الحديث: ۳۶۳، قال الحاكم والذهبي: على شرط البخاري

میں نے اِسے وہیں چھوڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے بارے میں پوچھنے لگا، مجھے کسی صحابی کے پاس حدیث کا پتہ چلتا تو میں اس کے دروازے پر پہنچ جاتا، وہ قیلولہ کر رہا ہوتا تو میں چادر بچھا کہ اس پر بیٹھ جاتا اور اس اثناء میں گلی کوچہ کا سب گرد وغبار مجھ پر پڑتا رہتا، جب وہ صحابی باہر تشریف لاتے اور مجھے دیکھتے تو فرماتے: اے رسول اللہ کے بھتیجے! آپ نے کیوں تکلیف کی؟ آپ نے مجھے پیغام دیا ہوتا اور میں خود چل کر آپ کے پاس آتا، تو میں کہتا نہیں، میں زیادہ حقدار ہوں کہ آپ کے پاس آؤں اور پھر ان سے حدیث پوچھتا، وہ انصاری شخص زندہ رہا اور پھر اس نے دیکھا کہ لوگ میرے ارد گرد کھڑے مجھ سے حدیثیں پوچھ رہے ہیں، اس پر اس نے کہا: یہ شخص مجھ سے زیادہ عقلمند اور صاحبِ بصیرت ثابت ہوا۔

اس واقعے سے اندازہ لگائیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے علم حدیث کے حصول کے لئے کس قدر تکالیف ومصائب برداشت کئے، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس قدر مقام ومرتبہ عطا کیا کہ اپنے وقت کے "رئیس المفسرین اور حبر الأمہ" کہلائے، اور انہیں تفسیر، حدیث اور فقہ میں ایک منفرد مقام حاصل ہوا۔

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا علم حدیث کے لئے مہاجرین صحابہ کی خدمت میں جانا

آپ مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک تھے، حضرت عروہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۴ھ) فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كَانَ يَبْلُغُنِي عَنِ الرَّجُلِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْحَدِيثُ فَآتِيهِ فَأَجِدُهُ قَدْ قَالَ، فَأَجْلِسُ عَلَى بَابِهِ فَأَسْأَلُهُ إِذَا خَرَجَ. [1]

مجھے مہاجرین میں سے کسی ایک کے متعلق معلوم ہوتا تھا کہ فلاں شخص کے پاس حدیث ہے تو میں ان کے پاس پہنچ جاتا، جب وہ گھر سے نکلتے تو میں ان سے پوچھ لیتا۔

[1] تاریخ الإسلام: ترجمة: عروة بن الزبير بن العوام، ج۴ ص ۴۲۶

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا ایک آیت کی تفسیر کے لئے سفر

حضرت مغیرہ بن نعمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۵ھ) سے سنا انہوں نے فرمایا کہ کوفہ کے حضرات نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق اختلاف کیا:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا. (النساء: ۹۳)

ترجمہ: اور وہ شخص جو کسی مؤمن کو قتل کرے جان بوجھ کر پس اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

فَرَحَلْتُ فِيهَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا، فَقَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي آخِرِ مَا نَزَلَ مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ. [1]

تو میں نے اس کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف سفر کیا، اور ان سے اس کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا یہ آیت آخر میں نازل ہوئی تھی کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا (یعنی اس کا حکم باقی ہے)۔

امام شعبی رحمہ اللہ کا حصولِ علم کے لئے اسفار

امام عامر بن شرحبیل شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں:

مَا كَتَبْتُ سَوْدَاءَ فِي بَيْضَاءَ إِلَى يَوْمِي هَذَا، وَلَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ بِحَدِيثٍ قَطُّ إِلَّا حَفِظْتُهُ، وَلَا أَحْبَبْتُ أَنْ يُعِيدَهُ عَلَيَّ.

میں نے آج اس دن تک کبھی سیاہی کے ساتھ کاغذ پر نہیں لکھا، اور نہ ہی مجھے کسی نے حدیث بیان کی ہے مگر میں نے اس کو یاد کر لیا، مجھے پسند نہیں ہے کہ میرے سامنے دوبارہ اس کا اعادہ کرے۔

---

[1] الرحلة في طلب الحديث للخطيب: ص ۱۳۸، رقم: ۴۹

امام شعبی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ آپ کو یہ تمام علم کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا کہ میں نے دوسروں پر اعتماد کو چھوڑ دیا تھا:

وَالسَّيْرِ فِي الْبِلَادِ، وَصَبْرٍ كَصَبْرِ الْحِمَارِ، وَبُكُوْرٍ كَبُكُوْرِ الْغُرَابِ. ❶

شہروں کے سفر کرتا، اور گدھے کی طرح مشقت پر صبر کرتا، اور اتنا جلدی اٹھتا تھا جتنا کہ کوا جلدی اٹھتا ہے۔

حضرت علقمہ اور اسود رحمہما اللہ کا علو سند کے لئے کوفہ سے مدینہ کا سفر

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) سے پوچھا گیا کیا کسی شخص کو علو سند کے لئے سفر کرنا چاہئے؟ فرمایا کیوں نہیں خدا کی قسم بہت ضروری ہے:

لَقَدْ كَانَ عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ يَبْلُغُهُمَا الْحَدِيثُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَا يُقْنِعُهُمَا حَتّٰى يَخْرُجَا إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَيَسْمَعَانِهِ مِنْهُ. ❷

حضرت علقمہ بن قیس نخعی رحمہ اللہ اور اسود بن یزید نخعی رحمہ اللہ (یہ دونوں کوفہ میں رہتے تھے، ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث پہنچی تو وہ صبر کر کے نہیں بیٹھے) بلکہ اس کے حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور اس کو جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا۔

ایک حرف کے لئے سفر

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت مسروق (متوفی ۶۳ھ) رحمہ اللہ ایک حرف کی طلب کے لئے بھی سفر کرتے تھے، اور حضرت ابوسعید رحمہ اللہ یعنی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) بھی ایک حرف کے لئے سفر کرتے تھے:

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: عامر بن شراحيل بن عبد، ج ۴ ص ۳۰۰

❷ مقدمة ابن الصلاح: النوع الثامن والعشرون، ص ۲۴۷

أَنَّ مَسْرُوقًا رَحَلَ فِي حَرْفٍ وَأَنَّ أَبَا سَعِيدٍ رَحَلَ فِي حَرْفٍ. ❶

حضرت مکحول رحمہ اللہ کا حصولِ علم کے لئے رُوئے ارض کا سفر

حضرت مکحول رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳ھ) نے فرمایا:

طفت الأرض في طلب العلم. ❷

میں نے علم کی طلب کے لئے ساری زمین کا سفر کیا ہے۔

حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بنی ہذیل کی ایک عورت کا مصر میں غلام تھا اس نے مجھے آزاد کر دیا:

عتقت بمصر فلم أدع بها علما إلا حويته في ما أرى ثم أتيت العراق ثم المدينة فلم أدع بهما علما إلا حويت عليه فيما أرى ثم أتيت الشام فغربلتها. ❸

تو میں مصر سے نہیں نکلا جب تک کہ وہاں کا علم نہیں سمیٹ لیا، پھر میں عراق پھر مدینہ آیا تو وہاں سے بھی نہیں نکلا جب تک وہاں کا علم نہیں سمیٹ لیا، پھر میں شام آیا تو وہاں سے بھی نہیں نکلا جب تک میں نے وہاں کا علم نہیں سیکھ لیا۔

حصولِ علم کے لئے اطراف عالم کا دو مرتبہ چکر لگانا

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) نے دو دفعہ دنیا کا چکر لگایا ہے ''وقد طاف الدنيا مرتين'' پھر انہوں نے اپنی مسند جمع کی ہے۔ ❹

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب ذكر الرحلة في طلب العلم، ص ۳۹۲، رقم: ۵۷۱

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عبد الله بن أبي مسلم الهذلي، ج ۱ ص ۸۲

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عبد الله بن أبي مسلم الهذلي، ج ۱ ص ۸۲

❹ صيد الخاطر: فصل: عدد أحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۲۵۹

طلبِ علم کے سفر کی وجہ سے بخشش ہوگئی

زکریا بن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کوخواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا، میں نے طلب علم میں جو سفر کیا تھا اس کی وجہ سے بخش دیا گیا:

زکریا بن عدی قال رأیت ابن المبارک فی النوم فقلت ما صنع اللّٰہ بک قال غفر لی برحلتی. ❶

احادیث کی سماعت کے لئے بصرہ سے مدینہ کا سفر

حضرت رفیع بن مہران ابوعالیہ الریاحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰ھ) جو مشہور تابعی ہیں فرماتے ہیں:

كُنَّا نَسْمَعُ الرِّوَايَةَ بِالْبَصْرَةِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ نَرْضَ حَتَّى رَكِبْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ، فَسَمِعْنَاهَا مِنْ أَفْوَاهِهِمْ. ❷

میں بصرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے احادیث سنتا اور مجھے معلوم ہوتا کہ فلاں صحابی جو اس روایت کے براہِ راست راوی ہیں اور وہ مدینہ میں بقید حیات موجود ہیں، تو مجھے اس وقت تک سکون نہ ملتا جب تک کہ میں مدینہ منورہ پہنچ کر اس صحابی سے براہ راست وہ روایت نہ سن لیتا۔

ایک آیت کی تفسیر کے لئے بصرہ اور شام کا سفر

امام شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام مسروق رحمہ اللہ (متوفی

---

❶ تاریخ مدینة دمشق، ترجمة، عبد اللّٰہ بن مبارک بن واضح ابو عبد الرحمن الحنظی، ج۳۲ ص۴۸۴، رقم الترجمة: ۳۵۵۵ ❷سنن الدارمي: كتاب العلم، باب الرحلة في طلب العلم، ج۱ ص۴۶۴، رقم الحديث: ۵۸۳

۶۳ھ) ایک آیت کی تفسیر کے لئے بصرہ گئے، جب بصرہ پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ شخص جو اس آیت کی تفسیر بیان کرتا تھا وہ شام چلا گیا ہے، چنانچہ آپ نے رختِ سفر باندھا اور شام گئے، پھر اس شخص کو تلاش کر کے ان سے اس آیت کی تفسیر پوچھی:

وقال الشعبی: رحل مسروق فی تفسیر آیة إلی البصرة فقیل له إن الذی یفسرها رحل إلی الشام، فتجهّز ورحل إلی الشام حتی علم تفسیرها. ❶

چودہ سال تک ایک آیت کے علم کے لئے سرگرداں رہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید امام عکرمہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس آیت: وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. (النساء:۱۰۰) کہ جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلا۔ اس آیت کے شانِ نزول میں کہ اس سے مراد کون شخص ہے؟ میں چودہ (۱۴) سال تک سرگرداں اور پریشان رہا کہ اس سے مراد کون ہے، آخر مجھے اس کا علم ہوا پھر مجھے سکون واطمینان ملا:

وقال عکرمة فی قوله عزّ وجلّ: وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِراً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ طلبت اسم هذا الرجل أربع عشرة سنة حتی وجدته. ❷

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا علم حدیث کے لئے یمن کا سفر

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) امام عبدالرزاق رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) کے پاس ۱۹۷ھ میں صنعاء یمن گئے اور امام یحیی بن معین رحمہ اللہ کو بھی اس سفر میں ساتھ لیا، امام یحیی بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب ہم عبدالرزاق رحمہ اللہ کے پاس یمن کی طرف

❶ فتح القدیر للشوکانی: مقدمة المؤلف، ج ۱ ص ۱۶

❷ فتح القدیر للشوکانی: مقدمة المؤلف، ج ۱ ص ۱۶

نکلے تو ہم نے حج کیا، میں طواف کر رہا تھا کہ دیکھا امام عبدالرزاق رحمہ اللہ بھی طواف کر رہے ہیں، میں نے ان کو سلام کیا اور عرض کیا: یہ آپ کا بھائی احمد بن حنبل ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ اس کو زندہ سلامت رکھے اور ثابت قدم رکھے، ان کے تمام بہترین کام مجھ تک پہنچے ہیں، میں نے امام احمد رحمہ اللہ کو فرمایا: اللہ نے ہمارا سفر کم کر دیا جن سے یمن میں جا کر ملنا تھا وہ یہیں مل گئے اور نفقہ بھی وافر کر دیا اور ایک مہینہ کے سفر سے ہم بچ گئے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے بغداد سے نکلتے وقت نیت کی تھی کہ صنعاء جا کر امام عبدالرزاق رحمہ اللہ سے سماع کروں گا، اس لئے میں اپنی نیت تبدیل نہیں کر سکتا، یحیی بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب ہم صنعاء کے لئے نکلے تو راستہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا خرچہ ختم ہو گیا، امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے ان کو بہت سے درہم دینے چاہے لیکن امام احمد رحمہ اللہ نے انکار کر دیا، پھر انہوں نے فرمایا: اچھا قرض لے لو، انہوں نے قرض لینے سے بھی انکار کر دیا، ہم نے اپنے خرچ سے ان کو کچھ دینا چاہا تو انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا، ہم نے ان کی نگرانی شروع کی کہ گزارہ کس طرح کرتے ہیں، تو وہ مزدوری کی اجرت سے روزہ افطار کرتے تھے۔ ⓫

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی ان سختیوں کا ذکر کیا ہے جو ان کو یمن کے سفر میں پیش آئیں:

امام احمد تحصیل علم کے لئے یمن میں مقیم ہو گئے، ایک دن ان کے بعض کپڑے گم ہو گئے تو انہوں نے اپنے گھر کے دروازے بند کر دیئے اور اندر بیٹھ گئے، جب ان کے ساتھیوں نے ان کو غیر حاضر پایا تو ان کے گھر سے پوچھا، احوال معلوم ہو جانے کے بعد ان کی خدمت میں کچھ پیش کرنا چاہا، انہوں نے سوائے ایک دینار کے کچھ قبول نہ کیا، وہ بھی اس شرط پر کہ اس دینار کے بدلے ان کو کتاب لکھ دیں گے، احمد بن سنان واسطی رحمہ اللہ

⓫ المنهج الأحمد في تراجم أصحاب الإمام أحمد، ج ۱ ص ۸

کہتے ہیں: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ امام احمد نے یمن سے جاتے وقت اپنی جوتیاں ایک نان بائی کو دے دی تھیں، ان روٹیوں کے عوض جو انہوں نے اس سے لی تھیں۔ ❶

حصولِ علم کے لئے افریقہ سے سفر اور بھکاری کے روپ میں امام احمد کے دروازے پر صدا

حضرت بقی بن مخلد اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) کے پوتے عبد الرحمٰن بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میرے والد نے مکہ سے بغداد تک کا پیدل سفر کیا، آپ کا مقصود امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ملاقات اور استفادہ تھا، جب میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قریب پہنچا تو میری تکلیف بڑھ گئی کیونکہ ان تک جانے کی اجازت نہیں تھی، جس کا مجھے بہت غم لاحق ہوا اور میں بغداد میں رہا اور ایک کمرہ کرایہ پر لیا، پھر میں جامع مسجد میں آیا اور میں چاہتا تھا کہ حدیث پڑھنے والے حضرات کے ساتھ بیٹھوں تو مجھے ایک علمی حلقہ میں بٹھایا گیا، ایک شخص وہاں رجال کے متعلق گفتگو کر رہا تھا، مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت یحییٰ بن معین رحمہ اللہ ہیں، تو میرے لئے کچھ جگہ بنا دی گئی اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابوزکریا! اللہ آپ پر رحم فرمائے ایک غریب آدمی ہے، جو اپنے وطن سے دور ہے وہ ایک سوال کرنا چاہتا ہے اس پر آپ میری رعایت کریں، آپ نے فرمایا: کہو، تو میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے میری طرف حیران ہو کر دیکھا، پھر فرمایا ہمارے جیسا شخص امام احمد کے متعلق کیا عرض کر سکتا ہے، وہ تو مسلمانوں کے امام ہیں، ان کا مقام و مرتبہ بہت اونچا ہے، چنانچہ میں وہاں سے نکل کر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا گھر تلاش کرنے لگا۔ میں نے ان کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا آپ میری طرف نکلے، میں نے عرض کیا اے ابو عبد اللہ! ایک غریب آدمی ہوں جو گھر سے دور ہوں پہلی دفعہ اس شہر میں داخل ہوا ہوں اور میں حدیث کا

❶ البداية والنهاية: سنة إحدى وأربعين ومائتين، ترجمة: أحمد بن حنبل، ج ۱۰ ص ۳۶۳

طالب علم بھی ہوں اور سنت کا پابند بھی، میرے سفر کا مقصد صرف آپ تک پہنچنا تھا، تو آپ نے فرمایا محفوظ جگہ میں آجاؤ (یعنی گھر میں داخل ہو جاؤ) تا کہ تم پر کسی کی نگاہ نہ پڑے۔

چنانچہ میں گھر میں داخل ہو گیا، پھر مجھ سے پوچھا آپ کا گھر کہاں ہے؟ میں نے کہا مغرب کے دور دراز علاقوں میں، فرمایا: افریقہ میں، میں نے کہا افریقہ سے بھی آگے، میرا شہر افریقہ کا سمندر عبور کر کے آتا ہے میرا شہر اندلس ہے، فرمایا تمہارا گھر بہت دور ہے، میرے نزدیک تمہاری مدد کرنے سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے لیکن مجھ پر آزمائش ہے، شاید تمہیں اس کا علم ہو چکا ہو، میں نے کہا کیوں نہیں مجھے اس کا علم ہے، یہ میری آپ سے پہلی ملاقات تھی۔ میں آپ لوگوں کے نزدیک غیر معروف ہوں مجھے کوئی پہچانتا نہیں، اگر مجھے اجازت دیں تو میں روزانہ ایک بھکاری کی طرح آؤں گا اور دروازے کے پاس وہی بات کہوں گا جو بھکاری کہتا ہے، پس آپ مجھے روزانہ ایک ایک حدیث سنا دیا کریں یہ بھی میرے لئے کافی ہے، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اس شرط پر کہ تم لوگوں کے سامنے نہیں آؤ گے اور نہ ہی طلبہ حدیث کے سامنے جاؤ گے، میں نے کہا آپ کی یہ شرط مجھے منظور ہے، تو میں ایک لاٹھی ہاتھ میں لے کر اور اپنے سر کو ایک میلے کچیلے کپڑے کے ساتھ لپیٹ کر چلتا تھا اور اپنے کاغذ اور ورقے اپنی آستین میں چھپاتا تھا اور آپ کے دروازے پر حاضر ہوتا تھا اور پکار کر کہتا تھا: الأجر رحمک اللہ (اللہ ثواب دے، اللہ آپ پر رحم فرمائے) کیونکہ وہاں اسی طرح سے صدا لگائی جاتی تھی، آپ باہر نکلتے اور مجھے دو یا تین احادیث سُناتے، میں نے اسی طریقے کو اپنائے رکھا حتی کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر جس نے مشقت ڈالی تھی وہ خلیفہ فوت ہو گیا، اور اس کے بعد ایسا شخص خلیفہ بنا جو اہل سنت کے مذہب پر تھا، پھر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ لوگوں کے سامنے آئے اور آپ کا چرچا ہوا اور اطراف واکناف سے لوگوں کی سواریاں آپ کی طرف آنے لگیں، لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ میری حالت سے اچھی طرح واقف ہو گئے تھے، جب میں آپ کی حلقے میں حاضر ہوتا تو آپ میرے لئے جگہ کشادہ کرتے اور اپنے شاگردوں کے سامنے میرا وہ قصہ

بیان کرتے تھے جوان کے ساتھ پیش آیا تھا، پھر مجھے ایک حدیث اپنی لکھی ہوئی دیتے اور اس کو میرے سامنے پڑھتے تھے اور میں اس کو آپ کے سامنے پڑھتا تھا، پھر مجھے ایک بیماری لگی جس سے اللہ نے مجھے شفاء عطا فرمائی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مجھے اپنی مجلس سے گم پایا اور میرے متعلق پوچھا تو میری بیماری کا ان کو بتایا گیا تو آپ فوراً میری طرف رخ کر کے کھڑے ہوئے، اور جتنے لوگ آپ کے ساتھ تھے میری طرف چل پڑے، اور میں اپنے کمرے میں لیٹا ہوا تھا جو میں نے اپنے لئے کرایے میں لے رکھا تھا، اور اون کا بچھونا میرے نیچے تھا اور چادر میرے اوپر تھی اور کتابیں میرے سرہانے رکھی ہوئی تھیں، میں نے سرائے میں لوگوں کی اونچی آواز سنی لوگ کہہ رہے تھے مسلمانوں کے امام ادھر آرہے ہیں، پھر اس سرائے کا مالک جلدی سے میری طرف پہنچا اور مجھے کہا اے عبدالرحمٰن! یہ امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل مسلمانوں کے امام آپ کی طرف آرہے ہیں آپ کی عیادت کرنے کے لئے، چنانچہ آپ تشریف لائے اور میرے سر کے پاس بیٹھ گئے اور آپ کے اتنے شاگرد اس کمرے میں داخل ہو گئے کہ ان کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی حتی کہ ان میں سے بعض سرائے میں کھڑے رہ گئے اور ان کے قلم ان کے ہاتھوں میں تھے، انہوں نے صرف مجھے یہ کلمات ارشاد فرمائے اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ کے ثواب کے لئے خوش ہو جاؤ صحت کے ایام میں بیماری نہیں آسکتی اور بیماری کے دنوں میں صحت نہیں آسکتی، اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت کے ساتھ سربلندی نصیب فرمائے۔ میں نے قلم دیکھے جو آپ کے یہ الفاظ لکھ رہے تھے، پھر آپ چلے گئے اور اس ہوٹل کے لوگ میرے پاس آئے محبت اور نرمی کرنے لگے اور میری اللہ کی رضا کے لئے خدمت کرنے لگے، کوئی بستر لا رہا تھا، کوئی لحاف لا رہا تھا، کوئی اچھی اچھی غذائیں اور کھانے لا رہا تھا، انہوں نے میری بیماری کے دنوں میں اتنی خدمت کی کہ اگر میں اپنے گھر میں موجود ہوتا تو وہ بھی میری اتنی خدمت نہ کرتے، یہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ اُس نیک انسان نے میری عیادت فرمائی تھی۔ (1)

(1) سير أعلام النبلاء: بقي بن مخلد بن يزيد الأندلسي: ج۱۳ ص ۲۹۲ تا ۲۹۴

کثرتِ سفر کی وجہ سے کتاب پسینے میں شرابور ہوگئی

امام ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۲ھ) اپنے استاذ امام ابوالاعلی معرّی کی طرف علم کی طلب کے لئے تبریز سے معرّہ کا سفر اس وجہ سے کیا کہ ان کو لغت کی معروف کتاب التہذیب کا ایک نسخہ حاصل ہوا تھا، جو امام منصور الازہری رحمہ اللہ کی تالیف ہے اور کئی جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں کئی مضامین کی تحقیق کا ارادہ کیا اور عالم لغت سے اس کے سمجھنے کی خواہش ظاہر کی، تو ان کو بتایا گیا کہ حضرت ابوالاعلی معرّی ہی ان سوالات کو حل کرسکتے ہیں:

فجعلها في مخلاة، وحملها على كتفه بتبريز إلى المعترة، ولم يكن له ما يستأجر به مركوبا، فنفذ العرق من ظهره إليها وقيل إنها ببعض الوقوف البغداذيّة، وأن الجاهل بخبرها،إذا رآها يظنّ أنها غريقة، وليس الذي بها إلا عرق يحيى بن عليّ. [1]

آپ نے اس کتاب کو ایک تھیلے میں ڈالا اور اس کو اپنے کندھے پر اٹھا کر تبریز شہر سے معرّہ شہر کا سفر کیا، ان کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے جس سے وہ سواری کا جانور کرایہ پر لے سکتے، چنانچہ پشت پر کتاب اُٹھانے سے آپ کی پشت کا پسینہ اس کتاب میں سرایت کرتا گیا، اور اس کی تری اس کتاب پر اثر انداز ہوئی، اب تک یہ نسخہ بغداد کے بعض وقف شدہ کتب خانوں میں موجود ہے، جس شخص کو اس نسخہ کے واقعہ کا علم نہیں ہے وہ اس نسخے کو دیکھ کر یہی سمجھے گا کہ شاید یہ نسخہ پانی میں گر گیا تھا، حالانکہ یہ صرف امام یحییٰ رحمہ اللہ کا پسینہ ہی تھا۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ آپ کو علم کی طلب میں کتنی مشقت اور محنت اٹھانی پڑی تھی۔

---

[1] إنباه الرواة للقفطي: ترجمة: يحيىٰ بن علي بن محمد بن الحسن، ج ۴ ص ۲۸، ۲۹

علم حدیث کے حصول کے لئے تین ہزار میل پیدل سفر

امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا:

أول سنة خرجت في طلب الحديث أقمت سنين أحصيت ما مشيت على قدميّ زيادة على ألف فرسخ، فلم أزل أحصي حتى لما زاد على ألف فرسخ تركته. ❶

جب پہلی مرتبہ میں علم حدیث کے لئے نکلا تو کئی سالوں تک میں حصول علم میں لگا رہا، اس دوران جو میں پیدل چلا ہوں وہ ایک ہزار فرسخ سے زیادہ ہے، میں مسلسل اُسے شمار کرتا رہا، جب ایک ہزار فرسخ سے زیادہ سفر ہو گیا تو میں نے شمار کرنا چھوڑ دیا۔

ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے، ایک ہزار فرسخ تین ہزار میل بنتے ہیں، اندازہ کیجئے کہ اس پر مشقت دور میں جب کہ اسباب وذرائع اور سفر کے لئے نت نئی سہولیات بھی موجود نہیں تھیں، اس کے باوجود اس قدر طویل اسفار اور وہ بھی پیدل جب کہ فقر وفاقہ اور تنگدستی کی یہ حالت تھی کہ دو دن گزر گئے تھے کہ ہم نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا تھا:

قَدْ مَضَى يَوْمَانِ مَا طَعِمْتُ فِيهِمَا شَيْئًا.

کوفہ سے بصرہ ایک حدیث کے لئے سفر

حضرت ابان بن ابی عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابومعشر رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۲ھ) نے فرمایا:

خَرَجْتُ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَيْكَ إِلَى الْبَصْرَةِ فِي حَدِيثٍ بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ: فَحَدَّثْتُهُ بِهِ. ❷

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن إدريس بن المنذر، ج ٢ ص ٧٢ ❷ الرحلة في طلب الحديث: ذكر الرواية عن التابعين والخالفين في مثل ذلك، ص ١٤٨، رقم: ٥٨

میں کوفہ سے آپ کی طرف بصرہ کے لئے ایک حدیث کی وجہ سے نکلا ہوں جو مجھے آپ کے متعلق پہنچی ہے تو فرمایا کہ میں نے ان کو وہ حدیث بیان کی۔ جب کہ کوفہ اور بصرہ کے درمیان تین سو پچاس (۳۵۰) کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

امام شعبی رحمہ اللہ نے تین احادیث کے لئے کوفہ سے مکہ کا سفر کیا

حافظ رامہرمزی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) نے امام شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳ھ) سے نقل کیا ہے:

أَنَّ الشَّعْبِيَّ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي ثَلَاثَةِ أَحَادِيثَ ذُكِرَتْ لَهُ، فَقَالَ لِعَلِّيَ أَلْقَى رَجُلًا لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (1)

ان کے سامنے تین احادیث کا ذکر کیا گیا وہ ان کی طلب میں مکہ مکرمہ کے لئے عازمِ سفر ہوئے، فرمایا کہ شاید میری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے ہو جائے، یا اس شخص سے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے ملاقات کی ہو۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کا حصولِ علم کے لئے مختلف شہروں کے اسفار

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ جو شخص امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کے شیوخ کے حالات کا مطالعہ کرے گا تو اسے بخوبی معلوم ہوگا کہ ان کے شیوخ (استاذوں) میں مصری، یمنی، بصری، کوفی، حجازی، شامی، خراسانی، مغاربہ مختلف ممالک کے حضرات ہیں جن سے امام موصوف نے اخبار و آثار کا علم حاصل کیا، صرف یہی نہیں بلکہ مصر میں ہر وارد ہونے والے محدث کی خدمت میں حاضر ہو کر اکتسابِ فیض کرتے، یہاں تک کہ جو علوم مختلف سینوں میں تھے امام موصوف نے سب کو سمیٹ لیا اس طرح انہوں نے اپنے وقت کے تمام علماء و مشائخ کا علم جمع کر لیا تھا، اسی لئے

---

(1) المحدث الفاصل بين الراوي والواعي: القول في التعالي والتنزل فيه، ص ۲۲۴

خود بھی مرجع علماء روزگار رہتے، ہر مسلک وخیال کے اہل علم آپ سے استفادہ کے لئے مصر آتے تھے، اور آپ کے بے نظیر علمی وجامعیت سے حیرت زدہ ہو جاتے۔ ❶

حصولِ علم کے لئے برہنہ پاؤں چلنے کی وجہ سے پیشاب میں خون کا آنا

محمد بن طاہر بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) کہتے ہیں:

بلت الدم فی طلب الحدیث مرتین مرة ببغداد ومرة بمكة، كنت أمشي حافيًا في الحر فلحقني ذلك، وما ركبت دابة قط في طلب الحديث، وكنت أحمل كتبي على ظهري، وما سألت في حال الطلب أحدًا كنت أعيش على ما يأتي. ❷

طلبِ حدیث کی مشقت کی وجہ سے دو مرتبہ پیشاب میں خون آیا، ایک مرتبہ بغداد میں اور ایک مرتبہ مکہ میں، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ دوپہر کی گرمی میں ننگے پاؤں چلتا رہا، جس کی وجہ سے مجھ کو یہ مرض لاحق ہوا، طلبِ حدیث کے لئے میں کبھی بھی کسی سواری پر سوار نہیں ہوا سوائے ایک مرتبہ کے، میں اپنی کتابیں اپنی پیٹھ پر لاد کر لے جاتا ایک شہر سے دوسرے شہر تک، یہاں تک کہ میں نے شہروں کو وطن بنا لیا۔ طالب علمی کے زمانہ میں، میں نے کبھی سوال نہیں کیا، جو کچھ بغیر سوال کے آتا اس پر گزارہ کرتا۔

حصولِ علم کے لئے آفاقِ عالم کے اسفار

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) حصولِ علم کے لئے آفاق عالم کے اسفار کے بارے میں ابواسامہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَطْلَبَ لِلْعِلْمِ فِي الْآفَاقِ مِنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ. ❸

---

❶ الحاوي في سيرة الإمام أبي جعفر الطحاوي: ص ۱۳

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن طاهر بن علي، ج ۴ ص ۲۸، ۲۹

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبد الله بن المبارك بن واضح، ج ۱ ص ۲۰۲

ترجمہ: یعنی میں نے عبداللہ بن مبارک سے زیادہ کسی کو ملک در ملک گھوم کر طلبِ علم کرنے والا نہیں دیکھا۔

سفر اور صبر کے ذریعے وسعتِ علم

امام شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳ھ) سے کسی نے پوچھا اتنا وسیع علم آپ نے کیسے حاصل کیا؟ فرمایا یہ سارا علم اپنے موجودہ علم پر بے اعتمادی، مختلف ممالک میں سفر و سیاحت، جمادات کی طرح صبر اور کوّے کی طرح گھر سے سویرے سویرے نکلنے کی بدولت حاصل ہوا ہے:

قيل للشعبي: من أين لك هذا العلم كله؟ قال بنفي الاعتماد والسير في البلاد وصبر كصبر الجماد وبكور كبكور الغراب

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے امام شعبی رحمہ اللہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے جنگی کارنامے بیان کرتے سنا تو فرمایا:

میں ان لوگوں کے ساتھ خود سب جنگوں میں شریک رہا ہوں، لیکن یہ (شعبی) ان واقعات کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ [1]

دورانِ سفر سخت پیاس اور غیبی امداد

امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۴ھ) نے ہم سے بیان کیا کہ میں مصر سے مکہ مکرمہ کے سفر کے لئے نکلا، میرے ساتھ میری ایک لونڈی تھی، میں پانی میں ڈوب گیا اور مجھ سے دو ہزار جزء ضائع ہو گئے، میں اور میری لونڈی ایک جزیرے میں پہنچ گئے، ہم کو وہاں کسی نے نہیں دیکھا، مجھے وہاں سخت پیاس لگ گئی میں نے پانی کے لئے بہت کوشش کی

---

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عمرو عامر بن شراحيل الهمداني، ج ۱ ص ۶۴

لیکن پانی حاصل نہ کرسکا، میں نے اپنا سر لونڈی کی ران پر اپنے آپ کو موت کے حوالے کرتے ہوئے رکھ دیا، اچانک ایک شخص کوزہ لئے ہوئے آیا اور کہاں پیئو میں نے پیا اور لونڈی نے بھی، ہمیں معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں چلا گیا۔ [1]

ایک آیت کے رفع تعارض کے لئے دیوبند سے گنگوہ کا طویل سفر

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۷ھ) دیوبند کے سب سے پہلے بظابطہ مفتی تھے، غم آخرت کا قلب پر تسلط یہ تھا کہ جلالین شریف کے درس میں ایک دن خود ہی یہ واقعہ ارشاد فرمایا کہ میں ایک شب سونے کے لئے لیٹا تو اچانک قلب میں یہ اشکال وارد ہو کہ قرآن کریم نے یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ ﴿وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ انسان کے کام اسی کی سعی آئے گی، اس کا واضح مطلب یہ نکلتا ہے کہ آخرت میں کسی کے لئے غیر کی سعی کارآمد نہ ہوگی، اور حدیث نبوی میں ایصال ثواب کی ترغیب آئی ہے جس سے تخفیف عذاب، رفع عقاب اور ترقی درجات کی صورتیں ممکن بتلائی گئی ہیں۔ نیز شفاعت انبیاء وصلحاء، شفاعت حفاظ وشہداء سے رفع عذاب اور نجات اور ترقی درجات کا وعدہ دیا گیا ہے، جس سے تو صاف اور نمایاں ہے کہ آخرت میں غیر کی سعی بھی کارآمد ہوگی۔ پس یہ آیت وروایت میں کھلا تعارض ہے، فرمایا کہ اس کا حل سوچتا رہا، مگر ذہن میں نہ آیا، بالآخر سوچتے سوچتے یہ خوف قلب پر طاری ہوا کہ جب آیت وروایت میں یہ تعارض ذہن میں جاگزیں ہے اور حل ذہن میں نہیں ہے تو گویا اس آیت پر میرا ایمان ست اور مضمحل ہے اور اگر اس حالت میں موت آگئی تو میں قرآن کی ایک آیت میں خلجان اور ریب کی سی کیفیت لے کر جاؤں گا اور ایسی حالت کے ساتھ حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گا کہ قرآن

---

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن نصر المروزي، ج ۲ ص ۱۲۶

کے ایک حصہ پر میرا ایمان سست اور مضمحل ہوگا تو میرا انجام کیا ہوگا؟ اس دھیان کے آتے ہی فکر آخرت اس جدت سے دامن گیر ہوئی کہ میں اسی چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا اور سیدھا گنگوہ کی راہ لی، مقصد یہ تھا کہ راتوں رات گنگوہ پہنچ کر حضرت علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے یہ اشکال حل کروں گا تاکہ میرا ایمان صحیح ہو اور حسن خاتمہ کی توقع ہو۔ حالاں کہ آپ پیدل چلنے کے عادی نہ تھے اور وہ بھی گنگوہ جیسے لمبے سفر کے لئے جو دیوبند سے بائیس کوس کے فاصلہ پر ہے، یعنی تقریباً تیس میل اور وہ بھی رات کے وقت، لیکن جب کہ خوف آخرت نفس کا حال بن چکا تھا تو اس میں وساوس کی کہاں گنجائش تھی، اس جذبہ سے عزم پیدا ہوا اور اسی عزم صادق سے اتنا لمبا سفر کرنے کے لئے اندھیری رات میں پیدل ہی چل کھڑے ہوئے، صبح صادق سے پہلے گنگوہ پہنچے۔

حضرت مفتی اعظم نے سلام کیا، فرمایا کہ کون؟ عرض کیا کہ عزیز الرحمٰن، فرمایا تم اس وقت کہاں؟ عرض کیا کہ حضرت ایک علمی اشکال لے کر حاضر ہوا ہوں جس میں مبتلا ہوں اور وہ یہ کہ قرآن تو نفع آخرت کو صرف اپنی ذاتی سعی میں منحصر بتلا رہا ہے جس سے غیر کی سعی کے نافع ہونے کی نفی نکل رہی ہے اور حدیث غیر کی سعی کو نافع اور مؤثر بتلا رہی ہے، جس میں نفع آخرت ذاتی سعی میں منحصر نہیں رہتا جو صراحتاً قرآن کا معارضہ ہے تو ذہن میں اس تعارض کا حل نہیں آتا۔ حضرت وضو کرتے ہوئے برجستہ فرمایا کہ آیت میں سعی ایمانی مراد ہے جو آخرت میں غیر کی کارآمد نہیں ہوسکتی کہ ایمان تو کسی کا ہو اور نجات کسی کو ہو جائے، اور حدیث میں سعی عملی مراد ہے جو ایک دوسرے کے کام آسکتی ہے اس لئے کوئی تعارض نہیں، فرمایا کہ ایک دم میری آنکھ سی کھل گئی جیسے کوئی پردہ آنکھ کے سامنے سے اٹھ گیا ہو اور علم کا ایک عظیم دروازہ کھل گیا۔ [1]

[1] فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ج ۱ ص ۳۶، ۳۷

وہ اکابر اہلِ علم جنہوں نے ایک ایک کتاب کا کئی دفعہ مطالعہ کیا

''المهذب'' کا پچیس دفعہ مطالعہ

''المهذب في فقه الإمام الشافعي'' یہ کتاب امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۶ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب کی شرح شارحِ مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے ''المجموع شرح المهذب'' کے نام سے لکھی، امام عمر بن عبد الرحیم بن عبد الرحمٰن المعروف ابن العجمی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۲ھ) نے ''المهذب'' کا پچیس دفعہ مطالعہ کیا اور اس کا درس بھی دیا۔ (1)

''المقنع'' کا سو دفعہ مطالعہ

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۰ھ) نے ''المقنع في الفقه'' کے نام سے کتاب لکھی، اس کتاب کی شرح امام عبد الرحمٰن بن محمد بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۲ھ) نے ''الشرح الكبير على متن المقنع'' کے نام سے ۱۲ جلدوں میں لکھی، شارح نے اپنی اس کتاب میں دلائل و مسائل اور جزئیات کے ذکر کرنے میں زیادہ تر استفادہ ماتن کی شہرہ آفاق کتاب ''المغني'' سے کیا ہے۔ امام اسماعیل بن محمد بن اسماعیل الفراء دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۹ھ) نے ''المقنع'' متن کا ایک سو (۱۰۰) دفعہ مطالعہ کیا۔ (2)

''الحاوي'' کا تیس دفعہ مطالعہ

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کے شاگرد امام مزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) نے ''مختصر المزني'' کے نام سے کتاب لکھی، اس کتاب کی شرح علامہ ماوردی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۰ھ) نے ''الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي'' کے

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: عمر بن عبد الرحيم بن عبد الرحمن، ج ۲۳ ص ۱۱۵

(2) ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: إسماعيل بن محمد بن إسماعيل الفراء، ج ۴ ص ۵۳۴

نام سے ۱۹ جلدوں میں لکھی۔

امام محمد بن عبدالقادر بن محمد السخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۸ھ) نے "الحاوي" کا تیس (۳۰) دفعہ مطالعہ کیا ہے۔ ❶

"العباب" کا آٹھ سو دفعہ درس

"العباب في فقه الشافعية" یہ قاضی شہاب الدین باغونی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۰ھ) کی ہے، علامہ مرتضی حسن زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے مادہ "قیر" کے تحت امام عبدالقدیم بن حسین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے "العباب" کا آٹھ سو (۸۰۰) مرتبہ درس دیا۔ ❷

"صحيح البخاري" کا تیس دفعہ مطالعہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) امام عثمان بن محمد بن عثمان بن ابی بکر رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۳ھ) کے حالات میں فرماتے ہیں "أنه قرأ البخاري ثلاثين مرة" کہ انہوں نے صحیح بخاری کا تیس (۳۰) دفعہ مطالعہ کیا۔ ❸

تحقیق وتدقیق کے ساتھ تفسیر کشاف کا آٹھ مرتبہ درس

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام صالح بن عبداللہ بن جعفر بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۷ھ) کے حالات میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے علامہ زمخشری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۸ھ) کی "الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل" کا تحقیق وتدقیق، بحث ومباحثہ اور نہایت غور وفکر کے ساتھ آٹھ (۸) مرتبہ مکمل تفسیر کا درس دیا۔ ❹

---

❶ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: محمد بن عبد القادر بن محمد، ج۸ ص ۶۹ ❷ تاج العروس: مادة: قير، ج۱۳ ص ۵۰۲ ❸ الدرر الكامنة: ترجمة: عثمان بن محمد بن عثمان، ج۳ ص ۲۶۲، رقم الترجمة: ۲۶۰۸ ❹ الدرر الكامنة: ترجمة: صالح بن عبد الله بن جعفر بن علي، ج۲ ص ۳۵۶، رقم الترجمة: ۱۹۶۴

ہر مہینے میں ''المدوّنة'' کا سماع

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۴ھ) امام یحیی بن ہلال بن زکریا بن سلیمان رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۷ھ) کے حالات میں فرماتے ہیں کہ یہ مالکی مذہب کے مسائل کے حافظ تھے، محدثین میں ان سے زیادہ کسی کام پر مواظبت کرنے والا نہیں دیکھا گیا، آپ روزانہ ظہر سے رات تک ''المدوّنة'' کا سماع کرتے تھے، اس طرح ہر مہینے میں پوری کتاب کا سماع مکمل ہو جاتا تھا، اور یہ سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا۔ ❶

''ألفية'' اور ''مختصر خليل'' کا تیس دفعہ مطالعہ

امام کتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۲ھ) امام ابو عبد اللہ محمد التاردی فاسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۹ھ) کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے ''صحيح البخاري'' کا چالیس (۴۰) سے زائد دفعہ مطالعہ کیا، خصوصاً رمضان کے مہینے میں ختم قرآن کے ساتھ صحیح بخاری کا بھی ختم کیا کرتے تھے، انہوں نے ''زاد المجد الساري'' کے نام سے صحیح بخاری پر حاشیہ بھی لکھا، انہوں نے ''ألفية بن مالك'' جو امام ابن مالک طائی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۲ھ) کی ہے، اس کتاب کا تیس (۳۰) دفعہ مطالعہ کیا، نیز انہوں نے ''مختصر خليل'' جو امام خلیل بن اسحاق بن موسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۶ھ) کی ہے، اس کتاب کا بھی تیس (۳۰) دفعہ مطالعہ کیا۔ ❷

''النفس'' کا دو سو دفعہ مطالعہ

امام صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۴ھ) محمد بن محمد بن طرخان المعروف ابو نصر فارابی (متوفی ۳۳۹ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے ارسطو کی کتاب

❶ ترتيب المدارك: ترجمة: يحيى بن هلال بن زكريا، ج۶ ص ۳۰۱ ❷ فهرس الفهارس: حرف التاء والثاء، ترجمة: التاودي بن سورة، ج۱ ص۲۵۷، ۲۵۸

''النفس'' کا دوسو (۲۰۰) دفعہ مطالعہ کیا، نیز انہوں نے ارسطو کی کتاب ''السماع الطبیعي'' کا چالیس (۴۰) دفعہ مطالعہ کیا۔ ❶

''ما بعد الطبیعة'' کا چالیس دفعہ مطالعہ

علامہ صفدی رحمہ اللہ نے ابونصر فارابی کے حالات میں ابن سینا (متوفی ۴۲۸ھ) کا یہ واقعہ نقل کیا کہ ابن سینا کہتے ہیں کہ میں نے ''ما بعد الطبیعة'' جو ارسطو کی کتاب ہے اس کا چالیس (۴۰) دفعہ مطالعہ کیا، کتاب مجھے حفظ ہوگئی لیکن میں اس کتاب کو کما حقہ نہ سمجھ سکا، ایک دن عصر کی نماز کے بعد میں کاغذ فروشوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے ایک مجلد کتاب فروخت کرنے کی آواز لگائی، دوکاندار نے اس کو میری طرف متوجہ کیا، تو میں نے سختی کے ساتھ اس کا انکار کر دیا اور کہا اس علم میں کوئی فائدہ نہیں ہے، اس شخص نے کہا کتاب لو صرف تین درہم میں یہ کتاب فروخت کر رہا ہوں تو میں نے کتاب لے لی، جب کھولا تو دیکھا کہ وہ ابونصر فارابی کی کتاب ہے جو ''ما بعد الطبیعة'' کی مشکل مقامات اور دقیق مباحث کے حل پر لکھی گئی تھی، اس کتاب کے ملنے پر مجھے بے حد خوشی ہوئی اور فوراً اس کتاب کو گھر لایا اور مطالعہ شروع کر دیا، تو وہ مباحث جو مجھے اب تک نہیں سمجھ آئیں تھیں اس کتاب کے پڑھنے سے میں وہ تمام مباحث سمجھ گیا پھر اس خوشی میں، میں نے دوسرے دن فقراء پر بہت سارا مال صدقہ کیا۔ ❷

علمائے سلف اور شوقِ مطالعہ

خاوند کا مطالعۂ کتب مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہے

حضرت زبیر بن بکار رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ میری بھانجی نے گھر

---

❶ الوافي بالوفيات: ترجمة: أبو نصر الفارابي محمد بن محمد، ج ۱ ص ۱۰۳

❷ الوافي بالوفيات: ترجمة: أبو نصر الفارابي محمد بن محمد، ج ۱ ص ۱۰۳

کے لوگوں سے کہا میرے خالو اپنے گھر کے لوگوں کے لئے بہترین آدمی ہیں، انہوں نے نہ تو اپنی بیوی پر سوکن اختیار کی ہے اور نہ لونڈی، لیکن آپ کی بیوی نے کہا:

وَاللّٰهِ هٰذِهِ الْكُتُبُ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ثَلَاثِ ضَرَائِرَ.

خدا کی قسم! یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے بھی زیادہ بھاری ہیں۔ ❶

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کا دورانِ طالب علمی بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) خود فرماتے ہیں کہ میں اپنا حال عرض کرتا ہوں:

ما أشبع من مطالعة الكتب، وإذا رأيت كتابًا لم أره، فكأني وقعت على كنز اني طالعت عشرين ألف مجلد، كان أكثر، وأنا بعد في الطلب! فاستفدت بالنظر فيها من ملاحظة سير القوم، وقدر هممهم وحفظهم وعباداتهم، وغرائب علومهم ما لا يعرفه من لم يطالع. ❷

میری طبیعت کتابوں کے مطالعہ سے کسی طرح سیر نہیں ہوتی، جب کوئی نئی کتاب پر نظر پڑ جاتی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا، اگر میں کہوں کہ میں نے طالب علمی میں بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا ہے تو کچھ بعید نہ ہوگا، مجھے ان کتابوں کے مطالعہ سے سلف کے حالات واخلاق، ان کی عالی ہمتی، قوتِ حافظہ، ذوقِ عبادت اور معلوماتِ نادرہ کا ایسا اندازہ ہوا جو ان کتابوں کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اپنے زمانے کے لوگوں کی سطح پست معلوم ہونے لگی اور اس وقت کے طلبۂ علم کی کم ہمتی منکشف ہوگئی۔

---

❶ تاريخ بغداد: ۸، ۴۷۱/ وفيات الأعيان: ۲، ۳۱۲/ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الزبير بن بكار القرشي، ج ۱۲ ص ۳۱۳

❷ صيد الخاطر: فصل: همم القدماء من العلماء، ص ۴۵۴

جس کو مطالعہ کتب سے اُنس ہو اس کو کسی کی جدائی پر غم نہیں ہوتا

امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۰ھ) نے علم اور مطالعہ کتب کے متعلق کیا خوب کہا ہے:

مَنْ تَفَرَّدَ بِالْعِلْمِ لَمْ تُوْحِشْهُ خَلْوَةٌ وَمَنْ تَسَلَّى بِالْكُتُبِ لَمْ يَفُتْهُ سَلْوَةٌ وَمَنْ آنَسَهُ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ لَمْ تُوْحِشْهُ مُفَارَقَةُ الْإِخْوَانِ۔ (۱)

ترجمہ: جو علم کو لے کر تنہائی اختیار کر لے، خلوت سے اس کو وحشت نہیں ہوگی، جو کتابوں کو اپنے لئے سامانِ تسلی بنا دے تو وہ تسلی پائے گا، اور جس کو قرآن کی تلاوت سے اُنس ہو جائے تو بھائیوں اور دوستوں کی جدائی سے اس کو کوئی غم نہیں ہوگا۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ایک ایک آیت کے فہم کے لئے کئی تفسیروں کا مطالعہ کرنا

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

ربما طلعت على الآية الواحدة نحو مائة تفسير، ثم أسأل الله الفهم وأقول: يا معلّم آدم وإبراهيم علمني وكنت أذهب إلى المساجد المهجورة ونحوها وأمرغ وجهي في التراب وأسأل الله تعالى وأقول يا معلم إبراهيم فهمني۔ (۲)

ترجمہ: بسا اوقات صرف ایک آیت کے مطالعے کے لئے میں نے سو تفسیروں کا مطالعہ کیا ہے، مطالعہ کے بعد میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ مجھے اس آیت کی فہم عنایت ہو، میں عرض کرتا کہ اے آدم و ابراہیم کے معلم! میری تعلیم فرما، میں سنسان اور غیر آباد مسجدوں اور مقامات کی طرف چلا جاتا، اپنی پیشانی خاک پر ملتا اور کہتا کہ اے ابراہیم کو تعلیم دینے

(۱) أدب الدنيا والدين: فصل: في آداب العلماء، ص۸۳ (۲) العقود الدرية من مناقب شيخ الإسلام أحمد بن تيمية: مصنفات الشيخ رحمه الله، ص۴۲

والے! مجھے سمجھ عطا فرما۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ایامِ مرض میں بھی مطالعہ

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) ایک مرتبہ بیمار ہوگئے، طبیب نے کہا مطالعہ نہ کرنا صحت پر برا اثر پڑے گا، فرمانے لگے: صحت پر اثر پڑے گا لیکن اچھا، آپ ہی بتادیں کہ جس کام میں مریض کو راحت محسوس ہو اس میں مشغول رہنے سے مرض میں افاقہ نہیں ہوتا؟ طبیب نے کہا: ضرور ہوتا ہے، فرمانے لگے:

فإن نفسي تسر بالعلم فتقوى به الطبيعة فأجد راحة فقال هذا خارج عن علاجنا. (۱)

تو میرا جی علم و مطالعہ میں ہی مسرت و راحت محسوس کرتا ہے، طبیب بولے: بھائی! یہ مرض پھر ہمارے دائرہ علاج سے باہر ہے۔

وزیرِ مملکت فتح بن خاقان اور مطالعہ کا ذوق شوق

فتح بن خاقان خلیفہ متوکل کے وزیر خاص تھے، مطالعہ کے لئے کوئی نہ کوئی کتاب ہمیشہ ان کے پاس رہتی، جب کسی ضرورت سے متوکل کی مجلس سے اٹھتے تو راستہ چلتے ہوئے مطالعہ شروع کرتے تاکہ آمد و رفت کا یہ وقت ضائع نہ ہو، اسی طرح جب متوکل مجلس سے اٹھتے تو فتح بن خاقان فوراً کتاب نکال کر مصروفِ مطالعہ ہوجاتے، یہاں تک کہ بیت الخلاء میں بھی مطالعہ کرتے۔ (۲)

علامہ زمخشری رحمہ اللہ کا علم و مطالعہ کی لذت کو اشعار میں بیان کرنا

سَهَرِيْ لِتَنْقِيْحِ الْعُلُوْمِ أَلَذُّ لِيْ   مِنْ وَصْلِ غَانِيَةٍ وَطِيْبِ عِنَاقٍ

---

(۱) روضة المحبين ونزهة المشتاقين: الباب الخامس، ص ٧٠ (۲) الفهرست لابن النديم: الفن الثاني: أخبار الملوك والكتاب والخطباء، ج ١ ص ١٤٨

علم ومطالعہ کے لئے راتوں کو جاگنا خوب صورت دوشیزہ کے وصل وملاقات سے مجھے زیادہ لذیذ ہے۔

وَتَمَايُلِي طَرَباً لِحَلِّ عَوِيْصَةٍ أَشْهَى وَأَحْلَى مِنْ مُدَامَةِ سَاقِ

اور کسی مشکل مسئلہ کے حل ہوتے وقت میرا جھومنا مجھے ساقی کے جام شراب سے زیادہ محبوب ہے۔

وَصَرِيْرُ أَقْلَامِي عَلَى أَوْرَاقِهَا أَحْلَى مِنَ الدَّوْكَاءِ وَالْعِشَاقِ

کاغذ کے اوراق پر میرے قلم چلنے کی آواز مجھے عشق ومحبت سے زیادہ پسند ہے۔

وَأَلَذُّ مِنْ نَقْرِ الْفَتَاةِ لِدَفِّهَا نَقْرِيْ لِأُلْقِيَ الرَّمْلَ عَنْ أَوْرَاقِي

نوخیز لڑکی کے دف بجانے کی کھنک سے مجھے اپنی کتابوں کے اوراق سے غبار جھاڑنے کی آواز زیادہ خوب صورت لگتی ہے۔

أَبِيْتُ سَهَرَانَ الدُّجَى وَتَبِيْتُهُ نَوْمًا وَتَبْغِي بَعْدَ ذَلِكَ لِحَاقِي [1]

میں گھٹاٹوپ تاریکیوں والی راتوں میں جاگتا رہوں اور تو آرام سے سوتا رہے کیا اس کے باوجود بھی تو (علمی مرتبہ میں) مجھ تک پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے۔

علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں کن کن کتابوں کا کتنی دفعہ مطالعہ کیا

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے "شرح روض" کا تقریبا پندرہ بار مطالعہ کیا اور کتاب "الأم" جو امام شافعی رحمہ اللہ کی ہے تین بار مطالعہ کیا، اور اسی کے ساتھ ساتھ ان کے اصحاب کے "استدراکات" اوران کی تعلیقات کا جو کتاب پر لکھی ہیں مطالعہ کرتا تھا۔ اور "مختصر المزنی" اوراس کی

[1] متاع وقت اور کاروان علم: ص ۲۰۳ بحوالہ مقدمۃ الفائق: ص ۹،۸

شرح کا جس کو شیخ الاسلام زکریا رحمہ اللہ نے تالیف کیا ہے کتنی ہی دفعہ میں نے مطالعہ کیا اور "مسند الامام شافعی" کا بہت مرتبہ مطالعہ کیا اور کتاب "المجلّی" علامہ ابن حزم کی جو انہوں نے علم خلاف میں تیس جلدوں کے اندر لکھی ہے ایک مرتبہ مطالعہ کیا، اور علامہ موصوف کی کتاب "الملل و النحل" کا بھی۔ اور "کتاب المعلی" کا جو شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ نے "کتاب المجلی" سے مختصر کر کے لکھی ہے اور "کتاب الحاوی" کا جو علامہ ماوردی رحمہ اللہ نے دس جلدوں میں تالیف کی ہے اور "الأحکام السلطانیه" شیخ موصوف کی ایک دفعہ مطالعہ کیا۔ اور ان کتابوں کا بھی مطالعہ کیا "فروع ابن الحداد" اور "کتاب الشامل" ابن الصباغ رحمہ اللہ کی "کتاب العدہ" ابو محمد جوینی رحمہ اللہ کی اور "کتا ب المحیط و الفروق" "الرافعی الکبیر و الصغیر" اور "شرح المهذب" امام نووی رحمہ اللہ کی اور "القطعه" علامہ سبکی رحمہ اللہ کی تقریباً پچاس دفعہ مطالعہ کیا۔ اور "شرح مسلم" امام نووی رحمہ اللہ کی پانچ مرتبہ مطالعہ کیا اور "المهمات و التعقبات" کا دو مرتبہ مطالعہ کیا، اور کتاب "الخادم" کا دو مرتبہ مطالعہ کیا۔ اور "کتاب القوت" کا اور "کتاب التوسط" اور "الفتح" کا اور "کتاب العمده" علامہ ابن الملقن رحمہ اللہ کی اور انہی کی تصنیف کردہ ان دو کتابوں کا "العاجله" اور "شرح التنبیه" کا ایک ایک دفعہ مطالعہ کیا۔ اور "تفسیر جلالین" کا تیس دفعہ مطالعہ کیا۔ اور امام جلال الدین محلی رحمہ اللہ کی کتاب "شرح المنهاج" کا دس دفعہ مطالعہ کیا اور "بخاری شریف" کی شرح "فتح الباری" اور "شرح العینی" کا ایک ایک مرتبہ مطالعہ کیا اور بخاری کی شرح "شرح کرمانی" کا تین مرتبہ مطالعہ کیا اور "شرح البرماوی" کا دو مرتبہ مطالعہ کیا اور "التنقیح" علامہ زرکشی کا تین مرتبہ مطالعہ کیا اور "شرح القسطلانی" کا بھی تین مرتبہ مطالعہ کیا اور "شرح مسلم" قاضی عیاض رحمہ اللہ کی ایک مرتبہ مطالعہ کیا اور "تفسیر البغوی" کا تین دفعہ مطالعہ کیا اور

"تفسیر خازن" کا پانچ مرتبہ مطالعہ کیا اور "تفسیر ابن عادل" کا ایک دفعہ۔اور "تفسیری الکوشی" کا تین مرتبہ اور "تفسیر ابن زهره" اور "مکی" کا ایک ایک مرتبہ اور "تفسیر جلال الدین سیوطی" کا جو منقول اور معروف ہے (الدر المنثور فی التفسیر الماثور) کا تین مرتبہ مطالعہ کیا اور "تفسیر کشاف" کا مع اس کے حواشی کے مثلاً "حاشية الطيبی" اور "حاشية التفتازنی" اور "حاشية ابن المنیر" کا تین تین مرتبہ مطالعہ کیا۔اوران تمام مواقع سے واقف ہوگیا جو معتزلہ کے موافق ہیں اور پھران کو ایک جز میں جمع بھی کرلیا۔اور "تفسیر کشاف" کے ساتھ "البحر" کا بھی مطالعہ کیا جس کو "ابن حبان" نے تالیف کیا ہے اور "اعراب السمین" اور "اعراب السفاقسی" کا بھی اور "تفسیر بیضاوی" کا مع ان کے حواشی کے تین مرتبہ مطالعہ کیا،اور "تفسیر ابن النقیب مقدسی" کا جو سو جلدوں میں ہے،اور علامہ واحدی رحمہ اللہ کی اور شیخ عبدالعزیز دیرینی رحمہ اللہ کی تینوں تفاسیر کا کئی کئی مرتبہ مطالعہ کیا۔اور حدیث کی غیر محدود کتابوں کا مطالعہ کیا جن کو اس تھوڑے وقت میں شمار نہیں کراسکتا۔ان میں سے بعض کتابوں کا ذکر کرتا ہوں مثلاً "مؤطا امام مالک" "مسند امام أحمد" امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تینوں مسانید کا اور "صحیح بخاری" "صحیح مسلم"، "سنن أبی داود"، "سنن الترمذی"، "سنن النسائی"، "صحیح ابن خزیمه"، "صحیح ابن حبان"، "مسند إمام سعید بن عبد اللّٰه الأزدی"، "مسند عبداللّٰه بن حمید الغیلانیات"، "مسند الفردوس الکبیر" اور امام طبرانی رحمہ اللہ کے تینوں "معاجم" کا بھی مطالعہ کیا۔

اوران کتابوں کا مطالعہ کیا "جامع الأصول" اور تینوں "جوامع" علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب "السنن الکبریٰ" کا مطالعہ بھی کیا اور پھر اس کا میں نے اختصار بھی کیا۔اور شیخ ابن الصلاح رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ کوئی کتاب

حدیث میں ادلہ کے جامع ہونے کی حیثیت سے علامہ بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب ''السنن الکبریٰ'' سے زیادہ اچھی نہیں ہے۔ کیوں کہ اس میں مؤلف نے تمام زمانہ کی حدیثیں جمع کردی ہیں۔

اور میں نے اس کتاب (میزان الکبریٰ) کے اندر جمع بین الاحادیث میں جن جن اصول کی کتابوں سے مدد لی ہے۔ ان میں سے یہ کتاب سب سے بڑی ہے۔ چناں چہ اس کا ذکر میں گزشتہ فصلوں میں بیان کر چکا ہوں۔

اور علم لغت کی کتابوں میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ''صحاح الجوهری'' ''النهایه'' علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ کی اور ''القاموس'' اور ''تهذیب الأسماء واللغات'' امام نووی رحمہ اللہ کی تین مرتبہ مطالعہ کیا۔

اور اصول فقہ میں سے تقریباً ستر کتابوں کا مطالعہ کیا اور اہل سنت والجماعت اور فرقہ معتزلہ اور فرقہ قدریہ اور وہ لوگ جو تصوف میں بہت منہمک رہتے ہیں اور خلافِ شرع باتیں کرتے ہیں ان سب کے مذاہب سے اچھی طرح واقف ہوگیا۔

اور علماء متقدمین اور متاخرین کے غیر محدود فتاویٰ کا مطالعہ کیا، یہاں ان میں سے کچھ کا ذکر کرتا ہوں۔ ''فتاویٰ قفال''، ''فتاویٰ قاضی حسین''، ''فتاویٰ ماوردی''، ''فتاویٰ غزالی''، ''فتاویٰ ابن الحداد''، ''فتاویٰ ابن الصلاح''، ''فتاویٰ ابن عبدالسلام''، ''فتاویٰ السبکي''، ''فتاویٰ البلقیني'' اور ان دونوں کی کئی کئی جلدیں ہیں۔ اور شیخ زکریا اور شیخ شہاب الدین وغیرہ کے فتاویٰ کا بھی مطالعہ کیا۔ مثلاً ''فتاویٰ النووي''، ''فتاویٰ ابن الفرکاح''، ''فتاویٰ ابن ابی شریف'' وغیرہ۔ پھر ان سب کا مشترک مضامین نکال کر میں نے یکجا جمع کیا ہے۔

اور علم قواعد میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا ''قواعد ابن عبدالسلام الکبریٰ''، ''قواعد ابن عبدالسلام الصغریٰ''، ''قواعد العلّاسی''، ''قواعد

ابن السبكي"، "قواعد الزركشی"، پھر اس آخری کتاب کا میں نے اختصار بھی کیا۔

اور میں نے کتب سیر میں سے بہت کتابوں کا مطالعہ کیا۔ مثلاً "سیرت ابن هشام"، "سیرت ابن سید الناس"، "سبل الهدی والرشاد"، اور یہ کتاب سیرت میں بڑی جامع ہے۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ "الخصائص الکبریٰ" کا مطالعہ کیا پھر اس کا میں نے اختصار بھی کیا۔

اور علم تصوف میں بے حد کتابوں کا مطالعہ کیا جن کو میں اس وقت شمار نہیں کرا سکتا۔ بعض کتابوں کا نام لیا جاتا ہے مثلاً "القوت" امام ابو طالب مکی رحمہ اللہ کی "الرعاية" امام حارث محاسبی رحمہ اللہ کی "رسالة القشيری"، "إحياء العلوم"، امام غزالی رحمہ اللہ کی "عوارف المعارف"، امام سہروردی رحمہ اللہ کی "رسالة النور"، امام احمد زاہد رحمہ اللہ کی اور اس کی دو جلدیں ہیں "الفتوحات المكية" اس کی دس جلدیں ہیں پھر اس کا میں نے اختصار بھی کیا ہے، اور علامہ ابن حزم کی کتاب "الملل والنحل" کا بہت مرتبہ مطالعہ کیا اور تمام صحیح اور فاسد عقیدوں سے واقف ہو گیا۔

پھر میں نے ہمت کر کے مذاہب اربعہ کی بقیہ کتابوں کے دیکھنے کا ارادہ کیا۔ چناں چہ مذہب مالکی کی مستند کتاب جس پر عمل کیا جاتا ہے۔ "المدونة الکبریٰ" کا مطالعہ کیا پھر اس کا اختصار بھی کیا۔ پھر ان کتابوں کا مطالعہ بھی کیا "المدونة الصغریٰ" "کتاب ابن عرفه"، "بداية المجتهد" "شرح رسالة ابن أبي زيد" کا اور مذہب مالکی میں جو جو مفتی بہا مسائل ہیں وہ سب مجھ کو معلوم ہو گئے اور جن جن مسائل کے استنباط میں امام مالک رحمہ اللہ مخصوص ہیں ان سے بھی خوب واقف ہو گیا۔

اور مذہب حنفیہ کی کتابوں میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا "قدوری"، "شرح مجمع البحرين"، "شرح الكنز"، "فتاویٰ قاضی خان"، "منظومة

النسفي"، "شرح الهدايه"، "تخريج أحاديث الهداية"، علامہ زیلعی رحمہ اللہ کی اور ان میں اگر کسی جگہ سمجھ میں نہیں آتا تھا تو شیخ نورالدین طرابلسی سے دریافت کر لیتا تھا یا شیخ شہاب الدین شبلی سے یا شمس الدین غزی وغیرہ سے۔

اور کتب مذہب حنبلی میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا۔ "شرح الخرقي"، "ابن بطه" اور ان کے علاوہ اور کتابیں اور ان کے اندر جب مشکلات واقع ہوتی تھیں تو شیخ الاسلام شبشینی حنبلی رحمہ اللہ یا شیخ الاسلام شہاب الدین فتوحی رحمہ اللہ وغیرہ سے دریافت کر لیتا تھا۔ ان تمام مذکورہ کتب کا مطالعہ اللہ تعالیٰ کے اور میرے درمیان تھا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت میں برکت دے اس قلیل وقت میں تھوڑی سی کتابیں ان بہت سی کتابوں میں سے جن کا میں نے مطالعہ کیا ہے پیش کر دیں، اور اگر کسی شخص کو میرے ان سب کتابوں کے مطالعہ کرنے میں شک یا شبہ ہو تو اگر وہ میرا ہم عصر ہے تو ان تمام کتابوں میں سے کوئی کتاب میرے پاس لا کر پڑھے اور میں اس کا بغیر مطالعہ حل کر کے دکھلاؤں گا ان شاء اللہ، بے شک خدا تعالیٰ ہر امر پر قادر ہے۔ [1]

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ اور کثرتِ مطالعہ

محدث الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) کے فرزند ارجمند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں:

علمے دیدہ ام ویاد ہم بقدر خود دارم یک صد و پنجاہ علم است۔

ترجمہ: جن علوم کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور ان کو یاد بھی رکھتا ہوں، ان کی تعداد ڈیڑھ سو ہے۔

ان علوم کے مطالعہ کے لئے آپ نے کس قدر کتابوں کو جمع کیا اور اس پر کس قدر

---

[1] الميزان الكبرىٰ للشعراني، فصل في بيان بعض ما اطلعت عليه من كتب الشريعة، ج ۱ ص ۷۵ تا ۸۱

رقم خرچ کی ہوگی؟ مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کے کتب خانہ میں پندرہ ہزار کتابیں تھیں، شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان سب کا مطالعہ کیا تھا۔ ❶

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا سرعتِ مطالعہ

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) کے متعلق ان کے فرزند ارجمند حضرت مولانا انظر شاہ صاحب رقم طراز ہیں:

مرحوم کی زندگی کا سب سے ممتاز وصف آپ کا علمی انہاک ہے، اس گوشہ میں آپ کے حیرت انگیز واقعات ان پرانی شخصیتوں سے ملتے جلتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی اسی راہ میں صرف کی، چند ہی گھنٹے آپ کے اس انہاک وشغف سے فارغ رہتے ورنہ آپ کا ایک ایک لمحہ علمی عقدوں کے سلجھانے میں مصروف رہتا، مولانا ادریس صاحب نے انہیں سے نقل کیا ہے کہ ''میں ہر وقت فکرِ علم میں مستغرق رہتا ہوں بجز ان اوقات کے جب نیند کا شدید غلبہ ہو'' اس مصروفیت کا یہ عالم تھا کہ نہ جاننے والے لوگ اگر بعض اوقات آپ کی عجیب وغریب باتوں کو دیکھتے تو خدا جانے کیا سمجھتے۔ بارہا ایسا ہوتا کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف تشریف لے گئے ہیں اور درمیان ہی سے مسکراتے ہوئے واپس ہو جاتے، کمرہ میں پہنچ کر کتاب یا اپنی کشکول اٹھاتے اور لکھنے کے لئے بیٹھ جاتے، جاننے والے سمجھ جاتے کہ کوئی علمی انکشاف ہوا ہے جسے تحریر کرنے کے لئے واپس ہوئے ہیں، ڈابھیل کی سلیمان کوٹھری والا جو آپ کا خصوصی معتقد اور مجلس میں عقیدت سے شرکت کرنے والے تھے ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت شاہ صاحب کو تین مرتبہ بیت الخلاء کے ارادے سے نکلتے ہوئے اور پھر واپس کمرے میں آتے ہوئے دیکھا، مجھے اس پر حیرت ہوئی۔ مولانا ادریس صاحب نے بتایا کہ ہر وقت فکرِ علم میں رہتے ہیں اس آمد ورفت میں طبیعت مسائل

---

❶ اسلامی کتب خانے: ص ۱۳۴

کی طرف متوجہ ہے کچھ انکشافات ہوتے ہیں تو ان کو لکھنے کے لئے واپس ہو جاتے ہیں۔
والدہ کہتی تھیں کہ کبھی ایسا ہوتا کہ خود ہی بیٹھے بیٹھے مسکراتے، کتاب اٹھاتے اور لکھتے۔

اس علمی انہماک کا یہ عالم تھا کہ کوئی مشغلہ ایسا جو ان کے شغل میں حائل ہو پسند نہ فرماتے، اس زمانے میں اکثر و بیشتر یونیورسٹیوں کے امتحانی پرچے آتے لیکن جوابی کاپیاں دیکھنے سے انہیں بڑا تکدر ہوتا فرماتے ''بڑا بے حظ مشغلہ ہے'' اپنے شاگرد اور تلامذہ کو بھی علم ہی میں مشغول دیکھنا پسند فرماتے۔ مولانا فخر الدین صاحب شیخ الحدیث دار العلوم دیو بند نے فرمایا کہ ''جس سال میرا دورہ تھا حضرت کے کمرے سے متصل ہی میرا کمرہ تھا اس لئے نماز کے لئے جاتے ہوئے گاہے گاہے میرے کمرے پر رک جاتے، ایک بار ''فتح الباری'' کا مطالعہ کر رہا تھا، دریافت فرمایا کہ روزانہ کتنے صفحات کا مطالعہ کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا تیس پینتیس صفحات کا مطالعہ معمولا جاری ہے، ارشاد ہوا کہ بہت کم مقدار ہے میں نے اپنے زمانہ طالبعلمی میں بیس روز میں فتح الباری کی تیرہ جلدیں مکمل دیکھ ڈالی تھیں۔

آپ کا یہ شغل موت تک جاری رہا جس شب میں وفات ہوئی اس روز بھی مطالعہ جاری تھا۔ شب و روز اس علمی انہماک کی وجہ سے آپ ایک جامع الفنون شخصیت کے مالک ہو گئے، نہ صرف متداول علوم بلکہ عصری علوم پر بھی وسیع نظر رکھتے تھے۔ [1]

شدتِ مرض کے دوران بھی حضرت شاہ صاحب کا مطالعہ

حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بے پناہ علمی شوق اور انہماک پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

فرمایا (حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے) کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب سخت بیمار تھے اور علالت طول پکڑ گئی تھی، ایک صبح فجر کے وقت یہ افواہ مشہور ہو گئی کہ حضرت کا وصال ہو گیا خدام پر بجلی سی گر گئی، اور نماز فجر کے فوراً بعد ہم سب حضرت کے مکان کی

[1] نقش دوام: علمی انہماک، ص ۱۲۰، ۱۲۱

طرف لپکے، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی بھی ساتھ تھے، گھر پہنچ کر معلوم ہوا بحمد اللہ خبر غلط تھی، البتہ تکلیف کی شدت برقرار ہے، ہم سب لوگ حضرت کی عیادت کے لئے کمرے میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت نماز کی چوکی پر بیٹھے ہیں سامنے تکیے پر ایک کتاب رکھی ہے اور اندھیرے کی وجہ سے حضرت جھک کر اس کا مطالعہ کر رہے ہیں، خدام کو یہ منظر دیکھ کر حیرت کے ساتھ تشویش بھی ہوئی کہ ایسی علالت میں مطالعہ کے لئے اتنی محنت برداشت کرنا مرض میں مزید اضافہ کا موجب ہوگا۔ چنانچہ حضرت علامہ شبیر احمد صاحب نے ہمت کر کے ناز کے ساتھ عرض کیا کہ حضرت یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اول تو وہ کون سی بحث ہے جو حضرت کے علم میں نہ آچکی ہو اور اگر بالفرض کوئی بحث ایسی ہو تو اس کی فوری ضرورت کا مسئلہ ہے تو ہم خدام کہاں مر گئے ہیں؟ آپ کسی بھی شخص کو فرما دیتے وہ مسئلہ دیکھ کر عرض کر دیتا، لیکن اس اندھیرے میں ایسے وقت آپ جو محنت اٹھا رہے ہیں وہ ہم خدام کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

والد صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے جواب میں حضرت شاہ صاحب کچھ دیر تو انتہائی معصومیت اور بے چارگی کے انداز میں مولانا شبیر احمد صاحب کی طرف دیکھتے رہے پھر فرمایا: بھائی ٹھیک کہتے ہیں لیکن یہ کتاب بھی تو ایک روگ ہے اس روگ کا کیا کروں؟ (۱)

حضرت مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ کو ایامِ مرض میں بھی مطالعہ کا شغف

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۴ھ) کو کتب بینی سے اتنا شغف تھا کہ بیماری کی حالت میں بھی سرہانے کتابیں رکھی رہتیں اور فرماتے میری بیماری کا علاج ہی کتب بینی ہے، اپنے اس علمی شوق و شغف کو ان اشعار میں ظاہر فرماتے ہیں:

رَأَيْتُهُمْ عَدُوِّيْ فِي الْبَلَايَا وَأَحْبَابِيْ إِذَا أَنَا ذُوْ يَسَارٍ
وَلٰكِنَّ الْكِتَابَ كِتَابُ عِلْمٍ سَمِيْرِيْ فِي اللَّيَالِيْ وَالنَّهَارِ
يُؤَانِسُنِيْ إِذَا هَجَمَتْ هُمُوْمِيْ وَيُوْنِسُنِيْ إِذَا أَنَا فِي الدِّمَارِ

(۱) البلاغ مفتی اعظم نمبر: ج ۱ ص ۲۵۲

ترجمہ: میں نے لوگوں کو مصیبتوں کے زمانے میں اپنا دشمن اور مالداری کے زمانے میں دوست پایا ہے، لیکن علمی کتاب میرا شب وروز کا دمساز اور ہمراز ہے، جب مجھ پر اچانک رنج وغم آپڑیں تو میری غمخواری کرتی ہے، اور جب میں ہلاکت میں پھنس جاؤں تو تسلی دیتی ہے۔

شیخ الادب مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ کا ہفتہ بھر دن رات مطالعہ

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ دار العلوم دیوبند میں کثرتِ مطالعہ، کتب بینی، درس وتدریس کی شبانہ روز کی مشغولیت میں منفرد تھے، دار العلوم کی مدرسی کے ابتدائی دور میں ان کی کثرت سے کتب بینی کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک ہفتہ مسلسل وہ قطعاً نہ سوتے تھے اور شب وروز کتاب کے سوا کوئی اور چیز ان کے ہاتھوں میں، آنکھ کے سامنے نظر نہ آتی تھی، اس سلسلہ میں ایک واقعہ خود حضرت مولانا نے بارہا مجھ کو سنایا، فرماتے تھے کہ امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کو کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع پہنچائی گئی کہ اعزاز علی ایک ایک ہفتہ متواتر کتاب دیکھتا رہتا ہے اور اس عرصہ میں رات اور دن آنکھ تک بند نہیں کرتا، مسلسل بیداری کی وجہ سے اس کی صحت روز بروز گرتی جاتی ہے، حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کو جو خصوصی تعلق میرے ساتھ تھا، اس اطلاع نے ان کو بے چین کر دیا اور مضطربانہ عالم میں شب کو بارہ بجے جب کہ کڑکڑاتی ہوئی سردی پڑ رہی تھی، میرے کمرہ پر تشریف لائے، اس وقت میں مطالعہ کر رہا تھا، اور واقعتاً بیداری کی مدت ایک ہفتہ سے زائد ہو رہی تھی، تندلب ولہجہ اور پوری ناگواری کے ساتھ فہمائش فرماتے ہوئے کتاب میرے ہاتھ سے لے کر رکھ دی، مولانا اس کے بعد فرماتے تھے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے تشریف لے جانے کے بعد چند منٹ تو حضرت شاہ صاحب کی اس فہمائش کا مجھ پر اثر رہا اور جب برداشت نہ ہو سکا تو کتاب لے کر پھر مطالعہ میں مستغرق ہو گیا۔ [1]

---

[1] تذکرہ اعزاز: ص ۶۲ تا ۶۴

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ اور شوقِ مطالعہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ حضرت والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کو جب مدرسہ میں کھانے اور آرام کا وقفہ ہوتا تو میں اکثر دارالعلوم کے کتب خانے میں چلا جاتا تھا، وہ وقت ناظم کتب خانہ کا آرام کا ہوتا تھا، اس لئے ان کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ میری وجہ سے چھٹی کے بعد بھی کتب خانے میں بیٹھے رہیں، چنانچہ میں نے انہیں باصرار اس بات پر آمادہ کرلیا کہ دوپہر کے وقفہ میں جب وہ گھر جانے لگیں تو مجھے کتب خانے کے اندر چھوڑ کر باہر سے تالا لگا جائیں، چنانچہ وہ ایسا ہی کرتے اور میں ساری دوپہر علم کے اس رنگا رنگ باغ کی سیر کرتا رہتا تھا، فرماتے تھے کہ دار العلوم دیوبند کے کتب خانے کی کوئی کتاب ایسی نہیں تھی جو میری نظر سے نہ گزری ہو، اگر کسی کتاب کو میں نے پورا نہیں پڑھا تو کم از کم اس کی ورق گردانی ضرور کر لی تھی، یہاں تک کہ جب تمام علوم وفنون کی الماریاں ختم ہوگئیں تو میں نے ان الماریوں کا رخ کیا جنہیں کبھی کوئی ہاتھ نہیں لگاتا تھا، ان الماریوں میں چونکہ موضوع کے لحاظ سے کوئی ترتیب نہ تھی اس لئے اس جنگل میں داخل ہونا لوگ بے سود سمجھتے تھے، میں نے اشتات کے اس جنگل کو بھی کھنگالا اور اس کے نتیجے میں ایسی ایسی کتابوں تک میری رسائی ہوئی جو گزشتہ گمنامی میں ہونے کی بناء پر قابل استفادہ نہ رہی تھیں، کتب خانہ کے اس سروے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اتنے وسیع وعریض کتب خانہ میں مجھے بحمد اللہ یہ معلوم رہتا تھا کہ کون کون سی کتابیں کس موضوع پر اور کہاں رکھی ہیں؟ چنانچہ بسا اوقات ناظم کتب خانہ کسی کتاب کی تلاش سے مایوس ہو جاتے تو مجھ سے پوچھا کرتے تھے کہ فلاں کتاب کہاں ملے گی؟ [1]

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ صبح کو دارالعلوم جاتے تو اکثر رات ہی کو واپسی ہوتی، بعض اوقات رات کو بھی مولسری کے درخت کے نیچے کھلے فرش پر سو جاتے، تکرار عموماً رات کو ہوتا تھا تو جب گھر واپسی ہوتی تو کبھی رات کا ایک

[1] میرے والد میرے شیخ: ص ۱۲، ۱۳

بچ جاتا کبھی دو حضرت نے دار العلوم کراچی کے طلبہ کو ایک مرتبہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: رات کو والدہ میرا انتظار کرتی تھیں کہ کھانا گرم کر کے مجھے دیں مگر ان کے انتظار میں مجھے تکلیف ہوتی تھی، بڑی منت وسماجت سے اس پر راضی کیا کہ میرا کھانا ایک جگہ رکھا دیا کریں، سردیوں کی راتوں میں شوربہ اوپر سے بالکل جم جاتا اور نیچے صرف پانی رہ جاتا، میں وہی کھا کر سو جایا کرتا۔ ❶

دیوبند آپ کا وطن تھا اور تمام اعزہ واقارب کے گھر یہیں تھے، لیکن طالب علمی میں ان کے یہاں جانے کا وقت بھی نہ ملتا، نہ محلے کے ہم عصر لڑکوں سے دوستانہ تعلقات کی نوبت آئی، حتی کہ آپ کو دیوبند کے تمام راستے بھی بخوبی معلوم نہ تھے، تعلیمی انہماک کے باعث کسی اور کام کی فرصت ہی نہ تھی، جب کچھ وقت ملتا حضرت شیخ الہند کی خدمت میں جا بیٹھتے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا بچپن سے علمی ذوق

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ رقم طراز ہیں کہ والد صاحب کو بچپن میں بھی کھیل کود کا شوق نہیں ہوا، اس کے بعد جب دوسرے بچے کھیل کود یا سیر وتفریح میں لگتے والد صاحب حضرت شیخ الہند یا اپنے کسی دوسرے استاذ کی مجلس میں جا بیٹھتے تھے، پھر جب والد صاحب کا رشتہ تلمذ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری کے ساتھ ہوا تو جو علمی مذاق گھٹی میں پڑا ہوا تھا اسے اور جلا ملی اور وسعت مطالعہ تحقیق وتدقیق اور کتب بینی کا صرف ذوق ہی نہیں بلکہ اس کی نہ مٹنے والی پیاس پیدا ہوئی۔ ❷

رفیقہ حیات شریک مطالعہ

جن دنوں مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ تفسیر لکھ رہے تھے معمول یہ تھا کہ دو بجے رات کو اٹھ بیٹھتے، لکھنا شروع کر دیتے۔ موسم گرما ہوتا تو زلیخا پنکھا جھلتی، کئی دفعہ رات کو

❶ حیات مفتی اعظم: ص ۳۰ ❷ میرے والد میرے شیخ: ص ۱۲

جاگنے سے نرگسی آنکھوں میں سرخ ڈورے پیدا ہو جاتے۔

ایک دفعہ حمیدہ سلطان کی والدہ نے پوچھا بھاوج! آنکھیں گلابی ہو رہی ہیں۔

جواب دیا رات بھر مولانا کو پنکھا جھلتی رہی ہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ جاگیں، محنت کریں، تفسیر لکھیں اور میں آرام سے سوتی رہوں؟ ❶

قوتِ حافظہ کے لئے دائمی مطالعہ سے بہتر کوئی چیز نہیں

امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کے بارے میں مشہور تھا کہ انہوں نے بلازر (خاص قسم کی دوا) کھائی ہے اس لئے ان کا حافظہ قوی ہے، کسی نے امام بخاری سے دریافت کیا کہ حافظہ کی کوئی دوا ہے؟ فرمانے لگے: مجھے نہیں معلوم، پھر فرمانے لگے:

لَا أَعْلَمُ شَيْئاً أَنْفَعَ لِلْحفظِ مِنْ نَهمَةِ الرَّجُلِ وَمُدَاوِمَةِ النَّظَرِ. ❷

ترجمہ: حافظہ کے لئے آدمی کے انہماک، دائمی نظر و مطالعہ سے بہتر کوئی چیز میرے علم میں نہیں ہے۔

کثرتِ مطالعہ کے سبب ساتھیوں پر فوقیت

جالینوس مشہور حکیم ہیں، ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے اپنے ساتھیوں کی بہ نسبت حکمت زیادہ کیسے حاصل کی؟ جواب دیا: اس طرح کہ میں نے کتب بینی کے لئے چراغ پر اس سے زیادہ خرچ کیا ہے جتنا وہ شراب پر خرچ کر چکے ہیں۔ ❸

سوائے دو راتوں کے پوری زندگی مطالعے میں گذری

علامہ ابن رشد رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۵ھ) نے تمام عمر کتب بینی میں صرف کر دی، ان کا بیان ہے کہ صرف دو راتیں ایسی گزری ہیں جب وہ مطالعہ نہ کر سکے، ایک شادی کی

❶ سُراغ زندگی، ص۳۳،۳۴ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، ج ۱۲ ص ۴۰۶ ❸ علمائے سلف: ص۱۹

رات اور دوسری والدہ کی وفات کی رات۔

ان کا شوق مطالعہ اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوگا کہ ایک شام کو ایک نئی کتاب ملی، اس کو سرسری دیکھنے کے لئے ایک چراغ کے سامنے کھڑے ہوگئے، کتاب میں کچھ ایسی محویت طاری ہوتی کہ چراغ کی خاموشی نے اختتام شب کی اطلاع دی لیکن انہیں خبر نہ ہوئی۔ ❶

دورانِ طالب علمی ساڑھے تین سو کتابوں کا مطالعہ

مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۲۵ھ) کو مطالعہ کا بہت شوق تھا، اور یہ شوق زمانہ طالب علمی ہی سے تھا، چنانچہ اس دور میں علاوہ کتب درسیہ کے ساڑھے تین سو (۳۵۰) خارجی کتابوں کا مطالعہ کیا، آپ کا علمی مقام اس قدر بلند ہوا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدیث دہلوی رحمہ اللہ بھی آپ کو بیہقی وقت فرماتے تھے۔

وہ اس عظیم مقام ومنصب تک کیسے پہنچے؟ اس کے پیچھے محنت ومجاہدہ، عزم وہمت اور طلبِ علم کی نہ بجھنے والی پیاس نے کتنی ان گنت راتیں کتابوں کی ورق گردانی میں گزارنے پر مجبور کیا۔

ان کا راہورِ علم بہت تیز تھا اور زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہر آن مصروف مطالعہ رہتے تھے، اس کا اندازہ اس حقیقت سے ہوسکتا ہے جس کا اظہار نواب صدیق حسن خان نے ان کے شوق کتب بینی کے بارے میں کیا ہے، فرماتے ہیں: زمانہ طالب علمی میں مروجہ کتب نصابی کے علاوہ انہوں نے تین سو پچاس کتابوں کا مطالعہ کیا، آج سے ڈھائی سو سال قبل جب کہ کتابوں کی اشاعت وطباعت کی موجود سہولتوں میں سے کوئی سہولت میسر نہ تھی، قلمی کتابیں ہی پڑھی اور پڑھائی جاتی تھیں اس زمانے میں ساڑھے تین سو کتابوں کا مہیا کرنا اور پھر انہیں پڑھنا کتنا مشکل کام اور کٹھن مرحلہ تھا اور کتابیں بھی وہ جو خالص علمی اور فنی نوعیت کی تھیں۔ ❷

---

❶ اسلامی کتب خانے: ص ۱۱۳ ❷ فقہائے پاک وہند: ج ۱ ص ۱۶۲

محدث العصر حضرت بنوری رحمہ اللہ کا دورانِ طالب علمی کثرتِ مطالعہ

محدث العصر علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں ہدایہ پڑھتا تھا تو فتح القدیر، البحر الرائق اور بدائع ان تینوں کتابوں کا دو سبق کے قریب مطالعہ کیا کرتا تھا اور میرا مطالعہ ہمیشہ استاذ کے سب سے آگے رہتا تھا، پھر مشکوٰۃ شریف کے سال ''بدایة المجتهد'' اور ''حجة اللّٰه البالغة'' کا مطالعہ کرتا تھا اور ڈابھیل میں حضرت شاہ صاحب کی خدمت نصیب ہوئی، اور حضرت شاہ صاحب کے پاس مذاہب اربعہ کی کتابیں تھیں، چنانچہ میں ''کتاب الأم، فقہ شافعی، فقہ حنبلی'' اور ''المجموع شرح المهذب'' وغیرہ کا مطالعہ کرتا تھا، اس سے مجھے شوق پیدا ہوا، اور میں نے مذاہب اربعہ کی اکثر کتب متداولیہ کا مطالعہ کیا۔ ''الحمد لله ثم الحمد لله''

یہ تمہارے (مخاطب دورہ حدیث کے طلبہ ہیں) اندر مطالعہ کا شوق پیدا کرنے کے لئے سنا رہا ہوں۔ (۱)

جہاز کا انجن ٹوٹ جانے کے باوجود نہایت اطمینان کے ساتھ مطالعہ کرنا

عدن سے چونکہ دلچسپی کے نئے سامان پیدا ہو گئے تھے، اس لئے ہم بڑے لطف سے سفر کر رہے تھے، لیکن دوسرے ہی دن ایک پُرخطر واقعہ پیش آیا جس نے تھوڑی دیر تک مجھے پریشان رکھا، ۱۰ مئی کی صبح کو میں سوتے سے اٹھا تو ایک ہم سفر نے کہا: جہاز کا انجن ٹوٹ گیا ہے، میں نے دیکھا تو واقعی کپتان اور جہاز کے ملازم گھبرائے پھر رہے تھے۔ انجن بالکل بے کار ہو گیا تھا، اور جہاز نہایت آہستہ آہستہ ہوا کے سہارے چل رہا تھا، میں سخت گھبرایا اور نہایت ناگوار خیالات دل میں آنے لگے، اس اضطراب میں میں اور کیا کر سکتا تھا، دوڑا ہوا ''مسٹر آرنلڈ'' کے پاس گیا، وہ اس وقت نہایت اطمینان کے ساتھ کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے، میں نے اس سے کہا کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے؟ بولے: ہاں، انجن

---

(۱) ارشادات اکابر: ص۲۲، ملفوظ ۲۷

ٹوٹ گیا ہے، میں نے کہا: آپ کو کچھ اضطراب نہیں؟ بھلا یہ کتاب دیکھنے کا کیا موقع ہے؟ فرمایا: اگر جہاز کو برباد ہی ہونا ہے تو یہ تھوڑا سا وقت اور بھی قدر کے قابل ہے، اور ایسے قابل قدر وقت کو رائیگاں کرنا بالکل بے عقلی ہے، ان کے استقلال اور جرأت سے مجھ کو بھی اطمینان ہوا۔ ❶

اسلافِ اُمت کا علمی انہماک

امام زہری رحمہ اللہ کا مطالعہ کے دوران انہماک

امام زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) کا مطالعہ کے وقت یہ عالم تھا کہ ادھر ادھر کتابیں ہوتیں اور ان کے مطالعہ میں ایسے مصروف ہوتے کہ دنیا ومافیہا کی خبر نہ رہتی، بیوی کو کب گوارا ہوسکتا تھا کہ اس کے سوا کسی اور کی اس قدر گنجائش شوہر کے دل میں ہو، چنانچہ ایک دفعہ حضرت امام زہری رحمہ اللہ کی بیوی نے غصے میں کہا:

وَاللّٰهِ لَهٰذِهِ الْكُتُبُ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ثَلَاثِ ضَرَائِرَ. ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں۔

سَهْرِيْ لِتَنْقِيْحِ الْعُلُوْمِ أَلَذُّ لِيْ ۔۔۔ مِنْ وَصْلِ غَانِيَةٍ وَطِيْبِ عِنَاقٍ

ترجمہ: علم ومطالعہ کے لئے میرا راتوں کو جاگنا خوب صورت دوشیزہ کے وصل وملاقات سے مجھے زیادہ لذیذ ہے۔

وَتَمَايُلِيْ طَرَبًا لِحَلِّ عُوَيْصَةٍ ۔۔۔ أَشْهٰى وَأَحْلٰى مِنْ مُدَامَةِ سَاقِيْ

ترجمہ: اور کسی مشکل مسئلہ کے حل ہوتے وقت میرا جھومنا مجھے ساقی کے جامِ شراب سے زیادہ محبوب ہے۔

امام خلیل بن احمد رحمہ اللہ کا علمی انہماک کے سبب ستون سے ٹکرا جانا

امام خلیل بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۰ھ) علم عروض کے بانی ہیں، آخری عمر میں

❶ سفرنامہ روم ومصروشام، از علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ: ص۱۶ ❷ وفيات الأعيان: ترجمة: أبو بكر محمد بن مسلم الزهري، ج۴ ص۱۷۸

ارادہ کیا کہ حساب کی کوئی ایسی آسان نوع تخلیق کی جائے جسے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ اپنے معمول کے مطابق جب اس نوع کی تخلیق کی فکر میں لگے تو اس کی دھن میں ایسے مگن ہوئے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہی، انہماک کے اسی عالم میں مسجد گئے، ستونِ مسجد سے جا ٹکرائے، گرے اور انتقال ہو گیا۔ ❶

امام محمد رحمہ اللہ کا مطالعہ کے دوران انہماک

امام ابو حازم رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کے نواسے سے نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے اپنی والدہ سے دریافت کیا کہ گھر میں نانا جان! امام محمد رحمہ اللہ کے معمولات کیا تھے؟ میری والدہ نے بتایا لختِ جگر اللہ کی قسم! امام محمد رحمہ اللہ اس گھر میں بیٹھے ہوتے اور ان کے گرد و پیش کتابوں کا ڈھیر ہوا کرتا تھا۔ (ان کا مشغلہ صرف کتب بینی اور مطالعہ و تحریر رہ گیا تھا، کسی سے کوئی بات نہیں کرتے تھے) میں نے کہا میں نے بھی (مطالعہ کے وقت میں) ان سے کوئی لفظ نہیں سنا، اور اگر ضرورت پر کوئی بات کرنا چاہتے تو وہ بھی صرف ابروؤں اور انگلی کے اشارے سے کر لیا کرتے تھے۔ ❷

حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے صحیفہ زندگی میں یہ وصف بہت نمایاں ہے کہ انہیں علم دین میں اخلاص اور اس کی ذمہ داری کا پورا پورا احساس تھا، وہ بہت کم سوتے تھے، رات کا زیادہ حصہ درس و تدریس اور مطالعہ و تصنیف میں گزرتا، گرمیوں میں کرتا اتار دیتے تھے اور اپنے سامنے ایک طشت میں پانی رکھ لیا کرتے تھے، جب غنودگی طاری ہونے لگتی تو بدن پر چھینٹے مار لیتے۔ لوگوں نے آپ سے اس بے خوابی اور زحمت کشی کی وجہ سے دریافت کی تو فرمانے لگے:

كَيْفَ أَنَامُ وَقَدْ نَامَ عُيُوْنُ الْمُسْلِمِيْنَ تَوَكُّلًا عَلَيْنَا وَيَقُوْلُوْنَ إِذَا وَقَعَ

---

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: خليل بن أحمد، ج ٢ ص ٢٤٨ ❷ بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني: مبدأ أمره واتصاله بأبي حنيفة، ص ٥

لَنَا أَمْرٌ رَفَعْنَاهُ إِلَيْهِ فَيَكْشِفُهُ لَنَا فَإِذَا نِمْتُ فَفِيهِ تَضْيِيعُ الدِّيْنِ. ❶

ترجمہ: میں کیسے سوسکتا ہوں جبکہ عام مسلمان ہم پر اعتماد اور یہ خیال کر کے سو رہے ہیں کہ جب ہمارے سامنے کوئی معاملہ یا نیا مسئلہ پیش آئے گا تو ان (امام محمد رحمہ اللہ) کے پاس لے جائیں گے، وہ اس کو واضح کر دیں گے، اور اگر میں سو جاؤں تو یہ دین کا ضائع کرنا ہوگا اور اس سے دین کا نقصان ہوگا۔

حضرت محمد بن سماعہ رحمہ اللہ جو حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں، ان کے مطالعاتی انہماک کی کیفیات بیان کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ کو مطالعہ اور کتب بینی اور تحریر وتدوینِ مسائل میں اس قدر انہماک ہوا کرتا تھا کہ اگر کوئی شخص ان کو سلام کرتا تو انہماک و بے خبری میں (سلام کا جواب دینے کے بجائے) اس کے لئے دعا کرنے لگتے، پھر جب وہ شخص دوبارہ سلام میں کچھ اور الفاظ کا اضافہ کر کے (یا توجہ دلانے کے لئے آواز اونچی کر کے) سلام کرتا، تو حضرت امام محمد رحمہ اللہ پھر وہی دعائیہ کلمات دہرا دیتے تھے۔ ❷

امام مسلم رحمہ اللہ کا علمی انہماک

امام مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) سے مجلسِ مذاکرہ کے دوران ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا، سوئے اتفاق کہ امام مسلم رحمہ اللہ کو وہ حدیث یاد نہ تھی، وہاں سے اٹھ کر مکان پر تشریف لائے، اور اپنے مجموعۂ حدیث میں اس کی تلاش وجستجو شروع کر دی، حدیث کی تلاش وچھان بین میں اس قدر مستغرق ہوئے کہ سامنے کھجوروں کا بھرا ہوا ایک ٹوکرا رکھا تھا، اس میں نکال نکال کر کھاتے جاتے تھے، لیکن حدیث کے انہماک اور فکر میں اس کی مطلق ان کو خبر نہیں ہوئی کہ اس بے خودی کی حالت میں کتنی کھجوریں کھا گئے، آخر کار وہ

---

❶ مفتاح السعادة: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن الحسن الشيباني، ج ۲ ص ۲۲۰

❷ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه للذهبي: ص ۸۲

حدیث مل گئی، لیکن کھجوروں کا پورا ٹوکرا ختم ہوگیا اور یہی واقعہ ان کی وفات کا سبب بن گیا:

عقد لمسلم مجلس المذاكرة فذكر له حديث فلم يعرفه فانصرف إلى منزله وقدمت له سلة فيها تمر فكان يطلب الحديث ويأخذ تمرة تمرة فأصبح وقد فني التمر ووجد الحديث زاد غيره فكان ذلك سبب موته. ❶

اکابر اہلِ علم اور مطالعہ کا انہماک

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ کو کتب بینی سے اتنا شغف تھا کہ بیماری کی حالت میں بھی سرہانے کتابیں رکھی رہتیں اور فرماتے میری بیماری کا علاج ہی کتب بینی ہے، اپنے اس شغف کا اظہار بھی عربی اشعار میں فرمایا ہے ''نفحة العرب'' ادب کی کتاب ہے اس میں باب النظم میں وہ اشعار موجود ہیں۔

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا، بعض خدام سے سنا کہ کتاب دیکھتے دیکھتے کبھی سو جاتے جب بیدار ہوتے تو پھر مطالعہ شروع کر دیتے، مطالعہ سرسری نہ کرتے بڑے دھیان اور دل لگی اور دل جمعی کے ساتھ کرتے، طالب علمی میں اکثر کتابیں زبانی یاد تھیں۔

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ جب میں مؤ ضلع اعظم گڑھ میں پڑھتا تھا تو وہاں کچھ ساتھی ایسے مل گئے تھے جن کو مطالعہ کا ذوق تھا، اکثر ایسا ہوتا کہ ہم لوگ رات کو دو تین بجے تک مطالعہ اور مذاکرہ میں مشغول رہتے، دن بھی اسی انہماک میں گزرتا، ایک مرتبہ فرمایا کہ امتحان کے زمانہ میں تمام کتابیں زبانی یاد رہتی تھیں، اسی محنت کا نتیجہ تھا کہ دورہ حدیث کے امتحان میں کئی کتابوں کے سوالات کے جواب میں مستقل رسالے تحریر کئے تھے، فرمایا کہ مہتمم صاحب سے میں نے اجازت لے لی تھی کہ

❶ تهذيب التهذيب: ترجمة: مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري، ج ١٠ ص ١٢٧

جواب کے لئے جو وقت مدرسہ نے مقرر کیا ہے وہ کافی نہیں، مجھ کو زائد وقت دیا جائے چنانچہ مہتمم صاحب نے ایک نگراں مقرر کر دیا تھا اور وقت میں اضافہ کر دیا تھا۔ ❶

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہ کو علم کے ساتھ شغف کا یہ عالم تھا کہ مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: بعض دوستوں نے مجھے بتلایا کہ وفات سے پہلے بھی ایک فتوی ہاتھ میں تھا جس کو موت ہی نے ہاتھ سے چھڑا کر سینہ پر ڈال دیا تھا۔ ❷

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب میں کسی کتاب کا سرسری نظر سے مطالعہ کرتا ہوں اور اس کے مباحث کو محفوظ رکھنے کا ارادہ بھی نہیں ہوتا تب بھی پندرہ سال تک اس کے مضامین مجھے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے سرعت مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ مسند احمد روزانہ دوسو صفحات کا مطالعہ فرمایا اور وہ بھی اس شان سے کہ اس عظیم الشان ذخیرہ میں سے احناف کی تائید میں جس قدر احادیث ہو سکتی تھیں وہ بھی منتخب اور محفوظ کر لیں۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ مہتمم دار العلوم دیوبند ہمیشہ شاہ صاحب کو چلتا پھرتا کتب خانہ فرمایا کرتے تھے۔ مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ ایک دفعہ دیوبند کے قبرستان میں پھر رہے تھے فرمایا کہ میں علم کی قبر کے پاس پھر رہا ہوں اور یہ قبر شاہ صاحب کی تھی، مطالعہ کے سلسلہ میں فنون عصریہ، فلسفہ، ہیئت جدید حتی کہ فن رمل کی کتابوں کو بھی بغیر مطالعہ نہ چھوڑا۔ ❸

تیس سال سے علمی انہماک کی وجہ سے ہمشیرہ کا کھانا کھلانا

عمار بن رجاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبید بن یعیش رحمہ اللہ (متوفی

❶ تحفۃ الطلباء والعلماء: ص ۱۹۱ ❷ مقدمہ فتاوی دار العلوم دیوبند: ج ا ص ۴۸

❸ بیس بڑے مسلمان: ص ۳۷۸، ۳۷۹

۲۲۸ھ) سے سنا فرمایا:

أَقَمْتُ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً مَا أَكَلْتُ بِيَدِي بِاللَّيْلِ، كَانَتْ أُخْتِي تُلْقِمُنِي وَأَنَا أَكْتُبُ. ❶

میں تیس سال تک اس حالت میں رہا کہ اپنے ہاتھ سے میں نے رات کے وقت کھانا نہیں کھایا، میری بہن مجھے لقمہ لقمہ کر کے کھلاتی تھی اور میں لکھتا تھا۔

علم حدیث میں انہماک کے سبب اذان اور نماز میں سند پڑھنا

عمر بن شاہین رحمہ اللہ کا قول ہے کہ امام ابو بکر باغندی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۲ھ) نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی پھر کہنے لگے: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ. تو ہم نے ان کو لقمہ دیا پھر انہوں نے قراءت شروع کی۔ ❷

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ابو العباس رحمہ اللہ کی مسجد میں ایک دن آپ کے پاس حاضر ہوا، آپ عصر کی نماز کی اذان دینے کے لئے نکلے اور اذان دینے کے لئے مینارے پر کھڑے ہوئے اور اونچی آواز سے یوں کہا: "أَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ"، پھر خود بھی ہنسے اور لوگ بھی ہنسے پھر اذان دینا شروع کی۔ ❸

علمی انہماک میں خلل کی وجہ سے حسین و جمیل لونڈی کو واپس کر دیا

ایک دن امام ابو بکر بن انباری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۸ھ) غلام اور لونڈیوں کے فروخت کرنے والوں کی طرف نکل گئے، تو ایک خوبصورت اور باکمال لونڈی کو بکتے دیکھا۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ مجھے اچھی لگی تھوڑی دیر وہاں رک کر میں امیر المؤمنین کے پاس

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبيد بن يعيش الكوفي، ج ١١ ص ٤٥٩ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن محمد بن سليمان الباغندى، ج ١٤ ص ٣٨٥ ❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن يعقوب بن يوسف النيسابورى، ج ١٥ ص ٤٥٨

آیا، تو انہوں نے مجھے کہا کہ ابھی تک آپ کہاں تھے؟ تو میں نے اپنی پوری آپ بیتی سنادی، تو امیر المؤمنین نے اپنے ایک غلام کو بھیجا جو اس کو خرید کر لے آیا اور میری غیر موجودگی میں اس کو میرے گھر چھوڑ آیا، میں جب گھر آیا تو میں نے اس کو اپنے گھر میں پایا، میں سمجھ گیا کہ یہ امیر المؤمنین نے بھیجی ہے، میں نے اس لونڈی کو کہا کہ استبراء ہونے (یعنی پیٹ کا حمل سے خالی ہونے) کا یقین ہونے تک اوپر چلی جاؤ، حیض آنے سے حمل نہ ہونے کا علم ہو جاتا ہے۔

میں ان دنوں میں ایک مشکل مسئلے کی تحقیق وجستجو میں تھا، لونڈی کے آنے سے میرا دل علم سے پھرنے لگا، تو میں نے خادم سے کہا:

خذها وامض بها إلى النخّاس فليس قدرها أن تشغل قلبي عن علمي.

اس لونڈی کو غلام اور باندی بیچنے والوں کے پاس لے جا، اس کی اتنی حیثیت نہیں ہے کہ یہ مجھے علم سے روک دے۔ (یعنی اِس کو فروخت کر دو)

غلام نے اس کو لے جانا چاہا تو وہ بولی مجھے چھوڑ دو میں ان سے صرف دو حرف کہنا چاہتی ہوں، اس نے کہا اے ابوبکر! آپ ایک باحیثیت اور سمجھدار آدمی ہو آپ مجھے میرا جرم بتائے بغیر گھر سے کیوں نکال رہے ہیں؟ اس پر ابوبکر نے کہا تم نے مجھے علم سے روک دیا ہے اس کے علاوہ تم میں اور کوئی عیب نہیں ہے تو بولی پھر کوئی بات نہیں، خلیفہ راضی باللہ کو جب اس کا پتہ چلا تو وہ بول اُٹھے:

لا ينبغي أن يكون العلم في قلب أحد أحلى منه في صدر هذا الرجل.

علم کی جتنی مٹھاس اس شخص کے سینے میں ہے اتنی کسی اور کے سینے میں نہیں ہے۔ [1]

---

[1] إنباه الرواة على أنباه النحاة: ترجمة: محمد بن القاسم بن محمد أبو بكر الأنباري، ج۳ ص ۲۰۵

علمی مشغولیت کی وجہ سے کئی سالوں تک لوبیا کھانے کی خواہش پوری نہیں ہوئی

امام ابواسحاق ابراہیم بن علی شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷٦ھ) فرماتے ہیں:

كنت أشتهي وقت طلبي العلم الثريد بماء الباقلاء فلا يتيسر لي سنين لاشتغالي بالدرس وأخذي السبق بالغدوات والعشيات.(1)

دوران طالب علمی کئی سالوں تک میرا دل لوبیا کھانے کو چاہتا رہا لیکن سبق کی مشغولیت اور صبح وشام کے تکرار کی وجہ سے یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔

ایک حدیث کے مذاکرے میں پوری رات گذر گئی

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کی سوانح میں لکھا ہے کہ امام علی بن الحسن بن شقیق رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) نے کہا ہے:

قمت مع ابن المبارك ليلة باردة ليخرج من المسجد فذاكرني عند الباب بحديث وذاكرته فما زال يذاكرني حتى جاء المؤذن فأذن للفجر.(2)

میں عبد اللہ بن مبارک کے ساتھ ایک ٹھنڈی رات میں مسجد سے نکلا، مسجد کے دروازے پر انہوں نے میرے ساتھ ایک حدیث کا مذاکرہ شروع کر دیا، اور میں نے بھی شروع کر دیا، پھر وہ برابر مذاکرہ کرتے رہے یہاں تک کہ مؤذن آ گیا اور اس نے فجر کی اذان دے دی۔

مطالعہ کے انہماک کی وجہ سے گھوڑے سے ٹکرا کر انتقال ہو گیا

امام احمد بن یسار المعروف امام ثعلب رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۱ھ) مطالعہ میں انہماک کا

(1) المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ترجمة: الأستاذ أبو اسحاق ابراهيم بن علي الشيرازي، ج۱٦ ص ۲۲۹ (2) تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبد الله بن المبارك بن واضح، ج ۱ ص ۲۰۳

یہ عالم تھا کہ ایک دن راہ چلتے مطالعہ میں مصروف تھے، سامنے سے گھوڑا آرہا تھا، مطالعہ کی مشغولیت نے اس کا احساس نہ ہونے دیا اور گھوڑے نے انہیں کھڈے میں گرا ڈالا، بے ہوش ہوئے، گھر لائے گئے تو زندگی کی رہی سہی رمق بھی جاتی رہی، اور دوسرے دن انتقال ہوگیا۔ ❶

میں ہاتھی دیکھنے کے لئے نہیں بلکہ علم حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں

امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی مجلس میں ہر وقت ایک جماعت ایسے افراد کی موجود رہتی تھی جو امام مالک رحمہ اللہ سے علم حاصل کرتے تھے۔ پس امام مالک رحمہ اللہ کی مجلس جاری تھی کہ اچانک شور کی آواز سنی کہ مدینہ میں ہاتھی آیا ہے، پس مجلس کے تمام لوگ ہاتھی کو دیکھنے کے لئے چلے گئے لیکن یحیٰی بن یحیٰی لیثی اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) نہیں گئے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا کہ آپ اس عجیب وغریب جانور کو دیکھنے کے لئے کیوں نہیں گئے حالاں کہ آپ کے ملک میں یہ جانور نہیں ہوتا، یحیٰی بن یحیٰی رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ میں اپنے ملک سے صرف اس لئے آیا ہوں کہ آپ کی زیارت کروں اور آپ سے علم حاصل کروں، ہاتھی دیکھنے کے لئے نہیں آیا۔ پس امام مالک رحمہ اللہ یحیٰی بن یحیٰی رحمہ اللہ کا جواب سن کر متعجب ہوئے اور آپ نے اس کا (یعنی یحیٰی بن یحیٰی رحمہ اللہ کا) نام عاقل اہل اندلس رکھا دیا۔ پھر اس کے بعد (یعنی تعلیم کے حصول کے بعد) یحیٰی بن یحیٰی رحمہ اللہ اندلس کی طرف واپس ہوئے تو ان کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی ان کے علم وکمالات کی شہرت پھیل چکی تھی۔ چناں چہ یحیٰی بن یحیٰی تمام اہل اندلس کے مرجع بن گئے اور وہاں پر آپ کے علم وشہرت کے ساتھ ساتھ مالکی مذہب بھی مشہور ہوگیا اور موطا امام مالک رحمہ اللہ کی وہ تمام روایتیں جو یحیٰی بن یحیٰی رحمہ اللہ اندلسی رحمہ اللہ نے روایت کیں وہ سب سے زیادہ مشہور ومعروف ہوگئیں۔ یحیٰی بن یحیٰی رحمہ اللہ اس زمانے میں تمام عوام وخواص میں

---

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: أبو العباس أحمد بن يحيى بن زيد بن سيار، ج ١ ص ١٠٤

مقبول تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ ❶

خاتم المفسرین علامہ آلوسی رحمہ اللہ کا علمی انہماک

حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) مشہور محقق مفسر علامہ آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ ہر دم اس بات کے حریص رہتے تھے کہ لحظہ بہ لحظہ ان کے علم میں اضافہ ہو، وہ علمی فوائد کے حاصل کرنے اور مشکل و دقیق مباحث کو سمیٹنے میں بالکل تساہل نہیں برتتے تھے، آپ کا دن تو افتاء وتدریس میں صرف ہوتا تھا، رات کا ایک حصہ کسی مستفید وہم نشین کی صحبت میں گزرتا، اور آخر حصوں میں تفسیر لکھا کرتے تھے، پھر وہ تفسیر کے اوراق صبح کو اپنے ہی گھر میں مقررہ کردہ کاتبوں کے حوالے کر دیتے تھے، وہ سب مل کر ان اوراق کی تبییض سے تقریباً دس گھنٹوں میں فارغ ہوتے تھے۔

وہ پہلے تو پورے دن میں چوبیس اسباق پڑھایا کرتے تھے لیکن جب تفسیر کی مصروفیت بڑھی تو بڑی بڑی کتابوں کے صرف تیرہ اسباق پڑھانے لگے، تالیفات کا سلسلہ تو آخری عمر تک جاری رہا۔

حضرات علماء کے نزدیک آپ کی تفسیر دوسری تفاسیر کے مقابلہ میں ایک منفرد عجوبہ کی حیثیت رکھتی ہے، یہ آپ کی امامت، فضل اور شرف وکمال علم پر کافی وافی دلیل ہے، اور یہ تو آپ کو معلوم ہو ہی چکا کہ یہ عظیم تفسیر رات رات میں لکھی گئی ہے اسی لئے کہا گیا ہے:

وَبَادِرِ اللَّيْلَ بِمَا تَشْتَهِي　　فَإِنَّمَا اللَّيْلُ نَهَارُ الْأَدِيبِ

ترجمہ: رات کے اوقات کو ارادوں کی تکمیل کے لئے جلد کام میں لاؤ کیونکہ رات تو عقل مند کے لئے دن ہے۔

كَأَنَّكَ لَمْ تَسْبَقْ مِنَ الدَّهْرِ لَيْلَةً　　إِذْ أَنْتَ أَدْرَكْتَ الَّذِي كُنْتَ تَطْلُبُ ❷

ترجمہ: اگر تم نے اپنا مطلوب حاصل کرلیا تو گویا تم زمانہ بھر میں کسی ایک رات بھی

---

❶ حياة الحيوان، الفيل، التعبير، ج ۲ ص ۳۱۹ ❷ قيمة الزمن عند العلماء: ص ۸۱

پیچھے نہیں رہے۔

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا علمی انہماک

دہلی میں بزمانہ طالب علمی جتنا بھی آپ کو قیام کرنا پڑا اس کی مدت کو دیکھئے کہ بمشکل چار سال ہوتی ہے اور اس مبلغِ علم واستعداد کو ملاحظہ فرمائیے جس کا مخالفین کو بھی اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں، دونوں پر نظر ڈال کر بہت تعجب ہوتا ہے کہ اتنے تھوڑے ایام میں یہ سمندر کیونکر پلایا گیا، اس میں شک نہیں کہ آپ اعلیٰ درجہ کے ذکی مغلق مضمون کو جلد سمجھنے والے طالب علم تھے، لیکن اس کے ساتھ ہی شوقین اور محنتی اس درجہ کہ شب وروز کے چوبیس گھنٹوں میں شاید سات آٹھ گھنٹہ سونے کھانے اور دیگر ضروریات شرعیہ وطبعیہ میں خرچ ہوتے ہوں گے اور اس کے علاوہ سارا وقت ایسی حالت میں گزرتا تھا کہ کتاب نظر کے سامنے ہے اور خیال مضمون کے تہہ میں ڈوبا جاتا ہے، مطالعہ میں آپ اس درجہ محو ہو جاتے تھے کہ پاس رکھا ہوا کھانا کوئی اٹھا کر لے جاتا تو آپ کو خبر نہیں ہوتی، بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ کتاب دیکھتے ہوئے آپ سو گئے اور صبح معلوم ہوا کہ رات کھانا نہیں کھایا تھا، مدرسہ کو آتے جاتے آپ کبھی ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے لپکے ہوئے جاتے اور جھپٹے ہوئے آتے تھے۔ [1]

حضرت نے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں جب میں پڑھا کرتا تھا، جہاں کھانا مقرر تھا، آتے جاتے راستہ میں ایک مجذوب ہوا کرتے، ایک دن وہ بولے: مولوی! روزانہ اس راستے سے تو کہاں جایا کرتا ہے؟ کوئی دوسرا راستہ نہیں؟ میں نے عرض کیا: کھانا لینے کے لئے جایا کرتا ہوں، دوسرا راستہ چونکہ بازار سے ہو کر گزرتا ہے اور وہاں ہر قسم کی اشیاء پر نظر پڑ سکتی ہے اس لئے اس راہ سے آتا جاتا ہوں۔

مجذوب کہنے لگے: شاید تجھے معاشی تنگی اور خرچ کی تکلیف ہے، میں تجھے سونا بنانے کا نسخہ بتاتا ہوں، کسی وقت میرے پاس آجاؤ، فرماتے تھے: اس وقت تو حاضری کا

---

[1] تذکرۃ الرشید: ص ۳۵

اقرار کر آیا، مگر پڑھنے لکھنے میں انہماک کی وجہ سے بعد میں یاد ہی نہیں رہا، دوسرے دن مجذوب نے پھر یاد دہانی کی، میں نے کہا: پڑھنے سے فرصت نہیں، جمعہ کے دن مجذوب نے پھر یاد دہانی کی، میں نے کہا: پڑھنے سے فرصت نہیں، جمعہ کے دن کوئی وقت نکال کر آؤں گا، جمعہ آیا تو مطالعہ میں مشغولیت کی وجہ سے یاد نہیں رہا، مجذوب پھر ملے، کہا کہ تم حسب وعدہ نہیں آئے، میں نے بھولنے کا عذر کیا اور آئندہ جمعہ کا وعدہ کیا، لیکن مطالعہ میں مصروفیت کی وجہ سے جمعہ کے دن یاد ہی نہیں رہتا تھا، اس طرح کئی جمعے گزر گئے، آخر ایک جمعہ کو وہ مجذوب خود میرے پاس آئے اور درگاہ شاہ نظام الدین کی طرف لے جا کر ایک قسم کی گھاس مجھے دکھائی، ساتھ ساتھ ان مقامات کی بھی نشاندہی کی جہاں یہ گھاس اگتی ہے، پھر وہ گھاس توڑ کر لائے اور مجھے طریقہ بتانے کی غرض سے میرے سامنے اس نے سونا بنایا، پھر سونا مجھے دے کر کہنے لگے: یہ بیچ کر اپنے کام میں لائیں، تاہم مجھے کتاب کے مطالعہ سے اتنی فرصت بھی نہ تھی کہ وہ سونا بازار جا کر بیچوں، مجذوب نے ایک دن خود جا کر وہ سونا بیچا اور رقم لا کر مجھے دی۔ [1]

علمی انہماک کی وجہ سے چھ ماہ تک جوتا خریدنے کا موقعہ نہ ملا

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے ابا جان کے جوتوں کی بدولت باہر آنے جانے سے شروع ہی سے نفرت تھی، ایک مرتبہ میرا نیا جوتا اٹھ گیا تھا تو جہاں تک یاد ہے، چھ مہینہ تک دوسرا جوتا خریدنے کی نوبت نہیں آئی، اس لئے کہ جمعہ بھی مدرسہ قدیم میں ہوتا تھا اور دار الطلبہ بھی اس وقت تک نہیں بنا تھا، مجھے چھ ماہ تک باہر نکلنے کی نوبت ہی نہیں آئی، اس کا اثر تھا کہ جب سہارنپور میں نمائش ہوئی، حافظ مقبول احمد صاحب مرحوم نے مجھ سے چلنے کو فرمایا، میں نے پوچھا: وہاں کیا ہوگا؟ انہوں نے فرمایا کہ دکانیں لگتی ہیں، میں نے کہا دکانیں تو یہاں سے اسٹیشن تک بہت ہیں، انہوں نے

[1] آپ بیتی: حضرت گنگوہی کا علمی انہماک، ج۲ ص ۶۱، ۶۲

از راہ شفقت بہت اصرار کیا، مگر میرا جی نہ چاہا۔ ❶

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کو بچپن سے مطالعہ میں انہماک

مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۵۸ھ) اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ لوگ لڑکپن کا زمانہ کھیل کود میں بسر کرتے ہیں، مگر بارہ تیرہ برس کی عمر میں میرا یہ حال تھا کہ کتاب لے کر کسی گوشہ میں جا بیٹھتا اور کوشش کرتا کہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہوں، کلکتہ میں آپ نے ڈلہوزی اسکوائر ضرور دیکھا ہوگا، اسے عام طور پر لال ڈگی کہا کرتے تھے، اس میں درختوں کا ایک جھنڈ تھا کہ باہر سے دیکھئے تو درخت ہی درخت ہیں، اندر جائیے تو اچھی خاصی جگہ ہے اور ایک بینچ بھی بچھی ہوئی ہے، معلوم نہیں اب بھی یہ جھنڈ ہے کہ نہیں، میں جب سیر کے لیے نکلتا تو کتاب ساتھ لے جاتا اور اس جھنڈ کے اندر بیٹھ کر مطالعہ میں غرق ہو جاتا، والد مرحوم کے خادم خاص حافظ ولی اللہ مرحوم ساتھ ہوا کرتے تھے، وہ باہر ٹہلتے رہتے اور جھنجلا جھنجلا کر کہتے اگر تجھے کتاب ہی پڑھنی تھی تو گھر سے نکلا کیوں؟ اکثر سہ پہر کے وقت کتاب لے کر نکل جاتا اور شام تک اس کے اندر رہتا، اب وہ زمانہ یاد آجاتا ہے تو دل کا عجیب حال ہوتا ہے:

عالم بے خبری طرفہ بہشتے بود است
حیف صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم

کچھ یہ بات نہ تھی کہ کھیل کود اور سیر و تفریح کی کمی ہو، میرے چاروں طرف ان کی ترغیبات پھیلی ہوئی تھیں، اور کلکتہ جیسا ہنگامہ گرم کن شہر تھا، لیکن میں طبیعت ہی کچھ ایسی لے کر آیا تھا کہ کھیل کود کی طرف رخ ہی نہیں کرتی تھی:

ہمہ شہر پُر ز خوباں منم و خیالِ ماہے
چہ کنم کہ نفس بدخو نہ کند بہ کس نگاہے

❶ آپ بیتی: باب پنجم، ج ۱ ص ۲۷۳

والد مرحوم میرے اس شوقِ علم سے خوش ہوئے مگر فرماتے یہ لڑکا اپنی تندرستی بگاڑ دے گا، معلوم نہیں جسم کی تندرستی بگڑی یا سنوری مگر دل کو ایسا روگ لگ گیا کہ پھر کبھی پنپ نہ سکا۔ ❶

اسلافِ اُمت کا حصولِ علم کے لئے فقر و فاقہ اور تنگدستی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا دورانِ تعلیم فقر و فاقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۷ھ) کو تعلیم کے دوران بار ہا ایسا ہوا کہ بھوک کی وجہ سے آپ بے ہوش گئے اور لوگوں نے سمجھا کہ آپ کو مرگی کا دورہ پڑ گیا ہے اور وہ آپ کو جوتا سونگھا کر ہوش میں لانے کی کوشش کرتے۔

ایک مرتبہ تین دن گزر گئے اور سوائے پانی کے آپ کے حلق سے کوئی چیز نہ اتری تو آپ مجبور اور پریشان ہو کہ "صفہ" سے باہر نکلے کہ کوئی ساتھی مل جائے تو اس سے کچھ کھانے کی چیز لے لوں، اتنے میں دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں، آپ نے بڑھ کر سلام کیا اور ان سے چلتے چلتے مسائل پر گفتگو شروع کر دی کہ اس بہانے گھر تک پہنچ جائیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو توجہ نہیں ہوئی یا آپ کے گھر میں بھی کچھ نہیں تھا اس لئے آپ نے ساری گفتگو گھر سے باہر ہی ختم کر کے مصافحہ کر کے رخصت کیا۔

اتنے میں دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں، آپ نے ان سے مصافحہ کیا اور چلتے چلتے مسائل پر گفتگو شروع کر دی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی طرح گھر لے جانے کے بجائے باہر ہی سے رخصت کر دیا۔

آپ واپس ہو رہے تھے کہ دیکھا محبوبِ رب العالمین رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

❶ غبار خاطر: ص ۱۳۹، ۱۴۰

تشریف لا رہے ہیں، آپ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کو دیکھتے ہی مسکرانے لگے اور فرمایا: ابو ہریرہ! معلوم ہوتا ہے کہ بھوک کی شدت سے بے تاب ہو، آپ نے اثبات میں سر ہلایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ میرے ساتھ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندرونِ خانہ تشریف لے گئے اور گھر والوں سے پوچھا کچھ کھانے کے لئے ہے؟

گھر والوں نے جواب دیا کہ ایک پیالہ دودھ کا آپ کے لئے ہدیہ کے طور پر کسی نے بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ لیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے، دودھ کے پیالہ پر نظر پڑتے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان میں جان آئی کہ ان کا رزق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے مل رہا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! اِنْطَلِقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ.

ترجمہ: اے ابو ہریرہ! جاؤ اہل صفہ کو بلا لاؤ۔

اس وقت صفہ میں مہمانانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد ستر تھی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر طبیعت پر گرانی ہوئی اور سوچا:

مَا يَفْعَلُ هَذَا اللَّبَنُ مَعَ أَهْلِ الصُّفَّةِ.

ترجمہ: یہ (ایک پیالہ) دودھ اہلِ صفہ (کی کثیر تعداد) کو کیا کام دے گا۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے جاں نثار صحابہ کرام فوراً سرِ تسلیم خم کرتے تھے، اس لئے فوری طور پر آپ اصحابِ صفہ کو بلانے کے لئے گئے اور دل ہی دل میں اپنے آپ کو تسلی دیتے رہے کہ چوں کہ میری حالت سب سے زیادہ ابتر ہے اس لئے آپ سب سے پہلے مجھے دودھ پلائیں گے، بہر حال تمام مہمانانِ رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: خُذْ أَبَا هُرَيْرَةَ فَأَعْطِهِمْ ''اے

ابو ہریرہ! یہ دودھ لو اور اہلِ صفہ کو (پینے کے لئے) دو' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حکم کی اتباع میں ایک ایک ساتھی کو دودھ پلانا شروع کیا، ہر ساتھی سیر ہو کر دودھ پیتا رہا، یہاں تک کہ ستر کے ستر اصحاب سیر ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اب ابو ہریرہ رضی اللہ سے فرمایا کہ دودھ پیو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیر ہو کر دودھ پیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور پیو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور پیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اور پیو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور پیا اس کے بعد فرمایا کہ حضرت اب گنجائش نہیں ہے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ماندہ دودھ نوش فرمایا۔ (۱)

زمانہ طالب علمی میں امام مالک رحمہ اللہ پر فقر وفاقہ

امام ابن قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی طالب علمانہ مفلسی کی زندگی میں ایسا وقت بھی آیا کہ انہیں مجبوراً اپنے گھر کی چھت کو توڑ کر اس کی کڑیوں کو بیچنا پڑ گیا، بعد میں اللہ نے ان کو خوشحالی اور آسودگی سے نوازا اور ان پر مال ودولت کے دروازے کھول دیئے۔ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کا یہ مقولہ بھی نقل کیا ہے کہ جب تک آدمی فقر وفاقہ کا ذائقہ نہ چکھے علم نہیں آتا۔ (۲)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی زمانہ طالب علمی میں مفلسی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی پیشن گوئی

امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں علی بن جعد رحمہ اللہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے خود یہ بیان کیا کہ

---

(۱) مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة، ج۱۶ ص۱۹۹، رقم الحديث: ۱۰۶۷۹ (۲) ترتيب المدارك وتقريب المسالك: باب ابتداء طلب مالك للعلم وصبره عليه، ج۱ ص۱۳۰

جب میرے والد ابراہیم بن حبیب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو میں چھوٹی سی عمر کا تھا، میری والدہ نے مجھے ایک دھوبی کے پاس اس کا ہاتھ بٹانے کے لئے ڈال دیا، راستہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا حلقہ درس لگتا تھا، میں روزانہ دھوبی کے پاس جانے کے بجائے وہاں بیٹھ کر آپ کی باتیں سنتا، والدہ کو اس بات کا پتہ چل گیا، وہ میرے پیچھے پیچھے حلقہ درس تک آتیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر دھوبی کے پاس لے جاتیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ میری روزانہ کی حاضری اور علم حاصل کرنے کا جذبہ وشوق دیکھ کر میرا بہت خیال رکھتے اور بڑی شفقت فرماتے، جب میرے بھاگ کر حلقہ درس میں پہنچنے اور والدہ کے پیچھے پیچھے آنے کا معمول روز کا ہو گیا تو ایک دن انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یوں کہا: اس بچہ کے بگاڑ کا سبب صرف تم ہو، یہ یتیم ومفلس بچہ ہے، میں سوت کات کات کر اس کا پیٹ بھرتی ہوں اور یہ چاہتی ہوں کہ یہ کما کر روزانہ ایک درہم بھی لے آئے تو اس کے کام آئے۔

یہ سن کر ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مائی! یہاں سے جاؤ، یہ جو تمہارا بیٹا یہاں پڑھ رہا ہے یہ ایک دن روغن پستہ سے بنے ہوئے فالودہ کو کھائے گا، وہ وہاں سے یہ بڑبڑاتی ہوئی گئیں کہ ''تم سٹھیا گئے ہو اور تمہاری عقل ٹھکانے نہیں'' امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمہ وقت ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں رہتا اور وہ برابر روپے پیسے سے میرا خیال رکھتے اور میری کسی ضرورت کو پورا کئے بغیر نہ چھوڑتے، اللہ نے مجھے علم سے خوب نفع پہنچایا اور عزت ورفعت سے نوازا یہاں تک کہ میں پوری اسلامی سلطنت کا چیف جسٹس بن گیا۔

اس دوران بسا اوقات خلیفہ ہارون رشید کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا، ایک دن ہارون رشید کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا، خلیفہ نے مجھ سے کہا یعقوب (امام ابو یوسف رحمہ اللہ) اس میں سے کھاؤ، اس طرح کی چیز ہمارے لئے روزانہ نہیں بنتی، میں نے کہا امیر المؤمنین! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا روغن پستہ سے بنا ہوا

فالودہ ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سننا تھا کہ مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی، خلیفہ نے پوچھا ہنسے کی وجہ؟ میں نے کہا خدا امیر المؤمنین کو سلامت رکھے خیر ہی کی بات ہے، انہوں نے کہا وہ بات بتانی ہوگی، اور پھر بہت ہی اصرار کرنے لگے تب میں نے اول سے آخر تک پورا قصہ سنایا، ہارون رشید کو سن کر بہت تعجب ہوا پھر یوں کہا: بخدا علم انسان کو دین و دنیا دونوں میں فائدہ پہنچاتا ہے، اور عزت و رفعت سے نوازتا ہے، پھر وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں دیر تک دعا کرتے رہے، آخر میں یوں فرمایا وہ اپنی عقل کی آنکھ سے ایسی چیز دیکھ لیتے تھے جو بظاہر سر کی آنکھ سے نظر نہیں آتی۔ (۱)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ افلاس کی وجہ سے سفر نہ کر سکے

امام عبد الرزاق بن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) سے زیادہ روایات اور احادیث کا حافظ ہو، ان سے پوچھا گیا:

مَا مَنَعَکَ أَنْ تَرحَلَ إِلَی الزُّهْرِیِّ؟قَالَ:لَمْ تَکُنْ دَرَاهِمَ.

آپ نے امام زہری کی طرف علم حاصل کرنے کے لئے سفر کیوں نہیں کیا تھا؟ تو فرمایا میرے پاس درہم (پیسے) نہیں تھے۔ (۲)

تین محدثین پر فقر و فاقہ اور غیبی رزق کا انتظام

امام ابوبکر بن ابوعلی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ امام ابن المقری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں اور امام طبرانی اور ابو شیخ رحمہم اللہ مدینہ منورہ میں تھے تو خرچہ میں ہمارا ہاتھ بہت تنگ ہوگیا، ہم نے صومِ وصال رکھا، جب عشاء کا وقت آ گیا تو ہم روضہ اقدس کے پاس گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم بھوکے ہیں، امام طبرانی رحمہ اللہ نے مجھ کو کہا کہ بیٹھ جاؤ یا تو رزق مل

---

(۱) تاريخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبراهيم أبو يوسف القاضي، ج۱۴ ص۲۴۷، ۲۴۸ (۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: سفيان بن سعيد بن مسروق، ج۷ ص۲۴۶

جائے گا یا ہم یہیں مرجائیں گے، میں اور امام ابوالشیخ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے:

فحضر الباب علوی ففتحنا له فإذا معه غلامان بقفتين فيهما شيء كثير وقال: شكوتموني إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم رأيته في النوم فأمرني بحمل شيء إليكم. ❶

دروازے پر ایک علوی آیا ہم نے اس کے لئے دروازہ کھولا، اس کے ساتھ دو لڑکے تھے، ان کے پاس دو ٹوکریاں تھیں اور ان میں بہت کچھ سامان تھا، اس نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کی، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے حکم ارشاد فرمایا کہ تم کو کچھ دے کر آؤں۔

امام احمد بن حنبل پر زمانہ طالب علمی میں افلاس

امام احمد بن سان واسطی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) ازار بند باندھ کر اپنی ضروریات طالبِ علمی کے زمانہ میں پوری کیا کرتے تھے، دوسروں نے کچھ دینا بھی چاہا تو انکار کر دیتے تھے:

أن أحمد بن حنبل رهن نعله عند خباز على طعام أخذه منه عند خروجه من اليمن وأكرى نفسه من ناس من الجمالين عند خروجه. ❷

جب یمن سے چلنے لگے تو نان بائی کے کچھ روپے امام پر رہ گئے تھے، ان کے پاس تو روپے نہ تھے، تو پہننے کے جوتے اس کے حوالے کر دیئے اور ننگے پاؤں روانہ ہوئے، اور اونٹوں پر بوجھ لادنے اور اتارنے والے مزدوروں میں شریک ہوگئے، جو مزدوری ملتی وہ زادِ راہ کا کام دیتی تھی۔

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن المقرئ أبو بكر محمد بن ابراهيم بن على بن عاصم، ج۳ ص ۱۲۲ ❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال، ج۵ ص ۳۰۴

امام بخاری رحمہ اللہ نے تین دن تک گھاس کھائی

امام محمد بن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) سے سنا انہوں نے فرمایا:

خَرَجتُ إِلَى آدَمَ بنِ أَبِي إِيَاسٍ، فَتخلَّفتُ عَنِّي نَفقَتِي، حَتَّى جَعَلتُ أَتناولُ الحَشِيشَ، ولاَ أُخبِرُ بِذَلِكَ أَحداً .فَلَمَّا كَانَ اليَوْمُ الثَّالِثُ أَتَانِي آتٍ لَمْ أَعرِفْهُ، فَناولَنِي صُرَّةَ دَنَانِيرَ، وَقَالَ: أَنْفِقْ عَلَى نَفْسِكَ.[1]

میں حضرت آدم بن ابی ایاس رحمہ اللہ کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے نکلا میرا خرچہ پہنچنے میں تاخیر ہوئی، حتی کہ میں گھاس کھانے لگا اور اس کی کسی کو خبر نہیں دیتا تھا، جب تیسرا دن ہوا تو میرے پاس ایک آنے والا آیا جس کو میں نہیں جانتا تھا اس نے مجھے دیناروں کی ایک تھیلی دی اور کہا کہ اپنے اوپر خرچ کرو۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا زمانہ طالب علمی میں افلاس

امام بخاری رحمہ اللہ کے ایک رفیق درس عمر بن حفص الاسقر بصرہ میں محمد بن اسماعیل (امام بخاری رحمہ اللہ) کے ساتھ حدیث لکھا کرتے تھے، چند دنوں کے بعد محسوس ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کئی دن سے درس میں نہیں آرہے ہیں، تلاش ہوئی کہ آخران کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا، جہاں مقیم تھے، ڈھونڈتے ہوئے ہم لوگ وہاں پہنچے، تو دیکھا کہ ایک اندھیری کوٹھری میں پڑے ہیں، بدن پر لباس نہیں ہے (یعنی جس لباس کو پہن کر لوگ باہر نکلا کرتے ہیں) دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ''قَدْ نَفَدَ مَا عِنْدَهُ وَلَمْ يَبْقَ مَعَهُ شَيْئٌ'' جو کچھ ان کے پاس تھا سب ختم ہو چکا، کچھ باقی نہ رہا جس سے وہ لباس تیار کرتے۔

آخر ہم لوگوں نے مل کر رقم جمع کی اور خرید کر کپڑا لائے، تب پہن کر امام بخاری رحمہ اللہ پھر ہمارے ساتھ درس گاہ آنے جانے لگے۔[2]

---

[1] سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، ج ۱۲ ص ۴۴۸

[2] تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۳

محمد نام کے چار جلیل القدر محدثین کا واقعہ

تیسری صدی ہجری میں مصر میں چار محدثین بہت مشہور ہوئے، چاروں کا نام محمد تھا اور چاروں علم حدیث کے جلیل القدر ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۱...... محمد بن نصر مروزی۔ ۲...... محمد بن جریر طبری۔ ۳...... محمد بن المنذر۔ ۴...... محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ۔

ان کا ایک عجیب واقعہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔ یہ چاروں حضرات مشترک طور سے حدیث کی خدمت میں مشغول تھے، بسا اوقات ان علمی خدمات میں انہماک اس قدر بڑھتا کہ فاقوں تک نوبت پہنچ جاتی۔ ایک دن چاروں ایک گھر میں جمع ہو کر احادیث لکھنے میں مشغول تھے، کھانے کو کچھ نہیں تھا، بالآخر طے پایا کہ چاروں میں سے ایک صاحب طلب معاش کے لئے باہر نکلیں تاکہ غذا کا انتظام ہو سکے۔ قرعہ ڈالا گیا تو امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کے نام نکلا، انہوں نے طلب معاش کے لئے نکلنے سے پہلے نماز پڑھی اور دعا کرنی شروع کر دی۔

یہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اور مصر کے حکمران احمد بن طولون رحمہ اللہ اپنی قیام گاہ میں آرام کر رہے تھے، ان کو سوتے ہوئے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ فرما رہے تھے کہ: محدثین کی خبر لو! ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔

ابن طولون رحمہ اللہ بیدار ہوئے تو لوگوں سے تحقیق کی کہ اس شہر میں محدثین کون ہیں؟ لوگوں نے ان حضرات کا پتہ دیا، احمد بن طولون رحمہ اللہ نے اسی وقت ان کے پاس ایک ہزار دینار بھجوائے اور جس گھر میں وہ خدمت حدیث میں مشغول تھے اُسے خرید کر وہاں ایک مسجد بنوادی اور اسے علم حدیث کا مرکز بنا کر اس پر بڑی جائیدادیں وقف کر دیں۔ [1]

---

[1] البداية والنهاية: سنة أربع وتسعين ومائتين، ترجمة: محمد بن نصر المروزي، ج٦ ص ١٢١

ایک درہم کی خوراک سے تیس ہزار احادیث لکھیں

حضرت ابوبکر عبداللہ بن سلیمان بن اشعث رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۶ھ) فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ الْكُوْفَةَ وَمَعِيَ دِرْهَمٌ وَاحِدٌ، فَأَخَذْتُ بِهِ ثَلَاثِيْنَ مُدَّ بَاقِلًا، فَكُنْتُ آكُلُ مِنْهُ، وَأَكْتُبُ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْأَشَجِّ، فَمَا فَرَغَ الْبَاقِلًا حَتَّى كَتَبْتُ عَنْهُ ثَلَاثِيْنَ أَلْفَ حَدِيْثٍ، مَا بَيْنَ مَقْطُوْعٍ وَمُرْسَلٍ.

میں کوفے میں داخل ہوا میرے پاس صرف ایک درہم تھا، میں نے اس سے تیس مدلوبیا خریدا اور اسے کھاتا تھا، اور حضرت ابوسعید الاشج رحمہ اللہ سے حدیث کا سماع کر کے لکھتا تھا، جب لوبیا ختم ہوا تو میں تیس ہزار (۳۰۰۰۰) مقطوع اور مرسل وغیرہ احادیث لکھ چکا تھا۔ (1)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کا فقر و فاقہ اور طویل پیدل اسفار

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) خود اپنی طالب علمی کا واقعہ سناتے ہیں کہ میں ۲۱۴ھ میں ۸ ماہ تک بصرہ میں رہا، میرا ارادہ سال بھر رہنے کا تھا لیکن اتفاق سے وہاں میرا گھر سے آنے والا خرچہ رک گیا تو میں نے اپنے بدن کے کپڑے ایک ایک کر کے بیچنے شروع کیے، آخر کب تک کام چلتا ایک دن وہ بھی ختم ہو گیا اور میں بغیر خرچہ کے رہ گیا، میں اس روز اپنے ساتھی کے ساتھ دن بھر مشائخ کے پاس چکر لگاتا اور ان سے احادیث کی سماعت کرتا رہا، شام ہوئی تو میرا ساتھی چلا گیا، میں اپنے خالی کمرہ کی طرح واپس ہوا اور بھوک کی وجہ سے بار بار پانی پینے لگا۔

اگلے دن صبح سویرے ہی میرا دوست آ گیا اور میں اس کے ساتھ شدید بھوک کی حالت میں حدیث سننے کے لئے چکر کاٹتا رہا، شام کو وہ واپس ہوا، میں بھوکا پیاسا لوٹ کر آ گیا، جب تیسرے دن صبح ہی صبح اس نے آ کر کہا آؤ اساتذہ کی خدمت میں چلیں۔

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو بكر عبد الله بن سليمان بن الأشعث، ج۱۳ ص۲۲۳

قلت أنا ضعيف لا يمكنني قال ما ضعفك؟ قلت لا أكتمك أمري قد مضى يومان ما طعمت فيهما شيئا، فقال قد بقي معي دينار فأنا أواسيك بنصفه ونجعل النصف الآخر في الكراء فخرجنا من البصرة وقبضت منه النصف دينار .

تو میں نے کہا کمزوری کی وجہ سے جانا مشکل ہے، اس نے کہا کیا کمزوری پیش آئی؟ میں نے کہا اب تم سے کیا چھپاؤں دو دن ہو گئے میں نے ایک لقمہ نہیں کھایا، اس نے کہا میرے پاس ایک دینار رہ گیا ہے، میں آدھا آپ کو دے دیتا ہوں، اور آدھے میں ہم دونوں کرایہ کی سواری کا انتظام کرلیں گے، اس نے آدھا دینار اپنے قبضہ میں کیا اور بصرہ سے چلے آئے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ سے داؤد جعفری رحمہ اللہ کے پاس لوٹ کر آئے تو مقام ''جار'' پر پہنچے، اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے ہم تین آدمی تھے، میرے علاوہ ایک امام ابوزہیر مروزی اور دوسرے امام نیشاپوری۔ سمندری سفر جاری تھا کہ مجھے بد خوابی ہوئی اور نہانے کی ضرورت پیش آ گئی، میں نے اپنے ساتھیوں کو صورت حال بتائی، انہوں نے کہا ہم تمہیں ایک رسی سے باندھ کر پانی میں ڈال دیں گے، غرض انہوں نے مجھے رسی سے باندھ کر پانی میں چھوڑا، اس وقت ہوا کا زور تھا اسی حالت میں میں نے پہلے اچھی طرح وضو کیا اور پھر ان سے کہا کہ اب تھوڑا سا اور نیچے کو چھوڑو، انہوں نے چھوڑا تو میں نے پانی میں غوطہ لگا کر آواز دی، مجھے اوپر اٹھالو، انہوں نے اوپر کھینچ لیا۔

جب سمندر میں چلتے چلتے تین ماہ ہو گئے، تو ہمارا حال برا ہو گیا، ادھر جو کھانے پینے کا سامان تھی وہ بھی ختم ہونے کے قریب پہنچ گیا، خدا خدا کر کے ایک خشکی کا علاقہ آیا اور ہم وہاں اتر گئے، اب پیدل سفر تھا، کئی روز تو جو کھانا پینا موجود تھا وہ بھی ختم ہو گیا، پھر ایک دن اور ایک رات بے کھائے پئے چلتے رہے، دوسرا تیسرا دن بھی اسی طرح گزرا، روزانہ رات

تک چلتے اور رات ہو جانے پر نماز پڑھ کے جو جہاں ہوتا وہیں لیٹ جاتا، بھوک اور تھکان کی وجہ سے ہمارے جسم نڈھال ہو چکے تھے۔

تیسرے دن ہم نے اپنی ہمت کے مطابق چلنا شروع کیا، ابھی تھوڑا سا چلے تھے کہ شیخ مروزی غش کھا کر گر پڑے، ہم نے انہیں ہلایا، لیکن جب ہوش نہیں آیا تو مجبوراً چھوڑ کر آگے بڑھ گئے، میں نے اور میرے ساتھی نے ایک یا دو فرسخ (ایک فرسخ تقریباً تین میل کا ہوتا ہے) طے کیا ہوگا کہ میں کمزوری کی وجہ سے لڑکھڑایا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا، میرا ساتھی مجھے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا، وہ برابر چلتا رہا اچانک اسے دور سے کچھ لوگ نظر آئے جنہوں نے اپنی کشتی کو ساحل کے قریب رکھا تھا اور وہ برموسی نامی مقام پر اترے ہوئے تھے، اس نے جب انہیں دیکھا تو اپنے کپڑے کو زور زور سے ہلا کر اشارہ کیا، وہ ایک چھاگل میں پانی لے کر اس کے پاس آیا اور اسے پلا کر اپنے ساتھ لے جانا چاہا، اس نے کہا میرے دو ساتھی بے ہوش ہیں پہلے ان کی خبر لو۔

فما شعرت إلا برجل يصب الماء على وجهي ففتحت عيني فقلت اسقني فصب من الماء في ركوة أو مشربة شيئا يسيرا فشربت ورجعت إلى نفسي ولم يروني ذلك القدر فقلت اسقني فسقاني شيئا يسيرا وأخذ بيدي.

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا ایک آدمی میرے چہرے پر پانی ڈال رہا ہے، میں نے آنکھیں کھول دیں اور اس سے کہا پانی پلاؤ، اس نے کٹورے یا آبخورے میں تھوڑا سا پانی ڈال کر دیا، میں نے اسے پیا تو جان میں جان آ گئی لیکن اتنی تھوڑی سے مقدار سے سیرابی نہیں ہوئی، میں نے کہا پانی اور پلاؤ، اس نے پھر تھوڑا سا پلایا اور ہاتھ پکڑ کر لے جانا چاہا۔

میں نے کہا، میرے پیچھے ایک بزرگ پڑے ہوئے ہیں، اس نے کہا ان کے پاس

کچھ لوگ جا چکے ہیں، اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں بمشکل تمام پیروں کو گھسیٹ کر کسی طرح چلا، وہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے پانی پلاتا، بالآخر کسی نہ کسی طرح ان کی کشتی تک پہنچا، کشتی والوں نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہم ان کے پاس چندروز تک ٹھہرے رہے اور اس مدت میں ہماری خوب جان میں جان آ گئی، اس کے بعد انہوں نے رایہ نامی اپنے شہر کے حاکم کے نام ایک خط لکھ کر دیا اور ہمیں زادراہ کے طور پر کچھ توشہ، ستو اور پانی دے کر رخصت کیا:

فلم نزل نمشي حتى نفذ ما كان معنا من الماء والسويق والكعك فجعلنا نمشي جياعا عطاشا على شط البحر حتى وقعنا إلى سلحفاة قد رمى به البحر مثل الترس فعمدنا إلى حجر كبير فضربنا على ظهر السلحفاة فانفلق ظهره وإذا فيها مثل صفرة البيض فأخذنا من بعض الأصداف الملقى على شط البحر فجعلنا نغترف من ذلك الاصفر فنتحساه حتى سكن عنا الجوع والعطش.

ہم برابر چلتے رہے یہاں تک کہ پانی، ستو اور جو کچھ ہمارے پاس تھا سب ختم ہو گیا، اور ہم بھوکے پیاسے ساحل کے کنارے اسی طرح چلتے رہے، راستہ میں ڈھال کی طرح ایک کچھوا نظر آیا، جسے غالباً سمندر کی موج نے پھینک دیا تھا، ہم نے ایک بڑا سا پتھر لیا اور اس کی کمر پر دے مارا، اس کی کمر پھٹ گئی، دیکھا تو اس میں انڈے کی زردی جیسی چیز بھری ہوئی تھی، ہم نے ساحل سمندر پر پڑی کچھ سیپیاں اٹھائیں اور اس زردی کو نکال کر گھونٹ گھونٹ کر کے پینے لگے یہاں تک کہ ہماری بھوک و پیاس دور ہوگئی۔

أول سنة خرجت في طلب الحديث أقمت سبع سنين أحصيت ما مشيت على قدمي زيادة على ألف فرسخ لم أزل أحصي حتى لما زاد على ألف فرسخ تركته.

میں طلب حدیث میں سب سے پہلے باہر نکلا تو سفر کرتے کرتے سات سال کا عرصہ ہو گیا تھا، میں نے ان پیروں سے جو مسافت طے کی ہے وہ ہزار فرسخ (تین ہزار میل) سے زیادہ ہے، میں ہزار فرسخ تک تو گنتا رہا لیکن جب مسافت اس سے بھی بڑھ گئی تو پھر گننا چھوڑ دیا۔

میں کوفہ سے بغداد کتنی مرتبہ پیدل آیا ہوں بتا نہیں سکتا، بارہا مکہ سے مدینہ جاتا ہوا میں پیدل مصر پہنچا ہوں اور پیدل ہی مصر سے رملہ اور رملہ سے بیت المقدس اور پھر رملہ سے عسقلان اور رملہ سے طبریہ اور طبریہ سے دمشق اور دمشق سے حمص اور حمص سے انطاکیہ اور انطاکیہ سے طرطوس پہنچا ہوں، اس کے بعد میں طرطوس سے پھر دوبارہ حمص کی طرف لوٹا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ابوالیمان کی حدیث کا کچھ حصہ سننے سے رہ گیا تھا وہاں آکر اسے سنا پھر حمص سے بیسان اور بیسان سے رقہ اور رقہ سے فرات پار کرتا ہوا بغداد پہنچا، ملک شام جانے سے پہلے واسط سے دریائے نیل اور وہاں سے کوفہ پہنچا اور بیٹے یہ سب سفر پیدل تھا پیدل۔

اس پہلے سفر میں میری عمر بیس سال تھی، سات سال سفر میں لگے، میں اپنے وطن ''ری'' سے ماہ رمضان المبارک ۲۱۳ھ میں چلا تھا اور واپسی ۲۲۱ھ میں ہوئی، دوسری مرتبہ ۲۴۲ھ میں جانا ہوا اور واپسی ۲۴۵ھ میں ہوئی گویا اس بار تین سال باہر رہنا ہوا اس وقت میری عمر ۴۷ سال کی تھی۔ (1)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا حصولِ علم کے دوران فقر و فاقہ

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نہر کے کنارے سے خرنوب اشوک (ایک درخت کا نام ہے) سے گری پڑی سبزی اور پتے لے کر آتا اور ان

(1) الجرح والتعديل: مقدمة، باب ما لقي من المقاساة في طلب العلم، باب ما ذكر من علم أبي وفقه ومعرفته، ج ۱ ص ۳۵۹، ۳۶۴، ۳۶۵

کو کھا کر گزارہ کرتا، بغداد میں اس قدر گرانی تھی کہ کوئی چیز خریدنے کی سکت نہیں تھی، مجھے کئی کئی دن بغیر کھائے ہو جاتے تھے اور میں اس کی تلاش میں رہتا تھا کہ کہیں کوئی پھینکی ہوئی چیز مل جائے تو اسے اٹھا کر بھوک مٹالوں۔

فخرجت يوما من شدة الجوع إلى الشط لعلي أجد ورق الخس أو البقل، أو غير ذلك فأتقوت به فما ذهبت إلى موضع إلا وغيري قد سبقني إليه وإن وجدت أجد الفقراء يتزاحمون عليه فأتركه حبا، فرجعت أمشي وسط البلد أدرك منبوذا إلا وقد سبقت إليه.

ایک روز بھوک کی شدت میں اس امید پر دریا کے کنارے چلا گیا کہ شاید مجھے سبزی وغیرہ کے پتے پڑے ہوئے مل جائیں گے تو اسے کھالوں گا، مگر میں جہاں بھی پہنچا معلوم ہوا کہ مجھ سے پہلے کوئی دوسرا اٹھا کر لے گیا، کہیں کچھ ملا تو وہاں دوسرے غریبوں اور ضرورت مندوں کو اس پر چھینا جھپٹی کرتے ہوئے دیکھا، اور اسے میں ان کی خاطر چھوڑ کر چلا آیا، میں وہاں سے چلتا ہوا اندرون شہر آیا، خیال تھا کہ کوئی پھینکی ہوئی چیز مل جائے گی، لیکن یہاں بھی اندازہ ہوا کہ کوئی مجھ سے پہلے اٹھا کر لے گیا۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد کے عطر بازار میں واقع مسجد یٰسین کے پاس پہنچا تو بہت ہی نڈھال ہو چکا تھا، اور قوتِ برداشت جواب دے چکی تھی، میں مسجد میں داخل ہو گیا اور ایک کونے میں بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگا، اتنے میں ایک عجمی نوجوان صاف ستھری روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لے کر آیا اور بیٹھ کر انہیں کھانا شروع کر دیا۔

كلما رفع يده باللقمة أن أفتح فمي من شدة الجوع، حتى أنكرت ذلك على نفسي فقلت: ما هذا، وقلت: ما ههنا إلا الله، أو ما قضاه من الموت.

وہ جب لقمہ لے کر ہاتھ اوپر کرتا تو بھوک کی شدت کی وجہ سے بے اختیار میرا منہ کھل جاتا، کچھ دیر کے بعد میں نے اپنے آپ کو ملامت کی اور دل میں کہا یہ کیا حرکت ہے؟ یا تو خدا کھانے پینے کا انتظام کرے گا اور اگر موت کا فیصلہ لکھا جا چکا ہے تو پھر وہ پورا ہو کر رہے گا۔

اچانک عجمی کی نظر میرے اوپر پڑی اور اس نے مجھے دیکھ کر کہا: بھائی آؤ کھانا کھا لو میں نے منع کر دیا، اس نے قسم دی تو آخر کار میں راضی ہو گیا اور رک رک کر تھوڑا تھوڑا کھانے لگا، وہ مجھ سے پوچھنے لگا تم کیا کرتے ہو؟ کہاں کے ہو؟ اور کیا نام ہے؟ میں نے کہا میں جیلان سے پڑھنے کے لئے آیا ہوں، اس نے کہا میں جیلان کا ہوں، کیا تم ابو عبداللہ صومعی درویش کے نواسے عبدالقادر جیلانی کو جانتے ہو؟ میں نے کہا میں وہی تو ہوں۔

اتنا سنتے ہی اس میں اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی اور اس کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا، اس نے کہا: بخدا بغداد پہنچتے ہی میں نے تمہیں تلاش کیا تھا، اور اس وقت میرے پاس میرے خرچے کے کچھ پیسے باقی تھے، لیکن کسی نے تمہارا پتہ نہیں بتایا اسی اثناء میں میرے خرچے کے پیسے ختم ہو گئے، جب تین دن تک منہ میں دانہ نہیں گیا، اور حالت ایسی ہو گئی جس میں مردار کھانا بھی جائز ہو جاتا ہے تو تمہارے جو پیسے میرے پاس امانت تھے، اس میں سے یہ گوشت اور روٹی لے کر آیا ہوں، اب آپ اچھی طرح اطمینان سے کھانا کھائیں، یہ سب آپ ہی کا ہے اور اب تک تو آپ میرے مہمان تھے لیکن اب میں آپ کا مہمان ہوں۔

میں نے اس سے کہا: آخر کیا بات ہے؟ اس نے کہا آپ کی والدہ نے میرے ہاتھ دینار بھجوائے تھے، میں اسی میں بحالت مجبوری یہ خرید کر لایا ہوں اور آپ سے اس کی معذرت چاہتا ہوں، میں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ تم بالکل مطمئن اور بے فکر رہو (تم نے جو کچھ کیا ٹھیک ہی کیا) پھر میں نے بچا ہوا کھانا بھی اسی کو دے دیا اور زادِ راہ کے طور پر خرچہ

بھی دیا۔ ❶

حصولِ علم کی خاطر فقر وفاقہ

امام ابن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) ''الجرح والتعدیل'' کے مقدمہ میں اپنے والد امام ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی (متوفی ۲۷۷ھ) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا کہ ۲۱۴ھ میں بصرہ میں اٹھارہ مہینے رہا، میں یہ سوچ کر گیا تھا کہ ایک سال رہوں گا، میرا خرچہ جب ختم ہوگیا تو پھر میں رفتہ رفتہ اپنے بدن کے کپڑے فروخت کرنے لگا، یہاں تک کہ کپڑے بھی ختم ہوگئے اور میں بغیر خرچ کے رہ گیا، میں اپنے دوست کے ساتھ مشائخ کی مجلس میں شام تک سماع کے لئے جاتا تھا، شام کو میرا دوست گھر چلا جاتا اور میں خالی ہاتھ واپس آکر سخت بھوک کی وجہ سے صرف پانی پیتا رہتا۔ ❷

پانچ پیسوں پر ایک ماہ تک گذارہ کرنا

امام ابراہیم بن السری الزجاج رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) کہتے ہیں:

میں امام ابوجعفر محمد بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۵ھ) کو مہینہ کے چار درہم دیا کرتا تھ جن سے وہ اپنا گزارہ چلاتے اور کسی سے کچھ مانگتے نہ تھے، محمد بن موسی بن حماد البربری رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۴ھ) کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے خبر دی کہ ایک مہینہ انہوں نے صرف پانچ پیسوں پر گزارہ کیا، میں نے ان کو کہا کہ یہ کس طرح آپ نے گزارہ کیا، تو فرمایا کہ میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہ تھا تو میں اس پر شلجم خریدتا، اور روزانہ ایک کھالیتا۔ ۹۴ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی:

---

❶ ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: عبد القادر بن أبي صالح بن عبد الله، ج ۲ ص ۲۰۳، ۲۰۴ ❷ الجرح والتعديل: مقدمة، باب ما لقي أبي من المقاساة في طلب العلم من الشدة، ج ۱ ص ۳۶۳

أَنَّـهُ كَـانَ يُجرَى عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ فِي الشَّهر أَرْبَعَةُ دراهم، يتقوَّتُ بِهَا قَـالَ: وَكَـانَ لَا يَسأَلُ أَحداً شَيْئاً وَقَالَ مُحَمَّدُ بنُ مُوْسَى البوبرِيّ: أَخْبَرَنِي أَبُو جَعْفَرٍ أَنَّـهُ تَـقَـوَّتَ بَـضْعَةَ عَشَرَ يَوْماً بِخَمْسِ حَبَّاتٍ، قَالَ: وَلَمْ أَكُنْ أَمْلِكُ غَيْرَهَا، أَخَذْتُ بِهَا لِفُتاً. (1)

فقر وفاقہ اور تنگدستی کی وجہ سے چاند کی روشنی میں مطالعہ کرنا

امام ابومنصور محمد بن حسین نیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۱ھ) بچپن ہی میں استاذ ابوبکر بن فورک رحمہ اللہ کی شاگردی اختیار کی، انہی سے فارغ التحصیل ہوئے اور ان کے طریقے کولازم پکڑا:

واجتهـد فِي فقر وقلة من ذَات اليَد حَتَّى كَانَ يعلق دروسه ويطالعها فِـي الْقَمَر لضيق يَده عَن تحصِيل دهن السراج وهو مع ذلک يكابد الفقر ويلازم الورع وَلَا يَاخذ من مَال الشُّبْهَة شَيئا. (2)

فقر اور تنگدستی کے باوجود بھی خوب محنت کی، یہاں تک کہ اسباق پر تعلیقات اور مطالعہ کے لئے تیل خریدنے کی استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام چاند کی روشنی میں کیا کرتے تھے، اس کے باوجود بھی فقر سے تنگدل نہ ہوتے اور ورع وتقوی کولازم پکڑا، اور کبھی مشتبہ مال سے کچھ نہ لیا۔

امام ابوالولید سلیمان بن خلف باجی اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۴ھ) اصلاً بطلیوس سے تھے، پھر اندلس منتقل ہو گئے، جب آپ پہلی مرتبہ اندلس کی جانب گئے تو آپ کی مالی حالت کمزور تھی، اور دوران سفر وہ اتنے محتاج ہو گئے کہ قیام بغداد کے زمانہ میں انہوں نے مزدوری شروع کردی، اور ایک پھاٹک پر چوکیدار ہو گئے:

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو جعفر محمد بن أحمد، ج۱۳ ص ۵۴۶

(2) تبيين كذب المفتري فيما نسب إلى الإمام أبي الحسن الأشعري: ص ۲۴۹

فكان يستعين بإجارته على نفقته وبضوئه على مطالعته. ❶

اس مزدوری سے وہ اپنے لئے نفقہ اور مطالعہ کے لئے روشنی کا اہتمام کرتے۔

امام ابوزکریا یحیی بن محمد بن یحیی نے کہا کہ میں نے اپنے والد محمد بن یحیی الذہلی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۸ھ) کے ہاں گرمی کے موسم میں قیلولہ کے وقت داخل ہوا، وہ اس وقت اپنے کتب خانہ میں تھے (یعنی مطالعہ کرنے مشغول تھے) اور کمرے کی تاریکی کی وجہ سے سامنے چراغ جل رہا تھا، تو میں نے عرض کیا ابا جان!

یہ سخت گرمی کا وقت ہے اور دن کے وقت کا یہ دھواں آپ کو تکلیف دے گا، آپ اپنے آپ کو کچھ راحت کیوں نہیں دیتے، تو انہوں نے فرمایا:

فقال لي: يا بني تقول هذا وأنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه والتابعين. ❷

اے بیٹے! تم مجھے یہ بات کیوں کہتے ہو، جب کہ میں اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین کے ساتھ ہوں، ان کی مجالس باغیچوں کی طرح صاف ہیں، ان کی ہوا، رنگ اور ذائقہ پاکیزہ ہے۔

قاضی ابوبکر بزار رحمہ اللہ پر فقر وفاقہ اور قیمتی ہار کا ایک انوکھا واقعہ

قاضی ابوبکر محمد بن عبد الباقی بن محمد الانصاری رحمہ اللہ المعروف قاضی مرستان (متوفی ۵۳۵ھ) کو کہتے ہوئے سنا کہ میں مکہ مکرمہ میں مجاور تھا، ایک دن مجھے سخت بھوک لگی، بھوک دور کرنے کے لئے مجھے کوئی چیز دستیاب نہ تھی، مجھے ایک ریشم کا تھیلا ملا جو ریشم کی رسی ہی کے ساتھ بندھا ہوا تھا، میں وہ اٹھا کر گھر لے آیا، جب میں نے اس کو کھولا تو اس میں سے موتیوں کا ہار نکلا، اس جیسا ہار میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، میں باہر نکلا تو ایک شیخ اس

❶ ترتيب المدارك: ترجمة: القاضي أبو الوليد الباجي، ج۸ ص ۱۲۲

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن يحيى بن عبد الله بن خالد، ج۴ ص ۱۹۰

کوتلاش کرنے کے لئے آواز لگا رہا تھا، اوراس کے پاس پانچ سو (۵۰۰) دینار تھے، وہ کہہ رہا تھا ہاروالا تھیلا جو واپس کرے گا یہ پانچ سو دینار اس کے ہیں:

أنا محتاج، وأنا جائع، فآخذ هذا الذهب فأنتفع به، وأرد عليه الكيس، فقُلت له: تعالى إلى، فأخذته وجئت به إلى بيتى، فأعطانى علامة الكيس، وعلامة الشرابة، وعلامة اللؤلؤ وعَدَدَه، والخيط الذى هو مَشدُود به، فأخرجته ودَفعته إليه فسلم إلىّ خمسمائة دينار، فما أخذتها وقلت: يجب على أن أعيده إليک ولا آخذ له جزاء، فقال لى: لا بد أن تأخذ ألح علىَّ كثيرا، فلم أقبل ذلک منه، فتركنى ومضى.

میں نے سوچا کہ میں محتاج اور بھوکا ہوں میں یہ سونا لے لیتا ہوں اور تھیلا اس کو واپس کردیتا ہوں، میں نے اس کو کہا کہ میرے ساتھ آجاؤ، میں اس کو گھر لے آیا، اس تھیلے، اس کی بندھی ہوئی رسی، اور موتیوں کی علامات اس سے پوچھیں، اس نے وہ بتادیں، میں نے وہ تھیلا نکال کراس کو دے دیا، اس نے مجھ کو وہ پانچ سو دینار دیئے، میں نے وہ اس سے نہیں لئے، اور میں نے کہا کہ بغیر عوض کے مجھ پر ان کا آپ کو لوٹانا واجب تھا، انہوں نے میری بہت منت سماجت کی لیکن میں نہ مانا، انہوں نے مجھ کو چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

اس کے بعد میرے ساتھ یہ ہوا کہ میں مکہ مکرمہ سے نکلا اور کشتی میں سوار ہوگیا، سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی، تمام لوگ اوران کے اموال غرق ہوگئے، اور میں ایک تختے پر محفوظ رہا، یہاں تک کہ میں ایک جزیرہ میں پہنچ گیا، وہاں کچھ لوگ رہتے تھے، میں ایک مسجد میں بیٹھ گیا، انہوں نے مجھ کو سنا کہ قرآن پڑھ رہا ہوں، اس جزیرے کا ہر باشندہ میرے پاس قرآن پڑھنے کے لئے آیا اوراس سے مجھ کو ان لوگوں سے بہت مال حاصل ہوگیا، پھر اس مسجد میں قرآن کریم کے کچھ اوراق مجھے ملے، جب انہوں نے مجھ کو وہ پڑھتے ہوئے دیکھا توانہوں نے مجھ کو کہا کیا تم لکھنا جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں:

فجاء وا بأولادهم من الصبيان والشباب، فكنتُ أعلمهم، فحصل لي أيضا من ذلك شيء كثير فقالوا لي بعد ذلك: عندنا صبيَّةٌ يتيمة، ولها شيء من الدُنيا نريد أن تتزوج بها، فامتنعتُ، فقالوا: لا بل وألزموني فأجبتهم إلى ذلك.

وہ اپنے بچوں اور جوانوں کو لے کر آ گئے، اس سے بھی مجھ کو بہت مال مل گیا، پھر انہوں نے کہا کہ یہاں ایک یتیم بچی ہے، اس کے پاس مال بھی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس کے ساتھ شادی کر لیں، میں نے انکار کیا لیکن انہوں نے کہا یہ ضرور ہو کر رہے گا، پھر میں نے ان کی بات قبول کر لی۔

جب سہاگ رات میں نے اس کو دیکھنے کے لئے اس پر نظر ڈالی تو بعینہ وہی ہار میں نے اس کے گلے میں پڑا ہوا دیکھا، تو میرا کام صرف اس ہار کو دیکھنا ہی رہ گیا، انہوں نے کہا کہ شیخ تم نے اس ہار پر نظر رکھ کر اور بچی سے صرفِ نظر کر کے تم نے اس کا دل توڑ دیا، میں نے ان کے سامنے پورا قصہ بیان کر دیا، انہوں نے اونچی آواز سے نعرہ تکبیر لگایا، یہ واقعہ تمام اہل جزیرہ میں پھیل گیا، میں نے کہا تم کو کیا ہو گیا ہے، انہوں نے کہا کہ وہ شیخ جس نے تم سے ہار لیا تھا وہ اس بچی کا والد تھا، وہ کہا کرتا تھا کہ میں نے دنیا میں اس شخص جیسا کوئی نہیں دیکھا، جس نے مجھے یہ ہار واپس کیا، وہ یہ دُعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ! اس کو میرے ساتھ ایک دفعہ ملا دے تاکہ میں اپنی بیٹی کی شادی اس سے کروں، اب ان کی یہ دُعا پوری ہو گئی۔ میں ایک مدت تک اس خاتون کے ساتھ رہا، اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بچیاں بھی ان سے عطا کیں، پھر وہ فوت ہو گئی، ہار مجھے اور بچیوں کو میراث میں مل گیا، پھر وہ بچیاں بھی فوت ہو گئیں اور ہار تنہا میرے پاس رہ گیا، میں نے وہ ہار ایک لاکھ دینار میں فروخت کیا، یہ آج جو فراوانیاں اور مال و دولت جو تم دیکھ رہے ہو یہ سب کچھ اسی کا باقی ماندہ ہے۔ [1]

---

[1] ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: محمد بن عبد الباقي بن محمد يعرف بقاضي المرستان، ج ۱ ص ۴۴۳، ۴۴۴

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ پر فقر و فاقہ اور غیبی امداد

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے پھر دمشق میں سخت غربت کا سامنا کرنا پڑا اور دو تین دن مجھ پر بغیر کھائے پئے گزر گئے، تیسرے دن راستہ میں مجھے ایک فلسطینی ملا، میں نے فلسطین کے علماء کی مجلس میں اس کو ایک جھلک دیکھا تھا، اس نے ایک اچھی مقدار مال کی میرے سامنے پیش کی اور اس کو قبول کرنے کے لئے الحاح وزاری کرنے لگا، میں نے اس کی زیادہ منت سماجت اور اپنی سخت بھوک کی وجہ سے اس سے وہ رقم وصول کر لی، میں اس شخص کا نام بھی نہیں جانتا اور اس کے بعد آج تک اس کے ساتھ میری ملاقات بھی نہیں ہوئی کہ میں اس کو اس کا اچھا بدلہ دے سکوں۔ (۱)

علمائے سلف کی مطالعاتی زندگی

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی مطالعاتی زندگی

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) کمالات کے طالب شخص کو علم کے میدان میں عالی ہمت ہونے اور بے ہمت لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ علم کے حصول میں کمال کے طالب شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ علماء کی تصنیف کردہ کتب کا مطالعہ کرے، بلکہ کثرت سے مطالعہ کرے اس لئے کہ اس مطالعہ سے اس کو ان علماء کی علو ہمتی اور ان کے علوم پر واقفیت حاصل ہوگی جو اس کے ذہن کو تیز کرے گا اور اس کے عزم کو تر و تازگی بخشے گا اور کوئی کتاب فائدہ سے خالی نہیں ہوتی، اور میں ان لوگوں کی صحبت سے خدا کی پناہ میں آتا ہوں جن کے ساتھ ہمارا رہن سہن ہے، اس لئے کہ مجھے ان میں کوئی بھی عالی ہمت نظر نہیں آتا کہ جس کی مبتدی پیروی کرے، اور نہ ہی کوئی پرہیزگار ملتا ہے جس سے کوئی مرید استفادہ کرے، پس اللہ کی پناہ ہے! اس لئے تم پر

(۱) صفحات من صبر العلماء علی شدائد العلم والتحصیل: الباب الخامس، ص ۲۵۳

لازم ہے کہ تمام اسلاف کی سیرت کو اپناؤ اور ان کی تصانیف کا کثرت سے مطالعہ کرو، کیونکہ ان کی کتب کا کثرت سے مطالعہ کرنا ایسا ہے جیسے خود ان کو دیکھنا:

وإني أخبر عن حالي، وما أشبع من مطالعة الكتب، وإذا رأيت كتابًا لم أره فكأني وقعت على كنز، ولقد نظرت في ثبت الكتب الموقوفة في المدرسة النظامية فإذا به يحتوي على ستة آلاف مجلد.

میں تمہیں اپنے حالات بتاتا ہوں کہ میں کتب کے مطالعہ سے کبھی سیر نہیں ہوتا، جب میں کوئی ایسی کتاب دیکھ لوں جو میں نے پہلے نہ دیکھی ہو تو میں اس کو یوں حاصل کرتا ہوں جیسے خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو، میں نے مدرسہ نظامیہ کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہے جو تقریباً چھ ہزار جلدوں پر مشتمل ہوں گی۔

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام حمیدی رحمہ اللہ، شیخ عبدالوہاب الانماطی، شیخ ابن ناصر اور شیخ ابومحمد شخاب کی تمام کتب کی فہرست بھی دیکھی ہے، علاوہ ازیں وہ تمام کتابیں نظر سے گزریں جو میں حاصل کر سکا۔

إني طالعت عشرين ألف مجلد، كان أكثر وأنا بعد في الطلب.

اگر میں یہ کہوں کہ میں نے بیس ہزار سے زیادہ کتابوں کا مطالعہ کیا ہے تو یہ بعید از عقل نہ ہوگا، میں تو اب تک کتب کی تلاش میں ہوں۔

میں نے ان کتب سے علماء کی سیرت کا مطالعہ کیا اور اس کو پڑھا، ان علماء کی عالی ہمتی، حفظ وعبادات اور عجیب وغریب علوم سے شناسائی ہوئی جو شاید کسی دوسرے شخص کو معلوم نہ ہوئے ہوں جو مطالعہ نہ کرتا ہو، میں دیکھتا ہوں کہ طلبہ بڑے کم ہمت ہو گئے ہیں اور عامۃ الناس بھی اس میں مبتلا ہیں۔ (1)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

(1) صيد الخاطر: فصل: همم القدماء من العلماء، ص ٤٥٤

اس خداداد حافظہ اور ذہانت، علم سے خاندانی مناسبت، سخت محنت ومشقت، شوقِ مطالعہ اور ذوقِ علم اور سب سے بڑھ کر توفیق خداوندی سے انہوں نے اسلامی علوم اور رائج الوقت فنون ومضامین میں ایسا تبحر اور جامعیت کی شان پیدا کر لی تھی کہ ان کے وہ نامور معاصرین جوسن میں ان سے بڑے اور اپنے زمانہ کے مسلم الثبوت استاذ اور امام فن تھے ان کے تبحر اور جامعیت کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے تھے، اور وہ اس کی شہادت دیتے کہ وہ علم کا دریا اور اسلام کا بولتا کتب خانہ ہیں۔ [1]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی مطالعاتی زندگی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) اتنی کثرت کے ساتھ مطالعہ کیا کرتے تھے کہ رات کی تاریکیوں میں بھی مطالعہ پر چھائے رہتے، کئی بار ایسا بھی ہوا کہ دوران مطالعہ سامنے جلتے ہوئے چراغ سے آپ کا عمامہ جل گیا، لیکن آپ کو اُس وقت اندازہ ہوتا جب آگ عمامہ کو جلاتے جلاتے سر کے بالوں تک پہنچتی۔ [2]

حضرت شیخ رحمہ اللہ کتابوں کے مطالعہ میں ایسے مشغول ہو جاتے کہ والد صاحب کو رحم آجاتا اور فرماتے کہ کب تک جاگو گے، اب آرام کرو، آپ فرماتے ہیں کہ والد صاحب کی آواز سن کی فی الحال لیٹ جاتا اور جب والد صاحب سو جاتے تو پھر اٹھ کر مطالعہ کرنے لگتا۔

دورطالب علمی اپنے مطالعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

از ابتدائے ایام طفولیت نمی دانم کہ بازی چیست، وخواب کدام، مصاحبت کیست وآرام چہ، وآسائش کو وسیر کجا.

ترجمہ: یعنی بچپن سے میرا یہ حال تھا کہ مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ کھیل کود کیا ہے؟

---

[1] تاریخ دعوت وعزیمت: ج ۴ ص ۱۴۲

[2] نزهة الخواطر: ترجمة: الشيخ عبد الحق بن سيف الدين الدهلوى، ج۵ ص ۲۲۰

خواب مصاحبت، آرام و آسائش کے کیا معنی ہیں؟ میں نہیں جانتا کہ سیر کیسی ہوتی ہے۔

اور مزید فرماتے ہیں:

ہرگز در شوق کسب در کار طعام بوقت نخوردہ وخواب در محل نبردہ.

ترجمہ: تحصیل علم میں مشغولیت کی بناء پر کھانا کبھی وقت پر نہیں کھایا اور نیند بھر کر نہیں سویا۔ (1)

آپ کو کتابوں کے مطالعہ اور تحصیل علم کے سفر میں اس درجہ ابتدائی زمانہ ہی سے مشغولیت تھی، زندگی کی ساری دلچسپیاں سمٹ کر اس میں آگئی تھیں اور وقت پر کھانا بھی نہ کھاتے تھے اور نہ ہی بھرپور نیند سویا کرتے تھے۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی مطالعاتی زندگی

عام طور پر اکثر علماء اسی وقت کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں جب کسی خاص مسئلہ میں متعلقہ کتابوں کی طرف مراجعت کی ضرورت پڑ جائے، تاہم شیخ کا طریق کار اس سے یکسر مختلف تھا، مطالعہ کے بارے میں ان کا اصول یہ تھا کہ جب کوئی کتاب ان کے ہاتھ لگ جاتی، چاہے وہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں ہو یا مطبوعہ، سقیم ہو یا سلیم، کسی بھی علمی موضوع کے متعلق ہو، آپ وہ اٹھاتے اور اول تا آخر پوری کی پوری پڑھتے، مطالعہ میں محنت کی شدید مشقتیں اٹھائیں، حتی کہ اپنے آپ کو تھکا تھکا کر رکھ دیا، آپ کی زندگی کی جانے کتنی ہی راتیں ایسی گزریں کہ ان میں پہلو بستر سے نا آشنا اور جدا رہا۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے بخاری شریف کا مطالعہ بارہ دفعہ کیا ہے، مطالعہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ فرماتے، چنانچہ ابن ہمام کی شرح ''فتح القدیر'' جو آٹھ جلدوں اور ہزارہا صفحات میں پھیلی ہوئی ہے، اس کا مطالعہ کل بیس روز میں آپ نے فرمایا، مطالعہ کے دوران تلخیص بھی جاری تھی، اس طرح مسند احمد بن حنبل کا دوسو

(1) اخبار الاخیار: ص ۳۰۲

صفحہ روزانہ کے اوسط سے مطالعہ کیا۔ ❶

زمانہ طالب علمی میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ بستر پر لیٹ کر کبھی بھی نہیں سوتے تھے، کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے جب نیند آتی تھی، بیٹھے بیٹھے سو لیتے تھے، اور جب غنودگی ختم ہو جاتی تو پھر مطالعہ میں مشغول ہو جاتے۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ۱۳۲۱ھ میں ''فتح القدیر'' کا مطالعہ فرمایا اور پھر ۱۳۴۷ھ میں درس بخاری شریف میں تحدیث نعمت کے طور پر طلباء کے سامنے فرمایا کہ چھبیس (۲۶) سال ہو گئے ''فتح القدیر'' کا مطالعہ کیا تھا، اس کے بعد مراجعت کی ضرورت پیش نہ آئی، جو کچھ بیان کروں اگر مراجعت کرو گے تو تفاوت کم پاؤ گے۔ ❷

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی مطالعاتی زندگی

ابا جان ایک دو لفظ بتا کر اور صرف کے قواعد بتا کر یوں فرمایا کرتے تھے کہ اس کے صیغے بناؤ، اس زمانے میں اس کی مشق ایسی بڑھی کہ رات دن اسی سوچ میں گزرتا تھا۔ ''بت'' کے تیس چالیس صیغے بنانے تو اب بھی یاد ہیں اور اس کی کاپیاں بھی میرے کاغذات میں اب تک پڑی ہیں، جب دہلی جانا ہوتا تھا تو مظفر نگر سے اگلا اسٹیشن کھاتولی ہے، دہلی تک اس کے صیغے بتاتا جاتا تھا۔

اس دور کے بعد پھر جب ادب کا ذوق شروع ہوا تو سہارنپور سے دہلی تک اشعار کا دور تھا، کھڑکی سے باہر منہ نکال کر شعر پڑھتا جایا کرتا تھا، اس کے بعد قرآن کا دور شروع ہوا، سہارنپور سے دلی تک (۱۵) اور (۲۰) تک کے درمیان میں پاروں کا ہمیشہ معمول رہا۔ ❸

دورہ کے ختم پر اس سیہ کار نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ سے ہدایہ ثالث شروع کی، اس میں مطالعہ کا چسکہ پڑ گیا تھا، حدیث کی کتابیں ہو چکی تھیں، دن بھر خوب

---

❶ نقشِ دوام: وسعتِ نظر اور سرعتِ مطالعہ، ص ۱۴۲، ۱۴۳ ❷ نقشِ دوام: ص ۱۳۵

❸ آپ بیتی: باب دوم، ج ۱ ص ۱۲۸، ۱۲۹

مطالعہ دیکھتا اور مغرب کے بعد موچیوں کی مسجد میں جہاں میرے والے صاحب کا قیام اکثر رہتا تھا، ہدایہ کا سبق ہوتا تھا، میں تنہا ہی تھا، ہدایہ پر نقلی اور عقلی احادیث کے اور کفایہ اور عنایہ اور فتح القدیر کے خوب اعتراضات کیا کرتا تھا۔ ❶

جب آپ نے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کے ارشاد پر بخاری اور ترمذی دوبارہ ان سے پڑھنی شروع کی تو اس سال اپنی محنت اور علمی مصروفیت کا حال تحریر فرماتے ہیں:

تقریباً یہ سال میرا ایسا گزرا کہ رات دن میں دو گھنٹہ سے زیادہ سونے کی نوبت نہیں آئی..... عشاء کے بعد رات تین چار بجے تک میں ترمذی، بخاری کا مطالعہ دیکھا کرتا تھا، اور فتح الباری، عینی، قسطلانی، سندھی کے ابواب بہت ہی غور سے اور بالاستیعاب دیکھتا۔ ❷

بسا اوقات رات دن میں ڈھائی تین گھنٹے سے زیادہ سونا نہیں ہوتا تھا، اور بلا مبالغہ کئی مرتبہ بلکہ بہت سی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ روٹی کھانا یاد نہیں رہی، کہ مہمانوں کا ہجوم اس زمانے میں میرے پاس نہیں ہوتا تھا، البتہ طلبہ ساتھ کھانے والے ہوتے تھے ان سے کہہ دیتا تھا تم کھالو میرا انتظار نہ کرو، عصر کے وقت جب ضعف معلوم ہوتا تھا اس وقت یاد آتا کہ دوپہر روٹی نہیں کھائی، اور رات کو کھانے کا معمول تو اس سے پہلے چھوٹ گیا تھا، تیس پینتیس گھنٹے روٹی کھائے ہوئے گزر جاتے تھے۔ ❸

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی ہمشیرہ لقمہ بنا کر منہ میں اس لئے دیا کرتی تھیں تا کہ حضرت کو مطالعہ میں حرج نہ ہو، لیکن جب ان کا انتقال ہوگیا، اب کوئی ناز برداری کرنے والا بھی نہ رہا، اور آپ اپنی کتابوں کے مطالعہ میں حرج کے نقصان کو بھی گوارا نہیں کرتے تھے تو اس کی وجہ سے شام کا کھانا ہی ترک کر دیا۔

اس ناکارہ کا معمول ۱۳۳۵ھ سے ایک وقت کھانے کا ہوگیا تھا، پانی بھی زیادہ پیا

❶ آپ بیتی: باب دوم، ج ۱ ص ۹۱ ❷ آپ بیتی: باب دوم، ج ۱ ص ۹۲

❸ آپ بیتی: باب دوم، ج ۱ ص ۱۳۲

جاتا تھا، ابتدا میری ایک چھوٹی بہن کھانا لے کر اوپر میری کوٹھری میں پہنچ جاتی تھی اور لقمہ بنا کر میرے منہ میں دیتی رہتی اور دیکھتی رہتی کہ جب منہ بند ہو جاتا تو دوسرا لقمہ دے دیا کرتی تھی، اس ناکارہ کو التفات بھی نہ ہوتا تھا کہ کیا کھلایا، ایک دو سال بعد اس کو بھی بند کر دیا، اس زمانہ میں بھوک تو خوب لگتی مگر حرج کا اثر بھوک پر غالب تھا۔ (۱)

محدث العصر علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ کی مطالعاتی زندگی

محدث العصر علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ خود فرمایا کرتے تھے:

میں نے اپنی قوت وطاقت تخریج اور مآخذ کے مطلع ہونے پر پوری طرح صرف کی، ورق گردانی، مظان وغیر مظان سے مسئلہ نکالنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی، کبھی میں ایک مسئلہ کی تلاش میں گھڑیاں ہی نہیں بلکہ کئی کئی راتیں اور دن گزار دیتا، اور اس کے لئے ایک کتاب کی مجلدات پڑھتا اور جب مجھے اپنی متاع گم شدہ مل جاتی تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہتا، شیخ نے دوران درس جس کتاب کا حوالہ دیا ہوتا اس سے مسائل نکالنے کا التزام کر رکھا تھا، لہذا میں ''كتاب السيبويه، رضي شرح كافيه، دلائل الإعجاز، أسرار البلاغة، عروس الأفراح، كشرف الأسرار'' دیکھنے پر مجبور تھا۔

جس طرح میں شروح حدیث کی اہم کتابیں ''فتح الباري، عمدة القاري'' اور فقہ مذاہب میں ''المجموع شرح المهذب، المغني لابن قدامة'' اور رجال میں کتب رجال دیکھنے پر مجبور تھا، اگر مجھے جوانی میں شغف نہ ملتا اور قدرت کی طرف سے بحث وجستجو کا شوق اور شیخ کے جواہر پارے سمیٹنے کا شغف نہ ہوتا تو میں اس بار گراں کا اہل نہیں تھا، حدیث کی اہم کتابوں میں سے کسی کتاب کی شرح میرے لئے اس کٹھن کام سے بہت زیادہ آسان تھی۔ (۲)

---

(۱) آپ بیتی: ج ۱ ص ۱۰۸

(۲) ماہنامہ بینات خصوصی نمبر: مضمون: محدث العصر از مفتی ولی حسن خان ٹونکی رحمہ اللہ، ص ۱۳۱

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی مطالعاتی زندگی

آپ خود اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دوپہر کو جب مدرسے میں کھانے اور آرام کرنے کا وقفہ ہوتا تو میں اکثر دارالعلوم کے کتب خانہ میں چلا جاتا تھا، وہ وقت ناظمِ کتب خانہ کے بھی آرام کا ہوتا تھا، اس لئے ان کے لئے ممکن نہ تھا کہ وہ میری وجہ سے چھٹی کے بعد بھی کتب خانے میں بیٹھے رہیں، چنانچہ میں نے انہیں باصرار اس بات پر آمادہ کرلیا تھا کہ دوپہر کے وقفے میں جب وہ گھر جانے لگیں تو مجھے کتب خانے کے اندر چھوڑ کر باہر سے تالا لگا جائیں، چنانچہ وہ ایسا ہی کرتے اور میں ساری دوپہر علم کے اس رنگا رنگ باغ کی سیر کرتا رہتا تھا۔

فرماتے تھے کہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانے کی کوئی ایسی نہیں تھی جو میری نظر اور مطالعہ سے نہ گزری ہو، اگر کسی کتاب کو میں نے پورا نہیں پڑھا تو کم از کم اس کی ورق گردانی ضرور کرلی تھی (یعنی سرسری مطالعہ ضرور کرلیا تھا)۔

آپ کی اس محنت اور یہ جذبہ اور علم و مطالعہ کے ساتھ اس لگاؤ کا نتیجہ یہی رہا کہ ایک سو باسٹھ کتابیں لکھیں اور جو فتاوی آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں وہ سارے کے سارے دارالعلوم دیوبند اور جامعہ دارالعلوم کراچی میں محفوظ ہیں، ان کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے۔ [1]

شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی مطالعاتی زندگی

عرصہ دراز سے ایسے حالات میں گرفتار ہوں کہ اس بات کو ترستا ہوں کہ مجھے مطالعہ کا وقت ملے، پانچ منٹ بھی اگر نصیب ہو جاتے ہیں تو بڑی ہی خوشی ہوتی ہے...... جب میں نے دورہ پڑھا تھا تو پندرہ سال کی عمر تھی، سولہویں سال میں فراغت ہوئی تھی، سبق کے علاوہ میرے اوقات کتب خانے میں گزرے تھے، پڑھنے کے زمانے میں صحیح بخاری کے

[1] البلاغ مفتی اعظم نمبر: مطالعہ کا ذوق، ج۱ ص۳۳۶، ۳۳۷

لئے عمدۃ القاری، فتح الباری اور فیض الباری کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔

مسلم شریف کے لئے فتح الملہم، سنن ابی داود کے لئے بذل المجہود اور ترمذی شریف کے لئے الکوکب الدری کا مطالعہ کرتا تھا، چونکہ اس کے لئے وقت چاہئے تھا، اس لئے میں نے کسی طرح ناظم کتب خانہ کو اس بات پر راضی کر لیا تھا کہ دوپہر کے وقفہ میں وہ گھر چلے جایا کریں اور باہر سے کنڈی لگا کر مجھے اندر بند کر دیا کریں، دورانِ مطالعہ مذکورہ کتابیں تو پڑھتا ہی تھا، ساتھ ساتھ کتب خانہ کی ساری کتابوں کے متعلق یہ معلومات بھی ہوگئیں تھیں کہ کون سی کتاب کس موضوع پر ہے اور کہاں ہے، ناظم کتب خانہ کو جب کتاب نہیں ملتی تھی تو مجھے بلاتے اور میں انہیں بتا دیتا۔ مطالعہ کی وہ لذت مجھے آج بھی نہیں بھولتی...... تیس پینتیس سال سے ترمذی شریف پڑھا رہا ہوں، اس لئے مطالعہ میں کوئی نئی بات نہیں آتی تھی، جب سے بخاری شریف کا سبق میرے پاس آیا تو مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس کے لئے اپنے آپ کو دوسرے کاموں سے فارغ کیا، اب دوبارہ لذت لوٹ آئی۔ (۱)

اسلافِ اُمت کی علمی وسعت اور خلق خدا کی عقیدت ومحبت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو علم تفسیر میں خوب دسترس

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا نَزَلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ فِيمَنْ نَزَلَتْ وَأَيْنَ نَزَلَتْ، وَلَوْ أَعْلَمُ مَكَانَ أَحَدٍ أَعْلَمَ بِكِتَابِ اللَّهِ مِنِّي تَنَالُهُ الْمَطَايَا لَأَتَيْتُهُ. (۲)

اس ذات کی قسم جس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی آیت کتاب اللہ کی ایسی

---

(۱) متاعِ وقت اور کاروانِ علم: ص ۳۰۰، ۳۰۱ (۲) مقدمة فی أصول التفسیر لابن تیمیة: فصل فی تفسیر القرآن بأقوال الصحابة، ص ۴۰

نہیں اتری جس کے بارے میں میں نہ جانتا ہوں کہ وہ کس کے متعلق اتری ہے اور کہاں اتری ہے، اور مجھے کسی کے بارے میں علم ہو جائے کہ وہ مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم جانتا ہے اور وہاں تک سواریاں پہنچ سکتی ہوں تو میں ضرور اس تک پہنچوں گا۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی وسعتِ علم

حضرت لیث رحمہ اللہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، وہ ایک اور آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ مسجد نبوی میں تشریف لائے:

وَمَعَهُ مِنَ الْأَتْبَاعِ مِثْلُ السُّلْطَانِ، فَمِنْ سَائِلٍ عَنْ فَرِيْضَةٍ، وَمِنْ سَائِلٍ عَنْ حِسَابٍ، وَسَائِلٍ عَنْ حَدِيْثٍ، وَسَائِلٍ عَنْ مُعْضِلَةٍ، وَسَائِلٍ عَنْ شِعْرٍ. ❶

آپ کے ساتھ بادشاہ کے درجے کے بڑے بڑے حضرات تھے، کوئی تو آپ سے کسی فرضی مسئلے کے بارے میں پوچھ رہا تھا، اور کوئی حساب کے بارے میں اور کوئی کسی حدیث کے بارے میں پوچھ رہا تھا، اور کوئی کسی مشکل مسئلہ کے متعلق پوچھ رہا تھا اور کوئی کسی شعر کے متعلق پوچھ رہا تھا۔

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کی وسعتِ علم

حضرت لیث ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵ھ) فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ عَالِماً قَطُّ أَجْمَعَ مِنِ ابْنِ شِهَابٍ، يُحَدِّثُ فِي التَّرْغِيبِ، فَتَقُوْلُ: لَا يُحْسِنُ إِلَّا هٰذَا، وَإِنْ حَدَّثَ عَنِ الْعَرَبِ وَالْأَنْسَابِ، قُلْتَ: لَا يُحْسِنُ إِلَّا هٰذَا، وَإِنْ حَدَّثَ عَنِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ، كَانَ حَدِيْثَه. ❷

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو الدرداء عويمر بن زيد بن قيس الأنصاري، ج ٢ ص ٣٤٧

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن مسلم بن عبيد الله الزهري، ج ٥ ص ٣٢٨

میں کسی عالم کو نہیں جانتا جو ابن شہاب رحمہ اللہ سے زیادہ علم کا جامع ہو، وہ ترغیبِ اعمال کے متعلق حدیث بیان کرتے تھے تو تم کہہ سکتے تھے کہ ان احادیث کو ابن شہاب سے بہتر کوئی نہیں بیان کرسکتا، اور اگر وہ عرب اور ان کے نسب ناموں کے متعلق بیان کرتے تو تم کہہ سکتے تھے کہ ان کو بھی ابن شہاب سے بہتر کوئی نہیں بیان کرسکتا، اور اگر وہ قرآن وسنت کے متعلق بیان کرتے تو یہ ان کا اپنا فن تھا۔

حجیتِ اجماع پر استدلال کے لئے دن رات میں تین دفعہ قرآنِ کریم کی تلاوت کی

حضرت محمد بن عقیل الفریابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مزنی رحمہ اللہ یا امام ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کے پاس تھے ایک بوڑھا آیا جس نے اون کے کپڑے پہن رکھے تھے، ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی، امام شافعی رحمہ اللہ کھڑے ہوگئے اور اپنے کپڑے درست کئے اس بوڑھے نے سلام کیا اور بیٹھ گیا، امام شافعی رحمہ اللہ اس بوڑھے کی طرف ہیبت زدہ انداز میں دیکھنے لگے اس بوڑھے نے کہا: میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا: پوچھو، کہا: اللہ کے دین میں کون سی چیز حجت ہے؟ فرمایا: اللہ کی کتاب، پھر کیا چیز حجت ہے؟ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، کہا: پھر کون سی چیز حجت ہے؟ فرمایا: اتفاق امت (اجماع امت) کہا: یہ کس دلیل کی بنیاد پر حجت ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ نے کچھ دیر غور کیا تو بوڑھے نے کہا: میں آپ کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں اگر کتاب اللہ سے تم اس کے حجت ہونے کی دلیل لے آؤ تو ٹھیک ورنہ اللہ کے سامنے توبہ کرنا، اس سے امام شافعی رحمہ اللہ کا رنگ بدل گیا تو امام شافعی رحمہ اللہ بھی اٹھ کر چلے گئے اور تین دن تک باہر نہ نکلے، تیسرے دن ظہر اور عصر کے درمیان آئے، آپ کا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں پھولے ہوئے تھے بیمار نظر آرہے تھے، آپ بیٹھ گئے، تھوڑی دیر گزری تھی کہ بوڑھا آگیا، اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا، کہا: میرا کام ہوگیا؟ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

ہاں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا. (النساء: ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

پس اللہ تعالی ایسے شخص کو مسلمانوں کے خلاف کرنے پر اسی لئے جہنم میں ڈالے گا کہ ان کے خلاف نہ کرنا فرض ہے تو اس نے کہا: آپ نے سچ کہا پھر وہ اٹھ کر چلا گیا امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيلَةٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَتّٰى وَقَفْتُ عَلَيْهِ. ❶

میں نے روزانہ رات دن تین مرتبہ قرآن شریف پڑھا ہے حتی کہ اس دلیل پر واقف ہو گیا۔

تین ہزار اوراق پر مشتمل تفسیر اور تاریخ

علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) نے ایک مرتبہ اپنے تلامذہ سے کہا:

اتنشطون لتفسير القرآن؟ قالوا كم يكون قدره فقال: ثلاثون ألف ورقة فقالوا هذا مما تفنى الأعمار قبل تمامه فاختصره في نحو ثلاثة آلاف ورقة.

کیا تم قرآن کی تفسیر کا شوق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کتنے صفحات کی ہو گی؟ بولے تیس ہزار صفحات کی، تلامذہ نے کہا اس کے مکمل ہونے سے پہلے تو زندگیاں ختم ہو جائیں گی، اس پر انہوں نے اختصار کر کے تین ہزار اوراق پر قرآن کی تفسیر لکھی۔

اسی طرح انہوں نے اپنے تلامذہ سے کہا:

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الإمام الشافعي محمد بن إدريس، ج ۱۰ ص ۸۴

هـل تـنـشـطـون لتاريخ العالم من آدم إلى وقتنا هذا، قالوا: كم قدرة فذكر نحوا مما ذكره في التفسير فأجابوه بمثل ذلك، فقال: إنا لله ماتت الهمم فاختصره في نحو ما اختصر التفسر. ❶

تم آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے زمانے کی تاریخ کا شوق رکھتے ہو؟ ساتھیوں نے کہا کتنے صفحات کی ہوگی، وہی تفسیر والا جواب دہرایا، (یعنی تیس ہزار اوراق پر) ساتھیوں کے سابق اعتراض کے جواب میں بولے "إنـا لله" ہمتیں مردہ ہوگئی ہیں، پھر تفسیر کی طرح تاریخ کو بھی مختصر کیا۔

أن مـحـمـد بـن جـريـر مـكـث أربعين سنة يكتب في كل يوم منها أربعين ورقة.

امام ابن جریر رحمہ اللہ چالیس سال تک روزانہ چالیس صفحات لکھتے تھے۔

علامہ ابن جریر رحمہ اللہ کے شاگردوں نے ان کے ہوش سنبھالنے سے لے کر چھیاسی (٨٦) سال کی عمر میں وفات تک دونوں کا حساب لگایا، پھر ان ایام پر ان کی تصنیفات کو تقسیم کیا تو معلوم ہوا کہ وہ روزانہ چودہ (١٤) صفحات لکھتے تھے، یہ چیز مخلوق کو صرف خالق کی مہربانی سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

علامہ ابن جریر رحمہ اللہ ایک شب میں علم عروض کے عالم بن گئے

علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ٣١٠ھ) فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص میرے پاس علم عروض کا ایک سوال لے کر آیا، اس سے قبل عروض سے مجھے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا، میں نے اس سے کہا:

عـلـيّ قول ألا أتكلم اليوم في شيء من العروض، فإذا كان في غد

❶ تـاريـخ مـديـنـة دمشـق لابـن العسـاكـر: ترجـمـة: محمد بن جرير بن يزيد الطبري، ج٥٢ ص١٩٨

فصر إليّ، وطلبت من صديق لي العروض للخليل بن أحمد فجاء به، فنظرت فيه ليلتي، فأمسيت غير عروضي وأصبحت عروضيا. ❶

آج میں نے علم عروض کے متعلق گفتگو نہ کرنے کا عزم کیا ہوا ہے، تم کل آ جاؤ۔ پھر میں نے اپنے دوست سے خلیل بن احمد کی کتاب ''العروض'' منگوائی، وہ لے کر آ گیا، رات میں نے وہ کتاب دیکھی، چنانچہ اس رات تک تو میں علم عروض سے ناواقف تھا اور صبح کو میں علم عروض کا عالم بن گیا تھا۔

علمی وسعت کے سبب غلام نامور علماء بن گئے

امام زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبد الملک بن مروان (اموی خلیفہ) نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں، میں نے کہا مکہ سے، کہا: اپنے پیچھے کس کو چھوڑا ہے جو اہل مکہ کی سرداری کر رہا ہے، میں نے کہا: حضرت عطاء رحمہ اللہ کو، کہا: کیا وہ عربی ہیں، یا غلاموں میں سے ہیں؟ میں نے کہا: غلاموں میں سے ہیں، کہا: کس وجہ سے وہ ان کے سردار بن گئے ہیں؟ میں نے کہا: دیانت اور روایت کی وجہ سے (دین داری اور علم کی وجہ سے) عبد الملک نے کہا دین داروں اور علم والوں کو ہی چاہئے کہ وہ سرداری کریں۔ پھر عبد الملک نے پوچھا اہل یمن کا سردار کون ہے؟ میں نے کہا: حضرت طاؤس رحمہ اللہ، کہا: عرب سے ہیں یا غلام ہیں؟ میں نے کہا: غلام ہیں، کہا: اہل شام کا سردار کون ہے؟ میں نے کہا: حضرت مکحول شامی رحمہ اللہ، کہا: وہ عرب سے ہیں یا غلاموں میں سے ہیں؟ میں نے کہا: غلاموں میں سے ہیں، کہا: اہل جزیرہ کا سردار کون ہے؟ میں نے کہا: حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ اور یہ بھی غلاموں میں سے ہیں۔

اس نے کہا: اہل خراسان کا سردار کون ہے؟ میں نے کہا: ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ، غلاموں میں سے ہیں۔ اس نے کہا: اہل بصرہ کا سردار کون ہے؟ میں نے کہا: حضرت حسن

❶ معجم الأدباء: ترجمة: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير، ج٦ ص ٢٤٤٩

بصری رحمہ اللہ، یہ بھی غلاموں میں سے ہیں۔ اس نے کہا: اہل کوفہ کا سردار کون ہے؟ میں نے کہا: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ، کہا: عرب ہیں یا غلام؟ میں نے کہا: عرب ہیں، کہا: تو تباہ ہو جائے، اب تو نے خوشی کی بات کہی ہے، خدا کی قسم! غلام عرب پر سردار ہو گئے ہیں، اس شہر میں بھی حتی کہ عربیوں کے سامنے یہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبے دیتے ہیں، اور عربی نیچے بیٹھتے ہیں، میں نے کہا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّمَا هُوَ دِينٌ، مَنْ حَفِظَهُ سَادَ، وَمَنْ ضَيَّعَهُ سَقَطَ. [1]

اے امیر المؤمنین! یہ دین ہے، جو اس کی حفاظت کرے گا وہ سردار بن جائے گا اور جو اس کو ضائع کرے گا وہ گر جائے گا۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی تشریف آوری پر خلق خدا کا ہجوم

اشعث بن شعبہ مصیصی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ ہارون رشید ایک دفعہ رقہ (فرات کے کنارے ایک مشہور شہر) آیا، اس کے بعد عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کی وہاں تشریف آوری ہوئی۔ رقہ کے لوگ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، اور خلق خدا کا ایک ہجوم ہو گیا، لوگوں کے جوتوں کی آواز فضا میں گونجنے لگی اور ان کے تسمے ٹوٹ گئے، اور فضا گرد آلود ہو گئی، اس شور وشغب کو سن کر ایک خاتون نے محل کے دریچے سے جھانکا۔ یہ خاتون بنو امیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن الحکم کی والدہ تھی، اس نے لوگوں کا یہ اُمڈتا ہجوم دیکھ کر پوچھا: یہ ماجرا کیا ہے؟

اسے بتایا گیا کہ خراسان کے ایک عالم رقہ تشریف لائے ہیں جن کا اسم گرامی ''عبداللہ بن مبارک'' ہے۔ وہ خاتون بے ساختہ بولی:

هَذَا وَاللّٰهِ الْمَلِكُ لَا مَلِكُ هَارُوْنُ الَّذِيْ لَا يَجْمَعُ النَّاسَ إِلَّا بِسَوْطٍ وَأَعْوَانٍ. [2]

---

[1] سير أعلام النبلاء: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج۵ ص۸۵ [2] المنتظم في تاريخ الأمم والملوك، ترجمة: عبد الله بن المبارك، ج۹، ص۶۰، رقم الترجمة: ۹۷۸

اللہ کی قسم! یہی شخص حقیقی بادشاہت کا مالک ہے نہ کہ ہارون رشید، جو کہ لوگوں کو کوڑوں اور سپاہیوں کی مدد سے اکٹھا کرتا ہے۔

چوبیس ہزار احادیث اسناد کے ساتھ حفظ

امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) فرماتے ہیں:

حفظُ أربعة وعشرين ألف حديث إسناد ولا فخر، أحفظ للشاميين عشرين ألف حديث ولا أسأل عنها. ❶

یزید بن ہارون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے چوبیس ہزار حدیثیں سند کے ساتھ یاد کی ہیں اور میں اس پر فخر نہیں کرتا، اور شام کے علاقے کے محدثین کی بیس ہزار حدیثیں یاد ہیں جن کے بارے میں مجھے دوبارہ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

حضرت سہل بن عبداللہ نے امام ابوداود کی زبان کا بوسہ لیا

حضرت احمد بن محمد بن لیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۳ھ) امام ابو داود سجستانی رحمہ اللہ صاحب سنن ابی داود (متوفی ۲۷۵ھ) کی خدمت میں تشریف لے گئے، تو ان سے عرض کیا گیا حضرت سہل بن عبداللہ تستری ہیں آپ کی زیارت کے لئے تشریف لائے ہیں، تو امام ابوداود رحمہ اللہ نے ان کو خوش آمدید کہا اور ان کو اپنے پاس بٹھایا، تو حضرت سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اے ابو داود! مجھے آپ سے ایک کام ہے، فرمایا وہ کیا ہے، حضرت سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب آپ یہ کہیں کہ میں بھرپور کوشش کروں گا اُس کو پورا کرنے کی تب میں بتاؤں گا، امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا ہاں، تو آپ نے فرمایا:

أَخْرِجْ إِلَيَّ لِسَانَكَ الَّذِي تُحَدِّثُ بِهِ أَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

---

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: يزيد بن هارون بن زاذي، ج ١٤ ص ٣٤١

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أُقَبِّلَهُ. فَأَخْرَجَ إِلَيْهِ لِسَانَهُ فَقَبَّلَهُ. ⓫

آپ اپنی وہ زبان میرے لئے باہر نکالیں جس کے ساتھ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بیان کرتے ہیں، حتی کہ میں اس کو چوم لوں، چنانچہ آپ نے ان کے سامنے زبان نکالی اورانہوں نے آپ کی زبان کا بوسہ لیا۔

تیس ہزار احادیث کے زبانی املاء میں صرف تین غلطیاں

حضرت ابوبکر بن شاذان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوبکر بن ابی داود رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۶ھ) سجستان میں تشریف لے گئے، وہاں کے حضرات نے ان سے احادیث کے بیان کرنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی اصل نہیں ہے جس کو دیکھ کر میں تمہیں اپنی احادیث سناؤں، تو ان لوگوں نے کہا کہ ابن ابی داود رحمہ اللہ کو اصل سے کیا کام، پھر انہوں نے مجھ پر شدید تقاضا کیا تو میں نے اپنی یادداشت سے تیس ہزار احادیث لکھوائیں، جب میں بغداد واپس پہنچا تو بغدادیوں نے کہا کہ یہ سجستان میں گئے تھے اور وہاں کھیل کر آئے ہیں، پھر انہوں نے ایک جماعت تیار کر کے چھ دینار پر کرایہ کی سواری لے کر سجستان روانہ کیا تاکہ ان سے وہ نسخہ لکھ کر لائیں، چنانچہ وہ نسخہ لکھا گیا:

وجیء بها إلى بغداد وعرضت على الحفاظ بها فخطئوني في ستة أحاديث، منها ثلاثة حدثت بها كما حدثت، وثلاثة أحاديث أخطأت فيها. ⓬

پھر اس کو بغداد لایا گیا پھر ان کو حفاظ حدیث کے سامنے پیش کیا گیا تو حفاظ حدیث نے میری چھ احادیث میں غلطی نکالی، ان میں سے تین احادیث ایسی تھیں جن کو میں نے اس طرح بیان کیا جس طرح سے مجھے بیان کیا گیا تھا، اور تین احادیث میں مجھ سے غلطی ہوگئی تھی۔

⓫ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو داود سليمان بن أشعث بن شداد، ج۱۳ ص۲۱۳

⓬ تاريخ بغداد: ترجمة: عبد الله بن سليمان بن الأشعث بن إسحاق، ج۹ ص۴۷۳

صرف ایک محدث کی ایک لاکھ اسناد کا استحضار

امام ابن ابی الفوارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابن المظفر رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۹ھ) سے ''عَنِ البَاغَنْدِيِّ عَنِ ابْنِ زَيْدِ المُنَادِي عَنْ عَمْرِو بنِ عَاصِمٍ عَنْ شُعْبَةَ'' کی حدیث کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ یہ میرے پاس نہیں ہے، میں نے کہا شاید آپ کے پاس ہو، انہوں نے کہا:

لَوْ كَانَ عِنْدِي كُنْتُ أَحْفَظُهُ، وَعِنْدِي عَنِ البَاغَنْدِيِّ مِائَةُ أَلْفِ حَدِيثٍ لَيْسَ عِنْدِي هَذَا. (۱)

میرے پاس ہوتی تو مجھے یاد ہوتی، میرے پاس باغندی کی روایت کی ایک لاکھ احادیث موجود ہیں، لیکن اس سند کی کوئی حدیث باغندی کی موجود نہیں۔

امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کا مرض الموت میں سند کے ساتھ مکمل حدیث پڑھنا

حضرت امام ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) علم حدیث کے مشہور راوی ہیں اور اس فن میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے ہمسر سمجھے جاتے ہیں، حضرت امام مسلم، حضرت امام ترمذی اور نسائی رحمہ اللہ کے استاذ ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں صحیح احادیث کی تعداد سات لاکھ سے اوپر ہے اور اس نوجوان (یعنی ابوزرعہ) نے چھ لاکھ حدیثیں حفظ کر لی ہیں۔ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ خود کہا کرتے تھے کہ مجھے ایک لاکھ حدیثیں اس طرح یاد ہیں کہ جس طرح کسی شخص کو قل ھو اللہ یاد ہوتی ہے۔ تاریخ میں آپ کی وفات کا عجیب واقعہ منقول ہے، امام ابوجعفر تستری رحمہ اللہ رماتے ہیں کہ ہم جان کنی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوئے اس وقت ابوحاتم، محمد بن سلم، منذر بن شاذان رحمہ اللہ اور علماء کی ایک جماعت وہاں موجود تھی۔ ان لوگوں کو تلقین

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى البغدادي: ج ۱٦ ص ۴۱۹

میت کی حدیث کا خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

لَقِنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. (1)

یعنی قریب المرگ شخص کو کلمے کی تلقین کیا کرو مگر سب امام ابوزرعہ رحمہ اللہ سے شرما رہے تھے، اور ان کو تلقین کی ہمت نہ ہو رہی تھی، آخر سب نے سوچ کر یہ راہ نکالی کہ تلقین کی حدیث کا مذاکرہ کرنا چاہیے، چناں چہ محمد بن مسلم نے ابتدا کی "حدثنا الضحاک بن مخلد عن عبد الحمید بن جعفر عن صالح" اور اتنا کہہ کر رک گئے، پھر امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے سند پڑھی "حدثنا بندار، حدثنا أبو عاصم عن عبد الحمید بن جعفر عن صالح" اتنا کہہ کر رک گئے اور باقی حضرات نے بھی خاموشی اختیار کی، اس پر امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اسی جان کنی کے عالم میں اپنی سند کے ساتھ روایت پڑھنا شروع کیا:

حدثنا بندار، حدثنا أبو عاصم، حدثنا عبد الحمید بن جعفر عن صالح بن أبی عریب عن کثیر بن مرة الحضرمی عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من کان آخر کلامه لا اله الا اللّٰه.

اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ طائر روح قفس عنصری سے عالم قدسی کی طرف پرواز کر گئی، پوری حدیث یوں ہے "مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" یعنی جس کی زبان سے آخری الفاظ لا اله الا اللّٰه نکلے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

سبحان اللہ کیا خوش نصیب تھے اور حدیث شریف سے ان سعید روحوں کو کیسا گہرا تعلق تھا کہ دم واپسی تک علم و عمل کا ساتھ رہا۔ (2)

---

(1) صحیح مسلم کتاب الکسوف، باب تلقین الموتی لا اله الا اللّٰه، ج۳ ص ۶۳۱، رقم الحدیث: ۹۱۶ (2) تاریخ بغداد، ترجمة: عبید اللّٰه بن عبد الکریم بن یزید أبوذرعة الرازي، رقم الترجمة: ۵۴۶۹: ج ۱۰ ص ۳۳۴/ طبقات الشافعیة الکبریٰ، ج ۱ ص ۵۲، ۵۳

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ کا علم حدیث میں تبحر

حضرت ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں:

من أغرب علي حديثا غريبا مسندا صحيحا لم أسمع به فله علي درهم يتصدق به وقد حضر علي باب أبي الوليد خلق من الخلق أبو زرعة فمن دونه. ❶

میں نے محدث ابو الولید طیالسی کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا جو آ کر مجھے ایسی حدیث سنائے گا جس کا مجھے پتہ نہ ہو اور جس کو میں نے نہ سنا ہو، اور وہ حدیث صحیح ہو تو میں اس کو ایک درہم پیش کروں گا، وہاں بہت ساری مخلوق موجود تھی، ابو زرعہ رحمہ اللہ بھی موجود تھے اور ان سے کم درجے کے محدثین بھی۔ میرا مطلب یہ تھا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سنا دے جو میں نے پہلے نہ سنی ہو، لیکن کسی آدمی میں یہ ہمت نہیں تھی جو مجھے ایسی حدیث سناتا جو میں نے پہلے کبھی نہ سنی ہوتی۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ کو عللِ حدیث میں دسترس

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) کو اللہ جل شانہ نے علم حدیث میں انہیں عظیم رتبہ عطا فرمایا کہ ایک دن کوئی شخص لکھی ہوئی احادیث کا کوئی مسوّدہ ان کے پاس لے آئے، ان سے تصحیح کے لئے کہا، دیکھ کر غلط احادیث کی نشاندہی کی، آنے والے نے کہا: کوئی دلیل ہے یا بس اپنی طرف سے غلط صحیح کا فیصلہ کر دیا، فرمانے لگے دلیل تو کوئی نہیں، بس اتنی بات جانتا ہوں کہ جو احادیث صحیح نہ تھیں ان کی غلطی کی نشان دہی کر دی، تو کہا: غیب کا دعوی ہے؟ فرمایا: نہیں کہا پھر دلیل کیا ہے؟ فرمانے لگے صحیح غلط احادیث کی ٹھیک پرکھ رکھنے والے کسی دوسری محدث سے معلوم کر لو، جن احادیث کو میں نے غیر صحیح قرار دیا اگر اس کا بھی وہی

---

❶ الجرح والتعديل: مقدمة، باب ما ذكر من علم أبي رحمه الله وفقهه ومعرفته، ۱ ص ۳۵۵

فیصلہ ہوا تو سمجھ لو کہ بات ٹھیک ہے، چنانچہ وہ شخص امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے پاس گئے، ان احادیث کے بارے میں امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کا بھی ٹھیک وہی فیصلہ ہوا جو امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے کیا تھا، وہ آدمی بڑی حیرت سے آکر پوچھنے لگے یہ کیا قصہ ہے؟ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے فرمایا اب تو آپ کو معلوم ہوا ہی ہوگا کہ حدیث کے سلسلے کے یہ فیصلے ہم محض اٹکل پچو سے نہیں کرتے، یہ اس علم کی بنیاد پر کرتے ہیں جو اللہ جل شانہ نے ہمیں عطا کیا ہے، اس کو یوں سمجھئے کہ آپ کسی ماہر سنار کو کھرے کھوٹے دینار دکھادیں، وہ پرکھ کر یکدم فیصلہ کردے گا، اگر آپ اس سے اس فیصلہ پر کوئی دلیل طلب کریں گے تو وہ دلیل سے بہر حال عاجز ہوگا۔ (۱)

امام ابوبکر بن انباری رحمہ اللہ نے ایک دن میں علم تعبیر میں دسترس حاصل کرلی

امام ابوبکر بن انباری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۸ھ) سے ایک دن ایک لونڈی نے ان سے خواب کی تعبیر پوچھی، تو وہ قضائے حاجت کا کہہ کر چلے گئے:

فلما كان من الغد عاد وقد صار معبّرا للرؤيا، وذلک أنه مضى من يومه فدرس كتاب الكرماني وجاء. (۲)

کرمانی کی خوابوں کی تعبیر میں لکھی ہوئی کتاب پڑھ کر اگلے دن تعبیر الرؤیا کے عالم بن کر آئے اور اس لونڈی کو جواب دیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے پندرہ ہزار احادیث زبانی سُنا دیں

امام حاشد بن اسماعیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(۱) متاعِ وقت اور کاروانِ علم: ص۱۷۹/ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حاتم الرازي محمد بن ادريس بن المنذر، ج۱۳ ص ۲۵۴ (۲) إنباه الرواة على أنباه النحاة: ترجمة: محمد بن القاسم بن محمد الأنباري، ج۳ ص ۲۰۴

امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) اپنی نوجوانی میں حدیث کا سماع کرنے کے لئے ہمارے ساتھ مختلف حلقہ ہائے درس میں حاضر ہوا کرتے تھے، لیکن دوسرے طلباء کی طرح لکھتے نہیں تھے، اس طرح کئی دن گزر گئے تو ہم نے انہیں ملامت کی، کہنے لگے:

أنكما قد أكثرتما على فاعرضا على ما كتبتما فأخرجنا إليه ما كان عندنا فزاد على خمسة عشر ألف حديث فقرأها كلها عن ظهر قلب حتى جعلنا نحكم كتبنا من حفظه ثم قال: أترون أني اختلف هدرا وأضيع أيامي؟ فعرفنا أنه لا يتقدمه أحد. [1]

آپ لوگوں نے مجھے بہت ملامت کی ہے، اچھا! جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ میرے سامنے لائیے، ہم نے اپنی تحریر کردہ احادیث نکالیں جو تعداد میں پندرہ ہزار سے زیادہ تھیں، وہ آپ نے ساری زبانی سنادیں اور ہم نے ان کے حفظ کے مطابق اپنی کتابوں کی اصلاح کی، پھر فرمانے لگے: آپ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ بے کار گھوم پھر کر اپنا وقت ضائع کرتا ہوں؟ اب ہم سمجھے کہ ان پر کوئی شخص فوقیت نہیں لے جاسکتا۔

امام محمد بن خمیرویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام بخاری سے سنا ہے فرماتے تھے: مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: آسمان کے نیچے امام بخاری سے زیادہ حدیث جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

امام ابومسہر رحمہ اللہ سے لوگوں کو عقیدت ومحبت

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں میں نے حضرت ابومسہر رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۸ھ) سے زیادہ بڑی شان والا کسی کو نہیں دیکھا:

كُنْتُ أَرَاهُ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، اِصْطَفَّ النَّاسُ يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ،

---

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، ج ٢ ص ١٠٥

وَيُقَبِّلُوْنَ يَدَهُ. (۱)

میں نے دیکھا جب آپ مسجد سے نکلتے تھے تو لوگ صف بناتے تھے اور آپ کو سلام کرتے تھے اور آپ کے ہاتھ چومتے تھے۔

امام مسلم رحمہ اللہ کا امام بخاری رحمہ اللہ کی پیشانی کو بوسہ دینا

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کے ترجمہ میں فرماتے ہیں، ابوحامد احمد بن حمدون قصار کہتے ہیں میں نے سنا کہ مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) امام بخاری رحمہ اللہ کی خدمت میں گئے اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر فرمایا آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں آپ کے قدموں کو بوسہ دوں:

وقال أبو حامد أحمد بن حمدون القصار سمعت مسلم بن الحجاج، وجاء إلى البخاری، فقبل بين عينيه، وقال دعنی أقبل رجليک. (۲)

عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے متعدد علماء، فقہاء، محدثین، بنی ہاشم، قریش اور انصار کو دیکھا ہے کہ بعض والد صاحب رحمہ اللہ (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کے سر کو بوسہ دیتے ہیں اور بعض ہاتھوں کو:

حدثنا عبد اللّٰه بن أحمد، قال رأيت كثيرا من العلماء والفقهاء والمحدثين، وبنی هاشم وقريش والأنصار، يقبلون أبی بعضهم يده، وبعضهم رأسه. (۳)

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو مسهر عبد الأعلى بن مسهر، ج۱۰ ص۲۳۵
(۲) سير أعلام النبلاء، ترجمة: أبو عبد الله البخاری محمد بن اسماعيل، ج۱۲ ص۴۳۶ (۳) سير أعلام النبلاء، ترجمة: أحمد بن حنبل أبو عبد الله، ج۱۱ ص۳۰۴

ایک مجلس میں صرف نماز کے متعلق دس ہزار احادیث بیان کر سکتا ہوں

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نیشاپور میں جامع مسجد میں بیٹھا تھا، حضرت عمرو بن زرارہ رحمہ اللہ اور حضرت اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ والیٔ نیشاپور یعقوب بن عبداللہ کے پاس گئے، اور میرے علم و مرتبہ کی اطلاع کی، تو اس نے ان حضرات سے معذرت کی اور کہا کہ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جب ہمارے پاس کوئی غیر علاقے کا عالم آتا ہے جس کو ہم نہیں جانتے تو ہم اس کو قید میں رکھتے ہیں حتیٰ کہ اس کا معاملہ ہمارے سامنے ظاہر ہو جائے، تو امام بخاری رحمہ اللہ سے بعض حاضرین نے کہا ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ والیٔ نیشاپور نے آپ کے متعلق یہ کہا ہے کہ آپ کو تو اچھی طرح سے نماز پڑھنا بھی نہیں آتی، آپ کس طرح سے مجلسِ علم منعقد کریں گے؟ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

لَو قِيلَ لِي شَيْءٌ مِنْ هذا مَا كُنْتُ أَقومُ مِنْ ذَلِكَ الْمَجلِسِ حَتَّى أَرْوِيَ عَشْرَةَ آلافِ حَدِيثٍ فِي الصَّلاةِ خاصَّةً. (1)

اگر اس قسم کی بات مجھ سے کہی جاتی تو میں اس مجلس سے اُٹھنے سے پہلے صرف نماز کے متعلق دس ہزار احادیث روایت کر دیتا۔

سنینِ وفات کے علم کے سبب یہودی افتراء سے محفوظ رہے

بعض یہودیوں نے ایک تحریر ظاہر کی جس کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہوئی ہے، اس میں جزیئے کو خیبر والوں سے معاف کر دیا تھا، اور اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گواہیاں بھی لکھی ہوئی تھی، انہوں نے ذکر کیا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خط سے لکھا ہوا ہے، چنانچہ اس خط کو رئیس الرؤساء کے پاس پیش کیا گیا تو انہوں نے اس کو حضرت خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۱۲ ص ۴۱۲

دیکھ کر غور کیا اور فرمایا: یہ گھڑی ہوئی ہے، پوچھا گیا: آپ نے یہ بات کیسے کہہ دی؟ فرمایا:

فيه شهادة معاوية، وهو أسلم عام الفتح بعد خيبر، وفيه شهادة سعد بن معاذ ومات قبل خيبر بسنين. ❶

اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی گواہی موجود ہے، جب کہ وہ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے تھے اور خیبر ۷ھ کو (فتح مکہ سے ایک سال پہلے) فتح ہو گیا تھا، اور اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی گواہی بھی موجود ہے (جب کہ آپ بنو قریظہ کی جنگ میں جنگ خیبر) سے چند سال پہلے فوت ہو گئے تھے، چنانچہ آپ کے اس جواب کو بہت پسند کیا گیا۔

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ کے جنازے کا منظر

حضرت خالد بن عبد السلام الصدفی فرماتے ہیں میں حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵ھ) کے جنازے میں اپنے والد صاحب کے ساتھ شریک ہوا:

فَمَا رَأَيْتُ جَنَازَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا، رَأَيْتُ النَّاسَ كُلَّهُم عَلَيْهِمُ الحُزْنُ، وَهُمْ يُعَزِّي بَعْضُهُم بَعْضاً، وَيَبْكُوْنَ، فَقُلْتُ: يَا أَبتِ، كَأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنَ النَّاسِ صَاحِبُ هَذِهِ الجَنَازَةِ. فَقَالَ: يَابُنَيَّ! لاَ تَرَى مِثْلَهُ أَبداً. ❷

میں نے ان کے جنازے سے بڑا کوئی جنازہ نہیں دیکھا، میں نے سب لوگوں کو دیکھا کہ وہ آپ کے متعلق غم زدہ تھے اور ایک دوسرے کو تعزیت کر رہے تھے اور رو رہے تھے، میں نے کہا: اے ابا جان! ایسے لگتا ہے کہ ان تمام لوگوں میں سے ہر ایک اس جنازے والے کا شاگرد ہے، تو انہوں نے فرمایا: اے بیٹے! تم اس جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھو گے۔

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت البغدادي، ج۳ ص۲۲۴

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ليث بن سعد بن عبد الرحمن، ج۸ ص۱۶۲

ایک آیت پر تین سو ساٹھ مجالس میں درس

شیخ الاسلام ابو اسماعیل ہروی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۱ھ) نے ارشاد باری تعالی:

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰىٓ. (الأنبياء: ۱۰۱)

ترجمہ: بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے۔

کی تفسیر بیان کرنے میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) مجالس قائم کی تھیں:

إِنَّ شَيْخَ الْإِسْلَامِ عَقَدَ عَلَى تَفْسِيرِ قَوْلِهِ إِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى ثَلَاثَ مِائَةٍ وَسِتِّيْنَ مَجْلِسًا. [1]

علامہ زمخشری اور نسفی رحمہما اللہ کے درمیان علمی گفتگو

علامہ عمر نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ) علامہ جار اللہ زمخشری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۸ھ) سے مکہ مکرمہ میں ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔

دروازے پر دستک دی، علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے پوچھا: کون؟

موصوف نے جواب دیا عمر۔ علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے کہا۔ اِنْصَرِفْ.

منصرف ہو جاؤ یعنی واپس ہو جاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ عُمَرُ لَا يَنْصَرِفُ۔ عمر منصرف نہیں ہوتا یعنی لفظ عمر غیر منصرف ہے۔ علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے جواب میں کہا اِذَا نُكِّرَ صُرِفَ.

جب نکرہ ہو تو منصرف ہو جاتا ہے، یعنی میں آپ کو پہچانتا نہیں ہوں، اس لئے لفظ عمر یہاں نکرہ ہے اور نکرہ غیر منصرف نہیں بن سکتا ہے، غیر منصرف بنے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو، غیر منصرف کو نکرہ لایا جائے تو وہ منصرف بن جاتا ہے، تو علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے بتلا دیا کہ آپ غیر منصرف نہیں بلکہ منصرف ہو لہٰذا لوٹ جاؤ، (یہ سلف کا دور تھا کہ

[1] سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الله بن محمد بن علي الهروي، ج۱۸ ص ۵۱۴

آپس کی گفتگو بھی علمی ہوا کرتی تھی)۔ ❶

امام مزنی رحمہ اللہ کی تصنیف کو مقبولیت

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام مزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں:

وامتلأتِ البلادُ بِمُختَصَرِهِ فِي الفِقهِ، وَشرحَهُ عِدَّةٌ مِنَ الكِبَارِ، بِحَيثُ يُقَالُ: كَانَتِ البِكرُ يَكُونُ فِي جهَازِهَا نُسخَةٌ بِمُختَصَرِ المُزَنِيِّ. ❷

امام مزنی رحمہ اللہ کی کتاب ''مختصر'' جو فقہ میں ان کی تالیف ہے اس نے مختلف دنیا کے ممالک کو فقہ سے بھر دیا ہے، اس کتاب کی شرح بڑے بڑے اکابر فقہاء نے لکھی ہے، یہاں تک کہ کنواری لڑکیوں کے جہیز میں امام مزنی رحمہ اللہ کے مختصر کا نسخہ رکھا جاتا تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں میں کسی ایسی کتاب کے بارے میں نہیں جانتا جو اسلام میں اس سے مفید اور زیادہ برکت والی کتاب تصنیف کی گئی ہو، اور یہ کیوں نہ ہو کہ حضرت مزنی رحمہ اللہ عبادت میں بڑی مشقت اٹھاتے تھے، پھر اس کتاب کی تالیف میں بھی بڑی محنت کی تھی اور امام شافعی رحمہ اللہ کو بھی ان کی تصانیف پر اعتماد تھا۔ ❸

امام بیہقی رحمہ اللہ کی تصنیفات کی نورانیت

فقیہ محمد بن عبدالعزیز المروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيتُ فِي المَنَامِ كَأَنَّ تَابُوتًا عَلَا فِي السَّمَاءِ يَعلُوهُ نورٌ. فَقُلتُ: مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذِهِ تَصنِيفَاتُ أَحمَد البَيهَقِيِّ. ❹

❶ جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون: ج۲ ص۹۵ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو إبراهيم إسماعيل بن يحيى المزني، ج۱۲ ص۴۹۳ ❸ مناقب الشافعي للبيهقي: ص۳۴۸ ❹ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أحمد بن حسين بن علي البيهقي، ج۱۸ ص۱۶۸

میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ ایک تابوت ہے جو آسمان کی طرف بلند ہوا اس سے نور نکل رہا تھا، میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کہا گیا یہ امام احمد بیہقی رحمہ اللہ کی تصنیفات ہیں۔

امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۸ھ) فرماتے ہیں:

مَا مِنْ فَقِيهٍ شَافِعِيٍّ إِلَّا وَلِلشَّافِعِيِّ عَلَيْهِ مِنَّةٌ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ الْبَيْهَقِيّ، فَإِنَّ الْمِنَّةَ لَهُ عَلَى الشَّافِعِيِّ لِتَصَانِيفِهِ فِي نُصْرَةِ مَذْهَبِهِ. ❶

کوئی شافعی فقیہ ایسا نہیں مگر امام شافعی رحمہ اللہ کا اس پر احسان ہے سوائے ابو بکر بیہقی رحمہ اللہ کہ ان کا امام شافعی رحمہ اللہ پر احسان ہے، کیونکہ انہوں نے امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کی نصرت میں کتابیں تصنیف کی ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مقام اور وسعتِ علم

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَانْفَرَدَ بِمَسَائِلَ فَنِيلَ مِنْ عِرْضِهِ لِأَجْلِهَا، وَهُوَ بَشَرٌ لَهُ ذُنُوبٌ وَخَطَأٌ وَمَعَ هٰذَا فَوَاللّٰهِ مَا قَابَلَتْ عَيْنِي مِثْلَهُ وَلَا رَأَى هُوَ مِثْلَ نَفْسِهِ، وَكَانَ إِمَامًا مُتَبَحِّرًا فِي عُلُومِ الدِّيَانَةِ صَحِيحَ الذِّهْنِ، سَرِيعَ الْإِدْرَاكِ، سَيَّالَ الْفَهْمِ، كَثِيرَ الْمَحَاسِنِ، مَوْصُوفًا بِفَرْطِ الشَّجَاعَةِ وَالْكَرَمِ، فَارِغًا عَنِ الشَّهَوَاتِ الْمَأْكَلِ وَالْمَلْبَسِ وَالْجِمَاعِ، لَا لَذَّةَ لَهُ فِي غَيْرِ نَشْرِ الْعِلْمِ وَتَدْوِينِهِ وَالْعَمَلِ بِمُقْتَضَاهُ. ❷

چند مسائل میں وہ منفرد رائے رکھتے تھے، اس لئے ان کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا، انسان ہونے کے ناطے ان سے بھی غلطی سرزد ہو سکتی تھی، لیکن اس کے باوجود میری آنکھوں نے ان کی مثال نہیں دیکھی اور نہ ہی انہوں نے خود اپنی نظیر دیکھی تھی، وہ دینی علوم میں متبحر عالم

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أحمد بن حسين بن علي البيهقي: ج ١١ ص ١٦٨

❷ النجم المختص بالمحدثين: ترجمة: أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام، ص ٢٥

اور امام تھے۔ صحیح ذہن اور جلد مسائل کا ادراک کرنے والے تھے، فہم مسائل میں تیز اور بہت سارے فضائل کے حامل تھے۔ شجاعت، سخاوت اور شہواتِ نفسانیہ، لباس، طعام اور جنسی تعلق سے کنارہ کش تھے۔ علم کی نشر واشاعت اور اس پر عمل کے سوا ان کا کوئی دوسرا مشغلہ نہ تھا۔

علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۴ھ) شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں مدرسۃ القصاعین اور مدرسہ حنبلیہ میں کئی بار دیکھا، وہ جب گفتگو کرتے تو آنکھیں بند کر لیتے، ان کی زبان پر عبارتوں کا ہجوم ہو جاتا، اس وقت ان کی حالت قابل دید ہوا کرتی تھی، اس وقت وہ ایک ایسے امام کے روپ میں دکھائی دیتے جس کا کوئی ہم پلہ اور ثانی نہ ہو، اور ایسے عالم کے لبادے میں ملبوس نظر آتے جس کو ہر علم سے حظ وافر ملا ہو۔ اس وقت ان کا تیر سیدھا نشانے پر لگتا اور وہ ایسے مناظر کی طرح نظر آتے جو میدان مناظرہ میں اپنے مباحث کے ذریعے مدمقابل پر سخت دن لے کر آیا ہو:

وَعَايَنْتَ بَدْرًا لَا يَرَى الْبَدْرُ مِثْلَهُ   وَخَاطَبْتَ بَحْرًا لَا يَرَى الْعَبْرَ عَائِمُهُ

ترجمہ: تم نے ایسے چاند کا دیدار کیا ہے جس نے اپنا ہم مثل نہیں دیکھا، اور تم ایسے سمندر سے ہم کلام ہوئے ہو جس میں تیرنے والے نے کنارا نہیں دیکھا۔

میں ان کی صحبت میں کئی مرتبہ بیٹھا، الحنبلیہ میں ان کے درس میں کئی دفعہ حاضر ہوا، دوران درس میں ان کی زبان سے وہ فوائد سنتا تھا جو میں نے کسی اور سے نہیں سنے ہوتے تھے اور نہ ہی میں نے وہ کسی کتاب میں دیکھے ہوتے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وسعتِ نظر اور قوتِ حافظہ میں میں نے ان کی نظیر نہیں دیکھی، پہلے حفاظ کے متعلق جو ہم نے سنا تھا وہ اس کی زندہ تصویر تھے، حصولِ مقصد میں وہ عالی ہمت شخص تھے۔

ابن صرد کے یہ اشعار اکثر ان کی زبان پر ہوا کرتے تھے:

تَمُوْتُ النُّفُوْسُ بِأَوْصَابِهَا   وَلَمْ يَدْرِ عُوَّادُهَا مَا بِهَا

وَمَا أَنْصَفَتْ مُهْجَةٌ تَشْتَكِي أَذَاهَا إِلَى غَيْرِ أَحْبَابِهَا

ترجمہ: لوگ اپنی بیماریوں کی وجہ سے مرجاتے ہیں لیکن ان کے تیمار دار مرض کی تشخیص میں ناکام رہتے ہیں۔ وہ شخص منصف نہیں ہے جو اپنی تکلیف کو دوستوں کے بجائے غیروں کے سامنے بیان کرے۔

یہ شعر بھی اکثر ان کی زبان پر ہوا کرتا تھا:

مَنْ لَمْ يُقَدْ وَيُدَسَّ فِي خَيْشُومِهِ رَهَجُ الْخَمِيسِ فَلَنْ يَقُودَ خَمِيسًا ❶

ترجمہ: جس کی سرپرستی نہ کی گئی ہو اور اس کے ناک میں لشکر کی گرد و غبار نہ پڑی ہو وہ ہرگز کسی لشکر کی رہنمائی نہیں کرسکتا۔

شارحینِ بخاری کا آپس میں معاصرانہ چوٹ

شارح بخاری علامہ عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے اس وقت کے حکمران "الملک المؤید" کی مدح میں ایک قصیدہ کہا تھا جس میں اس کی تعمیر کردہ جامع مسجد کی بھی تعریف تھی، اتفاق سے کچھ دن بعد اس مسجد کا منارہ جھک کر گرنے کے قریب ہوگیا، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے پرچہ پر دو شعر لکھ کر "ملک مؤید" کے پاس بھیج دیئے:

لِجَامِعِ مَوْلَانَا الْمُؤَيِّدِ رَوْنَقٌ مَنَارَتُهُ تَزْهُوْ عَلَى الْفَخْرِ وَالزَّيْنِ

ملک مؤید کی جامع مسجد بڑی بارونق اور اس کا منارہ فخر و زینت کی بناء پر بڑا خوبصورت ہے۔

تَقُوْلُ وَقَدْ مَالَتْ عَلَيَّ تَرَفَّقُوْا فَلَيْسَ عَلَى حُسْنِيْ أَضَرَّ مِنَ الْعَيْنِ

لیکن جب وہ جھکا تو اس نے کہا مجھ پر رحم کرو کیونکہ میرے حسن کے لئے عین (چشم بد) سے زیادہ نقصان دہ کوئی چیز نہیں۔

اس شعر میں لطف یہ ہے کہ اس میں عین کو عینی پڑھا جاتا ہے جس سے علامہ عینی

❶ الوافي بالوفيات: ترجمة: أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام، ج۷ ص۱۴، ۱۵

رحمہ اللہ پر تعریض ہوتی ہے۔

ملک مؤید کو یہ رقعہ ملا تو اس نے علامہ عینی رحمہ اللہ کے پاس بھیج دیا، علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس پر جواباً دو شعر لکھ کر واپس بھیج دیا:

مَنَارَةٌ كَعُرُوسِ الْحُسْنِ قَدْ جَلِيَتْ　　وَهَدْمُهَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَالْقَدْرِ

یہ منارہ عروسِ حسن کی طرح درخشاں ہے اور یہ محض اللہ کی قضا وقدر کی وجہ سے گرا ہے۔

قَالُوْا أُصِيبَتْ بِعَيْنٍ قُلْتُ ذَا خَطَأٌ　　وَإِنَّمَا هَدْمُهَا مِنْ خَيْبَةِ الْحَجَرِ

لوگ کہنے لگے اس کو نظر لگ گئی، میں نے کہا یہ غلط ہے دراصل وہ حجر (پتھر) خرابی کی وجہ سے گرا ہے۔

اس میں ''من خيبة الحجر'' سے حافظ ابن حجر پر تعریض ہے۔ (۱)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ دن رات میں تیرہ درس دیتے تھے

علامہ قاضی محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) ''البدر الطالع'' میں اپنے حالات خود لکھتے ہیں، اور تواضعاً اپنے آپ کو صیغہ غائب سے ذکر کرتے ہیں:

وَكَانَ يَبْلُغُ دُرُوسُهُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ إِلَى نَحْوِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ دَرْسًا مِنْهَا مَا يَأْخُذُهُ عَنْ مَشَايِخِهِ وَمِنْهَا مَا يَأْخُذُهُ عَنْهُ تَلَامِذَتُهُ.

رات اور دن میں اس کے تیرہ اسباق ہوتے تھے، جن میں سے کچھ تو وہ اپنے مشائخ واساتذہ سے حاصل کرتا اور کچھ اس کے شاگرد اس کے پاس پڑھا کرتے تھے۔

اس معمول پر ایک مدت تک مداومت رہی پھر اس نے اپنے آپ کو طلبہ کو فائدہ پہنچانے کے لئے فارغ کرلیا، چنانچہ روزانہ مختلف فنون میں دس سے زائد اسباق ہوتے تھے ان اسباق میں تفسیر، حدیث، اصول، نحو، صرف، معانی، بیان، تفسیر، منطق، فقہ، مناظرہ اور

(۱) متاعِ وقت اور کاروانِ علم: ص ۲۲۸، بحوالہ ابن الحجر العسقلانی: ص ۱۷۸

عروض کے اسباق جمع ہو جاتے تھے۔ ❶

یہ بات کہنے میں تو آسان ہے کہ تیرہ اسباق مختلف فنون میں روزانہ ہوتے تھے لیکن عملا کرنے کے لئے بالخصوص مداومت کے ساتھ، اس کے لئے کمرِ ہمت کو کسنا پڑتا ہے، سستی اور کسل مندی کو پسِ پشت ڈالنا پڑتا ہے، اور یقین جانئے دنیا وآخرت کی سربلندیاں حاصل کرنے کے لئے بلند ہمتی کو اپنا شعار بنائے بغیر چارہ نہیں ہے، یہی قاضی شوکانی رحمہ اللہ اس محنت وہمت کے نتیجہ میں یمن کے مفتی اور مرجع الخلائق بنے اور قضاء کے منصب پر بھی فائز رہے، اس کے ساتھ قابل رشک تصانیف بھی چھوڑیں جن کی تعداد تقریبا ایک سو چودہ بنتی ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کی تبحر علمی

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) اپنی خود نوشت سوانح میں تحریر فرماتے ہیں:

وكلما فرغت من تحصيل كتاب شرعت في تدريسه، فحصل لي الاستعداد في جميع العلوم بعون الله الحي القيوم، ولم يبق تعسر أيّ كتاب كان، من أيّ فن كان، حتى أني درست ما لم أقرأه حضرة الأستاذ كشرح الإشارات للطوسي، والأفق المبين وقانون الطب ورسائل العروض. ❷

ترجمہ: جس کتاب کے پڑھنے سے فارغ ہوتا اس کو پڑھانا شروع کر دیتا، تمام علوم میں میری صلاحیت پختہ ہوتی گئی، اللہ حی قیوم کی اعانت سے مجھے کسی کتاب کے سمجھانے میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی تھی، خواہ کوئی سی کتاب ہو اور کسی بھی فن کی ہو، حتی کہ اس

❶ البدر الطالع: ترجمة: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني، ج۲ ص۲۱۸

❷ النافع الكبير لمن يطالع الجامع الصغير: خاتمة: ذكر نبذ من أخباري، ص۲۶

مشق کی بنیاد پر ایسی کتابیں بھی میں نے پڑھا دی جنہیں استاذ سے نہیں پڑھا تھا، مثلاً طوسی کی شرح اشارات، افق مبین، طب میں قانون اور عروض کے رسالے۔

اسلافِ اُمت کا حصولِ علم کے لئے مال و دولت خرچ کرنا

نحو میں مہارت کے لئے اسی ہزار درہم خرچ کر دیئے

حضرت خلف بن ہشام رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۹ھ) فرماتے ہیں:

أَشْكَلَ عَلَيَّ بَابٌ مِنَ النَّحْوِ فَأَنْفَقْتُ ثَمَانِيَنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ حَتَّى حَذِقْتُهُ. ①

مجھ پر نحو کا ایک باب مشکل ہو تو میں نے علم نحو کی حصولی میں اسی ہزار درہم خرچ کئے، یہاں تک کہ میں نحو میں ماہر ہو گیا۔

طلبِ علم اور اشاعتِ علم پر اسی ہزار درہم خرچ کئے

امام محمد بن سلام بن فرج سلمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) فرماتے ہیں:

أنفقت في طلب العلم أربعين ألفا، وأنفقت في نشرة أربعين ألفا، يقول: إني لأحفظ نحوا من خمسة آلاف. ②

میں نے علم کی طلب میں چالیس ہزار درہم خرچ کئے، اور علم کی اشاعت میں بھی چالیس ہزار درہم خرچ کئے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تقریباً پانچ ہزار احادیث یاد کیں۔

علم حدیث کی طلب میں تین لاکھ درہم خرچ کئے

محمد بن یحیی بن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمارے شہر میں امام ابو جعفر احمد بن مہدی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۲ھ) سے زیادہ معتبر کسی آدمی نے حدیث بیان نہیں کی، آپ بہت

① سير أعلام النبلاء: ترجمة: خلف بن هشام بن ثعلب البغدادي، ج ١٠ ص ٥٧٨

② تهذيب الكمال: ترجمة: محمد بن سلام بن الفرج السلمي، ج ٢٥ ص ٣٤٣

مالدار تھے اور اصبہان کے شہر میں ان سے زیادہ کوئی حدیث کا عالم نہیں تھا، بہت سی کتابوں کے مصنف تھے اور صحیح احادیث کے راوی تھے:

أَنْفَقَ عَلَيْهَا نَحْوًا مِّنْ ثَلاثِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، لَمْ يُعْرَفْ لَهُ فِرَاشٌ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، صَاحِبُ صَلاةٍ وَاجْتِهَادٍ. ❶

آپ نے ان احادیث کی طلب میں تین لاکھ درہم خرچ کئے تھے، چالیس سال سے وہ بستر پر نہیں سوئے تھے، نماز میں اور اجتہاد میں مشغول رہتے تھے۔

تمام میراث حصولِ علم میں خرچ کر دی

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے! جان لو کہ میرا والد بہت مالدار تھا، وہ ہزاروں کے حساب سے مال چھوڑ کر گئے تھے، جب میں بالغ ہوا تو لوگوں نے مجھ کو بیس ہزار (۲۰۰۰۰) دینار اور دو گھر دیئے کہ یہ تیرے والد کا ترکہ ہے:

واشتريت بها كتبًا من كتب العلم، وبعت الدارين، وأنفقت ثمنهما فى طلب العلم، ولم يبق لى شىء من المال، وما ذل أبوك فى طلب العلم قط، ولا خرج يطوف فى البلدان كغيره من الوعاظ، ولا بعث رقعة إلى أحد يطلب منه شيئًا قط، وأموره تجرى على السداد. ❷

میں نے بیس ہزار دینار پر علم کی کتابیں خرید لیں اور دونوں گھروں کو فروخت کر کے اس رقم کو طلب علم پر خرچ کر دیا، میرے پاس اس مال میں سے کچھ نہیں بچا، تیرا والد کبھی طلب علم میں ذلیل نہیں ہوا اور نہ کبھی واعظوں کی طرح شہروں میں چکر لگانے کے لئے نکلا اور نہ کبھی کسی سے کچھ طلب کرنے کے لئے رقعہ بھیجا، تمام امور صحیح طریقہ سے برابر چل رہے ہیں۔

❶ أخبار أصبهان للحافظ أبي نعيم الأصبهاني: ترجمة: أحمد بن مهدى بن رُستم، ج ۱ ص ۱۱۷ ❷ صيد الخاطر: اقتنع تعزّ، ص ۵۰۹

اسلافِ اُمت کی حصولِ علم کے لئے حرص

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا آخری لمحات میں علمی مذاکرہ کرنا

ابراہیم بن الجراح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کے مرض وفات میں ان کی عیادت کے لئے پہنچا تو دیکھا کہ ان پر غشی طاری ہے، تھوڑی دیر بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ میں ان کے پاس بیٹھا ہوں، مجھے دیکھتے ہی انہوں نے سوال کیا:

ابراہیم! بتایئے حاجی کے لئے افضل طریقہ کون سا ہے؟ وہ پیدل رَمی کرے یا سوار ہو کر؟

میں نے عرض کیا: پیدا کرنا افضل ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا:

یہ درست نہیں!

پھر میں نے کہا سوار ہو کر رَمی کرنا افضل ہوگا؟

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا یہ بھی درست نہیں۔

پھر خود ہی فرمایا: جس رَمی کے بعد کوئی اور رَمی کرنی ہو اس کا پیدل کرنا افضل ہے اور جس کے بعد کوئی اور رَمی نہ ہو، اُسے سوار ہو کر کرنا افضل ہے۔

ابراہیم بن الجراح رحمہ اللہ فرماتے کہتے ہیں کہ مجھے مسئلہ معلوم ہونے سے زیادہ اس بات پر تعجب ہوا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ ایسی بیماری کی حالت میں بھی علمی مذاکرات کے کتنے شوقین ہیں؟ اس کے بعد میں ان کے پاس سے اٹھا اور ابھی دروازے تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ گھر سے عورتوں کے رونے کی آواز آئی، معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ہیں۔ [1]

---

[1] البحر الرائق، کتاب الحج، باب الإحرام، الإغتسال و دخول الحمام للمحرم، ج۲ ص ۳۷۶ / معارف السنن شرح سنن الترمذی، أبواب الحج، باب ما جاء فی رمی الجمار راکبا، ج٦ ص ۲۳۹

امام شافعی رحمہ اللہ کی علم سے محبت اور حرص

علم کے ساتھ آپ کی محبت کیسی ہے؟ فرمانے لگے جب کوئی نئی بات کان میں پڑتی ہے تو میرے جسم کا ہر ہر عضو اس کے سننے سے محظوظ ہوا چاہتا ہے، پھر دریافت کیا گیا علم کی لئے آپ کی حرص کتنی ہے؟ فرمانے لگے سخت بخیل آدمی کو جتنی مال کی حرص ہوتی ہے، پوچھا گیا علم کی طلب میں آپ کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ فرمایا گمشدہ اکلوتے بیٹے کی ماں کی اپنے بیٹے کی طلب میں جو کیفیت ہوتی ہے۔ ❶

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو علم حدیث کی حرص

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) ایک حدیث سننے کے لئے محمد بن فضل رحمہ اللہ کے پاس گئے، محمد بن فضل رحمہ اللہ نے روایت شروع کی ''حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ''، یحییٰ بن معین نے کہا ''لَوْ كَانَ مِنْ كِتَابِكَ'' یعنی اگر اپنی کتاب سے دیکھ کر روایت فرمائیں تو اچھا ہوگا، حالانکہ محمد بن فضل رحمہ اللہ ثقہ اور معتبر ہیں لیکن یحییٰ نے کمالِ احتیاط اور دلی خواہش کا اظہار کیا، محمد بن فضل رحمہ اللہ کو بالکل ناگوار نہ گزرا اور اٹھے تا کہ گھر سے کتاب لائیں، پہلے زمانے میں محدثین مسجد میں درس دیتے اور اگر افراد کم ہوتے تو گھر کے دروازے پر پڑھاتے، تو وہ دروازہ پر بیٹھ کہ یہ حدیث سنا رہے تھے لیکن جب کتاب لانے کے لئے کھڑے ہو گئے تو یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے کرتے سے پکڑ لیا اور کہا:

أَمْلِهِ عَلَيَّ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَلْقَاكَ.

معلوم نہیں کہ آپ کے کتاب لانے تک میں زندہ رہوں یا نہیں، ابھی زبانی سنا دیں پھر کتاب سے پڑھائیں۔ ❷

---

❶ توالي التاسيس: ص ١٥٦ ❷ شمائل الترمذي: باب ما جاء في لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ٦٩، رقم الحديث: ٦٠

امام شعبہ رحمہ اللہ ایک حدیث کو بیس دفعہ سے کم سننے پر راضی نہیں ہوتے تھے

حضرت حماد بن زید رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ جب کسی حدیث میں امام شعبہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ) میری مخالفت کریں تو میں ان کی اتباع کرتا ہوں یعنی جو الفاظ ان کے ہوتے ہیں میں انہی کو روایت کرتا ہوں:

إِنَّ شُعْبَةَ كَانَ لَا يَرضَى أَنْ يَسْمَعَ الحَدِيْثَ عِشْرِيْنَ مَرَّةً، وَأَنَا أَرْضَى أَنْ أَسْمَعَهُ مَرَّةً. ❶

کیونکہ آپ ایک حدیث کو بیس (۲۰) دفعہ سننے سے کم پر راضی ہی نہیں ہوتے تھے، اور میں ایک دفعہ سن کے خوش ہو جاتا ہوں۔

امام عبد الرحمٰن بن ابی حاتم رحمہ اللہ کا ہمہ وقت حصولِ علم

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) کے صاحبزادے عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) جو اپنے والد کی طرح جرح وتعدیل کے امام ہیں، فرماتے تھے:

رُبَمَا كَانَ يَأْكُلُ وَأَقْرَأُ عَلَيْهِ، وَيَمْشِي وَأَقْرَأُ عَلَيْهِ، وَيَدْخُلُ الْخَلَاءَ وَأَقْرَأُ عَلَيْهِ، وَيَدْخُلُ الْبَيْتَ فِي طَلَبِ شَيْءٍ وَأَقْرَأُ عَلَيْهِ. ❷

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ والد کھانا کھا رہے ہیں اور میں ان سے پڑھ رہا ہوں، وہ راستہ پر چل رہے ہیں میں ان سے پڑھ رہا ہوں، وہ حاجت کے لئے بیت الخلاء میں داخل ہو رہے ہیں میں ان سے پڑھ رہا ہوں، اور گھر میں کسی شی کی طلب کے لئے داخل ہوں اور میں ان سے پڑھ رہا ہوں۔

---

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: شعبة بن الحجاج بن الورد، ج۷ ص۲۱۹

❷ تهذيب الكمال: ترجمة: محمد بن إدريس بن المنذر بن داود، ج۲۴ ص۳۸۸

یہی امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں: ہم مصر میں طالب علمی کے زمانے میں ایک مرتبہ سات ماہ رہے، دن پورا کا پورا شیوخ احادیث کی مجلس میں تقسیم تھا، دن کو پڑھتے اور رات کو لکھتے تھے۔

ایک دن میں اور میرا رفیق ایک شیخ کی مجلس میں بر وقت پہنچے، معلوم ہوا آج شیخ علیل ہیں، چونکہ اب دوسری مجلس درس میں کچھ وقت تھا، اتنے میں ایک مچھلی خرید کر ابھی گھر پہنچے ہی تھے کہ اگلی مجلس حدیث کا وقت ہو گیا، مچھلی کو چھوڑ کر مجلس میں حاضر ہوئے، تین دن گزر گئے لیکن اس کے پکانے کا موقع نہیں ملا، اب پکانے کے لئے فرصت کہاں سے لاتے، اس لئے بن بھونے وہ مچھلی ہم نے کچی کھالی۔ آپ کا مشہور قول ہے:

لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ. ❶

ترجمہ: جسم کی راحت کے ساتھ کبھی علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

دیت کے بجائے احادیث سُننے کو ترجیح دی

امام عبداللہ بن فروخ فارسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ ایک گھڑا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے گھر کے اوپر سے گرا جبکہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اور وہ سیدھا میرے سر پہ آ کر لگا، اور میرے سر سے خون بہنے لگا تو آپ نے فرمایا:

اختر الأرش أو ثلاثمائة ألف حديث فقلت الحديث قال: فحدثني. ❷

چاہو تو اس کی دیت لے لو یا تین سو (۳۰۰) احادیث سن لو، تو میں نے کہا میں حدیث سننے کو پسند کرتا ہوں تو آپ نے مجھے احادیث سنائیں۔

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الرحمن أبو محمد بن محمد بن إدريس ج ۱۳ ص ۲٦٦ ❷ ترتيب المدارك للقاضي عياض: ترجمة: أبو محمد عبد الله بن فروخ الفارسي، ج ۳ ص ۱۰۹

امام سیبویہ رحمہ اللہ کیسے علم نحو کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر فن کے امام بن گئے

امام سیبویہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۰ھ) ابتداء میں فقہ اور حدیث پڑھا کرتے تھے، نحو سے اس وقت ان کو چنداں مناسبت نہ تھی، اس زمانے میں وہ مشہور محدث حماد بن سلمہ رحمہ اللہ (متوفی ۱٦۷ھ) کے درس میں اُن کے کلمات بلند آواز کے ساتھ طلبہ کو املاء کرواتے تھے، ایک روز کسی حدیث کی روایت میں امام حماد رحمہ اللہ نے الفاظ ''لَیْسَ أَبَا الدَّرْدَاءِ'' کہے، امام سیبویہ رحمہ اللہ نے ان کو ادا کرتے وقت ''لَیْسَ أَبُو الدَّرْدَاءِ'' سامعین کو املاء کروایا، شیخ نے کہا غلط لفظ مت بتاؤ، ''لَیْسَ أَبَا الدَّرْدَاءِ'' کہو، اس گرفت سے امام سیبویہ رحمہ اللہ کو نہایت صدمہ ہوا اور دل میں سوچا کہ میں وہ علم کیوں نہ سیکھوں جو ایسی غلطی سے محفوظ رکھے، چنانچہ انہوں نے علم نحو سیکھنا شروع کیا اور اس جد وجہد اور محنت سے اس فن کو سیکھا کہ اس فن کے امام بن گئے۔ [1]

حصولِ علم کے سبب خاتون کی طرف سے نکاح اور رقم کی پیشکش ٹھکرا دی

حافظ ابو اسحاق الحبال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت ابو نصر سجزی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۴ھ) کے پاس تھا، دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں نے جا کر دروازہ کھولا، ایک عورت اندر داخل ہوئی اور ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی نکالی اور شیخ کے سامنے رکھ دی، اور کہا جیسے آپ چاہیں اس کو خرچ کریں، فرمایا کیا مقصد ہے؟ تو عورت نے کہا آپ مجھ سے شادی کرلیں میری آپ سے شادی کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے بس میں آپ کی خدمت کرنا چاہتی ہوں۔

تو آپ نے اس عورت کو حکم دیا کہ وہ اپنی تھیلی کو لے کر واپس چلی جائے، جب

---

[1] معجم الأدباء: ترجمة: حماد بن سلمة بن دينار البصري، ج۳ ص ۱۱۹۹

واپس چلی گئی تو فرمایا:

خرجت من سجستان بنية طلب العلم ومتى تزوجت سقط عني هذا الاسم وما أوثر على ثواب طلب العلم شيئًا. ❶

میں بحستان سے طلبِ علم کی نیت سے نکلا تھا، جب میں شادی کرلوں گا تو مجھ سے طلبِ علم کا نام ختم ہو جائے گا، اور طلبِ علم میں جو ثواب ہے میں اس پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

ایک حدیث کے علم کے لئے تین ماہ تک انتظار

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام ابوقلابہ بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴ھ) سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

أَقَمْتُ فِي الْمَدِينَةِ ثَلاثًا مَا لِي بِهَا حَاجَةٌ إِلَّا قُدُومُ رَجُلٍ بَلَغَنِي عَنْهُ حَدِيثٌ، فَبَلَغَنِي أَنَّهُ يَقْدَمُ فَأَقَمْتُ حَتَّى قَدِمَ فَحَدَّثَنِي بِهِ. ❷

میں نے مدینہ میں تین ماہ صرف اس لئے قیام کیا کہ مجھے ایک شخص کے آنے کے بارے میں معلوم ہوا جن کے پاس ایک حدیث ہے، اس کے علاوہ میری اور کوئی حاجت نہیں تھی، یہاں تک کہ وہ تشریف لائے اور وہ حدیث انہوں نے مجھ کو بیان کردی۔

امام جاحظ کا کتابوں کے نیچے دب کر انتقال ہو گیا

امام جاحظ (متوفی ۲۵۵ھ) مشہور امامِ لغت ہیں اور مشہور و معروف عالم ہیں، آپ کے مطالعہ کے ذوق وشوق کا حال بھی عجیب ہے، تمام عمر مطالعہ میں کھپادی، آخر عمر میں جب آپ مفلوج (فالج زدہ) ہو گئے تو بھی اس حالت میں کتابیں آپ کے چاروں طرف لگی رہتی تھیں اور آپ مطالعہ میں منہمک رہتے، ایک دن کتابیں آپ پر گر پڑیں اور آپ ان کے

❶ تذكرة الحفاظ للذهبي: ترجمة: أبو نصر السجزي عبيد الله بن سعيد، ج۳ ص۱۱۱۹ ❷ الرحلة في طلب الحديث: ذكر الرواية عن التابعين، ص۱۴۴

نیچے دب کر مر گئے۔ کیا ذوق تھا مطالعہ کا اور کیسی دھن تھی علم کی؟ ❶

امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے تحصیل علم میں پینتالیس سال کا عرصہ گذارا

امام ابن مندہ رحمہ اللہ ۳۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور وفات ۳۹۵ھ میں ہوئی، آپ کے وہ اساتذہ جن سے آپ نے احادیث سنی اور حاصل کیں ان کی تعداد ۱۷۰۰ تک پہنچتی ہے۔

ولما رجع من الرحلة الطويلة كانت كتبه عدة أحمال حتى قيل: إنها كانت أربعين حملًا، وما بلغنا أن أحدًا من هذه الأمة سمع ما سمع ولا جمع ما جمع، وكان ختام الرحالين وفرد المكثرين مع الحفظ والمعرفة والصدق وكثرة التصانيف.

جب آپ اپنے طویل سفر سے واپس ہوئے تو آپ کی کتابیں اونٹوں پر لدی ہوئی تھیں، بعض حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے کہ چالیس اونٹوں پر لدی ہوئی تھیں، ہمارے علم میں ابھی تک اس امت کا کوئی ایسا فرد نہ آ سکا، جس نے امام موصوف کے بقدر احادیث سنی ہوں یا ان کے برابر روایات جمع کی ہوں، آپ طلب علم کی خاطر سفر کرنے والے گروہ کے خاتم اور کثیر تعداد میں روایات بیان کرنے والی جماعت میں یکتا و منفرد ہیں، آپ کے بے مثل حافظہ حقیقت شناسی، صدق و سچائی اور کثرت تصانیف ان خوبیوں کے علاوہ ہیں۔

آپ کا سب سے پہلا سفر ۳۳۰ھ سے کچھ پہلے نیشاپور کی طرف ہوا، امام حاکم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شیخ سے ہماری ملاقات ۳۶۱ھ میں شہر بخارا میں ہوئی اور آپ نے ہمارے علم میں زبردست اضافہ فرمایا، پھر ہماری ملاقات نیشاپور میں اس وقت ہوئی جب کہ موصوف اپنے وطن واپس جا رہے تھے۔ آپ بیس سال کے تھے جب سفر شروع کیا تھا، اور لوٹتے وقت عمر پینسٹھ (۶۵) سال کو پہنچ چکی تھی، اس طرح آپ نے سفر میں پینتالیس (۴۵) سال کا عرصہ گزارا۔ ❷

❶ شذرات الذهب: سنة خمسين ومائتين، ج ۳ ص ۲۳۲ ❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن الشيخ أبي يعقوب إسحاق بن محمد، ج ۳ ص ۱۵۸، ۱۵۹

امام ابن عقیل رحمہ اللہ کی اسی سال کی عمر میں بھی حرصِ علم

امام ابن عقیل رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۳ھ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی جوانی میں ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھا، علم کی محبت میرے دل میں ڈالی، میں نے کبھی اپنا لعاب کسی سے نہیں ملایا اور نہ کسی کے ساتھ رہا ہوں، سوائے اپنے جیسے طالب علموں کے، نیز فرمایا:

وَأَنَا فِي عَشْرِ الثَّمَانِيْنَ أَجِدُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْعِلْمِ أَشَدُّ مِمَّا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِيْنَ، وَبَلَغْتُ لِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً، وَأَنَا الْيَوْمُ لَا أَرَى نَقْصاً فِي الْخَاطِرِ وَالْفِكْرِ وَالْحِفْظِ وَحِدَّةِ النَّظَرِ بِالْعَيْنِ لِرُؤْيَةِ الْأَهِلَّةِ الْخَفِيَّةِ إِلَّا أَنَّ الْقُوَّةَ ضَعِيْفَةٌ۔ (۱)

اب میں اسی کی دہائی میں ہوں، اور علم کی حرص اس سے زیادہ ہوگئی ہے جو میں بیس سال کی عمر میں رکھتا تھا، میں بارہ سال کی عمر میں جوان ہوگیا تھا، اور آج میں اپنے دل، فکر اور حفظ میں کوئی کمی نہیں دیکھتا اور نگاہ بھی میری تیز ہے حتی کہ میں باریک سا چاند بھی دیکھ سکتا ہوں، مگر قوت ضعیف ہوگئی ہے۔

بیرونی کا اٹھتر سال کی عمر میں مرض الموت میں مسائل کا استفسار

مشہور اسلامی ریاضی داں ''البیرونی'' کے نام سے کون ناواقف ہوگا، لکھا ہے کہ ان کا ہاتھ کبھی قلم سے اور ان کا دل کبھی فکر عم سے فارغ نہ ہوتا، ان کی وفات کے وقت کا وہ واقعہ پڑھئے جو علامہ یاقوت حموی رحمہ اللہ نے لکھا ہے اور دیکھئے کہ کتنی تڑپ تھی ان کے دل میں علم کی۔ ابوالحسن علی بن عیسیٰ ان کی وفات کے وقت حاضر خدمت ہوئے، ان پر حالت نزع کی طاری تھی، تکلیف کی شدت تھی، طبیعت میں گھٹن تھا، زندگی کی اٹھہتر منزلیں طے کرنے والے علم کی اس شیدائی نے اسی حال میں ان سے دریافت کیا کہ تم نے

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عقيل أبو الوفاء علي بن عقيل، ج ۱۹ ص ۴۴۶

ایک روز جدات فاسدہ (نانیوں) کی میراث کا مسئلہ مجھے کس طرح بتایا تھا؟ علی بن عیسیٰ نے کہا: کیا تکلیف کی اس شدت میں بھی بتاؤں؟ البیرونی نے جواب دیا: ایسا جواب جو صرف علم کا سچا عاشق ہی دے سکتا ہے، فرمایا: دنیا سے اس مسئلہ کا علم لے کر رخصت ہوں، کیا یہ اس سے بہتر نہیں کہ میں اس سے جاہل ہو کر اس دارِ فانی سے کوچ کروں۔

چنانچہ نزع کی اس کیفیت میں علی نے وہ مسئلہ ان کے سامنے دہرایا اور البیرونی نے یاد کرلیا، علی بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ رخصت ہو کر ابھی میں راستے ہی میں تھا کہ گھر میں آہ و بکا کی آواز نے مجھے ان کی وفات کی اطلاع دی۔ ❶

علمی مصروفیت میں رات گذر گئی کھانے کا احساس نہ ہوا

حضرت محمد بن سحنون رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی ایک لونڈی تھی جس کا نام اُمِّ قدام تھا، آپ ایک دن اس کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے اور کسی کتاب کی تالیف میں رات بھر مشغول رہے، آپ کے پاس کھانا لایا گیا اور لونڈی نے آپ کو کھانا کھلانے کی اجازت مانگی، تو آپ نے فرمایا میں کچھ دیر مشغول ہوں، جب وقت زیادہ ہو گیا تو لونڈی ان کو ایک ایک لقمہ کر کے کھلاتی رہی حتیٰ کہ پورا کھانا کھلا دیا، اور وہ اسی حالت میں اپنے کام میں مشغول رہے یہاں تک کہ صبح کی اذان ہو گئی:

شغلنا عنک اللیلة یا أم قدام.ھات ما عندک فقالت قد واللہ یا سیدی ألقمته لک فقال لها: ما شعرت بذلک. ❷

پھر کہا آج رات ہم اے ام قدام! تم سے بے فکر رہے لاؤ جو تمہارے پاس ہے، تو میں نے کہا خدا کی قسم اے میرے آقا! وہ تو میں آپ کو کھلا چکی ہوں، تو آپ نے اس سے

❶ متاعِ وقت اور کاروانِ علم: ص۱۰۲/معجم الأدباء: ترجمة: محمد بن أحمد أبو الریحان البیرونی، ج۵ ص ۲۳۳۲

❷ ترتیب المدارک: ترجمة: محمد بن سحنون، ج۴ ص ۲۱۵

فرمایا کہ مجھے تو اس کا احساس تک نہیں ہوا۔

چھ ماہ سے مسئلہ کی تحقیق کی وجہ سے چادر نہ دھو سکے

علامہ احمد بابا تنبکتی مالکی رحمہ اللہ کی کتاب ''نیل الابتھاج بتطریز الدیباج'' ص ۱۷۹ پر علامہ ابو محمد بن عبد العزیز بن محمد القروی الفاسی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۰ھ) کی سوانح میں آیا ہے: ابن الخطیب القسنطینی نے ''سفرنامہ'' میں کہا ہے کہ مجھ کو بعض فقہاء نے کہا کہ میں عبد العزیز کے پاس گیا، وہ چادر میں لپٹے ہوئے تھے اور فقہ کی کتاب ان کے سامنے رکھی ہوئی تھی پسینے میں شرابور تھے، ان کی چادر بہت زیادہ میلی تھی، میں نے ان کو کہا کہ اپنے نفس پر رحم کرو اور اپنی چادر دھولو، انہوں نے کہا:

لي ستة أشهر تروم غسلها وما وجدت سبيلا لذلک من أجل هذا الشغل يعني الانهماک في العلم وتحقيق مسائله، فتعجبت منه وانصرفت.

میں چھ ماہ سے اس کے دھونے کا ارادہ کر رہا ہوں، لیکن ایک مسئلہ کی تحقیق اور انہماک کی وجہ سے میں اس کے دھونے کے لئے وقت نہ نکال سکا، میں نے تعجب کیا اور واپس چلا گیا۔

ہر کوڑے کے بدلے ایک حدیث سُنائیں

حافظ جزرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ہشام بن عمار رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۵ھ) سے سنا، انہوں نے فرمایا میں امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ مجھے حدیث پڑھائیں، تو انہوں نے فرمایا تم میرے سامنے حدیث پڑھو تو میں نے کہا نہیں بلکہ آپ ہی مجھے حدیث سنائیں، تو انہوں نے فرمایا پڑھو، میں نے پھر وہی جواب دیا، تو انہوں نے فرمایا اے لڑکے ادھر آؤ اس کو لے جاؤ اور اس کو پندرہ (۱۵) ضربیں لگاؤ، تو وہ مجھے لے گیا اور پندرہ درے لگائے اور پھر مجھے ان کے پاس لے گیا اور کہا

کہ میں نے اس کو مارا ہے، تو میں نے کہا کہ آپ نے مجھ پر ظلم کیا ہے آپ نے مجھے پندرہ درے بغیر کسی جرم کے مارے ہیں، میں آپ کو معاف نہیں کروں گا، تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا کفارہ کیا ہے میں نے کہا:

أن تحدثني بخمسة عشر حديثا، فحدثني فقلت :زد من الضرب، وزد في الحديث فضحك، وقال: اذهب.[1]

اس کا کفارہ یہ ہے کہ مجھے پندرہ احادیث سنا دیں، تو امام مالک رحمہ اللہ نے مجھے پندرہ حدیثیں سنائیں، پھر میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ آپ مجھے زیادہ مار دیں اور اتنی ہی زیادہ حدیثیں سنا دیں، تو امام مالک رحمہ اللہ ہنس پڑے اور فرمایا چلے جاؤ۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور علمی طلب وشغف

حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی شخصیت سے کون ناواقف ہے، علمی حلقے کی ایک ممتاز اور علم کی ایک بحر ذخار شخصیت تھی، حضرت کی علمی طلب اور دلچسپی کا یہ حال تھا کہ زندگی کے آخری ایام میں مرض الوفات میں جب ہاتھ ہلانے کی بھی طاقت نہ رہی تو کروٹ پر لیٹتے اور سامنے کرسی پر کتاب کھلی ہوئی کھڑی رہتی، جب پورا صفحہ مطالعہ فرما لیتے تو کسی کی طرف ورق پلٹنے کے لئے اشارہ کرتے، وہ ورق پلٹ دیتا، اور حضرت اس کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتے۔

دن میں اہلیہ کے انتقال کے باوجود شام میں حدیث کا درس

حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ جنہوں نے پینتالیس برس تک دار العلوم دیوبند میں تعلیم دی، ان کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا، عصر کے وقت ان کو دفن کر کے آئے، مولانا مغرب کے بعد شمائل ترمذی شریف کا درس دیتے تھے، کتاب بغل میں لی اور درس گاہ میں پہنچ گئے، لوگوں نے کافی کہا سنا یا حتی کہ منت خوشامد بھی کی، مگر آپ نے فرمایا:

[1] معرفة القرّاء الكبار للذهبي: ترجمة: هشام بن عمار بن نصير، ج ١ ص ١٩٦

میں تو اپنی ڈیوٹی ادا کروں گا، حدیث کی تعلیم سے بڑھ کر کون سا کام ہوسکتا ہے۔ ❶

اسلافِ اُمت کا حصولِ علم کے لئے شب بیدار ہونا

امام محمد رحمہ اللہ کا رات کو تین حصوں میں تقسیم کرنا

حضرت محمد بن سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) نے رات کو تین حصوں پر تقسیم کر رکھا تھا، ایک حصہ سونے کے لئے، ایک حصہ نماز کے لئے اور ایک حصہ تدریس کے لئے، اور آپ زیادہ تر جاگتے رہتے تھے، آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں نہیں سوتے؟ فرمایا کہ میں کیسے سو جاؤں جبکہ مسلمانوں کی آنکھیں ہم پر بھروسہ کرتے ہوئے سوگئی ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں کوئی مشکل پیش آئے گی تو ہم وہ مسئلہ محمد کے پاس لے جائیں گے اور وہ ہماری اس مشکل کو دور کر دیں گے، اور اگر ہم بھی سو گئے تو دین ضائع ہو جائے گا۔ ❷

امام محمد رحمہ اللہ کی شب بیداری اور مسائل کا استنباط

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کے یہاں رات کو قیام کیا اور صبح تک نماز پڑھتا رہا اور امام محمد رحمہ اللہ رات بھر پہلو پر لیٹے رہے اور صبح بلا تجدید وضو فجر کی نماز ادا کر آئے، مجھے یہ بات کھٹکی تو میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا کیا آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں سو گیا تھا، نہیں بلکہ میں نے کتاب اللہ سے تقریباً ایک ہزار مسائل کا استنباط کیا ہے، پس آپ نے رات بھر اپنے لئے کام کیا ہے اور میں نے پوری امت کے لئے۔ ❸

---

❶ خزینہ: ڈیوٹی، ص ۱۴۱ ❷ مفتاح السعادة: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن الحسن الشيباني، ج ۲ ص ۲۲۰ ❸ ظفر المحصلین: حالات امام محمد رحمہ اللہ: ص ۲۷

امام بخاری رحمہ اللہ ایک رات میں پندرہ سے بیس دفعہ بیدار ہوتے

حضرت محمد بن ابی حاتم الوراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی یہ حالت تھی کہ جب میں آپ کے ساتھ سفر میں ہوتا تھا اور ہم کسی ایک کمرے میں رات گزارتے تھے، گرمی بھی ہوتی تھی:

فَكُنْتُ أَرَاهُ يقومُ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ خَمْسَ عَشْرَةَ مرَّةً إِلَى عِشْرِيْنَ مرَّةً، فِي كُلِّ ذَلِكَ يَأْخُذُ الْقَدَّاحَةَ، فيُورِي نَاراً وَيُسْرِجُ، ثُمَّ يُخرجُ أَحَادِيْثَ، فيُعلِّمُ عَلَيْهَا. ❶

میں امام بخاری رحمہ اللہ کو دیکھتا تھا کہ آپ ایک رات میں پندرہ سے بیس مرتبہ اٹھتے تھے، ہر دفعہ مٹی کا دیا لیتے اور اس میں آگ جلاتے اور اس کو روشن کرتے پھر احادیث نکال کر ان پر نشانات لگاتے تھے۔

محدثینِ کرام کی مجالسِ حدیث

دنیا وآخرت کا فائدہ علم حدیث کے حصول میں ہے

حضرت سہل بن عبداللہ تُستری رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۳ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَرَادَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةَ فَلْيَكْتُبِ الْحَدِيْثَ، فَإِنَّ فِيْهِ مَنْفَعَةَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ. ❷

جو آدمی دنیا اور آخرت کو چاہتا ہے وہ حدیث کو لکھے کیونکہ اس میں دنیا اور آخرت کی منفعت ہے۔

---

❶ سير أعلام النبلاء: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، ج ۱۲ ص ۴۰۴

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: سهل بن عبد الله بن يونس، ج ۱۳ ص ۳۳۱

محدثین کے اسفار کی برکت

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَدْفَعُ الْبَلاءَ عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِرِحْلَةِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ. ❶

اللہ تعالیٰ اس امت سے مصیبت کو محدثین کے سفر کرتے رہنے کی وجہ سے دور کر دیتے ہیں۔

علم حدیث کے طلبہ کی صفات وعلامات

امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) علم حدیث کے طلبہ کی صفات وعلامات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَوْمٍ سَلَكُوا مَحَجَّةَ الصَّالِحِينَ، وَاتَّبَعُوا آثَارَ السَّلَفِ مِنَ الْمَاضِينَ وَدَمَغُوا أَهْلَ الْبِدَعِ وَالْمُخَالِفِينَ بِسُنَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ أَجْمَعِينَ مِنْ قَوْمٍ آثَرُوا قَطْعَ الْمَفَاوِزِ وَالْقِفَارِ عَلَى التَّنَعُّمِ فِي الدِّمَنِ وَالْأَوْطَارِ وَتَنَعَّمُوا بِالْبُؤْسِ فِي الْأَسْفَارِ مَعَ مُسَاكَنَةِ الْعِلْمِ وَالْأَخْبَارِ، وَقَنِعُوا عِنْدَ جَمْعِ الْأَحَادِيثِ وَالْآثَارِ بِوُجُودِ الْكِسَرِ وَالْأَطْمَارِ جَعَلُوا الْمَسَاجِدَ بُيُوتَهُمْ، وَأَسَاطِينَهَا تُكَاهُمْ، وَبَوَارِيهَا فُرُشَهُمْ وَقَدْ نَبَذُوا الدُّنْيَا بِأَسْرِهَا وَرَاءَهُمْ، وَجَعَلُوا غِذَاءَهُمُ الْكِتَابَةَ وَسَمَرَهُمُ الْمُعَارَضَةَ وَاسْتِرْوَاحَهُمُ الْمُذَاكَرَةَ، وَخَلُوقَهُمُ الْمِدَادَ، وَنَوْمَهُمُ السُّهَادَ، وَاصْطِلَاءَهُمُ الضِّيَاءَ، وَتَوَسُّدَهُمُ الْحَصَى فَالشَّدَائِدُ مَعَ وُجُودِ الْأَسَانِيدِ الْعَالِيَةِ عِنْدَهُمْ رَخَاءٌ، وَوُجُودُ الرَّخَاءِ مَعَ فَقْدِ مَا طَلَبُوهُ عِنْدَهُمْ بُؤْسٌ فَعُقُولُهُمْ بِلَذَاذَةِ السُّنَّةِ غَامِرَةٌ، قُلُوبُهُمْ بِالرِّضَاءِ فِي الْأَحْوَالِ عَامِرَةٌ، تَعَلُّمُ السُّنَنِ سُرُورُهُمْ، وَمَجَالِسُ الْعِلْمِ حُبُورُهُمْ، وَأَهْلُ السُّنَّةِ قَاطِبَةً إِخْوَانُهُمْ، وَأَهْلُ الْإِلْحَادِ وَالْبِدَعِ بِأَسْرِهَا أَعْدَاؤُهُمْ. ❷

---

❶ شرف أصحاب الحديث: فضيلة الرحالين في طلب الحديث، ص ٥٩

❷ معرفة علوم الحديث: النوع الأول، ص ٢، ٣

یہ ایسی قوم ہے جو صالحین کی حجت پر چلے ہیں اور آثار سلف کی انہوں نے اتباع کی، رسول اللہ کی سنتوں کے ذریعے سے انہوں نے اہل بدعت اور مخالفین کا قلع قمع کیا، انہوں نے دنیاوی نعمتوں اور ضرورتوں پر تحصیل علم کے لئے دشت وبیابان کے سفر کو ترجیح دی، سفر کی سختیوں سے وہ متنعم ہوئے، اور اہل علم اور اہل اخبار کی ہم نشینی کی وجہ سے انہوں نے قناعت کی آثار واحادیث کے جمع کرنے پر، انہوں نے مفلسی اور پرانے کپڑوں کے ساتھ مجلس علم کو ترجیح دی لذائذ دنیا پر۔

انہوں نے مسجدوں کو گھر بنایا، ستونوں کو تکیہ بنایا اور بوری کو بستر بنایا، انہوں نے دنیا بالکل پس پشت ڈال دی تھی، انہوں نے کتابوں کو اپنی غذا بنایا اور دینی معارضہ کو راتوں کے جاگنے کا ذریعہ، اور دینی مذاکرے کو استراحت کا ذریعہ، سیاہی کو اپنے لئے خوشبو، بے خوابی کو نیند بنایا، ان کی روشنی بس دن کی روشنی ہوا کرتی تھی، نیچے بچھانے کے لئے کنکریاں ہوا کرتی تھیں، سند عالی کے ساتھ سختی ان کے لئے راحت ہوتی تھی، اور راحت کا وجود ان کے مطلوب کے فقدان کی صورت میں تنگی کا باعث ہوا کرتا تھا، ان کی عقل سنت کی لذت سے ڈھانپی ہوئی تھی اور ہر حال پر رضا سے ان کا دل معمور تھا، علم حدیث کا سیکھنا ان کے لئے باعث سرور اور مجالس علم کا انعقاد ان کے خوش ہونے کا ذریعہ، اہل سنت تمام کے تمام ان کے بھائی اور اہل بدعت والحاد تمام کے تمام ان کے دشمن ہوا کرتے تھے۔

طلبہ حدیث کی ہیئت ولباس

حضرت علی بن معبد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۸ھ) جب حدیث کے طلبہ کو دیکھتے تھے تو فرماتے:

شَعِثَةٌ رُءُوسُهُمْ، دَنِسَةٌ ثِيَابُهُمْ، مُغْبَرَّةٌ وُجُوهُهُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَ هَذَا ثَوَابٌ، فَهَذَا وَاللَّهِ هُوَ الْعِقَابُ. ❶

❶ شرف أصحاب الحديث للخطيب: فضيلة الرحالين في طلب الحديث، ص ٦٠

ان کے سر غبار آلود ہیں، ان کے کپڑے میلے ہیں، ان کے چہروں پر غبار چھایا ہوا ہے، یہ ثواب نہیں ہے تو پھر یہ خدا کی قسم عذاب ہے۔

خلیفہ منصور نے کہا میری ایک تمنا باقی ہے

خلیفہ منصور (متوفی ۱۵۸ھ) کو کہا گیا ہے کہ کیا دنیا کی کوئی ایسی لذت باقی ہے جس کو آپ حاصل نہ کر سکے ہوں اور آپ کو اس کی تمنا ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں ایک چیز باقی ہے، اور وہ یہ کہ میں ایک چبوترے پر بیٹھا ہوا ہوں اور میرے ارد گرد علماء اور اصحاب حدیث ہوں، اور مجھ سے املاء کرنے والے کہیں کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے کس کا ذکر کیا، تو میں کہوں گا کہ مجھ کو فلاں نے بیان کیا اس کو فلاں نے اور فلاں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

محمد بن سلام کہتے ہیں کہ اگلے روز صبح سویرے اس کے مصاحبین اور وزراء کے بچے سیاہی اور کاپیاں اٹھا کر آ گئے، خلیفہ نے ان کو کہا:

لستم بهم إنما هم الدّنسة ثيابهم المشقّقة أرجلهم الطويلة شعورهم برد الآفاق ونقلة الحديث. ❶

تم وہ نہیں ہو، یعنی تم وہ اصحاب حدیث نہیں ہو جو میری مراد تھے، ان کے کپڑے میلے کچیلے ہوتے ہیں، پاؤں پھٹے ہوئے، بال لمبے ہوتے ہیں، مختلف شہروں کی لمبی مسافتوں کو طے کرتے ہیں، اس کے بعد نقل حدیث کرتے ہیں۔

درسِ حدیث میں ایک لاکھ بیس ہزار افراد کی شرکت

عمر بن حفص سدوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت عاصم بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۱ھ) سے سنا کہ خلیفہ معتصم باللہ نے اپنا ایک آدمی بھیجا جو عاصم بن علی رحمہ اللہ کی

❶ تاريخ الإسلام: أحداث سنة ستين ومائة، ج ۹ ص ۳۱۲

مجلس علم کے افراد کو شمار کرے، آپ کی مجلس علم ایک وسیع میدان جامع رصافہ میں لگتی تھی، آپ مسجد کی چھت پر بیٹھے تھے اور لوگ پھیلے ہوئے ہوتے تھے، میں نے آپ سے ایک دن سنا فرمایا:

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ، وَيُسْتَعَادُ فَأَعَادَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مَرَّةً، وَالنَّاسُ لَا يَسْمَعُوْنَ، وَكَانَ هَارُوْنُ المُسْتَمْلِي يَرْكَبُ نَخْلَةً مُعْوَجَّةً يَسْتَمْلِي عَلَيْهَا، فَبَلَغَ المُعْتَصِمَ كَثْرَةُ الْخَلْقِ، فَأَمَرَ بِحَزْرِهِم، فَوَجَّهَ بِقَطَّاعِي الغَنَمِ، فَحَزَرُوا المَجْلِسَ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ أَلْفٍ. ❶

''حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ'' اس لفظ کو چودہ مرتبہ دہرانے کی درخواست کی گئی اور لوگ اتنا کثرت سے تھے کہ وہ اس لفظ کو نہیں سن پا رہے تھے، ہارون مستملی ایک ٹیڑھی کھجور پر بیٹھ جاتے تھے اور آپ کے بیان کردہ الفاظ کو لوگوں تک پہنچاتے اور لکھواتے تھے، معتصم باللہ کو ان طلباءِ علم کی کثرت کی جب خبر پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ ان کو شمار کیا جائے، تو شمار میں ایک ماہر آدمی کو بھیجا گیا تو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) حاضرین کا اندازہ لگایا۔

درسِ حدیث میں شرکاء کی دواتوں کی تعداد چالیس ہزار

حضرت احمد بن جعفر الختلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب ہمارے پاس حضرت ابو مسلم الکجی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۲ھ) تشریف لائے اور ہمیں غسان کے کشادہ میدان میں احادیث کو لکھوایا، تو آپ کی مجلس میں سات آدمی تھے جو آپ کی بات کو آگے املاء کرا رہے تھے، ان میں سے ہر ایک اپنے املاء کرانے والے اگلے شخص کو بات پہنچاتا تھا، اور لوگ کھڑے ہو کر لکھ رہے تھے:

ثُمَّ مُسِحَتِ الرَّحْبَة، وَحُسِبَ مَن حَضَرَه بِمِحْبَرَة، فَبَلَغَ ذٰلِکَ نَيِّفاً وَأَرْبَعِيْنَ أَلْفَ مِحْبَرَةٍ، سِوَى النَّظَّارَةِ. ❷

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: عاصم بن علي بن عاصم، ج۹ ص۲۶۳

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الكجي أبو مسلم، ج۱۳ ص۴۲۴

اس میدان کو جب ناپا گیا اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان کی دواتوں کو شمار کیا گیا تو چالیس ہزار سے زیادہ شمار کی گئیں، جو لوگ صرف آپ کو دیکھ کر علم سننے والے تھے ان کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا اہلِ بصرہ کو محدثینِ بصرہ کی احادیث بیان کرنا

حضرت یوسف بن موسیٰ المروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کی جامع مسجد میں تھا، میں نے ایک منادی سے سنا جس نے کہا اے علم والو! محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) تشریف لائے ہیں، تو سب لوگ آپ کی تلاش میں اُٹھ کھڑے ہوئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا، چنانچہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو سب کی نگاہیں اس کی طرف تھیں، اور سب نے مطالبہ کیا کہ آپ ان کے لئے حدیث کی مجلسِ املاء منعقد کریں، تو آپ نے اس کو قبول فرمایا، جب صبح ہوئی تو کئی ہزار لوگ جمع ہو گئے، آپ مجلسِ املاء کے لئے بیٹھے اور فرمایا:

يَا أَهْلَ الْبَصْرَةِ، أَنَا شَابٌّ وَقَدْ سَأَلْتُمُونِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ بِأَحَادِيثَ عَنْ أَهْلِ بَلَدِكُمْ تَسْتَفِيدُونَ الْكُلَّ. (1)

اے بصرہ والو! میں جوان ہوں تم نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ میں تمہیں حدیث بیان کروں، اب میں تمہیں وہ احادیث بیان کروں گا جو تمہارے شہر کے علماء سے مروی ہیں، اس طرح سے تم سب علماء کے علم سے مستفید ہو جاؤ گے۔

حضرت علی بن عاصم رحمہ اللہ کے درسِ حدیث میں تیس ہزار طلبہ کی شرکت

حضرت یحیی بن جعفر بیکندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَجْتَمِعُ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِيْنَ أَلْفاً، وَكَانَ يَجْلِسُ

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، ج ١٢ ص ٤٠٩

عَلَى سَطْحٍ، وَكَانَ لَهُ ثَلاثَةُ مُسْتَمْلِيْنَ. ❶

حضرت علی بن عاصم رحمہ اللہ کے پاس تیس ہزار (۳۰۰۰۰) طلباء پڑھنے کے لئے آتے تھے، آپ گھر کی چھت پر بیٹھتے تھے اور آپ کے تین آدمی ایسے تھے جو آپ کی گفتگو کو آگے دور تک پہنچاتے تھے اور ان کو آپ کی بات لکھواتے تھے۔

امام ضحاک رحمہ اللہ گدھے پر سوار ہو کر تین ہزار طلبہ کو تعلیم دیتے

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۵ھ) دین کی تعلیم دیتے تھے اور اس پر کوئی اجرت نہیں لیتے تھے، حضرت ضحاک ایک بہت بڑے مدرسے کے فقیہ تھے:

فِيْهِ ثَلاثَةُ آلافِ صَبِيٍّ، فَكَانَ يَرْكَبُ حِمَاراً وَيَدُوْرُ عَلَى الصِّبْيَانِ.

جس میں تین ہزار بچے پڑھتے تھے آپ گدھے پر بیٹھ کر بچوں کے درمیان تعلیم دینے کے لئے گھومتے تھے۔ ❷

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: علي بن عاصم بن صهيب التيمي، ج۹ ص۲۵۷

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الضحاك بن مزاحم الهلالي، ج۴ ص۵۹۹

اسلافِ اُمت کا حیرت انگیز حافظہ

نسیان اور قوتِ حافظہ

نسیان ایک ایسا مرض ہے جس میں انسان وہ سب باتیں بھول جاتا ہے جو پہلے یاد تھیں اور نئی باتیں بھی یاد نہیں رہتیں یا بوقت ضرورت دوبارہ پورے طور پر یاد کر کے صحیح طریقے سے ترتیب بھی نہیں دے سکتا، اور دماغ پر زور دے کر ان سے کوئی صحیح نتیجہ برآمد نہیں کر سکتا، اس مرض کا ظاہری سبب یہ ہے کہ رطوبت کی زیادتی سے دماغ نرم پڑ جاتا ہے یا رطوبت کی کمی سے سخت پڑ جاتا ہے تو یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔

اس مرض کا ایک سبب یہ ہے کہ انسان گناہوں میں مشغول رہے اور توبہ نہ کرے یعنی کثرتِ گناہوں کی وجہ سے بھی نسیان پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ گناہ کرنے سے آدمی وہ علم بھی بھول جاتا ہے جو حاصل کر چکا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور مقولہ ہے کہ انہوں نے اپنے استاذ امام وکیع رحمہ اللہ سے اپنے حافظہ کی خرابی کی شکایت کی ان کے استاذ محترم امام وکیع رحمہ اللہ نے انہیں گناہوں سے بچنے کی تلقین کی۔

حکماء فرماتے ہیں ان چیزوں کو زیادہ استعمال کرو حافظہ مضبوط ہوگا:

بکری کا گوشت ...... کلیجی ...... دودھ ...... مکھن ...... مرغ کا شوربہ ...... چنے کا شوربہ ...... پالک ...... ٹینڈے ...... کدو ...... لوکی ...... توری ...... گاجر ...... شلجم ...... آم ...... میٹھے سیب ...... بادام ...... شہد ...... نہار منہ کشمش کھانا

یہ تو حافظہ قوی کرنے والی اشیاء ہیں، اب ذیل میں حافظہ مضبوط کرنے والے اعمال ذکر کیے جاتے ہیں:

نماز کی پابندی کرنا ...... کثرت سے روزہ رکھنا ...... تلاوت قرآن کریم کی کثرت

کرنا..... تہجد کی نماز پڑھنا..... قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا..... ہمیشہ مسواک کرنا..... ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا۔

قوتِ حافظہ کی تین طبی نسخے

۱..... اگر کلونجی کے اکیس (۲۱) دانے لے کر اور کپڑے میں باندھ کر پانی میں جوش دے کر پہلے روز دائیں نتھنے میں دو قطرے ٹپکائے، اور پھر بائیں میں ایک قطرہ، اسی طرح تین روز تک جو شخص یہ عمل کرے گا تو دماغ کے امراض سے محفوظ رہے گا۔

۲..... ایک پاؤ بادام لے کر اس کا چھلکا اتار لیں، چھلکا اتارنے کا طریقہ یہ ہے کہ رات بھر کسی برتن کے اندر پانی میں بھگو کر رکھ دیں، صبح نرم ہو جانے پر بادام پر چڑھی کتھئی پرت بآسانی اتر جائے گی، بادام کے سفید چمکدار دانے برآمد ہوں گے اب بادام کو شیشے کی بوتل میں ڈال دیں، اوپر سے اس بوتل میں آدھا کلو خالص شہد بادام کے ساتھ بھر دیں، بوتل کو دن رات چالیس روز تک کھلے آسمان کے نیچے رکھیں، چالیس روز پورا ہونے پر اس بوتل میں سے ایک دانہ بادام ایک چمچ شہد کے ہمراہ لے کر اس پر سورۂ کوثر ایک بار پڑھ کر دم کر لیں اور کھا لیں، ان شاء اللہ حافظہ قوی ہوگا۔

دس دانے بادام پیس کر شہد میں ملا کر چاٹے جائیں اور اوپر سے نیم گرم دودھ پیا جائے تو تمام دماغی صلاحیتیں روشن ہو جاتی ہیں، دماغ تر و تازہ ہو جاتا ہے، حافظہ تیز ہو جاتا ہے۔

۳..... ۲۵۰ گرام نئی سونف صاف کر کے اس میں میٹھے تازہ بادام ۱۲۵ گرام، کالی مرچ ۱۰۰ گرام، اور دونوں کے برابر چینی شامل کر کے گرائینڈر میں پیس کر محفوظ کر لیں، روزانہ صبح دو چائے کے چمچ یہ سفوف کھا کر اوپر سے دودھ پی لیں، اسی طرح سوتے وقت بھی استعمال کریں، تقویت دماغ اور نظر کا یہ ایک آزمودہ نسخہ ہے۔

حفظ کے لئے مناسب اوقات اور مقامات

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

اعْلَمْ أَنَّ لِلْحِفْظِ سَاعَاتٍ يَنْبَغِي لِمَنْ أَرَادَ التَّحَفُّظَ أَنْ يُرَاعِيَهَا فَأَجْوَدُ الْأَوْقَاتِ: الْأَسْحَارُ.

جان لو کہ حفظ کے لئے ایسی گھڑیاں ہیں کہ حفظ کرنے والے کو ان کی رعایت رکھنا موزوں ہے، پس تمام اوقات میں جید ترین وقت سحری کا وقت ہے۔

کسی عالم سے پوچھا گیا آپ نے علم کس ذریعے سے حاصل کیا ہے؟ فرمایا:

بِالْمِصْبَاحِ وَالْجُلُوسِ إِلَى الصَّبَاحِ. (۱)

چراغ کے ذریعے اور صبح تک مسلسل بیٹھے رہنے کے ذریعہ۔

اسماعیل بن ابی ادریس رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۸ھ) کا ارشاد ہے:

إِذَا هَمَمْتَ أَنْ تَحْفَظَ شَيْئًا فَنَمْ وَقُمْ عِنْدَ السَّحَرِ فَأَسْرِجْ وَانْظُرْ فِيهِ فَإِنَّكَ لَا تَنْسَاهُ بَعْدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. (۲)

ترجمہ: جب تم کسی چیز کے حفظ کرنے کا ارادہ کرو تو سو جاؤ اور سحری کے وقت اٹھو، چراغ روشن کرو اور اس چیز میں نظر کرو ان شاء اللہ اس کے بعد وہ چیز کبھی نہیں بھولو گے۔

وَأَجْوَدُ أَمَاكِنِ الْحِفْظِ الْغُرَفُ دُونَ السُّفْلِ وَكُلُّ مَوْضِعٍ بَعُدَ مِمَّا يُلْهِي وَخَلَا الْقَلْبُ فِيهِ مِمَّا يُفْزِعُهُ فَيُشْغِلُهُ أَوْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ فَيَمْنَعُهُ. (۳)

جان لو کہ حفظ کے لئے ایسے مقامات ہیں کہ حفظ کرنے والے کو ان کی پابندی لائق و مناسب ہے اور حفظ کے لئے جید ترین مقامات بالا خانے ہیں نہ کہ زیریں کمرے۔

---

(۱) الفقيه والمتفقه: باب القول في التحفظ وأوقاته وإصلاح ما يعرض من علله ...... الخ، ج ۲ ص ۲۰۷ (۲) الجامع في الحث على حفظ العلم: ص ۱۷۷

(۳) الفقيه والمتفقه: ج ۲ ص ۲۰۸

نیز ہر وہ مقام موزوں ہے جو غفلت ولہو والی چیزوں سے دور ہو اور اس میں دل ایسی چیزوں سے قطعی خالی ہو جو اس کو پریشانی میں مبتلا کر دیں یا اس پر غلبہ پا کر حفظ سے روک دیں۔

کسی چیز کو یاد کرنے کے لئے حفظ کے مناسب اوقات کا اہتمام کرنا اور ان کی رعایت کرنا ضروری ہے، بعض مناسب ترین اوقات حفظ یہ ہیں:

۱.....سحری کا وقت۔ ۲.....اولِ نہار۔ ۳.....مغرب کے بعد۔

یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مذکورہ اوقات کو اکثریت کی بنا پر ذکر کیا گیا ہے وگرنہ ہر انسان کی طبیعت مختلف ہے اور اختلافِ طبائع کی وجہ سے مناسب اوقاتِ حفظ میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

حفظ کے لئے مناسب ترین مقامات مندرجہ ذیل ہیں:

۱.....اونچی جگہیں، نیچی جگہوں کی بہ نسبت حفظ کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔

۲..... ہر وہ جگہ جو اسباب لہو ولعب سے خالی ہو۔

۳..... ہر وہ مقام جو دل کو اپنی طرف متوجہ نہ کرے اور پڑھنے والا یکسو ہو کر اپنی پڑھائی کی طرف متوجہ ہو۔

۴.....دریا کا کنارہ، سرسبز وشاداب جگہیں اور خوبصورت قدرتی مقامات میں حفظ کرنا قدرے بہتر اور دیرپا ہوتا ہے۔ (۱)

حافظے کے لئے معاون اور نقصان دہ امور

حفظ کے اسباب میں سب سے زیادہ قوی سبب مسلسل محنت و مسلسل کوشش ہے، غذا کی کمی، تہجد کا اہتمام اور تلاوت قرآن بھی حفظ میں معاون ومددگار ہے، علماء کا بیان ہے کہ

(۱) الفقیہ والمتفقہ: باب القول فی التحفظ وأوقاته وإصلاح ما یعرض من علله.. الخ، ج۲ ص۲۰۷، ۲۰۸

حافظہ کے تیز کرنے میں دیکھ کر قرآن پڑھنے کو جو تاثیر حاصل ہے کسی اور چیز کو حاصل نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی کثرت بھی حافظہ کو بڑھاتی ہے۔ مسواک کرنا، شہد استعمال کرنا، نہار منہ اکیس عدد سرخ کشمش کا استعمال حافظہ کو تیز کرے گا اور دوسری بہت سی بیماریوں سے محفوظ رکھے گا۔ ہر وہ چیز جو بلغم اور رطوبات کو کم کرے حافظہ کی تیزی کا باعث بنتی ہے۔

وہ چیزیں جو قوت حافظہ کو کمزور کرتی ہیں ان میں سرفہرست گناہوں اور معاصی کی کثرت ہے، اسی طرح دنیاوی مشاغل کی پریشانی اور غم، مصروفیات اور تعلقات کی زیادتی اور ہر اس چیز کا استعمال جو بلغم اور رطوبات میں اضافہ کا موجب ہو حافظہ کو نقصان پہنچاتی ہے۔

حافظہ کو کمزور کرنے والی کچھ چیزوں میں کھٹا سیب، پھانسی دیئے ہوئے شخص کو دیکھنا، قبروں کے کتبے پڑھنا، اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گزرنا، زندہ جوں کو زمین پر ڈالنا، گردن پر استرا پھروانا...... یہ تمام چیزیں حافظہ کو کمزور کرتی ہیں۔ (۱)

قوتِ حافظہ کے لئے تین باتوں کا اہتمام کریں

جرمن ماہر نفسیات پروفیسر فرانزی وائزٹ قوت حافظہ کی تربیت کے سلسلہ میں ایک مضمون بعنوان ''یاد داشت کی صلاحیت کیسے بڑھائی جائے؟'' کے آخر میں بطور خلاصہ کے تحریر کرتے ہیں کہ نوجوانوں میں قوت حافظہ کی تربیت اور تقویت مختصر عرصہ میں کسی جادو کے طریقہ پر پیدا نہیں کی جا سکتی، بلکہ ایک طویل مدت تک مستقل طریقہ پر مشق کرنی پڑتی ہے تا کہ مطلوبہ نتائج حاصل ہو سکیں، اس کے ضمن میں تین اصول بڑے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں:

۱..... متواتر مطالعہ کرنا۔ ۲..... سوچ سمجھ کر پڑھنا۔ ۳..... پورے اعتماد سے سیکھنا اور پڑھنا۔ (۲)

---

(۱) تعلیم المتعلم: فصل فیما یورث الحفظ، ص ۷۰ تا ۷۳ (۲) اسباب ذہانت: ص ۲۴

حافظے میں اضافے کے لئے ترکِ معصیت ضروری ہے

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) امام وکیع رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) کے شاگرد ہیں، انہوں نے حضرت وکیع رحمہ اللہ کے سامنے حافظے کی شکایت کی تو حضرت وکیع رحمہ اللہ نے ان کو وصیت فرمائی کہ گناہ چھوڑ دو، امام شافعی رحمہ اللہ اس واقعے کو اپنے شعر میں یوں بیان کرتے ہیں:

شَكَوْتُ إِلَى وَكِيعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ   فَأَرْشَدَنِيْ إِلَى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ

وَأَخْبَرَنِيْ بِأَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ   وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يُهْدَى لِعَاصِيْ [1]

ترجمہ: میں نے امام وکیع رحمہ اللہ کے سامنے اپنے حافظے کی شکایت کی، تو آپ میری رہنمائی ترکِ گناہ کی طرف کی، اور مجھے بتلایا کہ علم نور ہے، اور اللہ کے نور کی طرف کسی گناہ گار کی رہنمائی نہیں کی جاتی۔

پچیس (۲۵) اسبابِ نسیان

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے مندرجہ ذیل چھبیس (۲۶) اشیاء کو اسبابِ نسیان میں شمار کیا ہے:

سُؤْرُ الْفَأْرَةِ، وَإِلْقَاءُ الْقَمْلَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ، وَالْبَوْلُ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ، وَقَطْعُ الْقِطَارِ، وَأَكْلُ التُّفَّاحِ، الْعِصْيَانُ، وَكَثْرَةُ الِاشْتِغَالِ بِالدُّنْيَا، وَأَكْلُ الْكُزْبَرَةِ الرَّطْبَةِ، وَالنَّظَرُ إِلَى الْمَصْلُوْبِ، وَالْأَكْلُ مِنَ الْقِدْرِ، وَكَثْرَةُ الْمَزْحِ، وَالضِّحْكُ بَيْنَ الْمَقَابِرِ، وَالْوُضُوْءُ فِي مَحَلِّ الِاسْتِنْجَاءِ، وَتَوَسُّدُ السَّرَاوِيلِ أَوِ الْعِمَامَةِ، وَنَظَرُ الْجُنُبِ إِلَى السَّمَاءِ وَكَنْسُ الْبَيْتِ بِالْخِرَقِ، وَمَسْحُ وَجْهِهِ أَوْ يَدَيْهِ بِذَيْلِهِ، وَنَفْضُ الثَّوْبِ فِي الْمَسْجِدِ، وَدُخُوْلُهُ بِالْيُسْرَى

[1] ديوان الإمام الشافعي: العلم نور، ص ۵۴

وَخُرُوجُهُ بِالْيُمْنَى، وَاللَّعِبُ بِالْمَذَاكِيرِ أَوِ الذَّكَرِ حَتَّى يُنْزِلَ، وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ، وَالْبَوْلُ فِي الطَّرِيقِ أَوْ تَحْتَ شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ أَوْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ أَوْ فِي الرَّمَادِ، وَالنَّظَرُ إِلَى الْفَرْجِ أَوْ فِي مِرْآةِ الْحَجَّامِ، وَالِامْتِشَاطُ بِالْمُشْطِ الْمَكْسُورِ. ❶

۱......چوہے کا جھوٹا کھانا۔

۲......زندہ جوں کو زمین پر پھینکنا۔

۳......ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔

۴......اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گذرنا۔

۵......ترش سیب کھانا۔

۶......معاصی اور گناہوں کی کثرت۔

۷......امور دنیا کے ساتھ کثرت سے مشغول ہونا۔

۸......تازہ ہرا دھنیا کھانا۔

۹......سولی دیئے ہوئے شخص کی طرف دیکھنا۔

۱۰......ہنڈی میں کھانا۔

۱۱......زیادہ مزاح کرنا۔

۱۲......قبرستان میں ہنسنا۔

۱۳......استنجاء کی جگہ وضو کرنا۔

۱۴......شلوار یا عمامہ کو تکیہ بنانا۔

۱۵......جنبی آدمی کا آسمان کی طرف دیکھنا۔

۱۶......چیتھڑے سے گھر میں جھاڑو دینا۔

۱۷......اپنے چہرہ یا ہاتھوں کو اپنے دامن سے خشک کرنا۔

---

❶ رد المحتار: كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج ۱ ص ۲۲۵

۱۸......مسجد میں کپڑا جھاڑنا۔

۱۹......مسجد میں الٹے پاؤں داخل ہونا اور سیدھے پاؤں سے نکلنا۔

۲۰......اعضاءِ مخصوصہ کے ساتھ کھیلنا یا عضو مخصوص کے ساتھ یہاں تک انزال ہو۔

۲۱......عضو مخصوص کی طرف دیکھنا۔

۲۲......راستہ میں یا پھل دار درخت کے نیچے یا ٹھہرے ہوئے پانی یا راکھ پر پیشاب کرنا۔

۲۳......عورت کی شرمگاہ دیکھنا۔

۲۴......حجام کے آئینہ میں دیکھنا۔

۲۵......ٹوٹی ہوئی کنگھی سے کنگھی کرنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کا قوتِ حافظہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۷ھ) کو ذہانت وفطانت کے ساتھ غیر معمولی قوت حافظہ سے بھی نوازا تھا، شروع شروع میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذہن سے محو ہو جاتے تھے، یہ بات ان کے لئے سوہان روح تھی، خود فرماتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ؟ قَالَ: اُبْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُهُ، قَالَ: فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ. [1]

یارسول اللہ! میں آپ کی بہت سی احادیث کو سنتا ہوں لیکن (حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے) آپ کے (بعض) ارشادات بھول جاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چادر

[1] صحيح البخاري: كتاب العلم، باب حفظ العلم، ج ١ ص ٣٥، رقم الحديث: ١١٩

بچھاؤ۔ میں نے چادر بچھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے لپ بنا کر اس چادر میں ڈال دی پھر فرمایا: اس چادر کو لپیٹ کر اپنے سینے سے لگاؤ، میں نے اس کو اپنے سینے سے لگالیا، اس کے بعد سے میں کبھی آپ کا کوئی ارشاد نہیں بھولا۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا حیرت انگیز حافظہ

حضرت جعفر بن عمرو ضمری بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ عبید اللہ بن عدی بن الخیار کے ساتھ حضرت وحشی سے ملنے گیا، عبید اللہ رضی اللہ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کو پہچانتا تو نہیں البتہ مجھے اتنا یاد ہے کہ آج سے سالہا سال پہلے میں ایک دن عدی بن الخیار نامی شخص کے ہاں گیا تھا، اس دن عدی کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تھا، اس بچہ کو چادر میں لپیٹ کر اس کی مرضعہ کے پاس لے گیا تھا، بچہ کا سارا جسم ڈھکا ہوا تھا صرف پاؤں میں نے دیکھے تھے، تمہارے پاؤں اس بچہ کے پاؤں کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ ہیں۔ ❶

امام قتادہ رحمہ اللہ کا قوتِ حافظہ

امام قتادہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸ھ) کے ترجمہ میں امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ امام سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۶ھ) سے امام قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: قرآن کھول کر بیٹھ جاؤ میں سورہ بقرہ سناتا ہوں۔ امام سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اول سے آخر تک سنا، ایک حرف کی بھی غلطی امام قتادہ نے نہ کی، پھر مجھ کو مخاطب کر کے کہنے لگے:

لأنا لصحيفة جابر أحفظ مني لسورة البقرة. ❷

---

❶ صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب قتل حمزة بن عبد المطلب، ج۵ ص ۱۰۰، رقم الحديث: ۴۰۷۲

❷ التاريخ الكبير للبخاري: ترجمة: قتادة بن دعامة بن قتادة، ج۷ ص ۱۸۶

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نوشتہ کا مجموعہ جس کا نام صحیفہ تھا وہ مجھے سورہ بقرہ سے بھی زیادہ یاد ہے۔

امام زہری نے رحمہ اللہ اسی دنوں میں قرآن کریم حفظ کیا

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) کا شمار علم حدیث کے صف اول کے مدونین میں ہوتا ہے، حدیث کے اس مشہور امام کو اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ عطا کیا تھا۔

اسی غیر معمولی قوتِ حافظہ کا نتیجہ تھا کہ پورا قرآن مجید صرف اسی دن میں حفظ کرلیا تھا:

ومن حفظ الزهري أنه حفظ القرآن في ثمانين ليلة. (۱)

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حدیث سن لینے کے بعد آج تک دوبارہ پھر اُسی حدیث کے متعلق دریافت کرنے کی ضرورت مجھے کبھی نہیں ہوئی، اور نہ کبھی کسی حدیث کے متعلق مجھے شک ہوا، خود اپنا ذاتی تجربہ اپنے حافظہ کے متعلق یہ بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک حدیث کے بعض الفاظ میں مجھے شک سا ہوا، میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا تب معلوم ہوا کہ صحیح وہی تھا جو مجھے یاد تھا:

ما استعدت حديثا قط وما شككت في حديث إلا حديثا واحدا فسألت صاحبي فإذا هو كما حفظت. (۲)

امام مالک رحمہ اللہ کا حیرت انگیز حافظہ

امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں ایک مرتبہ عید کے دن میں اس خیال سے اپنے استاذ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) کی طرف چل پڑا کہ آج حضرت ہر طرح کی مصروفیات سے فارغ ہوں گے اور خوب استفادہ کا موقع میسر آئے گا، چنانچہ میں عید گاہ سے گھر بھی نہ گیا اور سیدھا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگیا،

(۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن مسلم بن عبيد الله، ج ۱ ص ۸۴

(۲) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن مسلم بن عبيد الله، ج ۱ ص ۸۴

دروازہ پر دستک دی، ملازمہ باہر آئی اور شیخ کو جا کر بتایا کہ آپ کا سرخ وسفید شاگرد مالک آیا ہے، میں ان کی اجازت سے اندر گیا، حضرت نے مجھے دیکھتے ہیں فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم اپنے گھر نہیں گئے اور عیدگاہ سے سیدھا ادھر آ گئے ہو، کھانا کھالو:

قلت لا حاجة لي فيه قال فما تريد قلت تحدثني فحدثني سبعة عشر حديثاً ثم قال وما ينفعك إن حدثتك ولا تحفظها قلت إن شئت رددتها عليك فرددتها عليه. ❶

میں نے گزارش کی: مجھے کھانے کی حاجت نہیں ہے، آپ حدیث بیان فرما دیجئے، چنانچہ انہوں نے اسی وقت سترہ احادیث بیان کیں اور فرمایا: اس سے تم کو کیا فائدہ ہوگا کہ میں حدیث بیان کروں اور تم یاد نہ کرو؟ میں نے عرض کیا: آپ کہیں تو ابھی ان سب احادیث کو سنادوں؟ اور پھر میں نے ان تمام احادیث کو زبانی سنادیا۔

امام خلیل بن احمد رحمہ اللہ کی حیرت انگیز استعداد وصلاحیت

امام خلیل بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۰ھ) کے دور میں ایک مرتبہ آنکھ کی کسی خاص بیماری کی دوا بنانے والا طبیب انتقال کر گیا، لوگوں کو اس دوا کی بڑی ضرورت پڑی، امام خلیل بن احمد رحمہ اللہ نے کہا: کسی کے پاس اس دوا کا نسخہ ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں، تو وہ برتن منگوایا جس میں دوا بنائی جاتی تھی، چنانچہ سونگھتے سونگھتے برتن سے اس دوا کا ایک ایک جز نکالتے رہے، یہاں تک کہ پندرہ اجزاء اس طرح نکال کر جمع کر دیئے، ان پندرہ اجزاء کی تعیین کے بعد دوا بنائی اور حسب سابق لوگوں کو اس سے نفع ہوا، اتفاقاً بعد میں اس کا لکھا ہوا نسخہ اس طبیب کے کتب خانے سے مل گیا، دیکھا تو اس میں سولہ اجزاء لکھے تھے، امام خلیل رحمہ اللہ سے صرف ایک جز رہ گیا تھا۔ ❷

---

❶ ترتيب المدارك وتقريب المسالك: ترجمة: مالك بن أنس، باب في ابتداء طلبه وسيرته في ذلك وصبره عليه، ج ۱ ص ۱۳۴ ❷ بغية الوعاة في طبقات اللغويين والنحاة، ترجمة: خليل بن أحمد بن عمرو، ج ۱ ص ۵۵۸

امام محمد رحمہ اللہ نے سات دن میں قرآنِ کریم حفظ کیا

امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) جب ۱۴ سال کی عمر کو پہنچے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے پاس گئے، انہوں نے امام صاحب سے پوچھا آپ ایسے نابالغ لڑکے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد رات کو احتلام ہو جائے؟ کیا عشاء کی نماز لوٹائے گا؟ امام صاحب نے فرمایا: جی ہاں! امام محمد رحمہ اللہ نے مسجد کے ایک کونے میں جا کر عشاء کی نماز لوٹا دی، امام صاحب نے یہ دیکھ کر فرمایا:

إِنَّ هَذَا الصَّبِيَّ يُفْلِحُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

ترجمہ: اگر اللہ نے چاہا تو یہ بچہ ضرور فلاح پائے گا۔

اس واقعے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فقہ کی محبت آپ کے دل میں ڈال دی، چنانچہ آپ حصولِ فقہ کے لئے امام ابوحنیفہ کی مجلس میں پہنچ گئے، امام صاحب نے فرمایا: پہلے قرآن کریم حفظ کرلو، پھر سبق میں آجانا۔

سات دن بعد امام محمد رحمہ اللہ نے واپس آکر عرض کیا: میں نے حفظ قرآن مکمل کر لیا ہے، پھر امام صاحب سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا، امام صاحب نے پوچھا یہ سوال کسی سے سنا ہے یا خود تمہارے ذہن میں پیدا ہوا؟ عرض کیا کسی سے نہیں سنا، بلکہ میرے ذہن میں پیدا ہوا ہے، امام صاحب نے فرمایا: یہ تو بڑے لوگوں کا سوال ہے، آپ پابندی کے ساتھ درس فقہ میں شریک ہوا کریں، اس کے بعد امام محمد رحمہ اللہ چار سال متواتر امام صاحب کے درس میں شریک ہوتے رہے اور مجلس فقہ کے تمام مسائل کے جوابات لکھ کر اسے مرتب کرتے رہے۔ (1)

فقہ حنفی کی جو خدمت امام محمد رحمہ اللہ کے حصہ میں آئی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کوئی دوسرا شاگرد اس میں ان کی برابری نہ کر سکا۔ جن کتب فقہ کو حنفی مسلک کا مرجع و ماخذ ہونے

(1) بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني: ص ۵

کی حیثیت حاصل ہے وہ تمام کی تمام امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف کردہ ہیں۔

امام اصمعی رحمہ اللہ نے ایک مجلس میں گھوڑے کے تمام اعضاء کا اشعار کے ساتھ تذکرہ کیا

ایک مرتبہ امام اصمعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۶ھ) اور امام ابوعبیدہ، فضل بن الربیع کے پاس گئے، فضل نے امام اصمعی رحمہ اللہ سے پوچھا گھوڑے کے متعلق آپ نے کچھ لکھا ہے؟ امام اصمعی نے کہا: ایک کتاب لکھی ہے۔ پھر امام ابوعبیدہ سے پوچھا، اس نے کہا: میں نے پچاس جلدیں لکھی ہیں۔ فضل نے امام ابوعبیدہ سے کہا: تم نے پچاس جلدیں گھوڑے کے متعلق لکھی ہیں، سامنے گھوڑا کھڑا ہے، سر سے لے کر پاؤں تک اس گھوڑے کے ایک ایک عضو کا نام تو ذرا بتادو۔ ابوعبیدہ نے کہا: یہ میرے بس کی بات نہیں، میں نے تو اہل عرب سے جیسے سنا محفوظ کرلیا۔ فضل نے امام اصمعی سے کہا:

قم يا أصمعي، وافعل ذلك فقمت وأمسكت ناصيته، وجعلت أذكر عضوا عضوا، وأضع يدي عليه، وأنشد ما قاله العرب إلى أن بلغت حافره، فقال: خذه فأخذت الفرس. [1]

امام اصمعی اٹھے اور گھوڑے کی پیشانی سے لے کر پاؤں تک ایک ایک عضو کا نہ صرف یہ کہ نام بتاتے رہے بلکہ ساتھ ساتھ اس کے متعلق کہے گئے اشعار بھی سناتے رہے، فضل بن ربیع نے وہ گھوڑا انعام میں اصمعی کو دے دیا۔

امام اصمعی رحمہ اللہ کا حیرت انگیز حافظہ

ایک مرتبہ امیر حسن بن سہیل نے ادیبوں کو جمع کیا جن میں اصمعی، ابوعبیدہ اور نصر بن علی وغیرہ شامل تھے۔ ادیبوں کے ساتھ گفتگو شروع کرنے سے قبل امیر نے مختلف

[1] بغية الوعاة: ترجمة: عبد الملك بن قريب بن عبد الملك، ج ۲ ص ۱۱۳

ضروریات کے لئے دی گئی پچاس درخواستوں پر اپنی صوابدید کے مطابق احکامات لکھ کر جاری کئے، پھرادیبوں سے گفتگو شروع کی، محدثین کا تذکرہ چلا تو ابوعبیدہ، اصمعی پر تعریض کرتے ہوئے کہنے لگے کہ جناب! اس مجلس میں بھی موجود کچھ لوگ اسلاف جیسے حافظہ کا دعویٰ کر کے کہتے ہیں کہ ایک بار کوئی کتاب پڑھنے کے بعد دوبارہ اس کے دیکھنے کی انھیں ضرورت ہی نہیں پڑتی اور کوئی بات ایک مرتبہ ان کے ذہن میں داخل ہو جائے تو پھر کبھی نہیں نکلتی، اصمعی نے کہا جناب! ابوعبیدہ مجھ پر تعریض کر رہے ہیں لیکن واقعہ وہی ہے جیسا انھوں نے بیان کیا، ابھی آپ نے پچاس درخواستوں پر مختلف احکامات لکھے، قریب ہونے کی وجہ سے میں دیکھ رہا تھا اگر آپ چاہیں تو وہ تمام درخواستیں منگوالیں، ہر درخواست میں جو کچھ لکھا ہوگا، میں تمام زبانی سنائے دیتا ہوں، چناں چہ امام اصمعی رحمہ اللہ نے وہ تمام درخواستیں اور امیر کی طرف سے ان پر لکھے گئے احکامات سنانا شروع کئے، جب چالیس سے کچھ اوپر پہنچے تو نصر بن علی رحمہ اللہ نے امام اصمعی رحمہ اللہ کو منع کیا کہ کہیں نظر بد نہ لگ جائے، تب امام اصمعی رحمہ اللہ رُک گئے۔ [1]

امام شعبی اور امام اسحاق بن راہویہ کا متحیر العقول قوتِ حافظہ

ایک مرتبہ ابن شبرمہ نے امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۸ھ) کے سامنے امام شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳ھ) کا یہ قول نقل کیا:

ما كتبت سوداء في بيضاء إلى يومي هذا ولا حدثني رجل بحديث قط إلا حفظته.

ترجمہ: میں نے آج تک جو حدیث بھی لکھی اور مجھ سے آج تک جس نے بھی کوئی حدیث بیان کی میں نے اسے حفظ کرلیا ہے۔

یہ سن کر اسحاق بن راہویہ نے کہا: کیا تم اس پر تعجب کر رہے ہو؟ ابن شبرمہ نے ہاں

[1] وفيات الاعيان وأنباء أبناء الزمان، ترجمة: الأصمعي، ج ۳ ص ۱۷۳، ۱۷۴

میں جواب دیا، تو امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

لا أسمع شيئا إلا حفظته و كأني أنظر إلى سبعين ألف حديث أو قال أكثر من سبعين ألف حديث في كتبي. ❶

ترجمہ: میں نے آج تک کوئی ایسی بات نہیں سنی جو مجھے یاد نہ ہو، مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں ستر ہزار سے زائد احادیث کو اپنی کتاب میں یاد کر رہا ہوں، یعنی یہ احادیث مجھے اس طرح یاد ہیں جس طرح دیکھ کر پڑھی جاتی ہیں۔

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کو پچاس سال قبل لکھی گئی احادیث بقید صفحات وسطر یاد تھیں

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) فرمایا کرتے تھے مجھے ایک لاکھ احادیث اس طرح یاد ہیں جیسے تمہیں سورہ اخلاص یاد ہے۔ امام ابوجعفر تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوزرعہ رحمہ اللہ سے سنا:

أن فی بیتی ما کتبه منذ خمسین سنة ولم اطالعه منذ کتبه وإني علم في أي كتاب هو في أي ورقة هو في أي صفح هو في أي سطر هو. ❷

ترجمہ: پچاس سال ہوئے جب میں نے حدیثیں لکھی تھیں اور وہ میرے گھر میں ہی ہوئی ہیں، لکھنے کے بعد اس پورے پچاس سال کے اندران حدیثوں کا میں نے پھر بارہ مطالعہ نہیں کیا، لیکن جانتا ہوں کہ حدیث کس کتاب میں ہے؟ کتاب کے کس ورق ہے؟ کس صفحہ میں ہے؟ کس سطر میں ہے؟

یہ بات کہ پچاس سال کے عرصہ میں دوبارہ یاد کی ہوئی اور لکھی ہوئی حدیثوں کے رانے اور دیکھنے کا موقعہ ابوزرعہ کو نہ ملا، اس پر بھی تفصیل کے ساتھ ان حدیثوں کا یاد رہ جانا

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: اسحاق بن ابراهيم بن مخلد بن ابراهيم، ج٦ ص ٣٤٩ ❷ تاريخ بغداد: ترجمة: عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد أبو زرعة الرازي، ج١٠ ص ٣٣٠

یقیناً قوتِ یادداشت اور حافظہ کی پختگی کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے قوتِ حافظہ کا امتحان

اللہ تعالیٰ نے امام بخاری کو بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا، ایک مرتبہ بغداد آئے، محدثین جمع ہوئے، امتحان لیا، اس طرح کہ دس آدمیوں نے دس دس حدیثیں لے کر ان کے سامنے پیش کیں، ان احادیث کے متون اور سندوں کو بدلا گیا، متن ایک حدیث کا اور سند دوسری حدیث کی لگا دی تھی، امام صاحب حدیث سنتے اور کہتے" لَا أَعْـرِفُـهُ "(مجھے یہ حدیث معلوم نہیں ہے) خواص امام کی مہارت جان گئے کہنے لگے: امام واقعی امام ہیں، عوام کا خیال ہوا کہ یہ کیسے امام ہیں ان کی جانب تو ہر حدیث کے بارے میں" لَا أَعْـرِفُـهُ "کا اعلان ہے، جب اپنی دس دس حدیثیں سنا کر سب فارغ ہو گئے، تو امام پہلے شخص کی جانب یہ کہتے ہوئے متوجہ ہوئے"تم نے پہلی حدیث یوں سنائی تھی، اور صحیح یوں ہے"سب کے ساتھ ایسا ہی کیا، پہلے ان کی مقلوب حدیث سناتے پھر تصحیح کرتے، جب ایک ہی مجلس میں ان سب کی سو مقلوب حدیثیں سنائیں پھر ان کی تصحیح کی تو مجمع حیران رہ گیا، مجلس تعجب کا نشان تھی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے یہ واقعہ لکھا ہے اور پھر اس پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا:

هـنـا يـخضع للبخاري، فما العجب من رده الخطأ إلى الصواب فإنه كان حـافظا بل العجب من حفظه للخطأ على ترتيب ما ألقوه على من مرة واحدة. [1]

ترجمہ: یہاں امام بخاری کی امامت تسلیم کرنی پڑتی ہے تعجب اس پر نہیں کہ بخاری نے غلط احادیث کی تصحیح کی، اس لئے کہ وہ تو تھے ہی حافظ، تعجب تو اس پر ہے کہ امام نے ایک ہی دفعہ میں ان کی بیان کردہ ترتیب کے مطابق وہ تمام مقلوب احادیث یاد کر لیں۔

[1] هدي الساري: ذكر جمل من الأخبار الشاهدة لسعة حفظه وسيلانه ذهنه، ص ۴۸۶

امام بخاری رحمہ اللہ بچپن میں ستر ہزار احادیث کے حافظ تھے

سلیم بن مجاہد رحمہ اللہ ایک دن مشہور محدث محمد بن سلام بیکندی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، امام بیکندی رحمہ اللہ فرمانے لگے: اگر کچھ دیر قبل آتے تو ستر ہزار حدیثیں حفظ کرنے والا بچہ دیکھ لیتے، سلیم یہ سن کر بچہ کی طلب میں نکلے، ملاقات کر کے پوچھا: ستر ہزار احادیث کے حفظ کا آپ کو دعویٰ ہے؟ امام بخاری رحمہ اللہ کہنے لگے:

نَعَمْ وَأَكْثَرُ، وَلَا أَجِيئُكَ بِحَدِيثٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ إِلَّا عَرَّفْتُكَ مولِدَ أَكْثَرِهِم وَوَفَاتَهُم وَمَسَاكِنِهِم. (1)

جی ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ، مزید یہ کہ جس صحابی اور تابعی کی حدیث آپ کو سناؤں گا ان تمام کی ولادت، وفات اور مساکن کا بھی علم رکھتا ہوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا حیرت انگیز قوتِ حافظہ

امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے ایک شیخ کی روایات کے دو جز نقل کئے تھے، مکہ کے راستے میں اسی شیخ سے ملاقات ہوئی، امام صاحب نے سوچا کہ کیوں نہ براہ راست شیخ سے سماعت کروں، درخواست لے کر شیخ کے پاس گئے، انہوں نے منظور کر کے کہا: میں پڑھتا جاؤں گا اور آپ اپنے نسخہ سے مقابلہ کرتے جائیں، اتفاق سے وہ دو جزء امام صاحب کے سامانِ سفر میں نہ تھے، تو وہ سادہ کاغذ لے کر بیٹھ گئے، شیخ کی نظر پڑ گئی، بہت ناراض ہوئے، امام صاحب نے ساری صورت حال گزارش کی اور کہا کہ وہ دونوں جزء مجھے ازبر یاد ہیں، اور پھر شیخ کے کہنے پر سنانا شروع کیا، شیخ نے کہا کہ آپ پہلے سے یاد کر کے آئے ہو، امام ترمذی نے کہا امتحان لے لیں:

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۱۲ ص ۴۱۷

فَحَدَّثَنِي بِأَرْبَعِينَ حَدِيثاً ثُمَّ قَالَ: هَاتِ فَأَعَدْتُهَا عَلَيْهِ، مَا أَخْطَأْتُ فِي حَرْفٍ. ❶

لہذا شیخ نے چالیس غریب حدیثیں امام ترمذی کے سامنے پڑھیں، پھر اسی وقت امام صاحب نے بغیر کسی غلطی کے ان کو وہ سب حدیثیں سنادیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کا حیرت انگیز حافظہ

امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) اپنی نوعمری میں مشہور محدث امام اسماعیل صفار رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے وہ املا کرا رہے تھے، اور یہ بیٹھے کوئی دوسری کتاب نقل کر رہے تھے، حاضرین میں سے کسی نے کہا تمہارا سماع صحیح نہیں کیونکہ تم توجہ سے سننے کے بجائے دوسری کتاب نقل کرنے میں مصروف ہو، بولے میری سمجھ اور آپ کی سمجھ میں فرق ہے، بھلا بتلائے اب تک شیخ نے کتنی حدیثیں املا کرائیں ہیں؟ بولے مجھے یاد نہیں:

أملى ثمانية عشر حديثًا، الحديث الأول عن فلان عن فلان، ومتنه كذا وكذا، والثاني عن فلان عن فلان ومتنه كذا وكذا، ومر في ذلك حتى أتى على الأحاديث، فتعجب الناس منه. ❷

آپ نے فرمایا اس وقت تک ۱۸ حدیثیں املا کرا چکے ہیں، پہلی حدیث کے راوی فلاں فلاں ہیں اور اس کا متن یوں ہے۔ دوسری حدیث کے فلاں فلاں راوی ہیں اور اس کا متن یہ ہے۔ اس طرح ساری حدیثیں آپ نے من وعن بیان کردیں، چنانچہ لوگ آپ کا یہ حافظہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ تین لاکھ اشعار کے حافظ

امام ابن الانباری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۸ھ) الفاظ قرآن کے استشہاد میں عرب

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن عيسى بن سورة بن الترمذي، ج۱۳ ص۲۷۳

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد، ج۳ ص۱۳۳

کے تین لاکھ اشعار حفظ تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیرت انگیز حافظہ عطاء کیا تھا، آپ املاء زبانی کرواتے تھے کتاب میں دیکھ کر نہیں:

وَكَانَ يَحْفَظُ ثَلَاثِمِائَةِ أَلْفِ بَيْتٍ شَاهِدًا فِي الْقُرْآنِ وَكَانَ يُمْلِيْ مِنْ حِفْظِهِ لَا مِنْ كِتَابٍ. ❶

ایک دن بیمار ہوئے تو ان کے والد بڑے پریشان ہوئے لوگوں نے تسلی دینا چاہی، کتابوں سے بھری الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے میں اس بیٹے کی بیماری پر پریشان کیوں نہ ہوں جس کو یہ سب کتابیں حفظ ہیں۔

ایک لاکھ اوراق پر مشتمل ''کتاب الأغانی'' کے حافظ

ابوبکر بن زہر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک بدحال شخص آیا گویا کہ وہ دیہاتی ہے، اس نے کہا اے بیٹے وزیر! ابومروان کے پاس جا کر میرے آنے کی اجازت مانگو، میں نے کہا وہ سو رہے ہیں، تو اس نے کہا یہ کون سی کتاب ہے میں نے کہا تمہیں اس کے پوچھنے سے کیا مقصد، یہ کتاب الاغانی ہے پھر کہا: کیا تم اس کا (دوسرے نسخوں کو دیکھ کر) مقابلہ کر رہے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا میں نے اس کتاب کو بچپن میں یاد کر لیا تھا، مجھے اس کی بات پر ہنسی آئی کہ اس قدر طویل کتاب کیسے اس نے حفظ کر لی، تو اس نے کہا کتاب اپنے ہاتھ میں پکڑو تو میں نے لے لی، پھر اس نے صفحات کے صفحات زبانی سنائے، اور کوئی غلطی نہیں کی، تو میں فوراً کھڑا ہوا اور اپنے والد کے پاس آیا تو وہ ننگے پاؤں جلدی سے نکلے اور اس سے معانقہ کیا اور اس کے ہاتھ چومے اور معذرت کی، اور مجھے برا بھلا کہا اور اس کے ساتھ نہایت ادب واحترام کے ساتھ پیش آئے، پھر اس سے بات چیت کی اور س کو ایک سواری ہدیہ میں دی، میں نے کہا اے ابا جان! یہ کون ہے؟ فرمایا:

❶ بغية الوعاة: ترجمة: محمد بن قاسم بن محمد بن بشار، ج ١ ص ٢١٢

وَيُحک اِهَـذَا أَدِيبُ الأَنْدَلُس ابْنُ عَيْذُوْنَ، أَيْسَرُ مَحْفُوْظَاته كِتَاب الأَغَانِي.

تو تباہ ہو جائے یہ اندلس کے ادیب ہیں ان کا نام ابن عیذون ہے، اس کی یاد شدہ کتابوں میں کتاب الاغانی تو معمولی سی کتاب ہے۔

''کتـــاب الأغـــانـــي'' یہ امام ابوالفرج علی بن حسی اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۶ھ) کی کتاب ہے، انہوں نے یہ کتاب پچاسی سال کے عرصے میں لکھی، یہ کتاب ایک لاکھ اوراق پر مشتمل تھی ''هو كتاب لم يؤلف مثله اتفاقا'' امام ابن عیدون رحمہ اللہ کو یہ کتاب حفظ تھی۔ ❶

علامہ شاطبی رحمہ اللہ کا حیرت انگیز قوتِ حافظہ

تجوید وقراءت کے مشہور امام، امام شاطبی (متوفی ۵۹۰ھ) نابینا حج کے سفر میں ایک جگہ راستہ میں درخت آیا، ساتھیوں نے کہا کہ ذرا جھک کر گزریں تا کہ درخت کی ٹہنی سر کو نہ لگے۔

پینتالیس سال بعد جب دوبارہ اسی جگہ سے گزرے تو جھک کر نکلے، احباب نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: یہاں ایک درخت تھا اس لئے میں جھک کر چلا ہوں۔ رفقاء نے بتایا کہ یہاں تو کوئی درخت نہیں ہے، آپ سواری سے نیچے اترے اور فرمایا کہ اب حدیث روایت نہیں کروں گا، کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اب میرا حافظہ کمزور ہو چکا ہے، پھر آس پاس گاؤں والوں کو بلایا تو وہاں کے بوڑھوں نے بتایا کہ یہاں ایک درخت تھا جو کہ کاٹ دیا گیا ہے، اس کے بعد آپ مطمئن ہو گئے۔ ❷

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عيذون أبو محمد عبد المجيد، ج۱۹ ص ۵۹۹

❷ فيض الباري شرح صحيح البخاري: كتاب الصلاة، باب المساجد في البيوت، ج۲ ص۵۶، ۵۷

سندِ حدیث میں غلطی کی اصلاح کا انوکھا انداز

امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے، قریب ہی ان کے ایک شاگرد بیٹھے حدیث کا سبق یاد کررہے تھے، لیکن سند میں آنے والے ایک راوی کو "حدثنا نسیر" کے بجائے "حدثنا یسیر" پڑھ رہا تھا، امام دارقطنی رحمہ اللہ کو یہ غلطی بڑی شاق محسوس ہوئی اور وہ فوری طور پر شاگرد کی اصلاح کرنا چاہتے تھے لیکن حالتِ نماز اس سے مانع تھی، بہرحال انہیں نماز میں ایک ترکیب سوجھی اور انہوں نے بلند آواز سے قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھا:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ. (القلم: ۱)

ترجمہ: نون! قسم ہے قلم کی اور اس کے لکھے کی۔

اس میں جب لفظِ نون پر زور دیا تو طالب علم فوراً سمجھ گیا اور اپنی غلطی کی اصلاح کرلی۔ ❶

بخاری، مسلم اور بیس ہزار اشعار کے حافظ

امام بدرالدین حسینی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۴ھ) کو اللہ تعالی نے قوتِ حافظہ غضب کا عطا فرمایا تھا، علامہ زرکلی بڑی صراحت کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں:

فحفظ الصحيحين غبا بأسانيدهما ونحو ۲۰ ألف بيتا من متون العلوم المختلفة. ❷

ترجمہ: آپ کو بخاری شریف اور مسلم شریف احادیث کی اسناد کے ساتھ حفظ تھیں اس پر بس نہیں بلکہ مختلف علوم کے بیس ہزار اشعار بھی ازبر تھے۔

---

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد، ج۳ ص ۱۳۴

❷ الأعلام للزركلي: بدر الدين الحسيني، ج۷ ص۱۵۷

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا متحیر العقول قوتِ حافظہ

آپ کی ذکاوت، ذہانت اور حفظ علوم ضرب المثل تھا، آپ کا دماغ ایک کتب خانہ سمجھا جاتا تھا، جس علم یا جس کتاب کا ذکر ہوتا اس کے متعلق آپ پوری معلومات کا ذخیرہ لگا دیتے، جیسے ابھی ابھی صرف اسی بارے میں اچھی طرح مطالعہ کر کے بیان کر رہے ہیں۔

دارالعلوم کے شاندار اور وسیع کتب خانہ میں تقریباً تمام کتابیں آپ کی مطالعہ کردہ تھیں اور مضامین کا اکثر حصہ محفوظ رہتا تھا۔

مولانا محمد مصطفیٰ خان رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

علامہ کشمیری رحمہ اللہ کا یہ دعوی تھا کہ جس کتاب کو ایک بار پڑھتا ہوں تو بیس سال تک محفوظ رہتی ہے۔

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے یادداشت کی مدت پندرہ سال بتائی ہے۔ ①

قاری حمید الامین سنبھلی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

میرے زمانہ درس میں لوگوں کو ایک قلمی کتاب ملی، جس کا اول و آخر غائب تھا، اہل علم کی خدمت میں پیش کر کے نام معلوم کرنے کی کوشش کی گئی، مگر کسی نے عقدہ کشائی نہ کی، بالآخر حضرت علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے سامنے پیش ہوئی، آپ نے ادھر ادھر سے دیکھ کر فرمایا: حدیث کی فلاں کتاب ہے اور لائبریری میں فلاں نمبر ایک نسخہ ہے، چنانچہ اس نمبر کی کتاب نکالی گئی تو بعینہ وہی کتاب تھی۔ ②

حضرت کشمیری رحمہ اللہ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ طلبہ کو حدیث کا درس دیتے وقت عجیب و غریب نکات بیان فرماتے اور کتابوں کا نہ صرف حوالہ بلکہ صفحہ کا صفحہ پڑھ کر سنا دیتے تھے۔ علامہ کشمیری رحمہ اللہ کو حفظ و یادداشت میں ایسی شہرت نصیب ہوئی کہ مولانا ادریس

---

① اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے: ص ۱۰۵ ② حیات کشمیری: ص ۱۲۳

صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

لفظ انور شاہ کی دلالت اولی قوت حافظہ پر ہے۔ ❶

مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شاہ صاحب کا دماغ تو ایک کتب خانہ ہے جس علم کی جس وقت کوئی کتاب اپنے دماغ کے کتب خانہ سے اٹھانا چاہتے ہیں بے تکلف اٹھالیتے ہیں۔ ❷

مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک بار کسی ضرورت کے تحت یہ معلوم کرنا تھا کہ قرآن حکیم میں سرقہ سے متعلق آیات کون سے سن میں نازل ہوئیں، پہلے میں نے اپنی دسترس کے مطابق تفسیر کا کافی ذخیرہ چھان ڈالا اور جب مفید مطلب چیز نہیں ملی تو حضرت سے دریافت کیا، آپ نے فوراً فرمایا: درمنثور کا فلاں موقعہ دیکھ لو، امام سیوطی رحمہ اللہ نے بھی ان آیات کا سن نزول ذکر کیا ہے، چنانچہ تلاش کے بعد نشان زدہ مقام پر مطلوبہ تحقیق حاصل ہوگئی۔ ❸

جب قاری طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم دار العلوم دیوبند مشاہیر کا تذکرہ ترتیب دے رہے تھے تو ابوالحسن کذاب اور اس کی کذب بیانیوں کے واقعات معلوم کرنا تھے، شاہ صاحب سے ان کے مرض الوفات میں دریافت فرمایا، تو آپ نے ابوالحسن کذاب کا مفصل تذکرہ بقید سنین بیان کر ڈالا اور فرمایا:

چالیس سال پہلے ابوالحسن کے متعلق ایک کتاب مطالعہ سے گزری تھی اس وقت آپ کے سوال پر وہی محفوظ چیزیں ذکر کرتا ہوں۔ ❹

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ جو کہ علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے معاصر علماء میں سے ہیں، آخر میں جب علامہ کشمیری رحمہ اللہ پر مسلسل بیماریوں کے حملے سے نیم جان ہو رہے تھے، ایک روز ان سے فرمایا:

---

❶ حیات کشمیری: ص ۱۲۷ ❷ حیات کشمیری: ص ۱۳۱

❸ حیات کشمیری: ص ۱۳۱ ❹ حیات کشمیری: ص ۱۲۸

اس وقت بھی میرا یہ حال ہے کہ جس کتاب کا سرسری طور پر بھی مطالعہ کر لیتا ہوں پندرہ سال تک بقید صفحات اس کے مضامین یاد رہ جاتے ہیں۔ [1]

محدث العصر علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ حضرت کشمیری رحمہ اللہ کے حافظہ کے بارے میں کچھ ان الفاظ میں رقم طراز ہیں:

شاہ صاحب نے ۱۳۲۱ھ میں ''فتح القدیر'' کا مطالعہ فرمایا اور پھر ۱۳۴۷ھ میں درس بخاری شریف میں تحدیث نعمت کے طور پر طلبہ کے سامنے فرمایا کہ چھبیس سال ہو گئے فتح القدیر کا مطالعہ کیا تھا اس کے بعد مراجعت کی ضرورت پیش نہیں آئی، جو کچھ بیان کروں گا اگر مراجعت کرو گے تو تفاوت کم پاؤ گے۔ [2]

علامہ انظر شاہ کے مطابق علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے حافظہ کے یہ بے مثال جوہر سب سے پہلے میرٹھ کے ایک مناظرے میں منظر عام پر آیا، مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ کی روایت یہ ہے کہ میں میرٹھ میں درس نظامی کے پڑھنے میں مشغول تھا کہ اچانک ایک روز شہر میں اعلان ہوا کہ فلاں غیر مقلد عالم سے جنہوں نے اپنے مسلک کی پرقوت ترجمانی سے اہل تقلید کے قلوب لرزا دیئے تھے مناظرہ کرنے کے لئے مولانا انور شاہ دہلی سے آرہے ہیں، میرٹھ کے پرانے اہل علم جواب تک شاہ صاحب کے نام ونشان سے ناواقف تھے، یہ اعلان سن کر سراسیمہ ہو گئے، اندیشہ تھا کہ ایک منجھے منجھائے مناظر کے مقابلہ میں غیر معروف شخصیت کا چلا آنا احناف کی رسوائی کا موجب نہ ہو، جمعہ کے بعد متعین مسجد میں علماء، طلباء اور عوام کا بے پناہ ہجوم اس فیصلہ کن مناظرہ کو دیکھنے کے لئے دور دور سے سمٹ آیا، اچانک ایک جانب سے چند آدمیوں کے ساتھ ایک نوجوان آتا ہوا دکھائی دیا معلوم ہوا کہ یہی مولانا انور شاہ ہیں جو مدرسہ امینیہ کے صدر مدرس ہیں، بوڑھے، تجربہ کار، کہن سال، سرگرم، چشیدہ مناظر کے مقابلہ میں اس نوجوان کو دیکھ کر دل دہل گئے، مناظرہ شروع ہوا تو

[1] حیات کشمیری: ص ۱۲۷ [2] حیات کشمیری: ص ۱۲۵

مولانا انور شاہ نے حریف کو مخاطب کر کے فرمایا:

آپ اہل حدیث ہیں اور حافظ حدیث ہونے کے دعویدار، اگر یہ سچ ہے تو بخاری شریف کے کچھ صفحات آپ مجھ کو سنا دیجئے۔ مناظر عالم نے لوٹ کر کہا: آپ ہی کچھ صفحات سنائیں۔

مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس نوجوان نے کھڑے کھڑے ''بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْأُ الْوَحْيِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' سے بسم اللہ پڑھ کر جو ابتداء کی تو بخاری شریف کے پچیس تیس صفحات مسلسل پڑھنے کے بعد سراپا حیرت مجمع میں حریف سے یہ پوچھنے لگے کہ جو کچھ پڑھ چکا ہوں کافی ہے یا اور پڑھوں؟ حریف کی تلاش کی تو نہ جانے وہ کدھر سے نکل چکے تھے، میرٹھ سے نکل کر اس مناظرہ کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی اور یہ پہلا دن تھا کہ شاہ صاحب کے بے نظیر حافظہ پر لوگوں کو اطلاع ہوئی، پھر قوت حافظہ کی یہ شہرت علمی حلقوں سے نکل کر عوام و خواص تک پہنچ چکی ہے۔ [1]

علامہ کشمیری رحمہ اللہ کی غیر معمولی یادداشت کا نتیجہ یہ تھا کہ کوئی شخص آپ کو کسی وقت کسی کتاب کے حوالہ یا کسی مضمون کی نقل میں دھوکہ نہیں دے سکتا تھا، چنانچہ بہاولپور کا مشہور مقدمہ جس میں قادیانیت کے خلاف کئی روز آپ نے مسلسل بیان دیا، ایک روز اس مفصل تقریر پر جو آپ نے ختم نبوت کو ثابت کرنے کے لئے تواتر سے متعلق فرمائی جس سے آپ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ ہمارا دین متواتر ہے اور تواتر کا انکار کرنے والا مرتد و کافر ہے۔ اس ذیل میں اپنی اجتہادی تحقیق تواتر کی چہار گانہ تقسیم ان کی تعریف اور مثالوں سے تشریح و تفصیل کی۔

جلال الدین شمس قادیانی نے آپ کو مخاطب فرما کر کہا کہ آپ تواتر کے منکر کو کافر کہتے ہیں حالانکہ علامہ بحر العلوم نے ''فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت'' میں

[1] حیات کشمیری: ص ۱۲۶، ۱۲۷

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ متواتر معنوی کے منکر ہیں، اس پر شاہ صاحب نے جج سے فرمایا: آپ ان سے یہ کتاب اور حوالہ طلب کیجئے میرے پاس اس وقت یہ کتاب موجود نہیں۔

جلال الدین شمس کتاب ہاتھ میں لے کر ورق گردانی کرنے لگا تو آپ پر جوش انداز میں کھڑے ہو گئے اور کتاب اس کے ہاتھ سے چھین لی اور جج سے فرمایا:

یہ صاحب ہمیں دھوکہ دینا چاہتے ہیں لیکن میں طالب علم ہوں دو چار کتابیں دیکھی ہیں ان سے مفحم (خاموش) نہیں ہوں گا، بتیس سال ہوئے میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تھا، امام بحر العلوم نے یہ نہیں لکھا کہ رازی تواتر معنوی کا انکار کرتے ہیں بلکہ انہوں نے لکھا ہے کہ امام رازی رحمہ اللہ حدیث ''لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ'' کے متواتر معنوی ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہوئے آپ نے فواتح الرحموت کی عبارت بھی سنائی، جلال الدین شمس اپنی اس صریح غلط بیانی پر شرمندہ ہو کر رہ گیا۔ [1]

علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کشمیر کے سفر میں دو فریق جو کسی مسئلہ میں الجھ رہے تھے، اور دونوں نے اختلافی مسئلہ میں فتوی ترتیب دے کر بعض کتابوں سے تائیدی عبارتیں بھی نقل کی تھیں ان میں سے ایک جماعت نے ''فتاوی عمادیہ'' نامی قلمی کتاب کا حوالہ دے کر اپنے بیان کو مدلل کیا، جب یہ فتوی آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا:

میں نے دار العلوم کے کتب خانہ میں فتاوی عمادیہ کے غیر مطبوعہ نسخہ کا مکمل مطالعہ کیا ہے اس میں یہ عبارت قطعاً نہیں یہ تدلیس و کھلی تحریف ہے۔

اس گرفت پر اہل علم کی یہ جماعت متحیر ہو کر رہ گئی، کون سی چیز یا کوئی خاص تحقیق کس

[1] حیات کشمیری: ص ۱۲۸، ۱۲۹

کتاب میں موجود ہے یہ آپ کو ہر وقت مستحضر رہتی، اس میں آپ ایک ایسی خصوصیت کے مالک تھے جس کی نظیر مشکل ہے۔ ❶

دار العلوم دیوبند کے سابق صدر المدرسین مولانا ابراہیم صاحب کا ہے جیسا کہ معلوم ہے کہ مولانا کی شخصیت معقولات میں مسلمہ تھی، آپ خیر آباد کی مشہور معقولی درسگاہ کے ممتاز فرد تھے، کہتے تھے کہ دار العلوم کے کتب خانہ میں قلمی ذخیرہ میں منطق کی ایک اہم اور نایاب کتاب ملنے پر میں نے اس کا مطالعہ کیا، ایک جگہ پر مجھے اشکال پیش آیا بڑی کدوکاش کے باوجود حل کرنے سے عاجز رہا، مجبور ہو کر شاہ صاحب سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

عبارت غلط لکھی گئی ہے، ریاست ٹونک کے کتب خانہ کے مخطوطات میں، میں نے مطالعہ کیا تھا، صحیح عبارت یہ ہے۔

صحیح عبارت کے سامنے آتے ہی سارا خلجان دور ہو گیا، دینیات کے مسلسل انہماک وشغل کے باوجود یہ محض حافظہ کرشمہ کاری تھی کہ منطق جیسے فن کی بھی جو چیز ایک بار آپ کی نظر سے گزر گئی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کے دماغ کے خزانہ میں محفوظ ہو گئی۔ ❷

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے ایک مہینے میں قرآن کریم حفظ کیا

بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے جب پہلا حج کیا تو کراچی کے راستہ سے کیا تھا، اس زمانہ میں اسٹیمر نہیں تھی بادبانی جہاز تھے، بادبان باندھ دیا گیا تو کشتی چل رہی ہے ہوا جب مخالف چلی تو لنگر ڈال دیئے گئے جس سے کشتی کھڑی ہو جاتی تھی، پانچ پانچ چھ چھ مہینہ میں جدہ پہنچتے تھے، تو حضرت بھی بادبانی جہاز میں سوار ہوئے اور رمضان شریف آ گیا، گویا شعبان میں چلے تھے کشتی کے اندر رمضان آ گیا، اور اتفاق سے کوئی حافظ نہیں، تراویح ''الم تر کیف'' سے ہوئی تو حضرت کو بڑی غیرت آئی کہ

❶ حیات کشمیری: ص ۱۳۰ ❷ حیات کشمیری: ص ۱۳۲

اڑھائی تین سو آدمی جہاز میں موجود اور تراویح میں قرآن شریف نہ سنایا جائے ایک بھی حافظ نہیں، اسی دن قرآن یاد کرنے بیٹھے، روز ایک سپارہ حفظ کرتے، رات کو تراویح میں سنا دیتے، جہاں رمضان کا مہینہ مکمل ہوا وہیں آپ کا حفظ قرآن بھی مکمل ہو گیا۔ (۱)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا جیل میں حفظِ قرآن

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو انگریزوں نے گرفتار کیا تو جیل میں کوئی اور مشغلہ نہیں تھا، قرآن مجید یاد کرنا شروع کر دیا اور تقریباً دو ثلث یاد کیا اور روزانہ اسے تراویح میں پڑھا کرتے تھے، اس وقت حضرت کی عمر تقریباً ستر سال تھی اور اس عمر میں یادداشت کمزور ہو جاتی ہے مگر یہ بھی قرآن کا ایک اعجاز ہے۔ (۲)

اسلافِ اُمت کے ہاں وقت کی قدر و قیمت

نظامِ کائنات اور وقت

وقت اس کائنات کی تخلیق سے لے کر آج تک ایک منظم صورت میں چل رہا ہے، سورج اپنے وقت پر طلوع اور غروب ہوتا ہے، چاند اپنے وقت پر طلوع اور غروب ہوتا ہے، دن اور رات اپنے اپنے وقت پر آتے اور جاتے ہیں، مہینے اور سال اسی سورج اور چاند کی گردش میں تمام ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نظام کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں:

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّةِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ. (البقرة: ۱۸۹)

ترجمہ: (اے محمد!) لوگ تم سے نئے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ گھٹتا بڑھتا ہے) کہہ دو کہ وہ لوگوں کے (کاموں کی میعادیں) اور حج کے وقت معلوم ہونے کا ذریعہ ہے۔

---

(۱) فضائل حفاظ القرآن: حضرت نانوتوی کے حفظ قرآن کا واقعہ: ص ۲۶۶

(۲) فضائل حفاظ القرآن: حضرت مدنی کے حفظِ قرآن کا واقعہ، ص ۲۶۷

علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یہ تمہارے لئے اور دوسروں کے لئے ان کی زندگیوں میں مقررہ اوقات ہیں، جس کے کم اور زیادہ ہونے کا تم دھیان رکھتے ہو، یہ اوقات ہیں جس میں تمہارے قرض کی مدت، کرایہ داری کی مدت، اور تمہارے عورتوں کی عدت پوری ہوتی ہے، یہ تمہارے روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا وقت ہے، اس لئے اللہ تعالی نے لوگوں کے لئے مقررہ اوقات بنائے ہیں، اور ایسے ہی یہ حج کے لئے وقت مقررہ ہے جس میں تم اپنے ارکان ادا کرتے ہو۔ [1]

اسلام میں وقت کی اہمیت

اسلامی نظامِ شریعت اور آداب، فرائض وواجبات میں مؤمن کو اللہ نے اس کے روزمرہ کے امور میں ایک نظام کا پابند کیا ہے، اور ہر مرحلۂ حیات اور اس کے ہر ایک جز سے فائدہ حاصل کرنے کے اہتمام کا شعور اس کے اندر بیدار کیا گیا ہے، یہ نظام کائنات کی حرکت، چاند اور ستاروں کی گردش، دن اور رات کے اختلافات، جب رات پلٹتی ہے اور صبح کا اجالا پھیلنے لگتا ہے، اللہ کی طرف دعوت دینے والا کھڑا ہوتا اور آفاق میں اہل غفلت اور خوابیدہ انسانوں کو بیدار کرتے ہوئے اپنے نغمہ خوش گلو کا رس گھول دیتا ہے ''حيّ على الصلاة، حيّ على الفلاح، الصلاة خير من النوم ''جس کے جواب میں ایک مؤمن اور شاکر انسان انتہائی متواضع حالت میں رب کو یاد کرتے ہوئے اٹھتا اور اس کی عبادت بجالاتا ہے۔

ایسے ہی جب دوپہر کو سورج ڈھل جاتا ہے اور لوگ اپنے کاموں میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں، اور عصر کے وقت جب سورج چھپنے لگتا اور کاروبار اپنے عروج پر ہوتا ہے، اور سرِ شام جب سورج غائب ہو جائے، اور اس کے بعد جب شفق کی سرخی کے ساتھ ساتھ آج کا دن ختم ہو جائے، یہی مبارک اذان ہمارے کانوں سے ٹکراتی ہے، نفوس قدسیہ بیدار ہوتے

[1] التفسير الطبري: سورة البقرة آیت نمبر ۱۸۹ کے تحت، ج ۳ ص ۵۵۵

ہیں، اور اپنے رب کے سامنے حاضر ہوتے ہیں، اس طرح مؤمن کا دن جو اللہ کی بندگی سے شروع ہوا تھا، اللہ کی بندگی پر ختم ہوگیا۔ (1)

وقت کی قدر کریں

وقت اپنے سیکنڈ، منٹ، گھنٹہ، دن اور سال کے حساب سے انسان کے پاس امانت ہے، اور اس کے متعلق سوال ہوگا، پس ہر لحظۂ حیات جوابدہی کی تیاری میں صرف ہونا چاہئے۔ شاعر کہتا ہے:

وَالْوَقْتُ أَنْفَسُ ما عُنِيتَ بِحِفْظِهِ
وَرَاهُ أَسْهَلَ مَا عَلَيْكَ يَضِيعُ

اور وقت وہ سب سے قیمتی چیز ہے جس کی حفاظت کا آپ کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے،
اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کا ضیاع آپ کے لئے سب سے آسان ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

يَأَيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنظُرْ نَفْس" مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ. (الحشر:۱۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور چاہئے کہ ہر جی دیکھے اس نے کل کے لئے کیا بھیجا ہے۔

اس لئے دانش مندی کا تقاضا ہے کہ افسوس وحسرت کا وہ وقت آنے سے قبل تیاری کرلیں کہ عمر کا ایک ایک لمحہ ختم ہوا جارہا ہے۔

اسلاف اپنے وقت کی حفاظت اور اسے نیکیوں سے معمور کرنے کے بارے میں سب سے بڑھ کر حریص تھے، خواہ وہ کوئی عالم ہو یا طالب علم، عابد ہو یا مجاہد، اس بارے میں وہ ایک دوسرے کی اقتدا کرتے تھے، اور آپس میں ایک دوسرے کو وقت کی حفاظت اور اسے نیک اعمال سے پر کرنے کی وصیت کرتے تھے، وہ ایک دوسرے پر لحظات اور گھڑیوں میں

(1) تحفہ وقت: ص ۶۲، ۶۳

سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، یہ سب کچھ ان کے وقت کی غنیمت حاصل کرنے کی حرص میں تھا تاکہ ان کی کوئی گھڑی بلا مقصد ضائع نہ ہو، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وقت بادل کی طرح گزر جاتا ہے، اور ہوا کی سی تیز رفتار چلتا ہے، اور جو گزر گیا وہ قیامت تک کبھی بھی واپس نہیں آئے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) فرماتے ہیں: میں کسی چیز پر ایسے نادم نہیں ہوتا جیسے اس دن پر نادم ہوتا ہوں جس کا سورج غروب ہوا، میری عمر میں ایک دن کم ہوگیا، مگر عمل میں کچھ اضافہ نہیں ہوا۔ (۱)

اور فرمایا: میں اس آدمی پر غصہ ہوتا ہوں جسے فارغ بیٹھے ہوئے دیکھتا ہوں، وہ نہ تو دنیا کا کوئی کام کرتا ہے اور نہ آخرت کے کسی کام میں مشغول ہے۔

إِذَا مَـرَّ بِـيْ يَـوْمٌ وَلَـمْ أَقْتَبِـسْ هُـدًى
وَلَـمْ أَسْتَفِدْ عِلْمًا فَمَا ذَاكَ مِنْ عُمْرِيْ

جب مجھ پر کوئی ایسا دن گزرے جس دن میں کوئی ہدایت کی بات نہ پا سکوں، اور نہ علم سے استفادہ کرسکوں، پس وہ دن میری عمر میں سے نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰ھ) کا فرمان ہے:

الْأَيَّامُ صَحَائِفُ الْأَعْمَارِ فَخَلِّدُوْهَا أَحْسَنَ الْأَعْمَالِ.

یہ دن تمہارے زندگیوں کے صحیفے ہیں، انہیں اچھے اعمال سے دوام بخشو۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں: میں نے صالحین کو دیکھا، ان میں سے ہر ایک اپنی عمر کے ایک ایک لمحے پر درہم و دینار سے زیادہ حریص ہوتا تھا، اور خود بھی عبادت اور اجتہاد میں مشغول رہتے، کوئی ایک دقیقہ بھی بے کار نہ جانے دیتے، جب کوئی اور کام نہ ہوتا تو زبان سے اللہ کا ذکر کرتے رہتے۔

---

(۱) قيمة الزمن عند العلماء: ص ۲۷

نیز آپ فرمایا کرتے تھے:

اِبْنَ آدَمَ إِنَّمَا أَنْتَ أَيَّامٌ وَ كُلَّمَا ذَهَبَ يَوْمٌ ذَهَبَ بَعْضُكَ.

ابن آدم! تو دنوں کا ہی مجموعہ ہے، سو جب ایک دن چلا جائے، تیری زندگی کا ایک حصہ چلا جاتا ہے۔ (1)

وقت ہی زندگی ہے اور یہ سونے سے بھی قیمتی ہے

راشد و مرشد استاذ حسن البنا رحمہ اللہ اپنے مضمون بعنوان ''الوقت هو الحياة'' میں فرماتے ہیں:

کہتے ہیں وقت سونا ہے، یہ مادی اقدار کے لحاظ سے ان لوگوں کے نزدیک درست ہے جو وجود کو صرف مادہ ہی خیال کرتے ہیں لیکن ان لوگوں کے لئے جو اس سے ورے بھی نظر کرتے ہیں وقت زندگی ہے، اے انسان! کیا تمہاری زندگی اس وجود میں یہی وقت نہیں جو پیدائش اور وفات کے درمیان دائر ہے؟ سونا تو چلا جاتا اور ختم بھی ہو جاتا ہے، لیکن جس قدر سونا ختم ہو گیا ہے اس سے کئی گنا زیادہ تم جمع کر سکتے ہو، البتہ جانے والے وقت اور گزرنے والے زمانے کو لوٹانا ممکن نہیں، معلوم ہوا کہ وقت سونے سے زیادہ قیمتی، الماس سے زیادہ قیمتی بلکہ ہر قسم کے موتیوں اور مال و متاع سے بڑھ کر ہے، اس لئے کہ وہی زندگی ہے۔

کامیابی صرف دقیق منصوبہ بندی اور موافق حالات پر موقوف نہیں ہوتی، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ مناسب اوقات کی بھی ضرورت ہوتی ہے، لوگ ناپختہ رائے اور وقت گزرنے کے بعد ظاہر ہونے والی رائے سے اجتناب کیا کرتے تھے، توفیق اس کا نام ہے کہ کام اس کے مناسب لحظہ اور وقت میں واقع ہو۔

یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ خسارہ اور ذلت کا نشانہ بننے والے غافلین ہیں۔ (2)

---

(1) الزهد لأحمد بن حنبل: أخبار الحسن بن أبي الحسن، ص ۲۲۵

(2) قيمة الزمن عند العلماء: ص ۱۲۲، ۱۲۳

وقت بڑی تیزی کے ساتھ گذر رہا ہے

طلبہ کو چاہئے جتنا بھی وقت ہے اس کی قدر کرلیں، وقت بڑی تیزی کے ساتھ نکل جاتا ہے، صبح شام، صبح شام کچھ پتہ نہیں چلتا، نیا سال شروع ہوتا ہے کہ فوراً پورا بھی ہو جاتا ہے، اب تو وقت گزرتے ہوئے کچھ دیر نہیں لگتی، ایک وقت آئے گا آپ فارغ ہوں گے، جوانی بھی ختم ہو جائے گی، ایک وقت آئے گا کہ موت کا فرشتہ عزرائیل آئے گا یہ کہتے ہوئے کہ چلئے وقت ختم ہو چکا ہے اور پھر ہوا یہ کہ:

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

حدیث میں بھی آیا ہے کہ جب قیامت قریب آجائے گی تو اس وقت سال مہینوں کی طرح، مہینہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ دن کی طرح گزر جائے گا، اس لئے جو وقت طلب علم کے لئے ملا ہے اسے غنیمت جانئے، اور اس کی پوری حفاظت کیجئے، ہر آنے والا دن ہماری زندگی کا ایک دن کم کرتا ہے لیکن کتنے طلباء ہیں جو اس حقیقت پر نظر رکھتے ہوں، ایک شعر تو بہت مشہور ہے مگر ہے بڑا معنی خیز اور حقیقت آفریں:

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ نے اسی مفہوم کو اپنے شعر میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ ادا فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں:

ہو رہی عمر مثل برف کم
رفتہ رفتہ چپکے چپکے دم بدم

ایک برف کا تاجر تھا اور وہ رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا، اے خریدار! جلدی آکر خرید اگر تم نے دیر کی تو میری پونجی ختم ہو جائے گی اور برف آہستہ آہستہ پگھل جائے گا، پھر ہمارے ہاتھ

کچھ نہیں آئے گا، اسی طرح اللہ نے جن طلبہ کو تحصیل علم کے لئے وقت عطا فرمایا ہے انہیں بھی چوکنا اور ہوشیار رہنا چاہئے، اسے سوچنا چاہئے کہ برف کی طرح طالب علمی کی زندگی ہر آن اور ہر لمحہ پگھل رہی ہے، یہاں تک کہ ایک دن یہ طالب علمی کی زندگی ختم ہو جائے گی، اس سے پہلے کہ طالب علمی کی زندگی ختم ہو اسے کام میں لے آنا، کتب بینی، مطالعہ، تکرار ومذاکرہ، اسباق کو یاد کرنا اور اعمالِ صالحہ سے اپنے وقت کو کامیاب بنانا چاہئے، ورنہ اسے عظیم نقصان اور خسران اُٹھانا پڑے گا، اس وقت کو صحیح استعمال کیجئے، خدا کی رضا والا کام کرتے رہئے اگر آپ نہ بھی ہوں تو بعد میں دنیا آپ کو یاد کرتی رہے گی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

اِنِّیْ لَاَکْرَہُ أَنَّ اَحَدَکُمْ سَبَھْلَلًا لَا فِیْ عَمَلِ دُنْیَا وَلَا فِیْ عَمَلِ آخِرِہٖ.

میں اس بات کو بہت معیوب سمجھتا ہوں کہ تم میں کوئی لایعنی زندگی بسر کرے، نہ وہ دنیا کے لئے کوئی عمل کرے نہ آخرت کے لئے۔

حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو زمانہ گزر چکا وہ تو ختم ہو چکا اس کو یاد کرنا عبث ہے، اور آئندہ زمانہ کی طرف امید رکھنا بس امید ہی ہے، تمہارے اختیار میں تو وہی تھوڑا وقت ہے جو اس وقت تم پر گزر رہا ہے، بس اسی کی قدر کرلو۔ [1]

انسان کے پاس سب سے قیمتی سرمایہ وقت ہے

انسان کے پاس اس کا سب سے قیمتی اور وافر سرمایہ وقت کی نعمت ہے، جس کو انتہائی بے دردی کے ساتھ ضائع کیا جارہا ہے، یقیناً یہ ایسا خسارہ ہے جس کا مداوا کسی بھی صورت ممکن نہیں رہتا، کیونکہ جو لمحۂ حیات گزر گیا وہ کبھی واپس آنے والا نہیں، بس اس کا ایک ہی حل ہے کہ جو گھڑیاں انسان کو میسر ہیں ان کو استعمال میں لاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ وقت سے استفادہ کیا جائے، نہ تو ماضی پر آنسو بہائے جائیں، کیونکہ اس افسوس اور گریہ

---

[1] تحفۃ الطلباء والعلماء: ص ۱۶۲

زاری کرنے سے وقت کبھی واپس نہیں آئے گا، اور نہ سہانے مستقبل کے لئے خوبصورت سپنے دیکھنے شروع کیے جائیں، کیونکہ خواب اس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں ہوتا جب تک اس کے لئے عملی جدوجہد نہ کر لی جائے، اور عمل کے لئے مناسب وقت اور طریق کار اختیار نہ کیا جائے، آج کا وقت چھوڑ کر کل کے لئے کسی نیک عمل کو مؤخر کیے رکھنا غیر دانشمندانہ اقدام ہے، کیونکہ ہاتھ کا پرندہ چھوڑ کر فضا میں شکار کے لئے تیر چلانا حماقت ہے، کوئی تاجر اپنا مال بیچنا کل تک اس لئے مؤخر نہیں کرتا کہ اُسے کل اسی ریٹ پر اور گاہک مل جائے گا، آج کا فائدہ حاصل کر لیجئے، آنے والے کل کے فائدے کو بھی آپ سے کوئی روک نہیں سکتا، بس خود کو اس کا عادی بنائیے، ایسے لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی سے پرہیز کریں جو اپنا وقت بھی ضائع کرتے ہیں اور دوسروں کے وقت کی قیمت کا بھی انہیں کوئی احساس نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سے اپنے وقت کو بابرکت اور کامیاب بنانے کے لئے دست بہ دُعا رہئے، کیونکہ وہی ہر چیز کا مالک، مدبر اور متصرف ہے۔ ❶

ایک منٹ کی قدر و قیمت کا اندازہ لگائیں

ذیل میں نیک اعمال کے ثواب کی کم سے کم مقدار صرف جذبات واحساسات کو بیدار کرنے اور توجہ دلانے کے لئے لکھی جا رہی ہے تاکہ عام فائدہ حاصل کرنے میں دلچسپی بڑھے، ورنہ اس جمع و تفریق کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، اللہ جسے جتنا چاہے عطا کر سکتا ہے، ایک منٹ کی قیمت کا اندازہ ذرا اس سے لگائیں:

۱......ایک منٹ میں سورت فاتحہ کم از کم پانچ بار پڑھی جا سکتی ہے، جس کے ایک سو چالیس حروف ہیں، اور ہر حرف کے پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں، اس طرح ایک منٹ میں ۱۴۰×۵×۱۰=۷،۰۰۰ نیکیاں کمائی جا سکتی ہیں۔

۲......ایک منٹ میں کم از کم بارہ بار سورت اخلاص پڑھی جا سکتی ہے، تین بار سورت

❶ تحفۂ وقت: ص ۳۴۸

اخلاص پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے، اس طرح ایک منٹ میں چار قرآن کا ثواب حاصل ہوسکتا ہے۔

۳......ایک منٹ میں کم از کم قرآن مجید کا ایک صفحہ پڑھا جاسکتا ہے، جس میں اوسط حروف کی تعداد تقریباً دوسو پچاس ہوتی ہے، اس طرح ایک منٹ میں کم از کم ۲۵۰۰ نیکیاں کمائی جاسکتی ہیں۔

۴...... ایک منٹ میں کم از کم ایک چھوٹی آیت حفظ کی جا سکتی ہے، جیسے ''مدھآمّتان'' یہ سورت رحمان کی آیت ہے۔

۵......ایک منٹ میں کم از کم پندرہ بار ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' کہا جاسکتا ہے، ایک بار یہ کلمہ کہنے کا اجر اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

۶......ایک منٹ میں انسان کم از کم چالیس بار ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ'' کہہ سکتا ہے، یہ کلمہ کہنے سے انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

۷......ایک منٹ میں کم از کم تیس بار ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ'' کہا جاسکتا ہے جو روزِ قیامت میزانِ حسنات میں بہت ہی وزنی کلمہ ہوگا۔

۸......کم از کم پچیس بار ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہا جاسکتا ہے، یہ اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ اور میزان حسنات میں سب سے بھاری کلمات ہیں۔

۹......ایک منٹ میں کم از کم تیس بار ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ'' پڑھ سکتے ہیں، جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ تین سو رحمتیں نازل فرمائیں گے، ایک بار درود پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

۱۰......ایک منٹ میں تیس بار ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ'' کہا جا سکتا ہے، یہ کلمات جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ ❶

اپنی زندگی کا نظام الاوقات بنائیں

شب وروز کے اوقات کے لئے ایک نظام عمل متعین کرنے، آنے والے وقت کے لئے ایک مخصوص عمل کا پروگرام بنانے اور زندگی کے تمام اوقات کے لئے کاموں کی ترتیب وتشکیل کے عمل کو نظام الاوقات کہا جاتا ہے، ہر انسان کے ذمہ مختلف کاموں اور امور کی ادائیگی ہوتی ہے، ان کاموں کی ادائیگی سے عہد برا ہونے کی آسان سہل اور بہترین صورت یہی ہے کہ انسان پہلے سے ایک نظامِ عمل تشکیل دے اور اس پر پابندی سے عمل پیرا ہو۔

اوقات کا یہ نظام بناتے ہوئے کاموں کی تقدیم وتاخیر کی ترتیب میں وقت اور کام دونوں کی نوعیت اور کیفیت کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ کون سا عمل کس وقت زیادہ بہتر طریقہ سے ادا ہو سکتا ہے، اور کون سا وقت کس عمل کے لئے زیادہ سازگار ماحول فراہم کرتا ہے، جو کام زیادہ نشاط، طبیعت کی تازگی اور ذہن ودماغ کی توجہ کا تقاضہ کرتا ہو، اس کی ادائیگی کے لئے وقت کا انتخاب بھی ایسا ہونا چاہئے جب انسان کی طبیعت میں تازگی اور نشاط ہو، مثلاً صبح کے وقت انسان کی قوتوں اور صلاحیتوں کی فضاء پر تازگی اور رعنائی چھائی ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے اوقاتِ صبح میں برکت کی دعا فرمائی ہے، امام داود رحمہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا'' اے اللہ! میری امت کے لئے صبح کے اوقات میں برکت عطا فرما۔ ❷

چونکہ صبح کا وقت انسان کی طبعی نشاط کا بابرکت وقت ہوتا ہے اس لئے اس میں تقرر بھی ایسے کام کا ہونا چاہئے جو اس نوعیت کا مقتضی ہو، اسی طرح شب وروز کے دیگر اوقات

❶ تحفہ وقت: ص۱۹۳،۱۹۴ ❷ سنن أبي داود: كتاب الجهاد، باب في الابتكار في السفر، ج۳ ص۳۵، رقم الحديث: ۲۶۰۶

کے لئے بھی کاموں کے انتخاب میں وقت اور کام دونوں کی کیفیت، نوعیت اور فطری ماحول اور مزاج کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

زندگی کو نظام الاوقات کے پابند بنانے سے جہاں اور بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں وہاں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب پہلے سے ایک پروگرام طے ہوگا اور آنے والے وقت کے لئے ایک نظامِ عمل مقرر ہوگا تو اس وقت کی آمد پر انسان کی توجہ از خود اس کام کی ادائیگی کی طرف مبذول ہوگی اور یوں وقت، تردد اور سوچنے میں ضیاع کا شکار نہیں ہوگا۔ ❶

میں نے زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا

قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی الانصاری المعروف قاضی مارستان (متوفی ۵۳۵ھ) رحمہ اللہ کے احوال میں لکھا ہے کہ ان کے شاگرد امام ابن سمعانی رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ عارف بالعلوم تھے، صاحبِ فن، اچھے کلام والے، میٹھی گفتگو کرنے والے، خوبصورت محاورے والے تھے، میں نے کسی کو ان سے زیادہ فنون کا جامع نہیں دیکھا، ہر علم میں ان کی گہری نظر تھی، سرعت کے ساتھ لکھنے والے اور حدیث کی اچھی قرأت کرنے والے تھے، میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا:

ما ضيعت ساعة من عمري في لهو أو لعب قال: وسمعته يقول: أسرتني الروم، وبقيت في الأسر سنة ونصفا وكان خمسة أشهر الغل في عنقي والسلاسل على يدي ورجلي وكانوا يقولون لي: قل: المسيح ابن الله، حتى نفعل ونصنع في حقك، فامتنعتُ وما قلت قال: ووقت أن حبست كان ثم معلم يعلم الصبيان الخط بالرومية، فتعلمت في الحبس الخط الرومي. ❷

❶ متاعِ وقت اور کاروانِ علم: ص۷۹، ۸۰ ❷ ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: محمد بن عبد الباقي بن محمد بن عبد الله، ج ۱ ص ۴۲۸

میں نے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی لہو ولعب میں ضائع نہیں کیا، اور میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں سفر میں تھا، رومیوں نے مجھ کو ڈیڑھ سال قید کئے رکھا، جب کہ پانچ ماہ طوق میرے گلے میں اور بیڑی میرے ہاتھ پاؤں میں پہنا دی، وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ تم (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہو، تا کہ ہم تمہارے حق میں فیصلہ کرلیں، میں ان کے کہنے کے مطابق نہ کہہ سکتا تھا اور اُس سے انکار کرتا رہا، جیل خانہ میں ایک معلم بچوں کو رومی رسم الخط سکھایا کرتا تھا، میں نے بھی اس سے ایام اسارت میں رومی رسم الخط سیکھ لیا۔

وقت کی قدر و قیمت سے متعلق سلف کے اقوالِ زریں

۱......حضرت میبّب بن رافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) نے فرمایا:

إِنِّي لَأُبْغِضُ الرَّجُلَ أَنْ أَرَاهُ فَارِغًا لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ عَمَلِ الدُّنْيَا وَلَا عَمَلِ الْآخِرَةِ. [1]

میں ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو فارغ اور بے کار ہو، نہ دنیا کے کسی کام میں مشغول ہو اور نہ ہی آخرت کے کسی کام میں۔

۲......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّكُمْ فِي مَمَرِّ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِي آجَالٍ مُنْتَقَصَةٍ وَأَعْمَالٍ مَحْفُوظَةٍ، وَالْمَوْتُ يَأْتِي بَغْتَةً فَمَنْ يَزْرَعْ خَيْرًا يُوشِكُ أَنْ يَحْصُدَ رَغْبَةً، وَمَنْ زَرَعَ شَرًّا فَيُوشِكُ أَنْ يَحْصُدَ نَدَامَةً، وَلِكُلِّ زَارِعٍ مِثْلُ الَّذِي زَرَعَ. [2]

تمہارے شب و روز گزر رہے ہیں، عمریں کم ہو رہی ہیں، تمام اعمال ریکارڈ ہو رہے ہیں اور موت اچانک آجائیگی، پس جو شخص نیکی کا بیج بوئے گا وہ عنقریب خوشی سے اس کی کھیتی

---

[1] الزهد لأحمد بن حنبل: ص ۱۳۱، رقم: ۸۷۴

[2] الزهد: لأحمد بن حنبل: ص ۱۳۳، رقم: ۸۸۹

کاٹے گا، اور جو شخص برائی کا بیج بوئے گا وہ عنقریب شرمندگی کی کھیتی کاٹے گا، جو بیج ڈالو گے وہی کاٹو گے۔

۳......مشہور تابعی عامر بن عبد القیس رحمہ اللہ (متوفی ۵۵ھ) اپنے اوقات کے ایک ایک لمحے کی بڑی حفاظت کرتے تھے، ایک مرتبہ کسی نے کوئی بات کرنی چاہی تو وہ فرمانے لگے: سورج کی گردش روک دو تو تم سے بات کرنے کے لئے وقت نکال لوں:

ومـمـن كـان يحفظ اللحظات عامر بن عبد قيس، قال له رجل قف أكلمک قال: أمسک الشمس فأكلمک. ①

جس شخص کو یقین ہو کہ اس کی عمر معمولی پونجی ہے جسے لے کر وہ جنت کی دائمی زندگی کے حصول کے لئے سفر کر رہا ہے وہ اس کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، البتہ جس کا جزا و سزا پر ایمان کمزور ہو اور علم کم ہو اور ہمت پست ہو وہ بے کار رہ کر دنیا کی راحت کو ترجیح دے گا، اور توحید خداوندی پر قانع ہوگا جس سے وہ نجات کا امیدوار ہے، اور اعلیٰ درجات و مقامات کے کھو جانے کی فکر نہیں کرے گا۔ جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے:

دَعِ الْـمَـكَـارِمَ لا تَـرْحَـلْ لِبُـغْيَتِهَـا
وَاقْـعُدْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الطَّاعِمُ الْكَاسِي ②

ترجمہ: بلندیوں کے حصول کی کوشش نہ کر، بس بیٹھ جا، کیونکہ تو کھاتا پیتا اور کپڑے پہننے والا ہے۔

۴......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ يَوْمٌ يَـأْتِي مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا إِلَّا يَتَكَلَّمُ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي يَوْمٌ جَـدِيـدٌ، وَأَنَـا عَلَـى مَـنْ يَعْمَلُ فِيَّ شَهِيدٌ، وَإِنِّي لَوْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ لَمْ أَرْجِعْ

① صيد الخاطر: اغتنام الزمان، ص ۴۹۲

② حفظ العمر لابن الجوزي: الباب الثاني، ص ۵۷

إِلَيْكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ❶

دنیا کے ایام میں سے کوئی دن نہیں آتا مگر وہ (بزبانِ حال) کہتا ہے کہ اے لوگو! میں نیا دن ہوں، اور جو عمل میرے اندر کیا جائے گا میں اس پر گواہ ہوں گا، اور جب میرا سورج غروب ہوگا تو پھر قیامت کے دن تک تمہارے پاس واپس نہیں آؤں گا۔

۵...... حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۵ھ) فرماتے ہیں:

ما أحد ينزل الموت حق منزلته إلا عد غداً ليس من أجله، كم من مستقبل يوماً لا يستكمله، وراج غدًا لا يبلغه، لو تنظرون إلى الأجل ومسيره لأبغضتم الأمل وغروره. ❷

جس نے کل (آئندہ) کے دن کو اپنی زندگی میں شمار کیا اس نے موت کو اس کا اصل مقام نہیں دیا (کیونکہ) کتنے ہی آنے والے ایسے ہیں جس کو وہ پورا نہیں کرے گا، اور آنے والی کل کی کتنی آرزوئیں ایسی ہیں کہ اسے وہ حاصل نہ کر پائے گا، اگر تم مدت عمر اور اس کی (تیز) رفتاری کو جان لو تمہیں اپنی امید اور آرزوؤں سے نفرت ہو جائے۔

۶...... حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ (متوفی ۱۳۵ھ) نے حضرت سفیان رحمہ اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

إِنَّمَا أَنْتَ أَيامٌ مَعْدُودَةٌ، فَإِذَا ذَهَبَ يَوْمُكَ ذَهَبَ بَعْضُكَ، وَيُوشِكُ إِذَا ذَهَبَ الْبَعْضُ أَنْ يَذْهَبَ الْكُلُّ، وَأَنْتَ مَتَى تَعْلَمُ فَاعْمَلْ. ❸

تم گنے چنے ایام سے عبارت ہو، پس جب تیرا ایک دن ختم ہوگا تو یہ ایسا ہے جیسے تیرا ایک حصہ ختم ہو گیا، اور عنقریب وہ وقت آئے گا کہ جب تیرا بعض حصہ ختم ہوگا تو کل حصہ بھی ختم ہو جائے گا، اور تم کب (حقیقت کو) جانو گے، لہذا (ابھی سے) عمل کرو۔

---

❶ الزهد لابن أبي الدنيا: ص ١٨٦، رقم: ٤٢٤ ❷ صفة الصفوة: ترجمة: عون بن عبد الله بن عتبة، ج ٢ ص ٥٩ ❸ حفظ العمر لابن الجوزي: الباب الأول، ص ٣٦

۷......حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ لَعِبَ بِعُمُرِهِ ضَيَّعَ أَيَّامَ حَرْثِهِ، وَمَنْ ضَيَّعَ أَيَّامَ حَرْثِهِ نَدِمَ أَيَّامَ حَصَادِهِ.

جو شخص اپنی عمر کے ساتھ کھیلتا ہے وہ اپنی کھیتی کے دنوں کو ضائع کرتا ہے، اور جو اپنی کھیتی کے دنوں کو ضائع کرتا ہے اُسے کٹائی کے وقت ندامت اور شرمندگی اُٹھانا پڑے گی۔

جیسا کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَزْرَعْ وَأَبْصَرْتَ حَاصِدًا

نَدِمْتَ عَلَى التَّفْرِيطِ فِي زَمَنِ الْبَذْرِ ❶

ترجمہ: جب تو بیج نہیں بوئے گا تو کٹائی کے وقت تجھے اپنی اس کوتاہی پر ندامت وشرمندگی اُٹھانا پڑے گی۔

۸......حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَحَدَهُمْ لَوْ سَقَطَ مِنْهُ دِرْهَمٌ لَظَلَّ يَوْمَهُ يَقُولُ: إِنَّا لِلَّهِ ذَهَبَ دِرْهَمِي، وَلَا يَقُولُ: ذَهَبَ يَوْمِي مَا عَمِلْتُ فِيهِ. ❷

اگر کسی کا درہم گر جائے تو کہتا ہے "إنا للّٰہ" میرا درہم کھو گیا، جب کہ اس کا وہ دن جارہا ہوتا ہے یہ نہیں کہتا کہ میرا دن ضائع گیا کہ میں نے اس میں کوئی (نیک) عمل نہیں کیا۔

حضرت عامر بن قیس رحمہ اللہ اور وقت کی قدر و قیمت

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ (متوفی ۵۵ھ) کا معمول یہ تھا:

إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ تَنَحَّى فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَنْ أُقْرِئُهُ؟ قَالَ: فَيَأْتِي قَوْمٌ فَيُقْرِئُهُمْ حَتَّى إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمْكَنَتِ الصَّلَاةُ قَامَ يُصَلِّي إِلَى

❶ حفظ العمر لابن الجوزي: الباب الثاني، ص۵۷

❷ حلية الأولياء: ترجمة: أبو بكر بن عياش، ج۸ ص۳۰۳

أَنْ يَنْتَصِفَ النَّهَارُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَيَقِيلُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْمَسْجِدِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ فَيُصَلِّي حَتَّى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ ثُمَّ يُصَلِّي حَتَّى يُصَلِّيَ الْعَصْرَ فَإِذَا صَلَّى الْعَصْرَ تَنَحَّى فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَقُولُ: مَنْ أُقْرِئُهُ؟ قَالَ: فَيَأْتِيهِ قَوْمٌ فَيُقْرِئُهُمْ حَتَّى إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ يُصَلِّي حَتَّى يُصَلِّيَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَيَتَنَاوَلُ أَحَدَ رَغِيفَيْهِ فَيَأْكُلُ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ هَجْعَةً خَفِيفَةً ثُمَّ يَقُومُ، فَإِذَا كَانَ السَّحَرُ تَنَاوَلَ رَغِيفَهُ الْآخَرَ فَيَأْكُلُهُ ثُمَّ يَشْرَبُ عَلَيْهِ شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الْمَسْجِدِ. [1]

جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مسجد کے ایک گوشہ میں الگ تھلگ ہو کر بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ کون ہیں وہ لوگ جن کو میں پڑھاؤں؟ چنانچہ چند لوگ آتے آپ ان کو پڑھا دیتے، یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو جاتا اور نماز کا پڑھنا جائز ہو جاتا تو اٹھتے اور نصف النہار تک نماز میں مشغول رہتے، پھر گھر واپس آ کر آرام فرماتے، پھر زوالِ آفتاب کے بعد مسجد میں آتے اور عصر تک نماز پڑھتے رہتے، عصر کی نماز پڑھنے کے بعد مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ کون ہیں وہ لوگ جن کو میں پڑھاؤں؟ چنانچہ کچھ لوگ ان کے پاس آتے آپ ان کو پڑھاتے، یہاں تک کہ جب سورج غروب ہو جاتا تو مغرب کی نماز پڑھتے، پھر دیگر نوافل میں مشغول رہتے، یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس جاتے اور دو روٹیوں میں سے ایک روٹی کھاتے، پھر ہلکی سی نیند کرتے، اس کے بعد اُٹھ جاتے، پھر جب سحر ہوتی تو (رات کی بچی ہوئی) دوسری روٹی تناول فرماتے، پھر اس پر پانی کا گھونٹ پیتے، پھر مسجد کی طرف نکل جاتے۔

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ اور وقت کی قدر و منزلت

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۰ھ) اپنے اوقات کی بڑی قدر دانی کیا

[1] الزهد لأحمد بن حنبل: زهد عامر بن عبد قيس، ص ۱۸۲، رقم: ۱۲۴۴

کرتے تھے:

وقد كان جماعة قعودًا عند معروف، فأطالوا، فقال: إن ملك الشمس لا يفتر في سوقها، أفما تريدون القيام؟ ❶

جب لوگوں نے حضرت معروف الکرخی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھنے میں کافی دیر کردی تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ یہاں سے اٹھنا نہیں چاہتے؟ بلاشبہ سورج کو چلانے پر مامور فرشتہ اس کو چلانے میں کوتاہی نہیں کرتا۔

حضرت ابوبکر نہشلی رحمہ اللہ اور وقت کی قدر و منزلت

حضرت ابوبکر النہشلی رحمہ اللہ (متوفی ۱٦٦ھ) کی وفات کے وقت لوگ حاضر ہوئے، تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ اشارے سے عبادت کر رہے ہیں، آپ سے عرض کیا گیا کہ اس جان کنی کی حالت میں بھی آپ مصروف عمل ہیں؟ فرمایا:

إِنِّي أُبَادِرُ طَيَّ الصَّحِيفَةِ. ❷

میں چاہتا ہوں کہ اعمال نامہ لپیٹے جانے سے پہلے پہلے کچھ کرلوں۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا وقت کی قدردانی اور مجلسِ درس میں مداومت

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سوائے شدید بیماری کے میں نے کبھی بھی بغیر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فجر کی نماز ادا نہیں کی، اور یہ کیوں؟ صرف وقت کی قدر اور صحبت شیخ کو غنیمت سمجھنے کی وجہ سے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالی نے ایسا نوازا اور علوم کی ایسی فراوانی عطا کی کہ خلفاء بنوعباس، مہدی اور ہارون الرشید کے ادوار میں قاضی القضاۃ رہے، ان کے یہاں تو وقت کی یہ قدر تھی کہ بیٹا فوت ہوا لیکن ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس قضاء نہیں کی۔ ❸

---

❶ صيد الخاطر: فصل: اغتنام الزمان، ص ۴۹۲ ❷ قصر الأمل لابن أبي الدنيا: ص ۱۱۳، رقم: ۱۵۹ ❸ قيمة الزمن عند العلماء: أبو يوسف يموت ابنه فيوكل بتجهيزه ودفنه ليحضر الدرس، ص ۳۰

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کے نظام الاوقات

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) کے متعلق ان کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میرے والد ہمیشہ روزہ رکھتے، اوقات کا نظام یہ تھا کہ صبح سویرے اٹھتے، نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر حلقہ درس میں آتے، حدیث پڑھاتے، دن کافی چڑھ جاتا تو حلقہ سے اٹھ کر گھر آتے، ظہر تک آرام کرتے، نماز ظہر کے لئے اٹھتے، نماز پڑھنے کے بعد اس سڑک کی طرف چلنے کا معمول تھا جدھر سے پانی بھرنے والے پانی بھر بھر کر شہر کی طرف لاتے تھے، وہاں ہر ایک سے دریافت کرتے کہ قرآن اس کو کتنا یاد ہے، جسے یاد نہ ہوتا اس کو قرآن کی اتنی سورتیں یاد کراتے جو نماز پڑھنے کے لئے کافی ہوں، عصر تک یہی کام کرتے، نماز عصر اپنی مسجد میں پڑھتے نماز کے بعد درس قرآن دیتے، وقت اگر کچھ بچتا تو اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاتے، نماز مغرب کے بعد گھر تشریف لاتے تب افطار کا کھانا حاضر کیا جاتا، دس رطل سے کم مقدار مجموعی طور پر کھانے کی نہ ہوتی، کھانے کے بعد نبیذ کا قرابہ پیش ہوتا، نبیذ کی یہ مقدار بھی دس رطل کے قریب ہوتی، سر دست جتنا جی چاہتا نوش فرما لیتے، جو بچ جاتا اس کو سامنے رکھ کر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور رات کے معمولات شروع کرتے، نماز کی دو یا دو سے زیادہ رکعتوں سے فارغ ہوتے تو سامنے رکھے ہوئے نبیذ کے قرابہ سے پیتے، جب نماز پڑھتے پڑھتے پورا قرابہ ختم کر ڈالتے تو پھر سو جاتے۔ [1]

امام ابن عقیل رحمہ اللہ اور لمحاتِ زندگی کی قدر و قیمت

امام ابن عقیل رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۳ھ) چھٹی صدی کے مشہور عالم اور حنابلہ کے ائمہ میں سے ہیں، اللہ جل شانہ نے ان کو وقت کی قدر و قیمت کا احساس اور علم و مطالعہ کا غیر معمولی شوق عطا فرمایا تھا، خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

[1] متاعِ وقت اور کاروانِ علم: ص ۱۶۰ / تاریخ بغداد: ترجمۃ: وکیع بن الجراح بن ملیح، ج ۱۳ ص ۴۷۶

میں نے زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا، یہاں تک کہ جب علمی بحث کرتے کرتے میری زبان تھک جائے اور مطالعہ کرتے کرتے آنکھیں جواب دینے لگیں تو میں لیٹ کر مسائل سوچنے لگ جاتا ہوں:

وإنـي لأجـد مـن حرصي على العلم وأنا في عشر الثمانين أشد مما كنت أجده وأنا ابن عشرين سنة.

بیس سال کی عمر میں علم کے شوق کا جو جذبہ میرے اندر تھا یہ جذبہ اس وقت کچھ زیادہ ہی ہے جب کہ اب میں اسی (۸۰) کے دہائی میں ہوں۔

میں مقدور بھر کوشش کرتا ہوں کہ کھانے میں کم سے کم وقت لگے، بلکہ اکثر اوقات تو روٹی کے بجائے چورہ کو پانی میں بھگو کر استعمال کرتا ہوں کیونکہ دونوں کے درمیان وقت صَرف ہونے کے لحاظ سے کافی تفاوت ہے، روٹی کھانے اور چبانے میں کافی وقت لگ جاتا ہے، جبکہ ثانی الذکر کے استعمال سے مطالعہ وغیرہ کے لئے نسبتاً کافی وقت نکل آتا ہے۔ ❶

وقت کے استعمال کے متعلق امام ابن عقیل رحمہ اللہ کی عمدہ نصیحت

امام ابن عقیل رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۳ھ) فرماتے ہیں:

وَإِنَّ أَجَـلَّ تَحْصِيْلٍ عِنْدَ الْعُقَلَاءِ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ هُوَ الْوَقْتُ فَهُوَ غَنِيْمَةٌ تُنْتَهَزُ فِيْهَا الْفُرَصُ فَالتَّكَالِيْفُ كَثِيْرَةٌ وَالْأَوْقَاتُ خَاطِفَةٌ. ❷

ترجمہ: علماء وعقلاء سب اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کی سب سے اہم پونجی جس کو بچا بچا کر استعمال کرنا چاہئے وقت ہے، لمحاتِ زندگی فراہم کرنے والا وقت درحقیقت بڑی غنیمت ہے، اس لئے اس کو بچا بچا کر رکھنا چاہئے کہ انسان کے ذمہ کام بہت ہیں، جبکہ وقت

❶ ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: علي بن عقيل بن محمد بن عقيل، ج ۱ ص ۳۲۴

❷ ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: علي بن عقيل بن محمد، ج ۱ ص ۳۳۲

اُچک کر بہت جلد غائب ہونے والی چیز ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کے ہاں وقت کی قدر و قیمت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے اپنے لڑکے کے لئے ایک نصیحت نامہ ''لَفْتَةُ الْكَبِدِ فِي نَصِيْحَةِ الْوَلَدِ'' کے نام سے لکھا، وقت کی اہمیت اور عمرِ عزیز کی قدر و منزلت کے سلسلے میں وہ لکھتے ہیں:

بیٹے! زندگی کے دن چند گھنٹوں، اور چند گھنٹے چند گھڑیوں سے عبارت ہیں، زندگی کا ہر سانس گنجینۂ ایزدی ہے، ایک ایک سانس کی قدر کیجئے کہ کہیں بغیر فائدہ کے نہ گزرے تاکہ کل قیامت میں زندگی کا دفینہ خالی پا کر ندامت کے آنسو بہانے نہ پڑیں، ایک ایک لمحہ کا حساب کریں کہ کہاں صرف ہو رہا ہے اور اس کوشش میں رہیں کہ ہر گھڑی کسی مفید کام میں صرف ہو، بے کار زندگی گزارنے سے بچیں اور کام کرنے کی عادت ڈالیں تاکہ آگے چل کر آپ وہ کچھ پا سکیں جو آپ کے لئے باعثِ مسرت ہو۔ ❶

حافظ الحدیث امام عبدالغنی مقدسی رحمہ اللہ کا نظام الاوقات

امام عبدالغنی مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۰ھ) نے اپنے اوقات کار کی ترتیب اس طرح بنائی تھی کہ کوئی لمحہ ضائع نہ ہو، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

وكان لا يضيع شيئًا من زمانه، كان يصلي الفجر ويلقن القرآن وربما لقن الحديث ثم يقوم فيتوضأ ويصلي ثلاثمائة ركعة بالفاتحة والمعوذتين إلى قبيل الظهر فينام نومة فيصلي الظهر ويشتغل بالتسميع أو النسخ إلى المغرب فيفطر إن كان صائمًا ويصلي إلى العشاء ثم ينام إلى نصف الليل أو بعده ثم يتوضأ ويصلي. ❷

---

❶ قيمة الزمن عند العلماء: ابن الجوزي في العلم وشدة تعلقه بالكتب، ص ٦٢

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبد الغني بن عبد الواحد بن علي، ج ۴ ص ۱۱۳

امام عبدالغنی مقدسی رحمہ اللہ نے عمرِ عزیز کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا، فجر کی نماز پڑھتے پھر قرآن شریف کی تلاوت کرتے کبھی حدیث کا درس دیتے، پھر کھڑے ہوکر وضو کرتے اور ظہر سے پہلے تک تین سو رکعتیں پڑھتے، پھر کچھ دیر آرام کرتے، نماز ظہر کے بعد مغرب تک وہ سننے یا لکھنے میں مشغول ہو جاتے، مغرب میں اگر روزہ ہوتا افطار فرماتے، ورنہ عشاء تک نماز میں مشغول رہتے، بعد نماز عشاء نصف شب تک آرام کرتے، نصف شب کے بعد اُٹھ کر وضو کرتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے۔

وقت کی قدر و قیمت امام رازی رحمہ اللہ کی نگاہ میں

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) سورۃ العصر کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں:

أَنَّ الدَّهْرَ مُشْتَمِلٌ عَلَى الْأَعَاجِيبِ لِأَنَّهُ يَحْصُلُ فِيهِ السَّرَّاءُ وَالضَّرَّاءُ وَالصِّحَّةُ وَالسُّقْمُ، وَالْغِنَى وَالْفَقْرُ.

اللہ تعالیٰ نے ''عصر'' یعنی زمانے کی قسم کھائی ہے، کیونکہ اس میں عجیب وغریب امور انجام پاتے ہیں، اسی میں خوشی اور غمی، تندرستی اور بیماری ہوتی ہے اور اسی میں مالداری بھی ملتی ہے اور فقر بھی۔ علاوہ ازیں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھائی کیونکہ یہ عمدگی اور قیمتی ہونے میں انمول ہے۔

چنانچہ اگر ہزار سال بھی تم لایعنی کاموں میں برباد کرتے رہے، پھر تم نے توبہ کر لی اس طرح عمر کے آخری لمحہ میں تمہیں سعادت حاصل ہوگئی تو تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں چلے جاؤ گے، معلوم ہوا کہ سب سے افضل ترین شے اس خاص لمحہ تک تمہاری زندگی ہے جس میں تمہیں توبہ کی توفیق ہوئی، اس وجہ سے زمانہ اصولِ نعم میں سے ٹھہرا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی۔

پھر یہاں اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف سے اس بات پر تنبیہ ہے کہ رات اور دن یہ فرصت کے اوقات ہیں جن کو انسان ضائع کرتا ہے، اسی طرح اس مقام پر تنبیہ بھی ہے کہ وقت مکان سے بڑھ کر افضل ہے، کیونکہ زمانہ اور وقت خالص نعمت ہے، جس میں کوئی عیب نہیں، نقصان اٹھانے والا اور عیب دار تو خود انسان ہے۔ ①

امام رازی رحمہ اللہ کو کتب بینی اور علمی انہماک اس قدر محبوب تھا کہ ان کو کھانے پینے کی فکر نہیں ہوتی تھی، اور افسوس کے ساتھ فرمایا کرتے:

وَاللّٰهِ إِنِّيْ أَتَأَسَّفُ فِي الْفَوَاتِ عَنِ الْإِشْغَالِ بِالْعِلْمِ فِيْ وَقْتِ الْأَكْلِ فَإِنَّ الْوَقْتَ وَالزَّمَانَ عَزِيْزٌ. ②

ترجمہ: خدا کی قسم! مجھے کھانے کے وقت علمی مشاغل کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے، کیونکہ وقت اور زمانہ بہت عزیز چیز ہے۔

یعنی مجھے اس وقت پر حسرت ہوتی ہے جو کھانے پینے میں گزر جاتا ہے کہ میں اس وقت مطالعہ نہیں کر پاتا۔

وقت کی قدر دانی نے ان کو منطق وفلسفہ کا ایسا زبردست امام بنا دیا کہ دنیا ان کی امامت کو تسلیم کرتی ہے۔

امام منذری رحمہ اللہ اور وقت کی قدر و قیمت

امام عبد العظیم بن عبد القوی المعروف امام منذری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ) ''الترغیب والترھیب'' کے مصنف امام منذری رحمہ اللہ ساتویں صدی کے جلیل القدر محدثین میں سے ہیں، قاہرہ کے مشہور مدرسہ ''دار الحدیث کاملہ'' میں بیس سال تک حدیث کے شیخ رہے۔

---

① التفسير الكبير: سورة العصر، ج ۳۲ ص ۲۷۷

② عيون الأنباء في طبقات الأطباء: ترجمة: ابن خطيب الرسي، ج ۱ ص ۴۶۲

جہاں پڑھاتے، وہاں سے بالکل نہ نکلتے، نہ کسی کی تعزیت کرنے جاتے اور نہ تہنیت و مسرت کے موقع پر نکلتے، زندگی بھر ایک ہی چیز کو اپنایا اور عمر عزیز کو اسی میں صرف کیا یعنی مشغلۂ علم، حتی کہ ان کے صاحبزادے رشید الدین (متوفی ۶۴۳ھ) کا جب انتقال ہوا جو خود ایک زبردست عالم تھے تو مدرسہ کے اندر ان کی نماز جنازہ پڑھائی، جب جنازہ اٹھایا گیا تو مدرسہ کے دروازہ تک آئے، اشک بار آنکھوں کے ساتھ کہنے لگے: ''بیٹے اب تو اللہ کے حوالے ہے'' وہیں سے واپس ہوئے اور مدرسہ سے نہ نکلے۔ (۱)

امام نووی رحمہ اللہ اور وقت کی قدر و قیمت

ابوالحسن بن العطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے استاذ امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے فرمایا کہ ان کا کوئی وقت کبھی ضائع نہیں ہونے پاتا تھا، نہ دن کا کوئی حصہ بے کار گزرتا تھا اور نہ رات کا، صرف اور صرف علمی مشغلہ ہوتا تھا، حتی کہ وہ راستے میں بھی تکرار یا مطالعہ میں مشغول رہتے تھے، اس عمل پر وہ چھ سال تک مداومت کرتے رہے، اس کے بعد تصنیف و تالیف، وعظ و نصیحت اور حق کی نشر و اشاعت میں لگ گئے، آپ دن رات میں صرف ایک مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھاتے تھے، اور سحری کے وقت صرف ایک دفعہ پانی پیتے تھے، ہر قسم کے پھلوں سے اور کھیرے سے اجتناب کرتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ڈر ہے کہ ان چیزوں سے کہیں میرا جسم مرطوب نہ ہو جائے کہ پھر نیند آنے لگے گی، آپ نے زندگی بھر نکاح نہیں کیا۔

رات اور دن میں ان کے تیرہ اسباق ہوتے تھے، جن میں سے کچھ تو وہ اپنے مشائخ و اساتذہ سے حاصل کرتے اور کچھ ان کے شاگرد اس کے پاس پڑھا کرتے تھے، اس معمول پر ایک مدت تک مداومت رہی، پھر انہوں نے اپنے آپ کو طلبہ کو فائدہ پہنچانے کے

(۱) طبقات الشافعية الكبرى للسبكي: ترجمة: عبد العظيم بن عبد القوى بن عبد الله، ج۸ ص ۲۶۰

لئے فارغ کر لیا، چنانچہ روزانہ مختلف فنون میں دس سے زائد اسباق ہوتے تھے، بعض اوقات ان اسباق میں تفسیر، حدیث، اصول، نحو، صرف، معانی، منطق، فقہ، مناظرہ اور عروض کے اسباق جمع ہو جاتے تھے۔ ❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور وقت کی قدر و قیمت

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نظام الاوقات کے پابند تھے، ہر کام کا وقت مقرر تھا اور ایک ایک لمحہ کو تول تول کر خرچ کرتے تھے، یہاں تک لکھنے کے دوران قلم پر قط رکھنے کی ضرورت پیش آتی تو اتنی دیر بیکار نہ گزارتے اس وقفے میں زبان سے ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتے تھے۔

فائدہ: وقت کی اس قدر دانی ہی کی برکت تھی اللہ نے ان سے وہ کام لیا کہ آج اگر ان کی تصانیف کو کوئی شخص صرف نقل ہی کرنا چاہے شاید وہ عمر بھر وہ نقل نہ ہو سکیں، اور تصانیف بھی کوئی عامیانہ نہیں ایسی محققانہ کہ جو بات قلم سے نکلی وہ سند بن گئی بلکہ حدیث کے معاملے میں تو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا محض سکوت (یعنی کسی حدیث کو بیان کر کے اس پر بلا تبصرہ گزر جانا) بھی فتح الباری اور تلخیص میں بہت سے علماء کے نزدیک حجت قرار دیا گیا۔ ❷

تضییع اوقات سے بچنے کے لئے ہفتے بھر کا قہوہ ایک دفعہ بنانا

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) علامہ طاہر جزائری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۸ھ) کے علمی انہماک کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ وقت کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے وہ ہفتے بھر کا قہوہ ایک ہی دفعہ بڑے برتن میں بنا لیا کرتے تھے، جب سستی محسوس کرتے تو اسی برتن سے ایک کپ ٹھنڈا اور باسی قہوے کا لیتے اور پی جاتے، یہ قہوہ بھی نیند دور کرنے اور نشاط پیدا کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔

❶ قیمة الزمن عند العلماء: ص ۷۲، ۷۳ ❷ جہانِ دیدہ: ص ۱۵۵، بحوالہ الجواہر والدرر، ص ۲۳۳

علامہ طاہر جزائری رحمہ اللہ جب گھر سے یا کتب خانے سے نکلتے تو کوئی کتاب یا کچھ صفحات پڑھنے کے لئے ضرور ان کی جیب میں ہوتے تاکہ راستے میں چلنے کے دوران یہ وقت بھی ضائع نہ ہو۔ ان کی زندگی کا کوئی لمحہ تصنیف وتالیف، تحقیق، علمی مباحث ومذاکرہ اور مطالعہ سے خالی نہ ہوا کرتا تھا، ان کو جب کوئی کتاب پسند آتی تو وہ اس کا بار بار مطالعہ کرتے، لہو ولعب اور ہنسی مزاح کے لئے ان کے پاس کوئی وقت نہ تھا، ان کا تمام وقت محنت اور تحصیلِ علم کے لئے وقف تھا۔ ❶

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور وقت کی قدر و قیمت

حضرت اقدس تھانوی نور اللہ مرقدہ نہایت منظم المزاج اور اصول وضوابط کے پابند تھے، وقت کے لمحات ضائع نہیں ہونے دیتے تھے، کھانے، پینے، سونے، جاگنے اور اٹھنے بیٹھنے کے تمام اوقات مقرر تھے، جن پر سختی سے عمل فرماتے تھے، اللہ تعالی نے وقت میں برکت بھی بڑی عطا فرمائی تھی۔

خود فرماتے ہیں کہ مجھے انضباطِ اوقات کا بچپن ہی سے بہت اہتمام ہے، جو اس وقت سے لے کر اب تک بدستور موجود ہے، میں ایک لمحہ بھی بے کار رہنا برداشت نہیں کرتا۔

ایک مرتبہ میرے استاذ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی تھانہ بھون تشریف لائے، میں نے ان کے قیام اور راحت رسانی کے تمام انتظامات کئے، جب تصنیف کا وقت آیا تو باادب عرض کیا کہ حضرت میں اس وقت کچھ لکھا کرتا ہوں، اگر حضرت اجازت دیں تو کچھ دیر لکھ کر پھر حاضر ہو جاؤں، گو میرا دل اس روز کچھ لکھنے میں لگا نہیں، لیکن ناغہ نہیں ہونے دیا کہ بے برکتی نہ ہو۔ تھوڑا سا لکھ کر جلد حاضر خدمت ہو گیا، حضرت کو تعجب بھی ہوا کہ اس قدر جلد آ گئے، عرض کیا حضرت! چند سطریں لکھ لیں معمول پورا ہو گیا۔ ❷

---

❶ العلماء العزاب: ترجمة: طاهر بن محمد صالح بن أحمد الجزائری، ص ۲۱۰

❷ مآثرِ حکیم الامت: وقت کی قدر، ص ۸٦

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ اور وقت کی قدر و قیمت

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ حضرت والد صاحب کو وقت کی قدر و قیمت کا بڑا احساس تھا، اور آپ ہر وقت اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام میں مشغول رکھتے تھے اور حتی الامکان کوئی لمحہ فضول جانے نہیں دیتے تھے، آپ کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ آپ کے وقت کا کوئی حصہ ضائع چلا جائے، آپ سنت کے مطابق گھر والوں کے ساتھ ضروری اور بسا اوقات تفریحی گفتگو کے لئے بھی وقت نکالتے تھے، لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ کے دل میں کوئی الارم لگا ہوا ہے جو ایک مخصوص حد تک پہنچنے کے بعد آپ کو کسی اور کام کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ ایک روز ہم لوگوں کو وقت کی قدر پہچاننے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ہے تو بظاہر نا قابل ذکر سی بات لیکن تمہیں نصیحت دلانے کے لئے کہتا ہوں کہ مجھے بے کار وقت گزارنا انتہائی شاق معلوم ہوتا ہے، انتہاء یہ کہ جب میں قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء جاتا ہوں تو وہاں بھی خالی وقت گزارنا مشکل ہوتا ہے، چنانچہ جتنی دیر بیٹھنا ہوتا ہے اتنی دیر میں کوئی اور کام تو ہو نہیں سکتا اگر لوٹا میلا کچیلا ہوتا ہے تو اُسے دھو لیتا ہوں۔ (1)

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ اپنے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہر وقت اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام میں مشغول رکھتے تھے، اور حتی الامکان کوئی لمحہ فضول جانے نہیں دیتے تھے، آپ کے لئے سب سے زیادہ تکلیف کی بات یہ تھی کہ آپ کے وقت کا کوئی حصہ ضائع چلا جائے، آپ سنت کے مطابق گھر والوں کے ساتھ ضروری اور بسا اوقات تفریحی گفتگو کے لئے بھی وقت نکالتے تھے، لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ کے دل میں کوئی الارم لگا ہوا

(1) البلاغ مفتی اعظم نمبر: وقت کی قدر شناسی، ص ۴۵۵

ہے جو ایک مخصوص حد تک پہنچنے کے بعد آپ کو کسی اور کام کی طرف متوجہ کر دیتا ہے، چنانچہ گھر والوں کے حقوق ادا کرنے کے بعد آپ اپنے کام میں مشغول ہو جاتے، سفر ہو یا حضر، آپ کا قلم چلتا ہی رہتا، ریل گاڑی میں تو آپ ایسی روانی سے لکھتے تھے جیسے ہموار زمین پر بیٹھے ہوں، اور تحریر میں کوئی خاص بگاڑ بھی عموماً پیدا نہیں ہوتا تھا، حد یہ ہے کہ احقر نے آپ کو موٹر کار، بلکہ رکشا تک میں بیٹھ کر لکھتے ہوئے دیکھا ہے، حالانکہ کار اور رکشہ کے جھٹکوں میں کچھ لکھنا انتہائی دشوار ہوتا ہے، مگر آپ ہلکے پھلکے خطوط اس میں بھی لکھ لیتے تھے، یہاں تحریر کے طرز میں کچھ تبدیلی پیدا ہوتی لیکن خط پھر بھی آرام سے پڑھ لیا جاتا تھا۔

آپ وقت کی وسعت کے لحاظ سے مختلف کاموں کی ایک ترتیب ہمیشہ ذہن میں رکھتے، اور جتنا وقت ملتا اس کے لحاظ سے وہ کام کر لیتے جو اتنے وقت میں ممکن ہو، مثلاً اگر گھر میں آنے کے بعد کھانے کے انتظار میں چند منٹ مل گئے ہیں تو ان میں ایک خط لکھ لیا، یا کسی سے فون پر کوئی مختصر سی بات کرنی ہو تو وہ کر لی، گھر کی کوئی چیز بے ترتیب جگہ ہے تو اسے صحیح جگہ رکھ دیا، کوئی مختصر سی چیز مرمت طلب پڑی ہے تو اپنے ہاتھ سے اس کی مرمت کر لی، غرض جہاں آپ کو طویل کاموں کے درمیان کوئی مختصر وقفہ ملا آپ نے سوچے ہوئے مختلف کاموں میں سے کوئی کام انجام دے لیا۔

ایک روز ہم لوگوں کو وقت کی قدر پہچاننے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ بظاہر نا قابل ذکر سی بات لیکن تمہیں نصیحت دلانے کے لئے کہتا ہوں کہ مجھے بے کار وقت گزارنا انتہائی شاق معلوم ہوتا ہے، انتہا یہ ہے کہ جب میں قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء جاتا ہوں تو وہاں بھی خالی وقت گزرانا مشکل ہوتا ہے، چنانچہ جتنی دیر بیٹھنا ہوتا ہے اتنے میں اور کوئی کام تو ہو نہیں سکتا، اگر لوٹا میلا کچیلا ہو تو اسے دھو لیتا ہوں۔

مجھے یاد ہے کہ جب حضرت والد صاحب نے مجھے پہلے پہل ہاتھ کی گھڑی حجاز سے

لا کر دی تو ساتھ ہی فرمایا کہ یہ گھڑی اس نیت سے اپنے پاس رکھو کہ اس کے ذریعے اوقات نماز کی پابندی کر سکو گے، اور وقت کی قدر و قیمت پہچان سکو گے، میں بھی گھڑی اس لئے اپنے پاس رکھتا ہوں کہ وقت کو تول تول کر خرچ کر سکوں، اللہ تعالی انہیں قربِ خاص کے مقامات میں ابدی راحتیں عطا فرمائے، وہ اسی طرح زندگی کے چھوٹے چھوٹے معمولات میں زاویہ نظر درست فرما کر انہیں عبادت بنا دینے کی فکر میں رہتے تھے۔ ❶

شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ اور وقت کی قدر و قیمت

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ ایک عرصہ سے صرف ایک وقت دوپہر کو کھانا کھاتے، شام کو کھانا تناول نہیں فرماتے، کہتے ہیں کہ میں نے متعدد بار حضرت سے سنا کہ میری ایک مشفق ہمشیرہ تھی، میں شام کو مطالعہ میں مصروف ہوتا تھا تو وہ لقمہ میرے منہ میں دیا کرتی تھی، اسی طرح مطالعہ کا حرج نہ ہوتا تھا، لیکن جب سے ان کا انتقال ہو گیا اب کوئی میری اتنی ناز برداری کرنے والا نہیں رہا اور مجھے اپنی کتابوں کا نقصان گوارہ نہیں، اس لئے شام کا کھانا ہی ترک کر دیا۔ ❷

ناکارہ کا معمول یہ رہا کہ بذل کے لکھنے کے زمانے میں شروح بخاری وغیرہ میں جب کسی دوسری کتاب کے متعلق کوئی مضمون نظر سے گزرتا تو میں نے ہر کتاب کی ایک کاپی بنا رکھی تھی اور اس کتاب کے نام سے اس کاپی پر نام لکھتا تھا: شیخ، شذرات بخاری اسی طرح شم، شت، شد وغیرہ، صحاح ستہ کی ہر کتاب اور مؤطائین اور طحاوی اور ہدایا کی کاپیاں بنا رکھی تھیں۔ اس ناکارہ کی بذل کی تالیف کے زمانے میں اس کی بہت خواہش رہتی تھی کہ کوئی شخص حضرت سے دو چار منٹ بات کرنے کے واسطے آ جائے تو میں جلدی جلدی وہ دیکھے ہوئے مضامین شذرات کی کاپیوں پر لکھ لوں...... اور اس ناکارہ کا وہ زمانہ درحقیقت طلب علم

❶ میرے والد میرے شیخ: ص۱۵۰، ۱۵۱ ❷ آداب المتعلمین: علم حاصل کرنے میں محنت، ص۶۰

کا تھا، بسا اوقات رات دن میں ڈھائی تین گھنٹے سے زیادہ سونا نہیں ہوتا تھا، اور بلا مبالغہ کئی مرتبہ بلکہ بہت سی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ روٹی کھانا یاد نہیں رہا، مہمانوں کا ہجوم اس زمانے میں میرے پاس نہیں ہوتا تھا، البتہ طلبہ ساتھ کھانے والے ہوتے تھے ان سے کہہ دیتا تھا تم کھالو میرا انتظار نہ کرو، عصر کے وقت جب ضعف معلوم ہوتا تھا اس وقت یاد آتا کہ دوپہر کی روٹی نہیں کھائی اور رات کو کھانے کا معمول تو اس سے پہلے چھوٹ گیا تھا، تیں پینتیس گھنٹے روٹی کھائے ہوئے گزر جاتے تھے۔ (۱)

حضرت مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ اور وقت کی قدر و قیمت

حضرت مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ کو بہت ہی کم عمری میں تعلیم کا بہت شوق تھا، عام لڑکوں کی طرح وہ اپنے فرائض سے غافل نہیں رہتے تھے اور نہ کھیل کود میں اپنا وقت ضائع کرنا پسند کرتے تھے، جب تک فقہ اور حدیث کی کتابیں شروع نہیں کیں تو صحابۂ کرام کے تذکرے اور خدا کی راہ میں ان کی جانبازی اور قربانی کے واقعات سے بڑی گہری دلچسپی تھی، اس سلسلہ کی جو کتابیں ملتیں بڑے ہی ذوق وشوق اور جذب وکیف سے پڑھتے، کتاب ''محارباتِ اسلام'' جس میں صحابۂ کرام کے جہاد اور فتوحات کا تذکرہ ہے، بچپن ہی سے بڑے اشتیاق سے پڑھا کرتے تھے۔ جب فقہ اور حدیث کی تعلیم شروع کی تو اس مبارک علم میں پوری طرح مشغول ہو گئے، دن کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوتا جس میں خالی بیٹھتے اور کوئی کتاب ہاتھ میں نہ ہوتی ہو، وہ کسی ایسے کام کو پسند نہ کرتے تھے جو تعلیم میں کسی طرح مخل ہو۔ (۲)

ایڈیسن اور وقت کی قدر و قیمت

یہ ایڈیسن کون ہے؟ جس نے بجلی کا بلب ایجاد کیا، اور گراموفون بھی اسی کی ایجاد

(۱) آپ بیتی: باب دوم، ج۱ص۱۳۱، ۱۳۲ (۲) سوانح مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ: ص ۳۷

ہے، اس نے اسکول چھوڑ دیا تھا، کیونکہ اس کے استاذ نے کہا تھا کہ تم پڑھنے کے اہل نہیں ہو، اس کی ماں یہ سننے کے بعد پریشانی کے عالم میں اسکول گئی تا کہ استاذ سے براہ راست بات کر سکے، اور اسے یہ بات بتائے کہ تم اپنی بات کے انجام سے لاعلم ہو، اور اس کا بیٹا اس سے بڑھ کر ذہین ہے، پھر اسے واپس لے آئی، اور گھر میں اسے تعلیم دینی شروع کی، اسے وہ دنیاوی اور مادی علوم سکھائے جو اس کے لئے ثمر آور ثابت ہو سکتے تھے، اس انسان کے اسکول سے نکال دیئے جانے کی وجہ سے حوصلے پست نہیں ہوئے بلکہ وہ پوری بلند ہمتی کے ساتھ منزل کی جانب رواں دواں رہا، اور آخر کار اس نے تجربات کرنے شروع کر دیئے تا کہ وہ بجلی پیدا کر سکے، روزانہ اٹھارہ سے بیس گھنٹے کام کی اوسط سے اس نے نو ہزار تجربات کئے، لیکن ہمت نہیں ہاری، آخر کار تقریباً پچاس ہزار تجربات کے بعد جن پر مجموعی طور پر تیس لاکھ ڈالر کی لاگت آئی، وہ گاڑیوں کی بیٹری اور ریلوے لائن کے اشارے ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گیا، اس ایڈیسن سے پوچھا جاتا تھا: تمہاری چھٹی کب ہوگی؟ وہ کہتا: جس دن میرا جنازہ اٹھے گا اس دن چھٹی ہو جائے گی۔

أَمَا تَرَى الْحَبْلَ بِطُوْلِ الْمَدَى عَلَى صُلْبِ الصَّخْرِ قَدْ أَثَّرَا

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ رسی ایک لمبے زمانہ تک یوں ہی پڑے رہنے کی وجہ سے چٹان کی پشت پر اس کے نشان پڑ گئے ہیں۔

ایڈیسن کو اتنی مشقت اور جد و جہد کے بدلے میں کیا ملا، شہرت، دولت اور دنیا میں عزت، لیکن یہ سب کچھ دنیا ہی کے لئے ہے اور ادھر ہی رہ جائے گا، اے کاش! کہ اس کے ساتھ اس کی آخرت بھی اچھی ہوتی، مگر یہ چیزیں تو ہمیں دین اسلام بتاتا ہے، اور وہ اسلام سے محروم اور بہت دور تھا۔ [1]

[1] تحفہ وقت: ص ۱۱۳ بحوالہ إشارات في الطريق ص ۵۵

علمائے سلف کی کتابوں سے محبت، تعلق اور اہمیت

کتاب کی اہمیت

کتاب واحد ذریعہ ہے جو حصولِ علم میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے، کتاب کی اہمیت محتاجِ بیان نہیں ہے، اور اس ضمن میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، حضرت شیخ ابن مصعب محدث رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۵ھ) کی خدمت میں چند نوجوان طالبانِ علم حاضر ہوئے اور شیخ کے انتظار میں دروازہ پر بیٹھ گئے، جب شیخ تشریف لائے تو ان طالبوں کو یہ شعر سنایا:

اَلعِلمُ فِیهِ حَیَاۃُ القُلُوبِ کَمَا تُحیِی البِلَادَ إِذَا مَا مَسَّهَا المَطَرُ

یہ علم ایسی نورانیت رکھتا ہے کہ قلوب کی حیات کا ذریعہ ہو جاتا ہے اور جہل کی تاریکیوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح چاندرات کی تاریکیوں کو روشنی میں تبدیل کر دیتا ہے اور ایسی زندگی بخشتا ہے کہ جس طرح مردہ زمین کو بارش سبزہ زار بنا دیتی ہے۔

أَبْقَوْا لَنَا حِكَمًا تَبْقَى مَنَافِعُهَا أُخْرَى اللَّيَالِي عَلَى الْأَيَّامِ وَانْشَعَبُوا (۱)

ترجمہ: اور ان خزائن کو شب و روز کی مسلسل کتب بینی کے ذریعے حاصل کرنا اور ان کے فوائد سے بہرہ ور ہونا لازم ہے۔

ان اسلاف کے علوم چونکہ کتابوں میں محفوظ ہیں اور زندۂ جاوید ہیں تو ان کی یہ شان ہے:

وَإِنْ قُلْتَ أَحْيَاءٌ فَلَسْتَ مُفَنَّدًا

ترجمہ: اور اگر تو یہ کہہ ڈالے کہ وہ زندہ ہیں تو، تو غلطی پر نہیں ہے۔

فی الحقیقت یہ کتاب اپنے لکھنے والوں کو زندہ رکھتی ہے اور زبان سے برابر کلام کرتی اور اپنے پڑھنے والوں کو مستفیض کرتی ہے۔

(۱) الحیوان للجاحظ: شعر فی صفة الکتب، ص ۶۴

علامہ مسعودی رحمہ اللہ نے کتاب کی قدر و قیمت پر فصیح و بلیغ اور جامع تعریف کی ہے، اور فرماتے ہیں کہ اے میری کتابو! تم میری جلیس و انیس ہو، تمہارے ظریفانہ کلام سے نشاط اور تمہاری ناصحانہ باتوں سے تفکر پیدا ہوتا ہے، تم پچھلوں اور اگلوں کو ایک عالم میں جمع کر دیتی ہو، تمہارے منہ میں زبان نہیں، لیکن تم زندوں اور مردوں کے افسانے سناتی ہو، تم ہمسایہ ہو، لیکن ظلم نہیں کرتیں، عزیز ہو لیکن غیبت نہیں کرتیں، دوست ہو لیکن مصیبت میں ساتھ نہیں چھوڑتیں۔

حضرت ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرے والد حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۴ھ) کی فقہ کی کتابیں یومِ حرہ میں جل گئی تھیں بعد میں حضرت ہشام رحمہ اللہ کے والد برابر فرمایا کرتے تھے: کاش اہل وعیال، مال و دولت کی جگہ میرے پاس کتابیں رہ گئی ہوتیں:

أُحْرِقَ أَبِي يَوْمَ الْحَرَّةِ كُتُبَ فِقْهٍ كَانَتْ لَهُ قَالَ: فَكَانَ يَقُولُ بَعْدَ ذَلِكَ: لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مِثْلُ أَهْلِي وَمَالِي. [1]

ایک شاعر نے یہاں تک کہہ دیا ہے:

فَمَحْبُوبِي مِنَ الدُّنْيَا كِتَابِي

ترجمہ: دنیا میں میری محبوب ترین چیز بس میری کتاب ہے۔

حضرت ابو العباس احمد بن یحییٰ بن ثعلب رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۱ھ) سے کہا گیا: آپ کو تو لوگوں سے بالکل نفرت ہوگئی، حالانکہ اگر کبھی کبھی خلوت سے باہر نکلتے اور لوگوں سے ملتے جلتے تو وہ آپ سے فائدہ اٹھاتے اور خدا آپ کو بھی ان سے فائدہ پہنچاتا؟ حضرت ابو العباس رحمہ اللہ کچھ دیر سر جھکائے چپ رہے، پھر شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے:

ہم بادشاہوں کے پاس صحبت اختیار کریں تو وہ ہمارے ساتھ غرور و تکبر سے پیش

[1] الطبقات الكبرى: الطبقة الثانية من أهل المدينة، ترجمة: عروة بن الزبير، ج۵ ص۱۳۷

آئیں گے، اگر تاجروں کے پاس بیٹھیں تو دل کے غریب ہو جائیں گے اور مال کے چکر میں پڑ جائیں گے، پس ہم نے تو یہی مناسب جانا کہ گھر کے گوشہ کو اپنا لیں اور کتب بینی اختیار کرلیں۔ ❶

ایک شخص نے امام ابراہیم الحربی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۵ھ) سے کہا کہ تم نے اتنی کتابیں کس طرح جمع کیں، تو وہ ذرا غصہ میں آئے اور کہا کہ اپنے گوشت اور خون کو نچوڑ کر مجھ کو اتنی کتابیں جمع کرنے پر قدرت حاصل ہوئی۔

كَيْفَ قَوِيْتَ عَلَى جَمْعِ هَذِهِ الْكُتُبِ؟ فَغَضِبَ، وَقَالَ: بِلَحْمِيْ وَدَمِيْ بِلَحْمِيْ وَدَمِيْ. ❷

حضرت عبد اللہ بن عبد العزیز رحمہ اللہ جو کہ پوتے ہیں خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے، انہوں نے سب سے ملنا جلنا موقوف کر دیا تھا اور قبرستان میں رہنے لگے تھے، ہمیشہ ہاتھ میں کتاب دیکھی جاتی تھی، ایک مرتبہ اس بارے میں سوال کیا گیا تو کہنے لگے:

میں نے قبر سے زیادہ واعظ، کتاب سے زیادہ دلچسپ رفیق اور تنہائی سے زیادہ بے ضرر رساں ساتھی کوئی نہیں دیکھا۔

لِلّٰهِ مِنْ جُلَسَاءِ لَا جَلِيْسَهُمْ وَلَا عَشِيْرَهُمْ لِلشَّرِّ مُرْتَقِبُ

ترجمہ: خدا کی قسم! یہ (کتابیں) ایسی عمدہ ہم نشین ہیں کہ ان کے ہم نشینوں کو کسی برائی کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

کتاب کی اس قدر و قیمت نے علم دوست انسانوں کو کتابوں سے عشق و محبت کے درجہ تک پہنچا دیا، اور وہ ہر قیمت پر کتاب کو حاصل کرتے اور حرز جاں بناتے تھے اور اس کے

---

❶ العلم والعلماء: ص ۲۵۷

❷ مناقب الإمام أحمد: باب المائة في ذكر أعيان أصحابه وأتباعه، ص ۶۷۶

مطالعہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ چیز مانتے تھے کیونکہ یہ ایک بڑا وسیلہ ہے تحصیلِ علم کا۔

کتابوں کے ادب واحترام کے سبب ابن شاذ کوفی رحمہ اللہ کی مغفرت

اسماعیل بن الفضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن الشاذ کوفی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا، میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، میں نے مغفرت کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں ایک دن اصبہان کے راستہ میں چلا جا رہا تھا کہ بارش شروع ہوگئی، میرے پاس کتابیں تھیں میں کسی چھت کے نیچے بھی نہیں کھڑا تھا، میں اپنی کتابوں پر جھک گیا (تا کہ وہ بھیگنے سے محفوظ رہیں) یہاں تک کہ صبح ہوگئی، پس اللہ تعالیٰ نے اس بات پر میری مغفرت فرمادی:

سمع إسماعيل بن الفضل يقول رأيت ابن الشاذكوفي في النوم، فقلت ما فعل اللّٰه بک؟ قال غفر لي قلت بماذا؟ قال كنت في طريق أصبهان، فأخذني المطر ومعي كتب، ولم أكن تحت سقف، فانكببت على كتبي حتى أصبحت، فغفر لي بذلک.[1]

بارش سے کتابوں کی حفاظت کے سبب مغفرت ہوگئی

علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے ابوایوب سلیمان بن داود الشاذ کوفی رحمہ اللہ جو بڑے حفاظِ حدیث میں سے تھے، ۲۳۴ھ میں اصفہان میں فوت ہوئے، فوت ہونے کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا، تو پوچھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا:

غَفَرَ لِي، فَقِيلَ: بِمَاذَا؟ قَالَ: كُنْتُ فِي طَرِيقِ أَصْبَهَانَ فَأَخَذَنِي مَطَرٌ، وَكَانَ مَعِي كُتُبٌ، وَلَمْ أَكُنْ تَحْتَ سَقْفٍ وَلَا شَيْءٍ، فَانْكَبَبْتُ عَلَى كُتُبِي،

[1] سير أعلام النبلاء، ترجمة: أبو أيوب سليمان بن داود الشاذ كوفي، ج۱۰ ص ٦٨٢

حَتَّى أَصْبَحْتُ وَهَدَأَ الْمَطَرُ، فَغَفَرَ اللّٰهُ لِي بِذَلِكَ فِي آخَرِينَ. ❶

اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، پوچھا گیا کس وجہ سے؟ انہوں نے فرمایا: میں اصبہان کے راستہ پر جارہا تھا کہ بارش ہوگئی اور میرے پاس کتابیں تھیں، میں کسی چھت یا سایہ دار جگہ کے نیچے بھی نہ تھا، میں کتابوں پر اوندھا ہوگیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور بارش بھی تھم گئی، دوسرے اسباب کے ساتھ اللہ نے اس کے سبب میری مغفرت فرمادی۔

قاضی ابوالحسن جرجانی رحمہ اللہ کی کتاب سے محبت

شیخ ابوالحسن علی بن عبدالعزیز قاضی جرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۲ھ) کتاب کی محبوبیت اور کتاب کے ساتھ زندگی کی لذت کو بیان کرتے ہوئے اپنے بارے میں فرماتے ہیں۔

مَا تَطَعَّمْتُ لَذَّةَ الْعَيْشِ حَتَّى صِرْتُ لِلْبَيْتِ وَالْكِتَابِ جَلِيْسًا

لَيْسَ شَيْءٌ أَعَزُّ مِنَ الْعِلْمِ فَمَا أَبْتَغِي سِوَاهُ أَنِيْسًا

إِنَّمَا الذُّلُّ فِي مُخَالَطَةِ النَّاسِ فَدَعْهُمْ وَعِشْ عَزِيْزًا رَئِيْسًا ❷

ترجمہ: میں نے زندگی کی لذت اس وقت تک محسوس نہیں کی جب تک کہ میں گھر اور کتاب کا ہم نشین نہ ہوا۔ علم سے زیادہ کوئی چیز مجھ پر گراں نہیں اور اس کے علاوہ میں کوئی انس ومحبت والا نہیں چاہتا۔ لوگوں کے ساتھ میل جول میں ذلت ہے، ان کو چھوڑو اور عزت کے ساتھ سرداری کی عمر گزارو۔

گھر فروخت کر کے پانچ سو دینار کی کتابیں خریدیں

امام عبداللہ بن احمد بن خشاب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۷ھ) نے ایک دفعہ پانچ سو دینار کی کتابیں خریدیں اور جیب میں کچھ بھی نہ تھا، مالک کتب خانہ سے تین دن کی

❶ فتح المغيث بشرح ألفية الحديث: مراتب التعديل، ج۲ ص۱۱۶

❷ وفيات الأعيان: ترجمة: القاضي أبو الحسن الجرجاني، ج۳ ص۲۸۰

مہلت مانگ کر گھر آئے:

ونادی علی داره، فبلغت خمسمائة دينار، فنقد صاحبها وباعه بخمسمائة ديناروو فی ثمن الكتب. ❶

اور چھت پر کھڑے ہو کر مکان بیچنے کا اعلان کر دیا، پانچ سو دینار میں گھر بیچ کر کتابوں کی قیمت ادا کر دی۔

کتابوں کے جل جانے کا شدت سے غم

امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن لہیعہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۴ھ) حدیث کی روایت اور حفظ کے امام تھے۔ ۱۶۹ھ میں کتابیں جل جانے کی وجہ سے اتنے غم زدہ ہو گئے تھے کہ پھر ان کی احادیث میں وہم اور تدلیس کا غلبہ ہونے لگا، کتابوں کے جل جانے سے پہلے جن لوگوں نے ان سے علم حاصل کیا تھا ان کا علم قوی تھا ان لوگوں سے جنہوں نے بعد میں علم حاصل کیا:

وطائفة قبل أن يكثر الوهم فی حديثه وقبل احتراق كتبه فحديث هؤلاء عنه أقوى. ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ جب ان کی کتابیں جل گئیں تو امام لیث بن سعد مصری نے ان کی غم خواری اور مصیبت کو ہلکا کرنے کے لئے ان کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے۔

کتابوں کے جلنے کے غم کی وجہ سے حافظہ متغیر ہو گیا

علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) امام ابن الملقن رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۴ھ) کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ ان کی تصانیف تین سو کے لگ بھگ ہیں، کے احوال میں لکھا

❶ العلماء العزاب: ترجمة: أبو محمد عبد الله بن أحمد بن الخشاب الحنبلی، ص ۱۳۷

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عبد الرحمن عبد الله بن لهيعة، ج ۱ ص ۱۷۴

ہے کہ ہمارے شیخ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کے پاس لاتعداد کتابیں تھیں، ان کے اکثر مسودات ان کی آخری عمر میں جل گئے تھے، پھر اس کے بعد ان کی حالت متغیر ہوگئی اور ان کے بیٹے نے ان کی وفات تک ان کو لوگوں سے چھپائے رکھا، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی معجم میں یہ بھی کہا کہ کتابوں کے جلنے سے پہلے وہ مستقیم ذہن والے تھے، جب ان کی کتابیں جل گئیں تو ہمارے شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے کچھ اشعار ان کو مخاطب کر کے کہے:

لِلّٰهِ قَدْ قَرَّبْتَهَا فَتَقَبَّلَتْ　　　وَالنَّارُ مُسْرِعَةٌ إِلَى الْقُرْبَانِ ⑪

ترجمہ: اللہ کے قریب ہونے کے لئے تم نے وہ پیش کیں تو وہ قبول ہوگئیں، اور آگ تو جلدی قربت کرنے والی ہے۔

ایک کتاب کے خریدنے کے لئے اپنا ذاتی گھر فروخت کردیا

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے کہا کہ کوئی بھی اہل علم اور اصحاب حدیث میں سے فوت نہیں ہوا مگر امام ابن الخشاب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۷ھ) نے ان کی تمام کتابیں خریدیں، میں نے اصول المشائخ ان کے ہاں سے حاصل کی، ان کا تھیلا علم کی کتابوں سے خالی نہ ہوتا تھا:

وذكر عنه أنه اشترى يومًا كتبًا بخمسمائة دينار ولم يكن عنده شيء، فاستمهلهم ثلاثة أيام، ثم مضى ونادى على داره، فبلغت خمسمائة دينار، فنقد صاحبها وباعه بخمسمائة دينار. ⑫

ان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک دن ایک کتاب پانچ سو درہم میں خریدی، لیکن ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی، انہوں نے اس سے تین دن کی مہلت

⑪ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: سراج الدين عمر بن علي بن أحمد، ج٦ ص١٠٥ ⑫ ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: أبو محمد عبد الله بن أحمد بن الخشاب، ج٢ ص٢٥١

طلب کی پھر پانچ سو درہم میں اپنا گھر اس کتاب فروش پر فروخت کر دیا۔

کتابوں کو جمع کرنے کا نرالہ شوق

علم دوستی انسان کی فطرت میں شامل ہے، کسی مذہب کی اس میں کوئی تخصیص نہیں ہوا کرتی، تاریخ میں ہے کہ ہندو راجہ سنگھ کو کتابوں کے جمع کرنے کا ایسا شوق ہو گیا تھا کہ اس نے واقعاتِ بابری کو پانچ ہزار روپے میں خریدا تھا، اور گلستانِ سعدی کے ایک نسخہ کی تیاری میں سولاکھ روپے خرچ کر دیئے تھے، جس کا ایک ورق بارہ (۱۲) یوم میں تیار ہوتا تھا اور یہ پوری کتاب پندرہ برس میں تیار ہوئی تھی۔ (۱)

المستنصر باللہ کے کتب خانوں کی فہرست ۴۴ جلدوں میں

خلیفہ المستنصر باللہ کے کتب خانہ کی فہرست چوالیس جلدوں میں تھی اور ہر جلد میں پچاس ورق تھے، ان جلدوں میں صرف کتابوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ کتابوں کی تعداد چار لاکھ، بقول بعض کے چھ لاکھ تھی اور تمام کتابوں کو الحکم نے خود پڑھا تھا، ان میں سے اکثر پر حواشی نہایت محنت سے لکھے تھے، ادبیات عرب یعنی فن رجال اخبار وانساب میں خلیفہ الحکم اپنا مثل نہ رکھتا تھا۔ (۲)

کتاب کے خریدنے کے لئے پیسے نہ ہونے پر رونا

حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے کہ میں نے شبلی بک ڈپو کی فہرست میں ایک کتاب ''رحمۃ للعالمین'' مصنف قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری رحمہ اللہ کا نام پڑھا، پڑھتے ہی طبیعت میں ایسا انجذاب ہوا کہ میں نے اس کا آرڈر دے دیا، کتاب آئی تو اس وقت والدہ صاحبہ کے پاس وی پی چھڑانے کے لئے پیسے نہ تھے، انہوں نے مجبوری کا اظہار کیا، میں نے اس پر رونا شروع کر دیا، والدہ صاحبہ نے

(۱) اسلامی کتب خانے: ص ۱۵۴ (۲) عبرت نامہ اندلس: ص ۸۸

مجبور ہو کر کہیں سے اس کا انتظام کیا، اور وی پی چھڑالی، میں نے اس کتاب کو بڑے ذوق وشوق اور عقیدت ومحویت کے ساتھ پڑھا، کسی کتاب نے دل ودماغ پر ایسا گہرا اثر نہیں ڈالا ہوگا جتنا کہ اس کتاب نے ڈالا، اور سیرت کے واقعات کی سادگی اور اثر انگیزی سے دل ودماغ میں ایک کرنٹ سا دوڑ گیا، اس کتاب کو اپنی محسن ومربی کتابوں میں سمجھتا ہوں، اور اس کے مصنف کے لئے رفع درجات اور قبولیت کی دعا کرتا ہوں۔ ❶

حصولِ علم کے دوران محنت ومشقت

حصولِ علم کے لئے یکسوئی اور محنت ضروری ہے

لِقَاءُ النَّاسِ لَيْسَ يُفِيدُ شَيْئًا سِوَى الْهَذَيَانِ مِنْ قِيلَ وَقَالَ
فَأَقْلِلْ مِنْ لِقَاءِ النَّاسِ إِلَّا لِأَخْذِ الْعِلْمِ أَوْ إِصْلَاحِ حَالِ

ترجمہ: لوگوں کی ملاقات کچھ فائدہ نہیں دیتی بجز قیل وقال کی بکواس کے، اس لئے لوگوں کی ملاقات کم کر، بجز اس کے کہ علم حاصل کرنے کے واسطے استاذ سے یا اصلاحِ نفس کے واسطے کسی شیخ سے ملاقات ہو۔

جو شخص علمی مقاصد میں کامیاب ہونا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ رات کے اوقات کو علمی مشاغل میں صرف کرے، ایک شاعر کہتا ہے:

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُكْتَسَبُ الْمَعَالِي وَمَنْ طَلَبَ الْعُلَى سَهِرَ اللَّيَالِي

تم بلند مقام پر اپنی کوشش کے مطابق پہنچو گے، اور جو بھی بلندی تک پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ راتوں کو جاگے۔

تَرُومُ الْعِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَيْلًا يَغُوصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِي

عزت وترقی چاہتے ہو اور تمام رات سو کر گزارتے ہو؟ یہ معلوم نہیں کہ جس کو موتیوں کی طلب ہوتی ہے اس کو دریا میں غوطہ زنی کرنی پڑتی ہے۔

❶ کاروانِ زندگی: اردو زبان وادب اور بعض مفید کتابوں کا مطالعہ، ج ۱ ص ۹۶

عُلُوُّ الْكَعْبِ بِالْهِمَمِ الْعَوَالِيْ وَعِزُّ الْمَرْءِ فِيْ سَهْرِ اللَّيَالِيْ

عزائم کی بلندی کے بعد ہی انسان مرتبہ پر پہنچ سکتا ہے پس راتوں کا جاگنا انسان کی عزت کا باعث بنے گا۔

وَمَنْ رَامَ الْعُلَى مِنْ غَيْرِ كَدٍّ أَضَاعَ الْعُمْرَ فِيْ طَلَبِ الْمَحَالِ ❶

اور اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ بغیر تکلیف و مشقت کے بلندی حاصل ہو جائے تو ایک محال بات ہے جس کی طلب میں وہ اپنی عمر ضائع کر رہا ہے۔

حصولِ علم کی خاطر تکالیف و مصائب برداشت کرنا

علم کی گراں مایہ دولت حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کی تکالیف اور مشقتوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے رہنا چاہئے، اور تحصیل علم میں برابر لگے رہنا چاہئے، کہ دنیا کی ادنی شئ بھی بغیر محنت و مشقت کے حاصل نہیں ہوتی۔

امام ابوکثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مِيرَاثُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنْ مِيرَاثِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَالنَّفْسُ الصَّالِحَةُ خَيْرٌ مِنَ اللُّؤْلُؤِ وَلَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجَسَدِ.

علم کی میراث سونے چاندی کی میراث سے بہتر ہے، اچھا نفس اچھے موتی سے قیمتی ہے، جسم کی راحت کے ساتھ علم حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

ابو مسلم بن فہد کو مخاطب کر کے امام محمد بن حسن زبیدی رحمہ اللہ نے خوب کہا ہے:

أَبَا مُسْلِمٍ إِنَّ الْفَتَى بِجَنَانِهِ وَمَقُولِهِ لَا بِالْمَرَاكِبِ وَاللُّبْسِ

وَلَيْسَ يُفِيدُ الْعِلْمَ وَالْحِلْمَ وَالتُّقَى أَبَا مُسْلِمٍ طُولُ الْقُعُودِ عَلَى الْكُرْسِي ❷

اے ابو مسلم آدمی اپنے دل اور زبان سے ہے نہ کہ اچھی اچھی سواریوں اور کپڑوں

---

❶ تعليم المتعلم: فصل فى الجد والمواظبة والهمة، ص ۳۱

❷ جامع بيان العلم وفضله: باب حمد السؤال والإلحاح فى طلب العلم، ص ۳۸۵

سے، اور ابو مسلم کرسی پر لدے رہنے سے علم، عقل اور تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتا۔

کسی حکیم کا قول ہے: ''مَنْ لَّمْ یَحْتَمِلْ أَلَمَ التَّعَلُّمِ لَمْ یَذُقْ لَذَّةَ الْعِلْمِ'' علم کی راہ میں جس نے مشقتیں نہیں اٹھائیں، اس نے علم کا مزہ چکھا ہی نہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے ''یہ علم حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اس کی راہ میں فقر وفاقہ کی لذت نہ چکھی جائے''۔

تَمَنَّیْتَ أَنْ تُمْسِی فَقِیهًا مُنَاظِرًا بِغَیْرِ عَنَاءٍ وَالْجُنُونُ فُنُونُ
وَلَیْسَ اکْتِسَابُ الْمَالِ دُونَ مَشَقَّةٍ تَلَقَّیْتَهَا فَالْعِلْمُ کَیْفَ یَکُونُ

ترجمہ: تمہاری خواہش ہے کہ بغیر تکلیف اور مشقت اٹھائے ہوئے بڑے فقیہ اور عالم بن جاؤں، یہ پاگل پن اور جنون ہے، کیونکہ جب مال ودولت کا حصول مشقت برداشت کئے بغیر نہیں ہوسکتا تو پھر علم جو اس سے بدرجہا بلند وبالا ہے، اس کا حصول مشقت کے بغیر کیسے ہوسکتا ہے؟

حضرت مولانا یٰسین صاحب (والد ماجد حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ) نے طالب علمی کا پورا زمانہ عسرت اور تنگ دستی میں بسر کیا، ایک روز آپ گرمی کی دوپہر میں دارالعلوم کے اسباق سے تھک تھکا کر چھٹی کے وقت گھر پہنچے تو والدہ نے آبدیدہ ہوکر اپنے لائق فرزند سے کہا: بیٹا! آج تو گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے، البتہ ہماری زمین میں گندم کی فصل تیار کھڑی ہے، اگر تم اس میں سے کچھ گندم کاٹ لاؤ تو میں اس کو صاف کر کے آٹا پیس کر روٹی پکا دوں گی، سعادت مند بیٹا محنت اور بھوک سے درماندہ اسی گرمی کی دوپہر میں اپنی زمین کی طرف چل دیا اور وہاں سے جس قدر بوجھ اٹھا سکتا تھا اتنے گندم کاٹ کر لے آیا، والدہ نے اسے چھان پیس کر آٹا بنایا اور روٹی پکائی، اس طرح ظہر کے وقت تک بھوک کا کچھ سامان ہوا، ظہر کے بعد اپنے اسباق کے لئے چلے گئے، ماں باپ اور بیٹے نے اسی فقر وفاقہ میں وقت گزارا مگر تعلیم میں فرق نہ آنے دیا۔ (۱)

(۱) حیاتِ مفتی اعظم: ص ۱۹

بلندیاں مشقت کے بقدر حاصل ہوتی ہیں

مسلسل کوشش اور باقاعدگی سے یاد کرنا کسی بھی مضمون کو یاد کرنے اور یاد رکھنے میں انتہائی معاون اور مددگار چیز ہے:

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُكْتَسَبُ الْمَعَالِيْ   مَنْ طَلَبَ الْعُلٰى سَهِرَ اللَّيَالِيْ

تَرُوْمُ الْعِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَيْلًا   يَغُوْصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِيْ

تَرَكْتُ النَّوْمَ رَبِّيْ فِيْ اللَّيَالِيْ   لِأَجْلِ رِضَاكَ يَا مَوْلَى الْمَوَالِيْ

فَوَفِّقْنِيْ إِلَى تَحْصِيْلِ عِلْمٍ   وَبَلِّغْنِيْ إِلَى أَقْصَى الْمَعَالِيْ ①

ترجمہ: بلندیاں ہمیشہ مشقت کے بقدر حاصل ہوتی ہیں، اور جو بلندی طلب کرنا چاہتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے، تو عزت ورفعت چاہتا ہے اس کے باوجود رات کو سویا پڑا رہتا ہے، جس کو موتیوں کی تلاش ہوتی ہے وہ سمندر میں غوطے لگاتا ہے، اے میرے رب! اے بادشاہوں کے بادشاہ! میں نے تیری رضا کے لئے راتوں کی نیند کو خیر باد کہہ دیا، پس تو مجھے تحصیل علم کی توفیق دے اور مجھے بلندی کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمادے۔

علم میں اضافے کے لئے مسلسل محنت جاری رکھیں

طلب علم میں ہمت بلند سے بلند تر ہو، علوم کثیرہ کو حاصل کرنے کی گنجائش ہوتے ہوئے قلیل پر کبھی اکتفا نہ کرے، وراثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جتنا زیادہ سے زیادہ حاصل کرسکتا ہو کرلے کم پر قانع نہ ہو، اور حصولِ علم کے وقت کو کل پر نہ ٹالے، ٹالنا بڑی آفت ہے، فراغت، نشاط، عافیت، شباب کے اوقات کو غنیمت جانے، دل جمعی، کم مصروفیات اور صحت کے ایام کو نعمت غیر مترقبہ سمجھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۳ھ) فرماتے ہیں:

① تعليم المتعلم: فصل فى الجد والمواظبة والهمة، ص ۳۱، ۳۲

تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوا. ❶

سردار بننے سے پہلے علم حاصل کرو۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

تفقه قبل أن ترأس فإذا ترأست فلا سبيل إلى التفقه. ❷

ذمہ دار بننے سے قبل تفقہ حاصل کرو، جب ذمہ داری گردن پر آئے گی تو علم حاصل کرنا دشوار ہوگا۔

خود کو باکمال سمجھنے اور مشائخ سے مستغنی سمجھنے سے ہر وقت بچنا چاہئے، کیونکہ خود کو باکمال اور اساتذہ سے مستغنی سمجھنا عین جہالت اور ناسمجھی ہے، اس سے علوم ضائع ہوں گے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۵ھ) کا قول ہے:

لَا يَزَالُ الرَّجُلُ عَالِمًا مَا تَعَلَّمَ فَإِذَا تَرَكَ الْعِلْمَ وَظَنَّ أَنَّهُ قَدِ اسْتَغْنَى وَاكْتَفَى بِمَا عِنْدَهُ كَانَ أَجْهَلَ مَا يَكُونُ. ❸

انسان جب تک علم حاصل کرتا رہے گا اس کا علم برقرار رہے گا، جب تعلّم کو چھوڑ دے گا اور خود کو علوم سے مستغنی سمجھے گا تو وہ سب سے بڑا جاہل ہوگا۔

جو طلبِ علم کے لئے آتا ہے اُسے مشقت اُٹھانا پڑتی ہے

امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) عالم ہونے کے بعد حضرت عبید اللہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۸ھ) کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، آپ انہیں علم حدیث پڑھاتے تھے، اور امام زہری رحمہ اللہ ان کے

❶ صحيح البخاري: كتاب العلم، باب الاغتباط في العلم والحكمة، ج ۱ ص ۲۵

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أحمد بن ابراهيم بن ثابت، ج ۴۱ ص ۲۰۵

❸ الفقيه والمتفقه: باب ذكر شروط من يصلح للفتوى أول أوصاف المفتي ...... الخ، ج ۲ ص ۳۳۷

لئے کنوئیں سے پانی بھر کر لاتے تھے۔آپ بہت لمبی نماز پڑھتے تھے اور کسی ملنے والے کی خاطر جلدی نہیں کرتے تھے۔ایک دفعہ حضرت زین العابدین رحمہ اللہ آپ سے ملنے آئے، اتفاقاً آپ اس وقت نماز میں مشغول تھے وہ بیٹھ کر انتظار کرنے لگے،آپ نے معمول کے مطابق بہت لمبی نماز پڑھی، فارغ ہوئے تو کسی نے ملامت کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے آپ کے پاس علمی تحقیق کے لئے آئے اور آپ نے انہیں اتنی دیر انتظار کے لئے مجبور کیا؟ آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالی سے اس کوتاہی کی معافی چاہتا ہوں مگر جو شخص طلبِ علم کے لئے آتا ہے اُسے کچھ نہ کچھ مشقت تو اُٹھانا ہی پڑتی ہے۔ ❶

حصولِ علم کے لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محنت ومشقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۷ھ) نہایت مشہور اور جلیل القدر صحابی ہیں اور اتنی کثرت سے ان سے حدیثیں نقل ہیں کہ کسی دوسرے صحابی سے اتنی زیادہ نقل کی ہوئی موجود نہیں، اس پر لوگوں کو تعجب ہوتا تھا کہ ۷ھ میں یہ مسلمان ہو کر تشریف لائے اور ۱۱ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اتنی قلیل مدت میں جو تقریباً چار برس ہوتی ہے اتنی زیادہ حدیثیں کیسے یاد ہوئیں، خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی وجہ بتلاتے ہیں، فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت روایتیں نقل کرتے ہیں، میرے مہاجر بھائی تجارت پیشہ تھے، بازار میں آنا جانا پڑتا تھا، اور میرے انصاری بھائی کھیتی کا کام کرتے تھے، اس کی مشغولیت ان کو درپیش رہتی تھی، اور ابو ہریرہ اصحابِ صفہ کے مساکین میں سے ایک مسکین تھا، جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جو کچھ کھانے کو مل جاتا تھا اس پر قناعت کئے پڑا رہتا تھا، ایسے اوقات میں موجود ہوتا تھا جس میں وہ نہیں ہوتے تھے، اور ایسی چیزیں یاد کر لیتا تھا جن کو وہ یاد نہیں کر سکتے تھے، ایک مرتبہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حافظہ کی شکایت کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چادر بچھا، میں نے چادر

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، ج ۱ ص ۶۳

بچھائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں چلو بھر کر اس میں ڈالنے کا اشارہ کیا، اس کے بعد فرمایا: اس چادر کو اپنے سینے کے ساتھ لگاؤ، میں نے اپنے سینہ سے لگایا، اس کے بعد سے کوئی چیز نہیں بھولا۔ ❶

امام شافعی رحمہ اللہ کے ابتدائی پُر مشقت حالات

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَطْلُبُ هَذَا الْعِلْمَ أَحَدٌ بِالْمَالِ وَعِزِّ النَّفْسِ فَيُفْلِحُ، وَلَكِنْ مَنْ طَلَبَهُ بِذِلَّةِ النَّفْسِ وَضِيقِ الْعَيْشِ وَحُرْمَةِ الْعِلْمِ أَفْلَحَ.

اس علم دین کو کوئی شخص مال و دولت اور عزت و جاہ کے ساتھ حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا، بلکہ اس میں صرف وہ شخص کامیاب ہوتا ہے جو تنگیٔ عیش اور اساتذہ کے سامنے اپنے نفس کو حقیر کرنے اور علم و علماء کی عزت کرنے کو اختیار کرے۔

امام شافعی رحمہ اللہ اپنی ابتدائی طالب علمی کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أُمِّي فَدَفَعَتْنِي فِي الْكُتَّابِ، وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهَا مَا تُعْطِي الْمُعَلِّمَ، فَكَانَ الْمُعَلِّمُ قَدْ رَضِيَ مِنِّي أَنْ أَخْلُفَهُ إِذَا قَامَ، فَلَمَّا خَتَمْتُ الْقُرْآنَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَكُنْتُ أُجَالِسُ الْعُلَمَاءَ، وَكُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيثَ أَوِ الْمَسْأَلَةَ فَأَحْفَظُهَا، وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَ أُمِّي مَا تُعْطِينِي أَنْ أَشْتَرِيَ بِهِ قَرَاطِيسَ قَطُّ، فَكُنْتُ إِذَا رَأَيْتُ عَظْمًا يَلُوحُ آخُذُهُ فَأَكْتُبُ فِيهِ، فَإِذَا امْتَلَأَ طَرَحْتُهُ فِي جَرَّةٍ كَانَتْ لَنَا قَدِيمًا. ❷

میں یتیم بچہ تھا، ماں نے مکتب بھیجا، مگر گھر میں اتنا بھی انتظام نہ تھا کہ استاذ کی

❶ صحيح البخاري: كتاب العلم، باب حفظ العلم، ج ١ ص ٣٥، رقم الحديث: ١١٩

❷ جامع بيان العلم و فضله: باب الحض على استدامة الطلب و الصبر فيه، ص ٤١٣، رقم: ٦٠٣

خدمت کی جاتی، خوش قسمتی سے آپ اس پر راضی ہو گئے کہ جب باہر جایا کریں گے تو میں لڑکوں کی نگرانی کیا کروں گا، اس طرح جب میرا قرآن ختم ہو گیا تو مسجد میں علماء کے حلقوں میں حاضری دینے لگا، جو بھی حدیث یا مسئلہ سن لیتا فوراً یاد ہو جاتا، میری والدہ اس قدر مفلس تھیں کہ کاغذ کی قیمت بھی نہیں دے سکتی تھیں، مجبوراً صاف چمکدار ہڈیاں ڈھونڈتا پھرتا اور کوئی مل جاتی تو اٹھالیتا اور اس پر لکھنا شروع کر دیتا، تحریر سے بھر جاتی اور جگہ باقی نہ رہتی تو اسے گھر کے ایک پرانے مٹکے میں احتیاط سے رکھ دیتا، اس طرح میں نے علم حاصل کیا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا حصولِ علم کے لئے محنت ومزدوری

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) تحصیل حدیث کی خاطر ۱۹۷ھ میں صنعائے یمن کے شیخ امام عبد الرزاق رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) سے ملنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے، یحیی بن معین رحمہ اللہ ان کے ہم سفر تھے، یحیی کہتے ہیں کہ جب ہم امام عبد الرزاق رحمہ اللہ سے ملنے کے لئے یمن کی طرف چلے تو راستہ میں چونکہ مکہ پڑتا تھا اور اتفاق سے حج کے دن تھے اس لئے ہم نے حج کی سعادت حاصل کرنا بہتر سمجھا، میں ایک روز طواف کر رہا تھا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ امام عبد الرزاق رحمہ اللہ بھی طواف میں مشغول ہیں، میں نے سلام کر کے عرض کیا، حضرت یہ آپ کے بھائی احمد بن حنبل ہیں، انہوں نے دُعا دی اور کہا: خدا ان کی عمر دراز کرے اور ثابت قدم رکھے مجھے ان کی بہت سی اچھی باتیں معلوم ہوئی ہیں۔

یحیی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے کہا کہ خدا نے ہماری منزل مقصود کو قریب کر دیا خرچہ بھی بچ گیا اور ایک مزید چلنے کی زحمت سے بھی چھٹکارا مل گیا (مقصد یہ تھا کہ شیخ یہاں موجود ہیں حدیث کی سماعت یہیں کر لیں گے) اس پر امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے روانہ ہوتے وقت بغداد میں یہ نیت کی تھی کہ امام عبد الرزاق رحمہ اللہ سے صنعائے یمن میں حدیث سنوں گا، واللہ اب میں اپنی نیت کو بدل نہیں سکتا۔

یحیی کہتے ہیں کہ جب ہم صنعاء پہنچے تو احمد بن حنبل کا خرچہ ختم ہو گیا، امام عبد الرزاق

نے کثیر مقدار میں درہم لا کر سامنے رکھ دیئے مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا، انہوں نے کہا تم انہیں بطور قرض لے لو، لیکن وہ راضی نہ ہوئے پھر ہم نے ان کے سامنے اپنے پیسے رکھ دیئے مگر وہ ان کو بھی قبول کرنے پر تیار نہیں ہوئے۔

اب ہم کو فکر ہوئی کہ آخر کس طرح کام چلائیں گے؟ پتہ چلا کہ ازار بند بنا بنا کر بیچتے ہیں اور اس کے پیسوں سے کھانے پینے کا خرچہ چلاتے ہیں۔ (1)

امام ابراہیم حربی رحمہ اللہ کے پُر مشقت حالاتِ زندگی

امام ابراہیم بن اسحاق حربی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۸ھ) کہتے ہیں:

وأفنيت من عمري ثلاثين سنة برغيفين، إن جاء تني بهما أمي أو أختي أكلت، وإلا بقيت جائعا عطشان إلى الليلة الثانية، وأفنيت ثلاثين سنة من عمري برغيف في اليوم والليلة، إن جاء تني امرأتي أو إحدى بناتي به أكلته، وإلا بقيت جائعا عطشان إلى الليلة الآخرى.

میں نے اپنی عمر کے تیس سال دو روٹیوں پر گزارے، اگر میری والدہ یا ہمشیرہ وہ لے آتیں تو میں کھالیتا، ورنہ اگلی رات تک بھوکا پیاسا رہتا، اور عمر کے تیس سال میں نے دن رات ایک روٹی پر گزارے، اگر بیوی یا بیٹی لے آتی تو کھالیتا ورنہ اگلے دن تک بھوکا پیاسا رہتا۔

اور اب میں آدھی روٹی کھاتا ہوں اور کھجور تقریباً چودہ عدد کھالیتا ہوں، میری بیٹی بیمار ہوگئی تھی تو میری بیوی ایک مہینہ اس کے ساتھ رہی تھی، اس مہینہ میں میرا خرچ ایک درہم اور اڑھائی دانق ہوا، میں حمام گیا اور ان کے لئے دو دانق پر صابن خریدا، تو اس طرح پورے رمضان میں میرا خرچ ایک درہم اور ساڑھے چار دانق ہوا۔

مجھ پر ایک مرتبہ ایسی ہی تنگی آئی کہ گھر والوں کے پاس کچھ بھی کھانے کو نہ رہا، میری بیوی نے مجھ کو کہا کہ میں اور آپ تو صبر کرلیں گے لیکن ان دو بچوں کا ہم کیا کریں گے، جس

(1) المنهج الأحمد في تراجم أصحاب الإمام أحمد: ج ۱ ص ۸

چیز پر ہم صبر کرتے ہیں یہ تو صبر نہیں کریں گے، تم اپنی کچھ کتابیں لاؤ تا کہ ہم ان کو فروخت کردیں یا رہن رکھ دیں اور اس سے کچھ وسعت حاصل کریں، میں نے بخل کیا اور میرے نفس نے کتاب کے معاملہ میں کچھ کنجوسی کی، میں نے ان کو کہا کہ بچوں کے لئے کچھ قرض لے لو اور اگلے ایک دن رات کے لئے مجھ کو کتابوں کے بارے میں مہلت دے دو۔

میرے گھر کے دہلیز پر ایک کمرہ تھا اس میں میری کتابیں تھیں، جس میں بیٹھ کر میں لکھتا اور نظر ثانی کیا کرتا تھا، جب رات ہوئی تو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا کہ کون ہو؟ کہا کہ پڑوسی ہوں، میں نے کہا اندر آجاؤ، اس نے کہا چراغ بجھادو تا کہ میں اندر داخل ہو جاؤں، میں نے چراغ پر کوئی چیز رکھ دی اور اس کو کہا کہ آجاؤ، وہ دہلیز سے داخل ہوا اور ایک بڑا تھیلا اندر رکھ دیا اور کہا کہ ہم نے اپنے بچوں کے لئے کچھ کھانا وغیرہ تیار کیا تھا، ہم نے چاہا کہ اس میں تمہارا اور تمہارے بچوں کا بھی حصہ ہو جائے، اور یہ ایک دوسری چیز ہے اور ایک دوسرا بڑا تھیلا ایک کونہ میں رکھ دیا اور کہا اس کو اپنی ضروریات میں صرف کر لینا، میں اس شخص کو نہیں جانتا تھا، وہ یہ چیزیں چھوڑ کر چلا گیا۔

فكشفت عن السراج ونظرت فإذا منديل له قيمة وفيه أنواع من الطعام وكاغد فيه خمسمائة درهم، فدعوت الزوجة وقلت: أنبهي الصبيان حتى يأكلوا، ولما كان من الغد قضينا دينا كان علينا من تلك الدراهم. [1]

میں نے بیوی کو بلا کر کہا کہ چراغ جلاؤ، وہ چراغ جلا کر لائی تو ہم نے دیکھا کہ وہ ایک قیمتی رومال کا تھیلا تھا، اور اس میں مختلف انواع واقسام کے کھانے تھے، اس تھیلے کے پاس ایک بٹوہ تھا جس میں پانچ سو درہم تھے، میں نے بیوی کو کہا کہ بچوں کو جگاؤ تا کہ وہ کھانا کھالیں، صبح ہم نے اپنا قرض بھی اس مال سے ادا کر دیا۔

[1] تاريخ بغداد: ترجمة: إبراهيم بن إسحاق بن إبراهيم بن بشير، ج٦ ص ٣٠، ٣١

ایک مرتبہ خراسان سے حجاج کرام کے آنے کا وقت تھا، میں اسی رات کی صبح اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شتربان کے پاس خراسانی کاغذ کا ایک بوجھ تھا، جو وہ اونٹ پر لادے چلا آرہا تھا اور امام ابراہیم حربی رحمہ اللہ کے گھر کا پتہ پوچھ رہا تھا، جب میرے پاس پہنچا تو میں نے کہا کہ میں ابراہیم حربی ہوں، اونٹ کے دونوں بوجھ اس نے وہاں ڈال دیئے اور کہا کہ خراسان سے ایک شخص نے تمہارے لئے بھیجے ہیں، میں نے کہا کس نے بھیجے ہیں؟ اس نے کہا کہ انہوں نے مجھ کو قسم دی ہے کہ ان کا نام نہیں بتاؤں گا، میں نے وہ کاغذ لے لئے اور بھیجنے والے اور اُٹھانے والے کے لئے دعا کی۔

امام ابراہیم حربی رحمہ اللہ ایسے بیمار ہو گئے کہ موت کے قریب ہو گئے، میں (امام ابو القاسم بن حبلی) ایک دن ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ ابوالقاسم میں اپنی بیٹی کے ساتھ ایک بڑے مسئلے میں الجھا ہوا تھا، پھر اس کو کہا کہ اٹھ کر اپنے چچا کے پاس آجاؤ، وہ آگئی، اس نے اپنے چہرے پر چادر ڈال رکھی تھی، ابراہیم نے کہا کہ یہ آپ کے چچا جان ہیں ان سے بات کریں، اس نے مجھ کو کہا چچا جان ہم بڑی الجھن میں پڑے ہوئے ہیں، دنیاوی مال و متاع کچھ بھی نہیں ہے، مہینے گزر گئے، زمانہ بیت چکا ہے کہ ہم کو کھانے کے لئے سوائے خشک روٹی اور نمک کے اور کچھ میسر نہیں اور اکثر و بیشتر نمک بھی نہیں ہوتا، کل معتضد باللہ نے ایک طشت میں ہزار دینار بھجوائے، وہ انہوں نے نہیں لئے اور فلاں کی طرف سے اتنی رقم آئی تو انہوں نے وہ بھی قبول نہیں کی اور بیمار پڑے ہوئے ہیں۔

ابراہیم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ بیٹی تم فقر سے ڈر گئی ہو، اس نے کہا ہاں:

فقال لها: انظري إلى تلك الزاوية، فنظرت فإذا كتب، فقال: هناك اثنا عشر ألف جزء لغة وغريب كتبتها بخطي، إذا مت فوجهي في كل يوم بجزء تبيعيه بدرهم، فمن كان عنده اثنا عشر ألف درهم ليس هو فقير.

پھر کہا کہ اس کنارہ کی طرف دیکھو، اس نے دیکھا وہاں کتابیں پڑی ہوئی تھیں کہا کہ یہاں نادر لغت کی بارہ ہزار اجزاء ہیں، جو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہیں، جب میں مر جاؤں تو روزانہ ایک جزء بھی اگر تم نکال کر ایک درہم میں بھی فروخت کرو تو تمہارے پاس بارہ ہزار درہم ہو جائیں گے اور جس کے پاس بارہ ہزار درہم ہوں وہ فقیر نہیں ہوتا۔

ایک شخص نے امام ابراہیم الحربی سے کہا:

كيف قويت على جميع هذه الكتب؟ قال: فغضب وقال: بلحمي ودمي. ❶

تم نے اتنی کتابیں کس طرح جمع کیں؟ تو ذرا غصہ میں آئے اور کہا کہ اپنا گوشت اور خون نچوڑ کر مجھ کو اتنی کتابیں جمع کرنے پر قدرت حاصل ہوئی۔

گرمی میں ننگے پاؤں چلنے کے سبب پیشاب میں خون کا آنا

امام محمد بن طاہر بن علی مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) فرماتے ہیں:

بلت الدم في طلب الحديث مرتين مرة ببغداد ومرة بمكة كنت أمشي حافيًا في الحر فلحقني ذلك، وما ركبت دابة قط في طلب الحديث، وكنت أحمل كتبي على ظهري، وما سألت في حال الطلب أحدًا كنت أعيش على ما يأتي. ❷

مجھے علم حدیث کے حصول کے لئے اسفار کے دوران دو مرتبہ پیشاب میں خون آیا تھا، ایک مرتبہ بغداد میں ایک مرتبہ مکہ میں، اس لئے کہ میں گرمی میں ننگے پاؤں چلتا تھا جس کی وجہ سے مجھے یہ تکلیف لاحق ہوئی، حدیث کی طلب میں کبھی جانور پر سوار نہیں ہوا، میں اپنی کتابیں اپنی پشت پر اُٹھا کر چلتا تھا، اور طلبِ علم کی حالت میں کبھی کسی سے سوال نہیں کیا،

❶ تاريخ بغداد: ج ٦ ص ٣٢

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن طاهر بن علي، ج ٤ ص ٢٨، ٢٩

میں اسی پر گزارہ کرتا تھا جو مجھے بغیر مانگے مل جاتا تھا۔

تحصیل علم میں پیشاب پینے تک کی نوبت آجانا

بکر بن حمدان مروزی نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن یوسف بن خروش (متوفی ۲۳۸ھ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے طلب حدیث میں پانچ مرتبہ اپنا پیشاب پینے کی نوبت آئی ہے، اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ وہ حدیث حاصل کرنے کے شوق میں بیابانوں اور بے آب و گیاہ میدانوں میں رات دن پیدل چلا کرتے تھے، اور راستے میں سخت پیاس کا سامنا کرنا پڑتا تھا، اور دور دور تک پانی کا نام و نشان نہیں ہوتا تھا:

وقال بكر بن حمدان المروزی: سمعت ابن خراش يقول: شربت بولی فی هذا الشأن خمس مرات. ⓫

مسلسل محنت کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی کا چلا جانا اور پھر خواب میں حضور کی زیارت

امام یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) نے فرمایا کہ میں تیس (۳۰) سال سفر میں رہا ہوں، ایک مرتبہ مسافرت کی حالت میں خرچہ کے پیسے کم پڑ گئے، میں اس زمانہ میں پابندی سے رات کو لکھتا اور دن میں پڑھتا تھا۔

ایک رات جبکہ سردیوں کے دن تھے اور میں لکھنے کے لئے چراغ کی روشنی میں بیٹھا تھا اچانک میری آنکھوں میں پانی اتر آیا اور نظر آنا بند ہوگیا:

فبكيت على نفسی لانقطاعی عن بلدی وعلى ما فاتنی من العلم فغلبتنی عيناى فنمت فرأيت النبی صلى الله عليه وسلم فی النوم فنادانی يا

⓫ میزان الاعتدال: ترجمة: عبد الرحمن بن يوسف بن خراش، ج۲ ص ۶۰۰، رقم الترجمة: ۵۰۰۹

یعقوب! لم أنت بکیت فقلت: یا رسول اللّٰہ ذھب بصری فتحسرت علی ما فاتنی فقال لی ادن منی فدنوت منه فأمر یده علی عینی کأنه یقرأ علیهما ثم استیقظت فأبصرت فأخذت نسخی وقعدت اکتب. ❶

میں اپنی اسی حالت میں خوب رویا کہ میں اپنے شہر سے بھی دور ہوں اور جس علم کو حاصل کرنے کے لئے آیا تھا وہ مقصد بھی فوت ہوگیا۔ روتے روتے میری آنکھ لگ گئی، تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے آواز دی یعقوب کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بینائی چلی گئی اس لئے مجھے افسوس ہے کہ جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ فوت ہوگیا، آپ نے فرمایا میرے قریب آؤ، میں آپ کے قریب ہوگیا، آپ نے اپنا دستِ مبارک پھیرا اور کچھ پڑھ کر دم کیا، اس کے بعد جب میں سو کر اٹھا تو میری بینائی موجود تھی، اب میں نے کتاب کو اٹھایا اور لکھنے بیٹھ گیا۔

حصولِ علم کے دوران پاؤں ناکارہ ہوگیا

علامہ جار اللہ زمخشری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۸ھ) کے متعلق علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) نقل کرتے ہیں کہ میں نے بعض مشائخ سے سنا کہ امام زمخشری رحمہ اللہ کا ایک پاؤں ناکارہ ہوگیا تھا، بیساکھی کے سہارے چلتے تھے:

وکان سبب سقوطها أنه کان فی بعض أسفاره ببلاد خوارزم أصابه ثلج کثیر وبرد شدید فی الطریق فسقطت منه رجله، وأنه کان بیده محضر فیه شهادة خلق کثیر ممن اطلعوا علی حقیقة ذلک خوفاً من أن یظن من لم یعلم صورة الحال أنها قطعت لریبة. ❷

ان کے پاؤں کے ناکارہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ خوارزم کے بعض شہروں کے مابین

❶تهذیب التهذیب: ترجمة: یعقوب بن سفیان بن جوان، ج ۱۱ ص ۳۸۵

❷وفیات الأعیان: ترجمة: الزمخشری صاحب الکشاف، ج۵ ص ۱۶۹

سفر کے دوران ان پر سخت برف باری ہوئی، سخت سردی کی لپیٹ میں آنے کی وجہ سے آپ کا پاؤں ناکارہ ہو گیا تھا، ان کے پاس ایک رجسٹر ہوا کرتا تھا جس میں بہت سارے لوگوں کی شہادتیں درج تھیں کہ ان کا پاؤں سردی کی وجہ سے ناکارہ ہونے کے سبب سے کاٹا گیا ہے، یہ رجسٹر اس لئے ساتھ لئے پھرتے تھے کہ جس کو صحیح صورت حال کا علم نہ ہو تو وہ شاید یہ نہ سمجھے کہ ان کی ٹانگ کسی مشکوک سرگرمی کی وجہ سے کاٹی گئی ہے۔

برف اور سردی کے اثرات بہت سے لوگوں پر ہوئے ہیں، اور ان کے اعضاء ناکارہ ہو جاتے ہیں، خصوصاً خوارزم کے شہروں میں کہ وہاں انتہائی سردی ہوتی ہے، اس لئے جس نے نہ دیکھا ہو تو وہ اس کو بعید از قیاس نہ سمجھے۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کا زمانہ طالب علمی میں محنت ومشقت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے اپنی کتاب "صید الخاطر" میں اپنے طلب علمی کے ابتدائی زمانہ کے متعلق فرمایا کہ میں طلب علم کی وجہ سے بہت شدائد میں مبتلا ہوا جو کہ میرے نزدیک زیادہ شیریں تھے بوجہ میری طلب اور میری امید کے۔

وَمَنْ تَكُنِ الْعُلْيَاءُ هِمَّةَ نَفْسِهِ فَكُلُّ الَّذِي يَلْقَاهُ فِيهَا مُحَبَّبُ

جس کی ہمت نفس بلند مرتبت کی طالب ہو تو اس کے لئے جس بوجھ سے واسطہ پڑے وہ اس کو محبوب ہوتا ہے۔

میں اپنے بچپن میں اپنے ساتھ خشک روٹی لیتا اور حدیث پڑھنے کے لئے چلا جاتا اور بغداد میں نہر عیسیٰ کے قریب بیٹھ جاتا کیونکہ بغیر پانی کے وہ روٹی مجھ سے نگلی نہ جاتی تھی، جب لقمہ لیتا تو اس پر پانی کا گھونٹ لیتا اور میری ہمت کی آنکھ کو تحصیل علم کی لذت کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا تھا، اس کا ثمرہ مجھ کو یہ ملا کہ میرا تعارف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی کثرتِ سماع، ان کے آداب اور صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کے حالات جاننے والے سے ہوا۔

اور یہ بھی فرمایا: میں نے ایک فن پر قناعت نہیں کی بلکہ میں حدیث اور فقہ کے سماع کے ساتھ زاہدوں کی مجلس میں بھی جاتا، پھر لغت پڑھی اور میں نے کسی روایت کرنے والے اور وعظ کہنے والے کی مجلس کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی کسی آنے والے اجنبی کی مجلس کو۔

ولقد كنت أدور على المشايخ لسماع الحديث، فينقطع نفسي في العدو لئلا أسبق، وكنت أصبح وليس لي مأكل، وأمسي وليس لي مأكل، ما أذلني الله لمخلوق قط، ولو شرحت أحوالي لطال الشرح. [1]

سماع حدیث کے لئے میں مشائخ کی مجالس کے چکر لگایا کرتا تھا، بھاگتے بھاگتے میرا سانس پھول جاتا تاکہ مجھ سے کوئی سبقت نہ لے جائے، اور میری صبح وشام اس حالت میں ہوتی کہ میرے پاس کھانے کو کچھ نہ ہوتا تھا، لیکن اللہ نے مجھ کو مخلوق کے سامنے کبھی ذلیل نہیں کیا، اگر میں تفصیل سے اپنے احوال لکھوں تو شرح بہت طویل ہو جائے گی۔

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کو مسلسل محنت ومشقت کے سبب حیرت انگیز حافظہ عطا ہوا

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۲ھ) ابتداء میں بہت کند ذہن تھے، قاضی عضد الدین کے حلقۂ درس میں آپ سے زیادہ غبی کوئی نہ تھا، مگر جد وجہد، سعی وکوشش اور مطالعۂ کتب میں سب سے آگے تھے، برابر لگے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص ان سے کہہ رہا ہے:

قم يا سعد الدين لنذهب إلى السير، فقال: ما للسير خلقت أنا، لا أفهم شيئا مع المطالعة فكيف إذا ذهبت.

سعد الدین! چلو سیر وتفریح کر آئیں، آپ نے جواب دیا کہ میں سیر وتفریح کے

[1] صيد الخاطر: فصل: تدبير اللطيف عبده الضعيف، ص ۵۰۴

لئے نہیں پیدا کیا گیا، میں انتہائی محنت اور مطالعہ کے باوجود کتابیں نہیں سمجھ پاتا، تفریح کروں گا تو کیا حال ہوگا؟ وہ شخص یہ سن کر چلا گیا، کچھ دیر کے بعد پھر آیا اور اسی طرح کہا آپ نے پھر انکار کیا، تیسری مرتبہ وہ پھر آیا اور کہا:

فقال له رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يدعوک فقام منزعجا ولم ينتعل بل خرج حافيا حتّى وصل به إلى مكان خارج البلد به شجيرات، فرأى النّبي صلّى الله عليه وسلّم في نفر من أصحابه تحت تلک الشجيرات فتبسم له، وقال: نرسل إليک المرّة بعد المرّة ولم تأت، فقال: يا رسول الله! ما علمت أنک المرسل.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلا رہے ہیں، اس مرتبہ آپ گھبرا کر اٹھے اور ننگے پاؤں چل پڑے، شہر کے باہر ایک جگہ چند چھوٹے چھوٹے درخت تھے، وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہیں، آپ کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم آمیز لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو بار بار بلایا تم نہیں آئے، آپ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ یاد فرما رہے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے اپنی غباوت کی شکایت کی، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِفْتَحْ فَمَکَ "منہ کھولو" آپ نے منہ کھولا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور دعا دے کر فرمایا کہ جاؤ۔ بیدار ہو کر جب آپ اپنے استاذ قاضی عضد الدین کی مجلس میں حاضر ہوئے اور درس شروع ہوا تو اثنائے درس میں آپ نے کئی اشکالات کئے، تو ساتھیوں نے خیال کیا کہ یہ سب بے معنی اشکالات ہیں مگر استاذ سمجھ گئے اور فرمایا "يَا سَعْدُ! إِلَيَّ فَإِنَّکَ الْيَوْمَ غَيْرُکَ فِيمَا مَضَى" اے سعد! ادھر آؤ آج تم وہ نہیں ہو جو اس سے پہلے تھے، تو آپ نے پورا واقعہ سنایا۔ (1)

(1) شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة إحدى وتسعين و سبعمائة، ج۸ ص۵۴۸، ۵۴۹

حضرت رائے پوری رحمہ اللہ کی زمانہ طالب علمی میں مشقتیں

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ نے حضرت رائے پوری کے بیان فرمودہ قصہ کو تحریر فرمایا ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں سردی کا ایک سال ایسا گزرا کہ سردی کے بچاؤ کا کوئی کپڑا، لحاف، بچھونا، کمبل، رضای وغیرہ کچھ نہ تھا، کسی سے اظہار کی غیرت نے اجازت نہ دی، مغرب کے بعد سے کتاب لے کر جس مسجد کے اندر قیام تھا، اس کے حمام کے سامنے بیٹھ جاتا، عشاء پڑھ کر وہیں بیٹھ جاتا، لوگ سمجھتے کہ بعض آدمیوں کو آگ سے سینکنے کا مرض ہوتا ہے، اس کو بھی اس کا شوق ہے، جب سب نمازی چلے جاتے تو مسجد کا کواڑ لگا کر مسجد کے کونے میں صف پر لیٹ کر اور صف کو ہاتھ سے پکڑ کر کروٹیں لیتا ہوا دوسرے کونے پر چلا جاتا، صف ساری مجھ پر لپٹ جاتی، وہی اوڑھنا اور بچھونا تھا، سر اور پاؤں کی طرف سے رات بھر خوب ہوا آتی، جب اخیر شب ہوتی تو اسی صف سے کروٹیں بدلتے بدلتے دوسری طرف آجاتا تو صف ساری بچھ جاتی۔ (۱)

اساتذہ ومشائخ کی تعظیم وادب

شیخین کا عمِ رسول کے ادب واحترام میں سواری سے اُتر جانا

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا اپنے اپنے زمانہ خلافت میں دستور تھا کہ جب یہ حضرات سواری پر سوار ہو کر کہیں جارہے ہوتے اور راستہ میں حضرت عباس رضی اللہ سے ملاقات ہوجاتی:

نزل عن دابته وقادها ومشى مع العباس حتى يبلغه منزله أو مجلسه. (۲)

تو یہ حضرات ان کے اکرام میں سواری سے نیچے اتر جاتے، اور سواری کی لگام پکڑ کر

---

(۱) آداب المتعلمین: ادب نہم، ص۸۸،۸۹

(۲) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: العباس بن عبد المطلب بن هاشم، ج۲۶ ص ۳۷۴

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیدل چلتے رہتے اور انہیں ان کے گھر یا ان کی بیٹھک تک پہنچا کر پھر ان سے جدا ہوتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا گھوڑے کی لگام پکڑ کر پیدل چلنا

امام شعبی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی، نماز سے فراغت کے بعد لوگوں نے سواری کے لئے خچر پیش کیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور خچر کی لگام ہاتھ میں لے کر چلنے لگے، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خل عنه يا ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال ابن عباس هكذا أمرنا أن نفعل بالعلماء والكبراء، فقبل زيد بن ثابت يده وقال هكذا أمرنا أن نفعل بأهل بيت نبينا صلى الله عليه وسلم. (1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی! آپ لگام چھوڑ دیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہی حکم ہوا ہے کہ اپنے بڑوں کی اور علماء کی تعظیم کریں، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ابن عباس کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ہمیں بھی اہلِ بیت کے ساتھ اسی طرح معاملہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں استاذ کا مقام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس قرآن کریم سیکھنے کے لئے جایا کرتے تھے، چنانچہ آپ ان کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے مگر دستک نہ دیتے، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ بات بڑی گراں معلوم ہوئی کہ نبی کے چچا زاد میرے دروازے پر اس طرح تکلیف اُٹھائیں، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ نے دروازہ کیوں نہ کھٹکھٹایا؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

---

(1) إحياء العلوم: كتاب العلم، الباب الخامس، ج ۱ ص ۵۰

عالم شخص اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہوتا ہے، اور نبی کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اگر یہ لوگ ذرا صبر سے کام لیتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس تشریف لے آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا'' اللہ تعالی بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

وقد رأيت هذه القصة صغيرا فعملت بموجبها مع مشايخي. (1)

یہ واقعہ میں نے بچپن میں دیکھا تھا بڑے ہو کے اس پر عمل کیا اور اپنے اساتذہ کے ساتھ یہی معاملہ کیا۔

ہمارے اسلاف اور اساتذہ کا ادب واحترام

طالب علم کے لئے استاذ کا ادب واحترام اور تعظیم نہایت ضروری ہے، اس کے بغیر علم کی دولت حاصل نہیں ہوسکتی۔

عادۃ اللہ ہمیشہ سے یہی جاری ہے کہ اساتذہ کا احترام نہ کرنے والا کبھی علم سے منتفع نہیں ہوسکتا، لہذا استاذ کا دل سے ادب واحترام کرے، اس کی تعظیم کرے، اس کا نام بھی احترام سے لے، اس کے ساتھ گفتگو میں اور دیگر تمام معاملات میں ادب سے پیش آئے۔

إِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ لَا يَنَالُ الْعِلْمَ وَلَا يَنْتَفِعُ بِهِ إِلَّا بِتَعْظِيمِ الْعِلْمِ وَأَهْلِهِ وَتَعْظِيمِ الْأُسْتَاذِ وَتَوْقِيرِهِ قِيلَ مَا وَصَلَ مَنْ وَصَلَ إِلَّا بِمُرَاعَاةِ الْحُرْمَةِ وَمَا سَقَطَ مَنْ سَقَطَ إِلَّا بِتَرْكِ الْحُرْمَةِ وَتَعْظِيمُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنَ الطَّاعَةِ أَلَا تَرَى أَنَّ الْإِنْسَانَ لَا يَكْفُرُ بِالْمَعْصِيَةِ وَإِنَّمَا يَكْفُرُ بِتَرْكِ الْحُرْمَةِ. (2)

---

(1) معانی: سورة الحجرات آیت نمبر ۵ کے تحت، ج۲۶ ص ۲۱۴

(2) متعلم: فصل فی تعظيم العلم وأهله، ص ۲۱

طالب علم علم سے منتفع ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ علم، علماء اور اساتذہ کا احترام نہ کرے، اس لئے کہا گیا ہے کہ جس شخص نے جو کچھ حاصل کیا وہ ادب واحترام کی بدولت کیا ہے اور جو گرا ہے وہ بے حرمتی کی وجہ سے گرا ہے، علم (اور اہلِ علم) کی تعظیم کرنا اطاعت سے بہتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آدمی گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا، اور (دین اور علماء کی) بے حرمتی کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔

طالب علم اپنے استاذ اور کسی عالم کے کلام سے اسی وقت نفع اندوز ہو سکتا ہے، جب اس میں تین خصلتیں ہوں:

۱......تواضع ۲......علم کی حرص ۳......اور استاذ کی تعظیم۔

تواضع سے علم کی راہ کھلے گی، حرص وطلب پر علم کا فیضان ہوگا اور استاذ کی تعظیم سے استاذ مہربان ہو جائے گا۔

۱......امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۵ھ) سوار ہو کر جا رہے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس ان کو دیکھ کر قریب ہو گئے اور گھوڑے کی رکاب تھام لی، تو حضرت زید بن ثابت نے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی! ایسا نہ کیجئے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هكذا أمرنا أن نفعل بعلمائنا، فقال له زيد: أرني يديک، فأخرج يديه فقبلهما، وقال: هكذا أمرنا أن نفعل بأهل بيت نبيّنا. [1]

ہمیں اپنے علماء کی اسی طرح تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت زید بن ثابت نے کہا مجھے اپنا ہاتھ دکھائیے، پھر ابن عباس کے ہاتھ کو پکڑ کر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ہمیں اپنے اہل بیت کے ساتھ اسی طرح محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۲......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۵ھ) فرماتے ہیں:

[1] تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله بن عباس بن عبد المطلب، ج۷۳ ص ۱۹۰

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُنِي بِالْحَدِيثِ، فَلَوْ يَأْذَنُ لِي أُقَبِّلُ رَأْسَهُ لَقَبَّلْتُ. ❶

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مجھے حدیثیں سناتے تھے اگر اجازت دیتے کہ اٹھ کر پیشانی چوم لوں تو میں ضرور چوم لیتا۔

۳......امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) اپنے استاذ امام حماد رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰ھ) کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں اپنے والدین سے پہلے ان کے لئے دعائے رحمت کرتا ہوں:

قَالَ لِيْ أَبُو حنيفَة إِنِّي لأدعو الله لحماد فأبدأ به قبل أَبوى. ❷

۴......امام یحیی بن سعید قطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

ما صليت صلاة منذ أربعين سنة إلا وأنا أدعو فيها للشافعي لما فتح الله عز وجل عليه من العلم ووفقه. ❸

میرا چالیس سال سے یہ معمول ہے کہ ہر نماز کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ کے لئے دعا کرتا ہوں، ان کی بدولت اللہ تعالی نے مجھ پر علم اور فقہ کے دروازے کھولے۔

۵......امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کے حلقۂ درس میں نہایت سکون ووقار رہتا تھا، طلبہ مؤدب اور خاموش بیٹھتے تھے، ادب وعظمت کی وجہ سے پوری مجلس پر ایک مقدس سکوت طاری رہتا تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) اپنے استاذ امام مالک رحمہ اللہ کی ہیبت کی وجہ سے اُن کے سامنے صفحہ آہستہ سے پلٹتے تھے تاکہ انہیں آواز نہ سنائی دے:

كنت أصفح الورقة بين يدى مالك رحمه الله صفحًا رفيقًا هيبة له لئلا يسمع وقعها.

❶ الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع: تقبيل يد المحدث ورأسه، ص ۱۹۰، رقم: ۳۱۶ ❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ابتداء نظر أبي حنيفة فی الفقه والسبب فيه، ص ۲۱ ❸ إحياء علوم الدين: الباب الثانی، ج ۱ ص ۲۷

٦......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے میرا مسلسل یہ معمول ہے کہ ہر نماز کے بعد میں اپنے استاذ امام شافعی کے لئے دُعا کرتا ہوں:

وَكَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يَدْعُو لَهُ فِي صَلَاتِهِ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ سَنَةً. ❶

امام احمد کے ایک صاحبزادے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ شافعی کون شخص ہیں؟ جن کے لئے آپ اتنی کثرت سے دعا کرتے ہیں، والد نے فرمایا:

كان الشافعي فإني سمعتك تكثر الدعاء له فقال لي يا بني كان الشافعي كالشمس للدنيا و كالعافية للناس فانظر هل لهذين أو منهما عوض. ❷

اے بیٹے! شافعی اپنے علوم وفنون میں دنیا کے لئے مثل آفتاب کے ہیں اور لوگوں کے لئے مثل عافیت کے ہیں، کیا ان دونوں کا کوئی بدل وعوض ہوسکتا ہے؟

۷......امام ربیع رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی ہیبت کی وجہ سے جب وہ مجھے دیکھ رہے ہوں تو میں پانی پینے کی جرأت نہیں کرتا تھا:

والله ما اجترأت أن أشرب الماء والشافعي ينظر إليَّ هيبة له. ❸

۸......علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کو ایک موقع پر خنزیر کے بارے میں تحقیق کی ضرورت پیش آئی، فقہی مسئلہ میں کسی جگہ خنزیر کا ذکر آیا تھا، تو لوگوں نے کہا یہ تو بھنگیوں سے معلوم ہوسکتا ہے، وہی لوگ خنزیر پالتے ہیں، تو حضرت کے گھر میں جو بھنگی آتا تھا اس سے پوچھا کہ بھئی! خنزیر کے بارے میں اس بات میں تمہاری کیا تحقیق ہے؟ اس نے اصلیت

❶البداية والنهاية: ترجمة: محمد بن إدريس الشافعي، ج ١٠ ص ٢٧٦

❷تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان، ج ٥١ ص ٣٤٨

❸منطلقات طالب العلم: آداب طالب العلم، التواضع للعلم والعلماء، ص ٢٧٤

بتلائی کہ یہ صورت ہوتی ہے، اس دن کے بعد سے جب وہ بھنگی آتا تو اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے اور فرماتے اس کے ذریعہ مجھے ایک علم حاصل ہوا ہے۔ ❶

اساتذہ کی خدمت کے برکات وثمرات

کہنے والے نے صحیح کہا ہے "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد" جو خادم بن کر زندگی گزارتا ہے وہ مستقبل میں مخدوم بنتا ہے، بزرگوں کے سینکڑوں واقعات ہیں کہ انہوں نے اپنے اساتذہ اور علماء دین کی تن دہی کے ساتھ خدمت کی تو اللہ تعالی نے ان کو کیسا زبردست مقام عطا فرمایا، ان کی زندگی میں بلندی کے منجملہ اسباب کے خدمت کا وصف نمایاں تھا جس کی برکت سے اللہ تعالی نے ان حضرات کو دنیا کا مخدوم بنا دیا۔

قاضی فخر الدین ارسابندی مصر میں رئیس الائمہ تھے، بادشاہ وقت بھی ان کا احترام کرتا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ منصب صرف استاذ کی خدمت سے پایا ہے، علاوہ اور خدمت کے تیس سال تک برابر میں اپنے استاذ قاضی ابوزید دبوسی کا کھانا پکایا کرتا تھا اور بخیال ادب کبھی اس میں سے نہیں کھایا۔

علامہ ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ کو بھی اپنے استاذ کی خدمت کا بے پناہ شوق تھا، چنانچہ روزانہ اپنے استاذ حضرت شیخ الہند کی خدمت میں حاضر ہو کر سر کی مالش کیا کرتے تھے اور گھر سے درس گاہ تک اپنے استاذ کے ساتھ آیا کرتے تھے، حضرت الاستاذ بھی آپ پر خصوصی نظر رکھتے تھے۔

حضرت اقدس مولانا قاری صدیق صاحب باندوی نے حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری کے واسطے سے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بنگالی طالب علم ڈابھیل میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ (علامہ انور شاہ کشمیری) کی خدمت کیا کرتا تھا، ذہن سے بہت کمزور تھا، محنت بھی زیادہ نہ کی تھی، سب طلبہ میں کمزور رہتا تھا، لیکن اللہ پاک نے اس سے دین کی

❶ خطبات حکیم الاسلام: ج۵ ص۱۶۶

بڑی خدمت لی، اس وقت وہ اپنے علاقہ کے شیخ الاسلام ہیں، سفرحج میں ان سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ یہ سب شاہ صاحب کی خدمت کا ثمرہ ہے۔

ایک صاحب نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تصانیف کا جو سینکڑوں ہیں، ذکر کر کے عرض کیا آپ نے اتنی تصانیف فرمائی ہیں تو ہزاروں کتابیں دیکھی ہوں گی، حضرت نے فرمایا چند کتابیں دیکھی ہیں جن کے نام یہ ہیں:

۱...... حاجی امداداللہ ۲...... حضرت مولانا یعقوب صاحب ۳...... حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی وغیرہم۔

ان کتابوں نے مجھے دوسری سب کتابوں سے بے نیاز کر دیا، مطلب یہ کہ یہ سب کچھ انہی اساتذہ کی تعظیم واعتقاد اور خدمت سے پایا ہے۔ (۱)

امام حماد رحمہ اللہ کا اپنے استاذ کی خدمت

حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۷ھ) اپنے شیخ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۶ھ) کی خدمت میں برابر رہتے، علم وفقہ بھی حاصل کرتے اور گھر کی خدمات بھی انجام دیتے، امام ابوالشیخ اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۶ھ) نے ''طبقات المحدثین'' میں سند کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے ایک دن امام حماد رحمہ اللہ کو ایک درہم کا گوشت خریدنے کے لئے ٹوکری دے کر بھیجا، امام حماد رحمہ اللہ کے والد ایک سواری پر آ رہے تھے، راستہ میں ملاقات ہوئی، امام حماد رحمہ اللہ کی ہاتھ میں ٹوکری دیکھ کر ڈانٹا اور ہاتھ سے ٹوکری لے کر پھینک دی، پس جب حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو اصحاب حدیث اور خراسانی لوگ آ کر امام حماد رحمہ اللہ کے والد مسلم بن یزید رحمہ اللہ کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے، رات کا وقت تھا، امام حماد رحمہ اللہ کے والد روشنی لے کر نکلے تو لوگوں نے کہا ہمیں آپ کی تلاش نہیں، ہم کو تو آپ کے بیٹے حماد رحمہ اللہ سے کام ہے، تو وہ اندر

(۱) مجالسِ حکیم الامت: حکیم الامت کی کتب بینی، ص ۹۵

گئے اور کہا:

يَا بُنَيَّ قُمْ إِلَى هَؤُلَاءِ فَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ الزِّنْبِيلَ أَدَّى بِكَ إِلَى هَؤُلَاءِ. ❶

بیٹا اٹھو! ان کے پاس جاؤ، اب میں سمجھا کہ ٹوکری نے تمہیں اس درجہ پر پہنچایا۔

اساتذہ کرام کی تعظیم اور ادب سے متعلق اکابرین کے اقوال

ا...... امام طاؤس رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُوَقَّرَ أَرْبَعَةٌ: الْعَالِمُ، وَذُو الشَّيْبَةِ، وَالسُّلْطَانُ، وَالْوَالِدُ. ❷

"بوڑھے مسلمان اور عالم اور بادشاہ عادل اور باپ کی توقیر و تعظیم سنت سے ثابت ہے" اپنے اساتذہ اور مشائخ اور علماء کا ہمیشہ ادب اور احترام کریں، ان کی خدمت کریں ان کے ساتھ آمرانہ برتاؤ نہ کریں بلکہ نیازمندانہ متواضع بن کر رہیں، جو طالب علم اپنے استاذ کی عظمت و بزرگی کا خیال نہیں رکھتا وہ ہمیشہ بے فیض رہتا ہے، جس شخص سے ایک نکتہ بھی سیکھو اس کی دل سے عزت کیا کرو، اساتذہ اور علماء کی خدمت کرنے سے علم بڑھتا ہے اور اس میں خیر و برکت ہوتی ہے۔

۲...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوا لَهُ السَّكِينَةَ وَالْوَقَارَ وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَتَعَلَّمُونَ مِنْهُ. ❸

❶ طبقات المحدثين: الطبقة الثانية، ترجمة: أبو إسماعيل حماد بن أبي سليمان، ج ۱ ص ۳۳۰ ❷ شعب الإيمان: بر الوالدين، فصل في عقوق الوالدين وما جاء فيه، ج ۱۰ ص ۲۹۱، رقم الحديث: ۷۵۰۹ ❸ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في آداب العالم والمتعلم، ص ۵۰۱، رقم الحديث: ۸۰۳

علم حاصل کرو اور علم کے لئے متانت اور وقار پیدا کرو اور جس سے علم حاصل کرو اس کے سامنے عاجزی اور تواضع اختیار کرو۔

۳...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بہت مشہور قول ہے:

أَنَا عَبْدُ مَنْ عَلَّمَنِي حَرْفًا إِنْ شَاءَ بَاعَ وَإِنْ شَاءَ اِسْتَرَقَّ.

جس شخص نے مجھے ایک حرف بھی سکھا دیا میں اس کا غلام ہوں، وہ اگر چاہے تو مجھے فروخت کردے یا غلام رکھے۔

۴...... اساتذہ عالم ہیں اور بڑے ہیں ان کا ادب اس لئے بھی ضروری ہے کہ وارثانِ رسول ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾ ﴿وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ ﴿وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتّٰى يَسْتَأْذِنُوهُ﴾ [1]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش قدمی نہ کرو، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زور سے چلا چلا کر باتیں نہ کرو، اور رسول کو اس طرح نہ پکارو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو (بلکہ ادب سے بات کرو) اور آپ کے پاس مجمع میں بیٹھے ہوئے ہوں تو بغیر اجازت کے وہاں سے نہ اٹھو۔

۸...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے ادب سیکھو پھر علم سیکھو۔

۹...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر شے کی قیمت ہوتی ہے، انسان کی قیمت اس کا علم وادب ہے۔

۱۰...... فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے فرمایا: اسلام کے پانچ قلعے ہیں: یقین،

[1] تحفۃ الطلباء والعلماء: ص ۳۰۸ تا ۳۱۰

اخلاص، فرائض، تکمیل سنن اور حفظِ آداب، جب تک آدمی آداب کی حفاظت ونگرانی کرتا رہتا ہے شیطان اس سے مایوس رہتا ہے اور جب یہ آداب چھوڑنے لگتا ہے تو شیطان سنتیں چھڑوانے کی فکر میں لگ جاتا ہے حتیٰ کہ پھر فرائض، اخلاص اور یقین چھوڑنے تک نوبت جا پہنچتی ہے۔

۱۱...... حضرت ابوعبداللہ بلخی رحمہ اللہ نے فرمایا: آداب کا حاصل کرنا علم کے حصول سے زیادہ اہم ہے۔

۱۲...... حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے فرمایا: بے ادب پر خالق ومخلوق دونوں کی ناراضگی اور غصہ ہوتا ہے۔

۱۳...... حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ نے فرمایا: تارکِ ادب اخلاقِ محمدی سے بہت دور ہوتا ہے۔

۱۴...... حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں بیس سال تک امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں رہا، ان میں سے اٹھارہ سال ادب اور اخلاق کی تعلیم میں خرچ ہوئے اور دو سال علم کی تحصیل میں۔

۱۵...... حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: علمی تحقیقات سے زیادہ ضرورت ادب کی ہے، بلکہ بزرگان سلف کا ادب کرنے سے حق تعالیٰ تحقیق کی شان بھی عطا فرمادیتے ہیں، بزرگان سلف کا ادب چھوڑ کو جو تحقیق کی جائے اس میں لغزش اور غلط فہمی کا بڑا خطرہ ہے۔

۱۶...... حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ادب کی وجہ سے اپنے استاذ کا نام نہ لیتے تھے ان کا ذکر ان کی کنیت کے ساتھ کرتے تھے۔

ایک مرتبہ امام احمد رحمہ اللہ کسی مرض کی وجہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، اثنائے گفتگو میں حضرت ابراہیم بن طہمان رحمہ اللہ کا ذکر نکل آیا، ان کا نام سنتے ہی امام صاحب

رحمہ اللہ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: یہ نازیبا بات ہوگی کہ بڑوں کا نام لیا جائے اور ہم ٹیک لگا کر بیٹھے رہیں۔

۱۷...... حضرت امام بخاری رحمہ سے ایک بار کسی نے پوچھا کہ دل میں کوئی خواہش ہے؟ فرمایا: خواہش یہ ہے کہ میرے استاذ حضرت علی بن مدینی رحمہ اللہ حیات ہوتے اور میں جا کر ان کی صحبت اختیار کرتا۔

۱۸...... حضرت امام ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے اپنے استاذ امام شافعی رحمہ اللہ کے سامنے کبھی پانی پینے کی جرأت نہ ہوئی۔

۱۹...... حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے استاذ امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے ورق بھی آہستہ الٹتا تھا کہ اس کی آواز ان کو سنائی نہ دے۔

۲۰...... حضرت ابن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے استاذ امام مالک رحمہ اللہ کے ادب سے جو کچھ ملا علم سے اتنا نہیں ملا۔

۲۱...... حضرت شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس سے ایک بھی حدیث میں نے سنی میں اس کا غلام ہوں۔

۲۲...... حضرت امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب سے حضرت امام حماد رحمہ اللہ (جو امام اعظم کے استاذ تھے) کا انتقال ہوا ہے، میں ہر نماز کے بعد ان کے لئے استغفار کرتا ہوں اور اپنے والد محترم کے لئے بھی، اور میں نے کبھی بھی اپنے استاذِ محترم کے گھر کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے اگر چہ میرے اور ان کے گھر کے درمیان کئی گلیوں کا فاصلہ ہے۔

اساتذہ کرام کے سترہ اہم حقوق

معلم اور استاذ کے حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں جو طلبہ کے ذمے ہیں جب تک طلبہ استاذ کے یہ حقوق ادا نہیں کریں گے تب تک کما حقہ استفادہ بھی نہیں کر پائیں گے اس لئے ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، ایک عرب شاعر نے کیا خوب کہا:

رَأَيْتُ أَحَقَّ الْحَقِّ حَقَّ الْمُعَلِّمِ وَأَوْجَبَهُ حِفْظًا عَلَى كُلِّ مُسْلِمِ
لَقَدْ حَقَّ أَنْ يُهْدَى إِلَيْهِ كَرَامَةً لِتَعْلِيمِ حَرْفٍ وَاحِدٍ أَلْفُ دِرْهَمِ

سب سے زیادہ واجب الاداء اور ضروری حق استاذ کا ہے، استاذ کا یہ بھی حق بنتا ہے کہ ایک حرف سکھانے پر ایک ہزار درہم بطور ہدیہ دیئے جائیں۔

۱...... چونکہ اللہ تعالی نے بہترین استاذ مہیا کر کے بڑا احسان کیا ہے اس لئے اللہ کا شکرادا کرنا ضروری ہے تا کہ آیت ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾(إبراهيم: ۷) ''یعنی کہ اگرتم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا'' کے بمصداق مزید نعمتیں ملیں، اور استاذ محسن اور روحانی والد ہوتا ہے، اس لئے استاذ کا شکرادا کرنا بھی ضروری ہے۔

۲...... طلبہ کو چاہئے کہ محنت ومشقت اٹھا کر سفر کر کے خود استاذ کی خدمت میں حاضر ہوں اور استفادہ کریں، جیسا کہ اللہ تعالی نے بغرض تعلیم واستفادہ حضرت موسی علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا حکم فرمایا جس کا مفصل تذکرہ سورۂ کہف میں ہے۔

۳...... ہر ممکنہ کوشش رہے کہ تمام شرعی امور میں اساتذہ کی پیروی کریں، جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا﴿هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ کیا میں آپ کی پیروی کرسکتا ہوں اس طور پر کہ جو علم مفید آپ کو منجانب اللہ سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں، حالانکہ حضرت موسی علیہ السلام مقام ومرتبہ کے اعتبار سے حضرت خضر علیہ السلام سے بڑے تھے، اس کے باوجود حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی پیروی کی اوران سے تعلیم حاصل کی۔

۴...... اگر استاذ وقتی طور پر سوال سے منع کریں تو بلا اجازت استاذ سے سوال کرنا خلاف اصول ہے جس سے پرہیز ضروری ہے، چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسی علیہ السلام سے فرمایا:﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ یعنی اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو اتنا خیال رہے کہ مجھ سے کسی بات کی

نسبت سوال نہ کریں یہاں تک کہ از خود میں اس کا تذکرہ نہ کروں۔

۵......اگر طالب علم یہ سمجھے کہ اس استاذ کے ساتھ رہنا اور ان سے استفادہ کرنا میرے لئے مشکل ہے تو اس صورت میں طالب علم کو چاہئے کہ نباہ کی آخری کوشش کر کے علیحدگی اختیار کرے۔ اسی طرح اگر استاذ کی طبیعت میں نشاط نہ ہو یا وہ کسی وجہ سے تدریس کے لئے آمادہ نہ ہو تو ان پر دباؤ ڈالنے کے بجائے علیحدہ ہو جائے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ کے ساتھ علیحدگی کا اعلان کر دیا ﴿إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي﴾ (الکہف: ۷۶) یعنی اگر اس مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق کچھ پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھئے۔

۶......طالب علم استاذ سے جب گفتگو کریں تو ادب کا مکمل لحاظ رکھیں، اور کوئی ایسا جملہ استعمال نہ کریں جو دو معنوں (غلط اور صحیح) کا متحمل ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت دی ﴿لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا﴾ (بقرہ: ۱۰۴) اے ایمان والو! تم نہ کہو "رَاعِنَا" اور کہو "انْظُرْنَا" "رَاعِنَا" بمعنی متوجہ ہونا اور رعایت کرنا اور "رَاعِيْنَا" بمعنی چرواہا اس میں بے ادبی تھی، اس لئے ذو معنی لفظ کہنے سے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو منع فرمایا۔ مشہور مقولہ ہے "با ادب با نصیب" اور "بے ادب بے نصیب" حضرت لقمان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "بے ادبوں سے ادب سیکھو" یعنی جو حرکت بے ادب کرتا ہے تم وہ حرکت نہ کرو۔

کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا:

لَيْسَ الْجَمَالُ بِأَثْوَابٍ تُزَيِّنُهَا   إِنَّ الْجَمَالَ جَمَالُ الْعِلْمِ وَالْأَدَبِ

لَيْسَ الْيَتِيْمُ الَّذِيْ قَدْ مَاتَ وَالِدُهُ   إِنَّ الْيَتِيْمَ يَتِيْمُ الْحَسَبِ وَالنَّسَبِ

ترجمہ: خوبصورت کپڑوں میں ملبوس ہونے کا نام حسن و جمال نہیں ہے بلکہ علم و عرفان اور اخلاق و ادب کے ساتھ آراستہ ہونے کا نام حسن و جمال ہے، جس کا باپ مر گیا

ہے وہ یتیم نہیں ہے بلکہ حقیقی یتیم تو وہ ہے جو حسب ونسب اور خاندانی شرافت سے محروم ہے۔

۷...... جب طالب علم استاذ کی مجلس یا درس میں ہوں تو بلا اجازت درس یا مجلس سے اٹھ کر نہ جائیں جیسا کہ اللہ تعالی نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب بنا کر فرمایا ﴿وَاِذَا كَانُوْا عَلَى مَعَهُ عَلَى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتَّى يَسْتَاْذِنُوْهُ ﴾(نور:۶۲) یعنی جب ایمان والے آپ کے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں ہوں تو وہ نہیں جاتے جب تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لیں۔

۸...... چونکہ استاذ روحانی باپ اور محسن ہوتے ہیں اس لئے طلبہ کو چاہئے کہ وقتاً فوقتاً استاذ کی ہر ممکنہ خدمت کریں اور اسے قابل فخر سمجھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’مَنْ صَنَعَ اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ ‘‘یعنی جو شخص تمہارے ساتھ کسی بھی اعتبار سے بھلائی کرے تو تم بھی اس کا بدلہ بھلائی کی صورت میں دو۔ [1]

اگر استاذ کی خدمت کسی بھی اعتبار سے مشکل ہو تو طلبہ کو چاہئے کہ استاذ کے لئے دعائے خیر کرتے رہیں۔ چنانچہ مذکورہ روایت میں ہے ’’فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَا تُكَافِئُوْهُ فَادْعُوْا لَهُ ‘‘یعنی اگر تم محسن کو بدلہ نہ دے سکو تو ان کے لئے دعائیں کرو۔

۹...... بعض طلبہ استاذ کی صلاحیت کا اندازہ لگانے یا اپنی صلاحیت بتانے یا انہیں پریشانی میں مبتلا کرنے کے لئے سوال کرتے ہیں اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

۱۰...... اگر استاذ کسی بات پر شاگرد سے ناراضگی کا اظہار کرے تو طالب علم کو چاہئے کہ غلطی کا اقرار کر کے استاذ سے معافی طلب کرے۔

۱۱...... جو طالبِ علم جتنا زیادہ استاذ کی معیت اور صحبت میں رہے گا اُسے اتنا فائدہ ہوگا، اس لئے رُواتِ حدیث میں بھی اس راوی کو ترجیح دی جاتی ہے جو کثیر الملازمۃ بالشیخ ہو۔

[1] سنن أبي داود: كتاب الزكاة، باب عطية من سأل اللّٰه، ج ٢ ص ١٢٨، رقم الحديث: ١٦٧٢

۱۲......استاذ جب درس شروع کرے تو پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ درس سُنیں اور اُسے دل و دماغ اور قرطاس پر محفوظ کریں۔

۱۳......طلبہ کو چاہئے کہ ہمہ وقت اُستاد کا ادب واحترام کریں اور تواضع وعاجزی کے ساتھ پیش آئیں۔

۱۴......اگر طلبہ کو کسی مسئلہ میں استاذ سے اختلاف ہو جائے یا شاگرد قوتِ دلائل کے تحت اپنے موقف کو راجح اور استاذ کے موقف کو مرجوح خیال کرے تو بھی استاذ کا ادب واحترام ضروری ہے۔

۱۵......تکرار اسباق، طریقۂ کتب بینی اور مقدار تدریس میں استاذ کی رائے کو ترجیح حاصل ہوگی، قرآن کریم میں ہے ﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزمر:۹) بھلا علم والے اور بغیر علم والے برابر ہو سکتے ہیں؟ علم والے تو اساتذہ ہیں اس لئے طلبہ ان کی رائے کو مقدم رکھیں۔

۱۶......استاذ کی ناراضگی سے بچنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ کفرانِ نعمت میں داخل ہونے کی وجہ سے حرمانِ علم کا سبب بنتا ہے، قرآن کریم میں ہے ﴿وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ (ابراہیم:۷) اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب البتہ سخت ہے۔

۱۷......طلبہ کو چاہئے کہ اپنے استاذ کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے والد محترم کے حقوق کا پاس بھی کریں، البتہ اگر دونوں میں تعارض ہو تو والد محترم کے حقوق کو مقدم سمجھا جائے گا کیونکہ والد کے حقوق منصوص اور استاذ کے حقوق مستنبط من النصوص ہیں، اس لئے استاذ کو مجازی اور روحانی والد کہا جاتا ہے نہ کہ حقیقی۔

اساتذہ کرام کے چوراسی متفرق آداب

۱......آج کل استاذوں کا ادب واحترام بالکل جاتا رہا تو ویسی ہی علم میں خیر وبرکت رہ گئی، عادت اللہ یہ ہے کہ اگر استاذ خوش اور راضی نہ ہو تو علم نہیں آسکتا، اگر ادب

ہے بھی تو محض رسمی اور ظاہری ادب ہے، باقی حقیقی ادب کا نام ونشان نہیں، اور یہ بھی یاد رکھیں کہ تعظیم کا نام ادب نہیں ہے بلکہ ادب نام ہے راحت رسانی کا۔

۲...... ہمارے زمانے میں طلباء کو اپنے اساتذہ سے خاص عقیدت ومحبت ہوتی تھی (اس لئے) طلباء پر اپنے اساتذہ کے سوا کسی کا رنگ واثر نہ جمتا تھا، اساتذہ کو ان پر خاص شفقت ہوتی تھی، اب طلباء واساتذہ میں وہ تعلق قائم نہ رہا، اس لئے علمی ذوق اور علمی رنگ بھی ان میں پیدا نہیں ہوتا اور کسی رنگ میں بھی پختہ نہیں ہوتے، علمی استعداد اور عملی تربیت سب ہی کمزور ہوگئیں۔

۳...... مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا ارشاد ہے: عادۃ اللہ جاری ہے کہ اساتذہ کی بے ادبی سے علم نہیں حاصل ہوتا۔

۴...... مجھ کو (حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کو) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اساتذہ اور بزرگوں کے ساتھ ادب ومحبت کا تعلق رکھنے کی بدولت عطا فرمایا ہے۔

۵...... حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا: جس طالب علم نے محض محنت ہی کی ہو مگر اساتذہ کو راضی نہ رکھا ہو، تجربہ کرلیا جائے کہ اس کو حقیقی علم ہرگز حاصل نہ ہوگا (نیز ارشاد فرمایا) فہم سلیم اور تفقہ فی الدین اس کو حاصل ہوتا ہے جس نے توجہ سے پڑھا ہو اور اساتذہ کو راضی رکھا ہو۔

۶...... استاذ کے روبرو بہت نہ ہنسے، نہ بہت باتیں کرے، نہ اِدھر اُدھر دیکھے، نہ کسی اور کی طرف متوجہ ہو، بالکل استاذ کی طرف متوجہ رہے۔

۷...... جو بات سمجھ میں نہ آئے اپنا قصور فہم سمجھے، استاذ سے بدگمان نہ ہو۔

۸...... اپنی غلطی کا اعتراف کرلے تاویل نہ کرے، چونکہ غلطی کی تاویلات کا منشأ ومبنیٰ تکبر ہے۔

۹...... اپنے ہاتھ سے استاذ کی کوئی چیز خراب یا ضائع ہوجائے یا اور کوئی نقصان ہو

جائے تو اس کو خوبصورتی وادب کے ساتھ عرض کردے کہ مجھ سے ایسا ہو گیا، اس کا چھپانا تکلیف پہنچانا ہے اور یہ خلوص کے خلاف ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع کے خلاف ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھئے اگر ان سے غلطی ہوتی تو عرض کردیتے، اور بھی بہت سے حقوق وآداب ہیں، مگر ذہین آدمی کے لئے اسی قدر لکھنا کافی ہے وہ اسی سے اور حقوق بھی سمجھ سکتا ہے۔ (۱)

۱۱...... استاذ کے آگے نہ چلے۔

۱۲...... اس کی جگہ نہ بیٹھے۔

۱۳...... اس کے سامنے بلند آواز سے نہ بولے۔

۱۴...... اس کی منشأ معلوم کرنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا رہے اور اس کے مطابق کرے، حاصل یہ کہ استاذ کی مزاج شناسی کا لحاظ ضروری ہے، اگر استاذ کی طبیعت کسی وقت کسی سبب سے مکدر ہو تو اس وقت اس سے کوئی بات نہ پوچھے، کسی اور وقت دریافت کرلے۔

۱۵...... استاذ کو دستک دے کر دروازہ کھٹکھٹا کر نہ بلائے بلکہ اس کے خود نکل آنے کا انتظار کرے۔

۱۶...... استاذ کے پاس نہایت ادب سے بیٹھے جس سے تواضع اور خضوع وسکون مترشح ہوتا ہو اور ہمہ تن اس کی طرف متوجہ رہے کسی ساتھی کی طرف نہ دیکھے، نہ اشارہ کرے، نہ مسکرائے، بغیر مجبوری کے دائیں بائیں اوپر نیچے نہ دیکھے، کوئی شور سن کر مضطرب نہ ہو اور ادھر متوجہ نہ ہو۔

۱۷...... استاذ کے پاس بیٹھا ہو آستین نہ چڑھائے۔

۱۸...... ہاتھ، پیر، دامن، گھڑی، بٹن سے نہ کھیلے، ڈاڑھی اور منہ پر ہاتھ نہ رکھے۔

۱۹...... انگلیاں نہ چٹخائے، ناک، کان اور دانت نہ کریدے۔

---

(۱) آداب المعاشرت: ادب واحترام، ص۳۲۴ تا ۳۲۹

۲۰......زمین پر ہاتھ نہ رکھے نہ اس پر لکیر بنائے۔

۲۱......کاغذ و قلم وغیرہ سے فضول کوئی حرکت نہ کرے۔

۲۲...... پیچھے کو جھکا ہوا نہ رہے استاذ کی طرف پیٹھ یا پہلو نہ کرے۔

۲۳......کسی چیز سے ٹیک نہ لگائے، تپائی وغیرہ کسی چیز پر ہاتھ ٹیک کر نہ بیٹھے، ہاتھ پر ٹیک لگا کر نہ بیٹھے۔

۲۴......زیادہ بات نہ کرے۔

۲۵......بغیر مجبوری کے نہ کھنکارے، نہ تھوکے، نہ بلغم نکالے۔

۲۶...... چھینک آئے تو رومال منہ پر رکھے، جمائی آئے تو بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانپ لے۔

۲۷......استاذ کے سامنے پان تمباکو وغیرہ کھا کر نہ آئے۔

۲۸......درس میں ان آداب کا اور زیادہ خیال رکھے حتی کہ کتاب کا ورق بھی زور سے نہ کھولے، نہ کتاب کو تپائی پر زور سے رکھے، نہ زور سے کتاب بند کرے اور نہ تپائی کھینچے۔

۲۹......جس استاذ سے پڑھے اس سے محبت واطاعت وادب کا بہت لحاظ رکھے، اس کے سامنے اپنے کو مٹا دے یعنی اپنی شان وغیرہ بالائے طاق رکھ دے اور ادب واطاعت وخدمت کو اپنا شعار بنالے۔

۳۰......استاذ کے ساتھ حسن ظن رکھے۔

۳۱......استاذ کی روک ٹوک کو برا نہ سمجھے اور نہ چہرے پر شکن ڈالے نہ ملال ورنج ظاہر کرے اور غصہ وناراضگی کا تو کوئی حق ہی نہیں پہنچتا، غرض کوئی بھی بات خلافِ مزاج پیش آنے پر اپنی طبیعت کو قابو میں رکھے۔

۳۲......اپنا دل بھی صاف رکھے، یہ خیال کرے کہ ان سے علمی ودینی نفع حاصل ہے اس لئے ظاہر سے بھی کوئی بات خلاف ادب واحترام ظاہر نہ ہونے دے کہ اس سے استاذ کے

دل میں تکدر وانقباض پیدا ہو جائے گا اور نفع کا دروازہ بند ہو جائے گا، کیونکہ نفع کا مدار انشراحِ قلب اور باہم مناسبت کا ہونا ہے اور صورت مذکورہ میں دونوں ختم ہو جاتے ہیں۔

۳۳...... استاذ کے ساتھ حسن ظن ضروری ہے چونکہ بدگمانی سے دنیا میں فیوض وبرکات سے محرومی اور آخرت میں بدگمانی کے وبال میں گرفتار ہونا ہے۔

۳۴...... اگر خدانخواستہ استاذ کی شان میں کوئی بے ادبی، گستاخی، نافرمانی، ایذاء رسانی ہو جائے تو فوراً نہایت عاجزی سے معافی مانگ لے اور الفاظِ معافی کا انداز بھی طلب معافی ہی کا ہو یعنی اعضاء سے بھی عاجزی، انکساری، ندامت ہی ٹپکے، اگر دل میں ندامت ہوگی تو لامحالہ اعضاء سے ٹپکے گی۔

۳۵...... استاذ کوئی بات بتلائے تو اس کے مقابلے میں دوسرے کی بات بطور تردید نہ کہے کہ فلاں یہ کہتے ہیں اس میں اعتقاد واعتماد کی کمزوری ہے۔

۳۶...... استاذ کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی اس کی غیبت کرے تو تم اس کی تردید کرو اور استاذ کی حمایت کرو، اگر وہ نہ مانیں تو مجلس سے اُٹھ جاؤ۔

۳۷...... خط وکتابت اور کبھی کبھی ہدیہ تحائف کے ذریعہ استاذ کے دل کو خوش رکھے۔

۳۸...... استاذ کی خدمت میں حاضری کے وقت اس کا لحاظ رکھے کہ صفائی ستھرائی کے ساتھ مسواک کر کے حاضر ہو۔

۳۹...... استاذ کے قابلِ اعتراض اقوال اور اعمال کی تاویل کر لیا کرے۔

۴۰...... فارغ ہونے کے بعد کبھی کبھی اس کی زیارت کرے موقع نکال کر اگر استاذ زندہ ہو، اور وفات کی صورت میں استاذ کے لئے دعا کرے۔

۴۱...... اگر استاذ کسی اعتبار سے شاگرد سے کم رتبہ ہو تب بھی اس کی اتباع کرے۔

۴۲...... استاذ کی غیر موجودگی میں یعنی پس پشت بھی مذکورہ بالا حقوق کا لحاظ رکھے۔

۴۳...... جس بات کو استاذ پوچھنے کو منع کرے نہ پوچھے۔

۴۴......عمومی مجلس میں عام سلام کرنے کے بعد استاذ سے خاص طور پر سلام کرے۔

۴۵......اگر استاذ گفتگو کر رہا ہو تو سلام نہ کرے۔

۴۶...... استاذ کی طبیعت اگر سُست ہو یا ملول وتنگ دل ہو یا نیند کا غلبہ ہو یا ناراضگی ہو یا بھوک وپیاس اور کسی وجہ سے اس کا دل حاضر نہ ہو تو ایسے اوقات میں سبق پڑھانے پر مجبور نہ کرے۔

۴۷...... استاذ پر خطوط لکھنے میں عبارت آرائی کرنے (قابلیت دکھلانے) سے احتراز کرنا چاہئے۔

۴۸......استاذ کی راحت رسائی ہمہ وقت کرنی چاہئے۔ (1)

۵۰......اگر استاذ کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو فوراً معذرت کر کے انہیں منائیں۔

۵۱......استاذ سے گفتگو کرتے وقت اس کے مرتبے کا پورا پورا لحاظ رکھے۔

۵۲......استاذ کی اجازت کے بغیر مجلسِ درس سے نہ جائے۔

۵۳......استاذ کے احسانات کا بدلہ، خدمتِ بدنی اور استطاعت کے وقت خدمتِ مالی سے کرتا رہے اور خدمت سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہے، ذاتی مفاد پیشِ نظر نہ رکھے، اور اگر خدمت کی استطاعت نہ ہو یا استاذ سے مفارقت ہوگئی ہو تو اس کے لئے دُعائے خیر اور دُعائے مغفرت کرتا رہے۔

۵۴......استاذ کو پریشان کرنے کے لئے فضول سوالات نہ کرے۔

۵۵......اگر استاذ کسی خاص وقت درس سے یا کسی کتاب کے مطالعہ سے روک دے تو رک جائے۔

۵۶......اگر کبھی غیر معقول اور غیر مفید سوال پر استاذ ناراضگی کا اظہار کرے تو

---

(1) تحفۃ الطلباء والعلماء: ص ۳۳۴ تا ۳۳۷

برداشت کرنا چاہئے بلکہ فوراً اپنی گستاخی پر اظہار ندامت کرے، اسی طرح کبھی استاذ کی طرف سے بے جاڈانٹ ڈپٹ ہوتو بھی دل میلا نہ کرے اوراس کی کوئی اچھی تاویل کرے۔

۵۷......استاذ کے ساتھ ہمیشہ تواضع اور انکساری کا معاملہ رکھے۔

۵۸......اگر استاذ سے کسی دینی ضرورت کی بناء پر اختلاف ہو جائے تب بھی اس کے ساتھ والد جیسے احترام کا معاملہ رکھے۔

۵۹......سبق کی مقدار، ترتیبِ اسباق اور طریقۂ تعلیم میں استاذ کی رائے پر عمل کیا جائے۔

۶۰......استاذ کی ناراضگی اور طالب علم کے بارے میں استاذ کا دل میلا ہونا علم سے محرومی کا ذریعہ ہے۔

۶۱......استاذ کو ہمیشہ تعظیم وتکریم کے الفاظ سے خطاب کرنا چاہئے، مثلاً استاذ کے سامنے اُستاد جی، اور پیٹھ پیچھے استاذ محترم حضرت مولانا......صاحب۔

۶۲......استاذ کے پاس بغیر اجازت داخل نہ ہونا چاہئے الّا یہ کہ مجلسِ عام ہو اجازت نہ ملنے پر بغیر کسی ناگواری کے واپس ہو جانا چاہئے، تین بار سے زیادہ اجازت چاہنا یا دستک دینا مناسب نہیں، آواز یا دستک آہستہ ہونی چاہئے اجازت ملنے پر سلام کر کے داخل ہونا چاہئے۔

۶۳......اگر استاذ موجود نہ ہوتو جلد واپس نہ ہو جائے بلکہ انتظار کرے اور درس نہ چھوڑے۔

۶۴......استاذ کے سامنے ادب سے بیٹھنا چاہئے، سبق توجہ سے اور کان لگا کر سننا چاہئے، سبق کے علاوہ کسی اور طرف توجہ نہیں دینی چاہئے۔

۶۵......طالب علم کو چاہئے کہ اپنے استاذ کو کامل سمجھے۔

۶۶......طالب علم کو چاہئے کہ اپنے اساتذہ کے لئے ساری زندگی دعا کرتا رہے۔

۶۷......اگر طالب علم استاذ سے دور ہو جس کی وجہ سے بات سن نہ سکا ہو، تو ایسی صورت میں نہایت ادب سے سبق دہرانے کی درخواست کرے۔

۶۸......استاذ کا یہ بھی حق ہے کہ فراغت کے بعد بھی اس سے ملاقات کرتا رہے۔

۶۹......جو شخص اپنے استاذ کی تکلیف کا باعث ہو وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور برابر کوششوں کے باوجود علم کی دولت سے منتفع نہیں ہوسکتا۔

۷۰......جو طلباء اساتذہ (بلا کسی وجہ کے) بدلتے رہتے ہیں، کبھی کسی کے پاس چلے گئے، کبھی کسی کے پاس چلے گئے، اس سے علم کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

۷۱......طالب علم سے جب استاذ سوال کرے تو جتنی باتوں کا سوال ہو اتنی ہی باتوں کا جواب دے اور جواب میں تاخیر نہ کرے، اگر استاذ کے سامنے کوئی غلطی ہو جائے تو فوراً اپنی غلطی کا اقرار کرلے۔

۷۲......طلباء کو چاہئے کہ استاذ کے ساتھ حسنِ ظن رکھیں، اگر استاذ کسی طالب علم کے ساتھ کوئی خاص برتاؤ کرے تو یہ سمجھ لے کہ وہ طالب علم اسی لائق ہے اور میں اسی لائق ہوں، یا اس کے ساتھ وہی برتاؤ مصلحت ہے اور میرے ساتھ یہی برتاؤ مصلحت ہے۔

۷۴......طلبہ کو چاہئے کہ اپنا شوق اور طلب اور محنت استاذ کو دکھائیں۔

۷۵......اگر استاذ کی تقریر میں کوئی مشکل لفظ آجائے جس کے معنی معلوم نہ ہوں تو استاذ سے اس کے معنی پوچھ لے، غفلت اور شرم نہ کرے کہ سب ہنسیں گے کہ ایسے مشہور لفظ کے معنی نہیں جانتا، کیونکہ اگر نہ پوچھے گا تو ہمیشہ جاہل ہی رہے گا۔

۷۶......بچپن کے تمام اساتذہ کو چاہے ان سے آپ نے قرآن کی تعلیم حاصل کی ہو یا اسکول میں ان سے پڑھا ہو بڑے ہو جانے کے بعد بھی ان کو استاذ سمجھنا چاہئے، اور ان کا ادب واحترام اور خدمت بہت زیادہ کرنی چاہئے، بڑے استاذ سے بھی زیادہ ان کا ادب کرنا چاہئے، کیونکہ انہوں نے آپ کے ساتھ زیادہ محنت کی ہے۔

۷۷...... استاذ سے کوئی بات نہ چھپائیں، ہمیشہ سچ بولیں، جھوٹ بولنے سے گریز کریں۔

۷۸...... اگر آپ نے کبھی ایسی غلطی کی تھی کہ استاذ کی غیبت یا چغلی کسی سے لگائی، اب آپ کا فرض ہے کہ توبہ کریں اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کریں اور استاذ محترم کو بتا کر معافی طلب کریں، ان شاء اللہ تعالی استاذ ضرور معاف کردیں گے، یا درس گاہ میں کوئی ایسا طالب علم ہے جو استاذ کی غیبت کرتا ہے تو اس کی شکایت استاذ محترم سے نہ کریں بلکہ پیار و محبت سے استاذ کی اہمیت بتائیں اس کے دل میں استاذ کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

۷۹...... استاذ کی مسند کو ہمیشہ صاف اور استاذ کی چیزوں کو ترتیب سے رکھیں، اگرچہ استاذ رخصت پر ہی کیوں نہ ہوں، اسی طرح استاذ کی مسند کا بھی احترام کریں نہ وہاں بیٹھیں، اور نہ ہی اس طرف پاؤں پھیلائیں۔

۸۰...... جب بھی کسی استاذ صاحب سے ملاقات ہو تو ہمیشہ کوشش کریں کہ خود آگے بڑھ کر سلام و مصافحہ کریں، اگر آپ استاذ محترم کے ساتھ کہیں جا رہے ہوں تو اس سے آگے نہ چلیں کہ یہ بے ادبی ہے۔

۸۱...... سزا ملنے پر دوستوں میں یا گھر میں استاذ کی غیبت کرنا اچھی بات نہیں بلکہ صبر کرنا چاہئے اور جس غلطی پر سزا ملی ہے اس غلطی سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔

۸۲...... کسی استاذ کی عنایت و شفقت اور نرمی سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں اور نہ ہی استاذ کی سخت مزاجی سے ان سے بدظن ہوں، ورنہ اس سے آپ کا بہت بڑا نقصان ہوگا۔

۸۳...... جو طالب علم اساتذہ کرام کا ادب و احترام کرتے ہیں تو اُن کا مذاق نہ اُڑائیں۔

۸۴...... استاذ کی خدمت پر فخر نہ کرے اور نہ ہی اس کی وجہ سے اپنے آپ کو مدرسہ کے قوانین سے مستثنی سمجھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ استاذ کا تذکرہ آتے ہی سیدھے ہو کر بیٹھ گئے

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) ایک مرتبہ کسی وجہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے گفتگو کے دوران ان کے استاذ ابراہیم بن طہمان رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۸ھ) کا ذکر آیا، ان کا نام سنتے ہی امام احمد رحمہ اللہ فوراً سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: یہ نازیبا بات ہے کہ نیک لوگوں کا تذکرہ کیا جائے اور ہم ٹیک لگا کر بیٹھے رہیں:

وَذُكِرَ عِنْدَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ وَكَانَ مُتَّكِئًا مِنْ عِلَّةٍ فَاسْتَوَى جَالِسًا وَقَالَ: لَا يَنْبَغِي أَنْ يُذْكَرَ الصَّالِحُونَ فَنَتَّكِئُ. ❶

دو ولی عہد شہزادوں کا استاذ کے جوتے اُٹھانے پر باہمی منازعت

خلیفہ مامون نے امام فرّاء رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۷ھ) کو اپنے دونوں بیٹوں کو علم نحو پڑھانے کے لئے مقرر کیا، ایک دن فرّاء رحمہ اللہ اپنے کسی کام کے لئے اٹھنے لگے تو دونوں شہزادے امام فرّاء رحمہ اللہ کی جوتی اٹھا کر پیش کرنے کے لئے دوڑے اور آپس میں الجھ گئے کہ کون پیش کرے، پھر اس پر صلح کی کہ ہر ایک، ایک جوتی لے، چنانچہ دونوں نے اپنے استاذ کو اس طرح سے جوتے پہنائے کہ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک جوتا تھا، مامون کا ایک خاص خادم تھا جو ہر چیز کی مامون کو اطلاع پہنچاتا تھا، اس نے یہ بات بھی اس کو پہنچا دی، تو اس نے امام فرّاء رحمہ اللہ کو بلایا، جب حضرت فرّاء رحمہ اللہ تشریف لائے، تو مامون نے ان سے پوچھا لوگوں میں سب سے زیادہ عزت کس کی ہے؟ فرمایا: میں امیر المؤمنین سے زیادہ کسی کو عزت والا نہیں جانتا، مامون نے کہا:

بلى من إذا نهض تقاتل على تقديم نعليه وليًا عهد المسلمين، حتى رضى كل واحد أن يقدم له فردا. ❷

---

❶ الآداب الشرعية: فصل في حب الفقر والموت والحذر من الدنيا، ج ٢ ص ٢۴

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: يحيى بن زياد بن عبد الله بن منظور الفراء، ج ١۴ ص ١۵۵

کیوں نہیں بلکہ وہ شخص زیادہ عزت والا ہے کہ جب وہ اٹھتا ہے تو اس کے لئے مسلمانوں کے دو ولی عہد جوتے پیش کرنے کے لئے لڑتے ہیں حتیٰ کہ ہر ایک اس بات پر راضی ہو جاتا ہے کہ ایک ایک جوتا پیش کرے۔

شہزادہ امام اصمعی رحمہ اللہ کے پاؤں دھلا رہا تھا

خلیفہ ہارون رشید (متوفی ۱۹۳ھ) نے اپنے بیٹے کو امام اصمعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۶ھ) کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے بھیجا، ایک مرتبہ ہارون رشید گئے تو دیکھا کہ شہزادہ ان کو وضو کرا رہا ہے، وہ پانی ڈالتا ہے اور حضرت اصمعی رحمہ اللہ اعضاء دھو رہے ہیں، ہارون رشید نے اصمعی رحمہ اللہ سے کہا میں نے آپ کے پاس علم و ادب کے لئے بھیجا تھا، آپ کیسے ادب سکھا رہے ہیں اس کو یوں حکم نہیں دیتے کہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالتا اور دوسرے ہاتھ سے آپ کا پیر دھوتا۔ (1)

اکابر محدثین کا اساتذہ کے رنگ میں رنگ جانا

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے شاگرد کے استاذ کے رنگ میں رنگ جانے کا نقشہ اس طرح نقل کیا کہ امام ابوداود رحمہ اللہ خصائل و عادات میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مشابہ تھے، اور امام احمد رحمہ اللہ وکیع رحمہ اللہ کے، اور امام وکیع رحمہ اللہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے، اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ امام منصور رحمہ اللہ کے مشابہ تھے، اور امام منصور رحمہ اللہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے، اور امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ امام علقمہ رحمہ اللہ کے، اور امام علقمہ رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے، اور امام علقمہ رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خصائل و عادات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے، یہ بہترین اقوال و افعال ائمہ ہدیٰ سے منقول ہیں جنہیں اس میدان

(1) تعليم المتعلم: فصل فی تعظیم العلم وأهله، ص ۲۴

میں اونچا مقام حاصل ہے اور یہ اقوال ان کے حالات کی عکاسی کرتے ہیں:

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بنُ مَسْعُوْدٍ يُشَبَّهُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَدْيِهِ وَدَلِّهِ وَكَانَ عَلْقَمَةُ يُشَبَّهُ بِعَبْدِ اللّٰهِ فِي ذٰلِكَ، وَكَانَ إِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ يُشَبَّهُ بِعَلْقَمَةَ فِي ذٰلِكَ، وَكَانَ مَنْصُوْرٌ يُشَبَّهُ بِإِبْرَاهِيْمَ، وَكَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يُشَبَّهُ بِمَنْصُوْرٍ، وَكَانَ وَكِيْعٌ يُشَبَّهُ بِسُفْيَانَ، وَكَانَ أَحْمَدُ يُشَبَّهُ بِوَكِيْعٍ، وَكَانَ أَبُو دَاوُدَ يُشَبَّهُ بِأَحْمَدَ. ❶

طلباء پر اساتذہ کا رنگ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے زمانے میں طلباء پر اپنے اساتذہ کے سوا کسی کا رنگ واثر نہ جمتا تھا، طلباء کو اپنے اساتذہ سے خاص محبت وعقیدت اور اساتذہ کو ان پر خاص شفقت ہوتی تھی، اب مزاج ومذاق بدل گئے، طلباء واساتذہ میں وہ تعلق قائم نہیں رہا اس لئے علمی ذوق اور علمی رنگ بھی ان میں پیدا نہیں ہوتا اور کسی رنگ میں بھی پختگی نہیں ہوتی، علمی استعداد اور علمی تربیت سب ہی کمزور ہوگئیں اس لئے مدارس میں طلباء کی تربیت اور اساتذہ کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا اور ایسے طریقے اختیار کرنا بہت ضروری ہیں کہ طلباء اساتذہ میں باہم ربط ومناسبت پیدا ہو۔ ❷

حصولِ علم کے لئے ادبِ مشائخ ضروری ہے

فرمایا کہ علمی تحقیق سے زیادہ ضرورت ادب کی ہے بلکہ بزرگانِ سلف کا ادب کرنے سے حق تعالیٰ تحقیق کی شان بھی عطا فرما دیتے ہیں، بزرگانِ سلف کا ادب چھوڑ کر جو تحقیق کی جائے اس میں لغزش اور غلط فہمی کا بڑا خطرہ ہے۔ ❸

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو داود سليمان بن أشعث بن شداد، ج۱۳ ص ۲۱۶

❷ مجالس حکیم الامت: ص۱۶۲ ❸ مجالس حکیم الامت: ص۸۸

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور شیخ کا ادب

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ ایک بار حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے ایک مضمون لکھ کر نقل کے واسطے مولانا کو دیا، اس میں ایک جگہ املاء کی غلطی تھی اور وہ غلطی اتفاقاً ہوگئی تھی مگر مولانا کا ادب دیکھئے کہ اس میں خود اصلاح نہیں کی بلکہ اس لفظ کی جگہ چھوڑ دی بعد میں حاجی صاحب سے آ کر عرض کیا کہ اس مضمون میں ایک لفظ سمجھ میں نہیں آیا اس کو دوبارہ بتلایا جاوے۔ حاجی صاحب نے جو اس کو دیکھا تو قلم لیکر فوراً کاٹ دیا اور صحیح طور پر لکھ دیا اور فرمایا کہ یہاں مجھ سے املا میں غلطی ہوگئی، اس کے بعد حاجی صاحب بار بار واقعہ بیان فرماتے تھے اور مولانا کی تعریف فرماتے تھے کہ سبحان اللہ مولانا میں ادب کا بہت ہی بڑا حصہ ہے کہ باوجود بڑے عالم ہونے کے خود غلطی کو درست نہیں کیا بلکہ اول تو دکھایا جب میں نے درست کر دیا بعد میں صحیح نقل کیا۔

فائدہ: مولانا نے اس واقعہ پر نہ تو غلو فی الاعتقاد سے کام لیا کہ پیر کی غلطی کو غلطی بھی نہ سمجھے اور نہ بے ادبی کی کہ اصلاح خود کر کے کر پیر سے کہہ دیتے کہ یہاں آپ نے غلطی کی تھی میں نے اس کو صحیح کر دیا ہے بلکہ لطیف طریقہ سے شیخ کو مطلع کر دیا۔ جب انہوں نے خود غلطی کی اصلاح کر دی اس کے بعد صحیح لفظ لکھا۔ [1]

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا ایک مسئلے کی تحقیق کے سبب غیر مسلم کا ادب واحترام

حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) بانی دار العلوم دیوبند کو خنزیر کے بارے میں تحقیق کرنی تھی، فقہی مسئلہ میں کسی موقع پر خنزیر کا ذکر آیا تو لوگوں نے کہا یہ تو بھنگیوں سے معلوم ہوسکتا ہے، وہی خنزیر پالتے ہیں انہی کو زیادہ معلوم ہوگا۔

[1] حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۲۰

تو حضرت کے گھر میں جو بھنگی آتا تھا ایک دن اس سے پوچھا کہ بھئی! خنزیر کے بارے میں اس بات میں تمہاری کیا تحقیق ہے؟ کیا علم ہے؟ اس نے اصلیت بتلائی کہ یہ صورت ہوتی ہے، اس دن کے بعد سے جب وہ بھنگی آتا تو اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے، فرماتے: اس کے ذریعے مجھے ایک علم حاصل ہوا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''أَنَا عَبْدُ مَنْ عَلَّمَنِيْ حَرْفًا إِنْ شَاءَ بَاعَ وَإِنْ شَـــاءَ عَتَقَ '' ترجمہ: میں اس کا زر خرید غلام ہوں جس نے مجھے ایک حرف سکھا دیا، چاہے مجھے بیچ دے چاہے آزاد کر دے۔ ❶

مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ نے علم حدیث کی سند حضرت حاجی محمد افضل رحمہ اللہ سے حاصل کی تھی، مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ تحصیل علم سے فراغت کے بعد حاجی صاحب نے اپنی ٹوپی جو پندرہ برس تک آپ کے عمامہ کے نیچے رہ چکی تھی مجھے عنایت فرمائی، میں نے وہ ٹوپی پانی میں بھگوئی، صبح وہ پانی پی گیا، اس پانی کی برکت سے دماغ ایسا روشن اور ذہن ایسا تیز ہوا کہ کوئی مشکل کتاب مشکل نہ رہی، اساتذہ کی ٹوپیاں اچھالنے والے اور مدرسہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کی باتیں کرنے والے طلبہ اس پر غور کریں کہ استاذ کی عظمت کرنے والوں نے کیا دولت حاصل کی اور پھر انہوں نے دنیا کو کیا فیض پہنچایا۔ ❷

شیخ الہند رحمہ اللہ کا اپنے استاذ کی جوتیاں اپنے سر پر رکھنا

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ حضرت شیخ الہند جب اس سفر پر جانے لگے جس میں قید کر کے مالٹا پہنچا دیئے گئے تو ہمارے گھر تشریف لائے، اس وقت دادی صاحبہ (اہلیہ حضرت مولانا قاسم صاحب) حیات تھیں، دہلیز کے پاس پردہ کے پیچھے پیڑھا ڈال دیا گیا، اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اماں جی! مجھے اپنی جوتیاں دے دیجئے، اندر سے جوتیاں دے دی گئیں، تو ان کو اپنے سر پر رکھ کر دیر تک روتے

❶ خطبات حکیم الاسلام: ج ۵ ص ۱۶۶ ❷ تحفۃ الطلباء والعلماء: ص ۳۴۸

رہے اور فرمایا کہ میں اپنے استاذ (حضرت مولانا قاسم صاحب) کی خدمت کا حق ادا نہ کرسکا، اس کا مجھے افسوس ہے۔ ❶

شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمہ اللہ اور استاذ کی خدمت

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اپنے اساتذہ کی چھوٹی اور بڑی سے بڑی خدمت کرنے میں کبھی عار محسوس نہیں کیا۔

حضرت مولانا محمد جلیل صاحب استاذ دار العلوم دیوبند نے ایک مرتبہ اپنا چشم دید واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت شیخ الہند کے یہاں ایک دفعہ بہت زیادہ مہمان آ گئے تھے، بیت الخلاء صرف ایک ہی تھا، لہذا دن بھر کی گندگی سے بھرا ہو جاتا تھا، لیکن مجھے تعجب تھا کہ روزانہ صبح صادق سے پہلے ہی صاف ہو جاتا تھا، چنانچہ ایک دن تمام رات اس راز کو معلوم کرنے کے لئے بیدار رہا اور دور سے جھانکتا رہا، پس جب رات کے دو بجے تو حضرت مدنی ٹوکرا لے کر پاخانہ میں داخل ہوئے اور پاخانہ ٹوکرے میں بھر کر جنگل کی رخ کیا، فوراً ہی میں نے جا کر راستہ روک لیا تو ارشاد فرمایا دیکھئے کسی سے تذکرہ نہ کیجئے گا۔ ❷

مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ اور اساتذہ کے حقوق کی رعایت

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میں جب اپنے استاذ عرب صاحب سے پڑھتا تھا اس زمانے میں امتحان پیش آیا جو دیکھنے میں تو معمولی واقعہ تھا لیکن میرے کم سے کم عربی تعلیم اور زبان وادب کے حصول میں کامیابی کے سلسلے میں فیصلہ کن اثر رکھتا تھا، ہوا یہ کہ میرے انگریزی کے استاذ خلیل الدین صاحب ہنسوی نے جن کا عرب صاحب بڑا لحاظ کرتے تھے، ان سے میرے ایک ایسے طرز عمل کی شکایت کی جس سے ان کو اپنی اہانت کا احساس ہوا تھا، یہ احساس محض غلط فہمی پر مبنی تھا کہ میں نے یہ کہنے کے بعد کہ آج فلاں عذر کی وجہ سے میرے لئے سبق پڑھنا مشکل ہے؟ دروازہ ذرا زور سے بند کیا، عرب

❶ آداب المتعلمین: ص ۳۲ ❷ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۱۶۳

صاحب اس سے بہت متاثر ہوئے، اورانہوں نے بھائی صاحب سے اجازت لی کہ آج وہ میری اچھی طرح تنبیہ کریں گے ان کے مزاج میں قدرے حدت بھی تھی، اس واقعہ نے ان کو مشتعل کردیا، اورانہوں نے مجھے اس پر اتنا زدوکوب کیا جو اس جرم اور واقعہ کی نوعیت سے بہت بڑھ گیا، بعد میں ان کو اس کا احساس ہوا کہ اس میں کچھ بے اعتدالی ہوگئی جس کے لئے مجھ سے معذرت بھی کی، شدہ شدہ یہ خبر والدہ صاحبہ کو رائے بریلی پہنچی، انہوں نے مجھ سے دریافت کیا اور کہا کہ معلوم ہوا ہے کہ عرب صاحب نے تمہیں بہت مارا، اللہ تعالی نے اس وقت توفیق دی اور میں نے عرب صاحب کی پوری وکالت اور ان کی طرف سے مدافعت کی، اور ان کو اس تنبیہ وتادیب میں بالکل حق بجانب قرار دیا، والدہ صاحبہ مطمئن ہوگئیں اور میری تعلیم کا سلسلہ جاری رہا، میں سمجھتا ہوں کہ میرے اس سعادت مندانہ رویہ نے جو محض توفیقِ الٰہی کا نتیجہ تھا مستقبل میں میرے لئے عربی زبان وادب کا ذوق پیدا ہونے اور اس کے ذریعہ سے دین وعلم کی خدمت کرنے کا فیصلہ کرادیا، اگر صورتِ حال اس کے برعکس ہوتی اور میں اپنے کو بری اور مظلوم قرار دیتا اور اپنے محسن ومربی استاذ کو حدود سے تجاوز کرنے والا تو شاید معاملہ برعکس ہوتا، اور میں ہمیشہ کے لئے ان کے فیضِ تعلیم اور عربی زبان وادب میں کامیابی سے محروم کردیا جاتا۔ [1]

اساتذہ کی اولاد کے ادب میں کھڑا ہونا

علامہ زرنوجی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ صاحب ہدایہ نے ائمہ بخاری رحمہ اللہ میں سے ایک بڑے عالم کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک دن ایسا ہوا کہ یہ عالم درس میں بیٹھے تھے، یکا یک کھڑے ہوگئے، دریافت کرنے پر فرمایا کہ میرے استاذ کا لڑکا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا جب کھیلتے ہوئے مسجد کی طرف آیا تو یہ اس کی تعظیم میں کھڑے ہوگئے۔ [2]

---

[1] کاروانِ زندگی: توفیقِ الٰہی، ج ا ص ۹۱

[2] تعلیم المتعلم: فصل فی تعظیم العلم و أهله، ص ۲۳

استاذ سے کوئی چیز لینے دینے کے آداب

استاذ اگر کوئی چیز پکڑا دے تو دائیں ہاتھ سے پکڑے، اگر استاذ کوئی چیز دے تو دایاں ہاتھ سے لے، خط یا کتاب یا اور کوئی دستاویز وغیرہ ہو تو کھول کر استاذ کی خدمت میں پیش کرے، لپیٹ کر نہ دے، استاذ سے ورق یا کوئی کتاب لے تو لپیٹنے سے پہلے لے، اگر استاذ کو کوئی کتاب دے تو کھول کر بلکہ جس مقام کو استاذ دیکھنا چاہتا ہو وہ مقام نکال کر دے۔

ہاتھ سے استاذ کی طرف اشارہ بھی نہ کرے اور نہ ہی اتنا قریب ہو کہ بدن کا کوئی حصہ لگ جائے، استاذ کو اگر قلم پکڑائے تو قلم کا ڈھکنا کھول کر دے، اس طرح دوات ان کے سامنے رکھے تو ڈھکن کھول کر لکھنے کے لئے تیار کر کے رکھ دے، چھری یا چاقو پکڑانا ہو تو دھار کو استاذ کی طرف نہ کرے بلکہ اس کی نوک خود پکڑے اور دستہ کا رخ استاذ کی طرف بڑھا دے۔

اگر نماز کے لئے مصلی وغیرہ پیش کرنا ہو تو کھول کر پیش کرے بلکہ بہتر اور ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو بچھا دے، جب بچھا چکے تو بائیں طرف پیچھے کو کھسک جائے جیسا کہ صوفیاء کرام کا طرزِ عمل ہے۔

استاذ کی موجودگی میں جائے نماز پر نہ بیٹھے، اور نہ اس پر نماز پڑھے، اگر استاذ اٹھے تو تمام لوگوں سے پہل کرتے ہوئے جائے نماز کو اٹھا دے، جب استاذ جانے لگے تو جوتے ان کے سامنے پہننے کے لئے تیار کر کے رکھ دے۔

استاذ کا حق سب سے بڑھ کر ہے

رَأَیتُ أَحَقَّ الْحَقِّ حَقَّ الْمُعَلِّمِ وَأَوْجَبَهُ حِفْظًا عَلَی کُلِّ مُسْلِمِ
لَقَدْ حَقَّ أَنْ یُھْدَی إِلَیهِ کَرَامَةً لِتَعْلِیمِ حَرْفٍ وَّاحِدٍ أَلْفُ دِرْھَمِ

استاذ کا حق سب حقوق سے بڑھ کر ہے اور ہر مسلمان کو اس حق کا لحاظ ضروری ہے، اور استاذ تو اس لائق ہے کہ ایک ایک حرف پر ہزاروں درہم نذر کیے جائیں۔

گستاخ طلباء کے عبرت آموز واقعات

ا...... حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ دار العلوم دیوبند میں ایک طالب علم تھا، اس کی قابلیت، ذہانت اور استعداد کا بڑا چرچا تھا، ویسے تو وہ سبق میں آتا ہی نہیں تھا اور اگر کبھی آجاتا اور ارادہ ہوتا کہ آج عبارت پڑھوں گا اگر اس کو موقع نہ ملتا اور کوئی دوسرا عبارت شروع کرتا تو وہ کتاب بغل میں اُٹھا کر چلا جاتا تھا، بے ادبی کی انتہا تھی، استاذ کی بھی اور کتاب اور ساتھیوں کی بھی، ایک کام اور کرتا تھا کہ اگر ارادہ کرتا کہ آج سبق نہیں ہونے دینا تو وہ آتا اور اشکال پر اشکال کرتا اور اس طرح گھنٹہ ختم ہو جاتا۔ جیسے طلبہ عصر کے بعد نکلتے ہیں ایسے اس کے ساتھ بھی نکلتے وہ بھی ساتھ ہوتا تھا تو جہاں جاتے کھیت اجاڑ دیتے تھے اور شرارتیں کرتے تھے، اور وہ کبھی یہ حرکت کرتا تھا کہ حقہ لیا ہوا ہے منہ سے لگا کر دارِ جدید کا چکر لگا رہا ہے، تو انجام یہ ہوا کہ میزان سے لے کر دورہ تک اسی دار العلوم میں پڑھا لیکن دورہ کے سال سہ ماہی میں اس کا اخراج ہو گیا، یقیناً کوئی نا قابلِ برداشت حرکت کی ہو گی، جس کی وجہ سے اخراج ہو گیا۔

دار العلوم دیوبند کے اجلاس صد سالہ کے موقع پر ۱۹۸۱ھ میں دستار بندی تھی، ممتاز لوگوں کی بھی دستار بندی ہوئی، جب ہم اجلاس صد سالہ کے لئے جا رہے تھے تو لاہور کے اسٹیشن پر اس طالب علم سے ملاقات ہوگئی، وہ اپنی صلاحیتوں کے ساتھ اس طرح دفن ہوا کہ نام ونشان نہ رہا۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے ہستی سے
تمہارا نام تک نہ ہو گا داستانوں میں

معلوم ہوا کہ ایک ہائی اسکول میں ٹیچر ہے، لوگ سارے دیوبند جا رہے ہیں

اور خوش ہیں اور وہ رو رہا ہے تو ''باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب''۔

کبھی اس پر فخر نہ کرو کہ ہمارا ذہن تیز ہے، حافظہ عمدہ ہے، میں نے دیوبند میں ایسے طالبِ علم دیکھے کہ قلم برداشتہ عربی کا قصیدہ شروع کیا اور فی البدیہہ لکھا لیکن ان میں بھی اساتذہ کا ادب نہیں تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے علم سے نہ ان کو فائدہ ملا نہ دوسروں نے فائدہ اُٹھایا، اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ ادب کا پاس رکھنا بہت ضروری ہے۔ ①

۲......ایک طالب علم تھا جو دار العلوم دیوبند میں پڑھتا تھا، وہ عموماً اساتذہ کی شان میں گستاخیاں اور بدزبانی کرتا تھا، ایک دن اس طرح کی حرکت کی کہ استاذ کی بڑی بے ادبی کردی، جس سے اساتذہ کا دل دکھ گیا، چنانچہ استاذ نے اس کو ناراضگی کی حالت میں یہ کہہ دیا ''جا! تو اب جوتے ہی گانٹھے گا'' چنانچہ دیکھنے والوں نے بتایا کہ کچھ عرصہ بعد وہ شخص دیوبند کی جامع مسجد کے پاس فٹ پاتھ پر بیٹھا، لوگوں کے جوتے چپل پالش کر رہا ہے اور موچی کا کام کر رہا ہے، چنانچہ وہ عالم بھی نہ بن سکا۔ ②

۳......مولانا عبدالواحد صاحب دار العلوم دیوبند کے فاضل تھے، ان کا ایک درسی ساتھی تھا، وہ ان کے ساتھ دار العلوم دیوبند ہی میں پڑھتا تھا، موقوف علیہ کا درجہ تھا اور ہدایہ رابع کا سبق ہو رہا تھا تو اس طالب علم نے کسی مسئلہ پر استاذ پر اعتراض کیا، غالباً استاذ اس وقت تشفی بخش جواب نہ دے سکے تو اس نے ہدایہ ہاتھ میں لے کر استاذ کی طرف پھینک کر ماری اور بولا ''ایسی تدریس کا کیا فائدہ؟ ایسی تو ہدایہ میں پڑھا سکتا ہوں اور اس سے اچھی میں حل کر سکتا ہوں'' یا اسی طرح کے کچھ الفاظ کہے اور طلبہ کے مجمع کے سامنے گویا اس نے استاذ کی بے عزتی کردی، استاذ کچھ نہ بولے، بالکل خاموش رہے، اس طالب علم نے پڑھائی چھوڑ دی اور غائب ہو گیا۔ مولانا عبدالواحد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک طویل عرصہ کے بعد شہر کے اندر کہیں سے گزر رہا تھا، اچانک میری نگاہوں کے آگے ایک بوڑھا شخص آ رہا ہے، جس نے اپنے گلے میں بیلٹ کے ذریعہ ایک چوکور لکڑی کا ڈبہ لٹکا رکھا ہے، اس

① مجالس علم وذکر: ج ۲ ص ۶۱، ۶۲ ② اہل علم کی زندگی: ص ۳۷۲

میں پان، سگریٹ وغیرہ رکھا ہوا ہے اور گلیوں سڑکوں میں اس طرح گھومتا پھرتا پان، بیڑی، سگریٹ فروخت کر رہا ہے، میں نے جب اس کو غور سے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو وہی میرا درسی ساتھی تھا، جس نے ہدایہ شریف کی اور استاذ کی بیک وقت بے حرمتی کی تھی، شکل بگڑی ہوئی، چہرے پر داڑھی ندارد، میں نے اسے روکا اور اس کا نام لیا، تو وہ جھجکا اور کچھ دیر کے لئے وہ رکا، مجھے پہچاننے کی کوشش کرنے لگا تو میں نے اپنا نام بتا دیا اور وہ پہچان گیا، پھر میں نے اس کی حالت کے بارے میں پوچھا اور اس کو کتاب و استاذ کی بے حرمتی والا واقعہ بھی یاد دلایا تو اس نے گردن نیچی کر لی اور افسوس کرتے ہوئے کہنے لگا ''آج جو میری حالت ناگفتہ بہ نظر آ رہی ہے، یہ سب اسی واقعہ کی وجہ سے تو ہے'' پھر وہ بھی آگے چلتا بنا اور میں اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔

۴...... حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمہ اللہ (والد گرامی شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس حدیث پڑھتا تھا اور تہیہ کر رکھا تھا کہ غیر حاضری نہ کروں گا، ایک مرتبہ والدہ نے حضرت گنگوہی کے پاس پیغام بھیجا کہ ان کو ایک دن کے لئے بھیج دو، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے مجھے جانے کا حکم دیا، میں نے سبق کا عذر کیا، فرمایا: ہو جائے گا، میں چلا گیا، حضرت نے سبق پڑھا دیا مجھے سبق سے غیر حاضری کا بہت قلق ہوا، کچھ عرصہ بعد والدہ کا پھر پیغام آیا اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے جانے کا حکم دیا، میں نے کہا پہلا سبق بھی رہتا ہے، فرمایا کون سا تھا؟ میں نے بتایا تو حضرت نے اسی سبق کی تقریر شروع فرما دی اور ایسی تقریر فرمائی کہ پہلے کبھی نہ سنی تھی، اس دن جس طالب علم کی عبارت کی باری تھی، اس کو بہت طیش آیا، وقت ختم ہوا تو اس نے غصہ میں کہا کہ ''کوئی اور سبق رہتا ہو تو اس کی بھی دہرائی کرا لو'' حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے اس کی یہ بات سنی، زبان سے تو کچھ نہ کہا مگر دل میں رنجیدہ ہوئے، سنا ہے کچھ دنوں بعد وہ طالب علم باؤلا ہو گیا۔ [1]

[1] تذکرۃ الخلیل: حضرت گنگوہی سے دورہ حدیث کی تکمیل: ص۲۰۳

بے ادبی کی وجہ سے علمی فیض سے محروم

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہت سے ایسے فضلاء ہماری نگاہوں میں ہیں جنہوں نے دار العلوم دیوبند میں تعلیم پائی، اچھے ذی استعداد تھے، مگر اساتذہ سے بے ادبی کا معاملہ تھا، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد علم کی خدمت سے محروم رہے، کوئی دکانداری کر رہا ہے، کوئی گاڑی چلا رہا ہے، یہ نصیب نہیں ہوا کہ محدث یا مفسر بن کر بیٹھیں، اور ایسے بھی ہماری نگاہوں میں ہیں کہ استعداد اور علمی قوت بہت محدود تھی لیکن ادب اور خدمت اتنی تھی کہ رات دن اساتذہ کی خدمت میں ادب کے ساتھ لگے رہتے، اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ اتنی خدمت کر رہے ہیں کہ بڑے بڑے ذی استعداد فضلاء اتنی نہیں کر رہے، تو مقبولیت ان کے اندر ادب کی وجہ سے پیدا ہوگئی۔ (۱)

ادب سے غفلت برتنے کا نتیجہ

تفسیر فتح العزیز ج۱ ص۲۲۹ میں ہے:

من تهاون في الأدب حرم من السنة، ومن تهاون بالسنة حرم من الواجبات، ومن تهاون بالواجبات حرم من الفرائض، ومن تهاون بالفرائض حرم من المعرفة.

جس نے ادب پر عمل کرنے میں سستی دکھائی وہ سنت سے محروم ہوگیا، جس نے سنت پر عمل سے سستی کی وہ واجبات سے محروم ہو جائے گا، اور جس نے واجبات پر عمل سے سستی دکھلائی وہ فرائض پر عمل سے محروم ہو جائے گا، اور جس نے فرائض کی ادائیگی میں سستی کی وہ اللہ کی پہچان سے محروم ہوگیا۔

فرائض پر عمل کرے گا تو معرفت بڑھے گی، اس واسطے سنتوں کو اتمامِ فرائض کہا گیا، تو جس نے آج سنتیں چھوڑ دیں صرف فرائض کو پڑھ لیا تو رفتہ رفتہ یہ فرائض سے بھی محروم ہو جائے گا۔

---

(۱) خطبات حکیم الاسلام: ج۳ ص۲۷۸

حصولِ علم کے دوران اسلاف کی حالت

علم کی لذت اس وقت حاصل ہوگی جب کھانے پینے کو بھول جائیں

حضرت داود بن مخراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نضر بن شمیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) سے سنا آپ نے فرمایا:

لَا يَجِدُ الرَّجُلُ لَذَّةَ الْعِلْمِ حَتَّى يَجُوعَ وَيَنْسَى جُوعَهُ. ❶

آدمی اس وقت تک علم کی لذت حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ بھوکا نہ ہو اور بھوک کو بھی بھول نہ جائے۔

امام زید بن حُباب رحمہ اللہ کے پاس پہننے کے لئے لباس نہیں تھا

حضرت علی بن حرب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم زید بن حباب رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) کے پاس آئے:

فَلَمْ يَكُنْ لَهُ ثَوْبٌ يَخْرُجُ فِيهِ إِلَيْنَا، فَجَعَلَ الْبَابَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ حَاجِزًا. ❷

آپ کے پاس ایسا کوئی کپڑا نہیں تھا جس کو پہن کر آپ گھر سے نکلتے، تو آپ نے ہمارے اور اپنے درمیان دروازے کو پردہ بنایا اور اس کے پیچھے سے حدیث بیان کی۔

حصولِ علم کے دوران خشک روٹیوں کو پانی میں ڈبو کر کھانا

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) اپنی طلب علمی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

كنت في زمان الصبا آخذ معي أرغفة يابسة، فأخرج في طلب الحديث، وأقعد على نهر عيسى فلا أقدر على أكلها إلا عند الماء، فكلما أكلت لقمة شربت عليها، وعين همتي لا ترى إلا لذة تحصيل العلم.

❶ تذكرة الحفاظ للذهبي: ترجمة: النضر بن شميل المازني، ج ١ ص ٢٢٩

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: زيد بن الحُباب بن الريان، ج ٩ ص ٣٩٣

میں بچپن کے زمانہ میں چند خشک روٹیاں لیتا تھا اور طلب حدیث کے لئے نکل جاتا تھا، بغداد میں نہر عیسی پر بیٹھ جاتا تھا اور ان روٹیوں کو بغیر پانی کے چبا نہیں سکتا تھا، جب بھی میں ایک لقمہ کھاتا تھا اس پر پانی کا گھونٹ پیتا تھا، اور میری ہمت اور خواہش یہی ہوتی تھی کہ میں تحصیلِ علم کی لذت حاصل کروں۔

اللہ تعالی نے اس میں برکت دی اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، آپ کے حالات، آپ کے آداب اور صحابہ کرام اور تابعین کے احوال کو کثرت کے ساتھ سنا اور محفوظ کیا۔ ①

مچھلی پکانے کا وقت نہ ملا تو کچی مچھلی کھالی

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) خود فرماتے ہیں ہم سات مہینے مصر میں رہے ہم نے اس عرصہ میں کبھی شوربا نہیں چکھا، ہمارا سارا دن شیوخ کی مجالس میں جانے پر تقسیم ہو جاتا تھا اور ساری رات علم کے لکھنے اور باہمی تحریر اور تصحیح کے مقابلے میں گزر جاتی تھی، ایک دن میں اور میرے ایک دوست ایک شیخ کے پاس گئے جبکہ وہ بیمار تھے، تو ہم نے راستے میں ایک مچھلی دیکھی جو ہمیں بہت پسند آئی ہم نے اس کو خرید لیا، پھر جب ہم گھر پہنچے تو ایک اور شیخ کی مجلس میں جانے کا وقت آ گیا تھا، تو ہم اس مچھلی کو پکا نہ سکے اور شیخ کی مجلس میں چلے گئے، اسی طرح سے ہمارے تین دن گزر گئے، اور ہمیں وقت نہ ملا، قریب تھا کہ وہ مچھلی خراب ہو جاتی تو ہم نے اس کو کچا ہی کھالیا، ہمارے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ کسی شخص کو دے دیتے جو اس کو بھون دیتا، پھر فرمایا:

لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجَسَدِ. ②

جسم کی راحت کے ساتھ علم حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

① صيد الخاطر: فصل: ثمرات العلم، ص ۲۴۸ ② سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الرحمن أبو محمد بن محمد بن إدريس، ج ۱۳ ص ۲۶۵، ۲۶۶ / تذكرة الحفاظ: ج ۳ ص ۸۳۰

روزانہ ایک روٹی دریائے دجلہ کے پانی کے ساتھ

حضرت صالح جزرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج بن یوسف بن حجاج معروف ابن شاعر رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۹ھ) سے سنا:

جَمَعَتْ لِي أُمِّي مِائَةَ رَغِيفٍ، فَجَعَلْتُهَا فِي جِرَابٍ، وَانْحَدَرْتُ إِلَى شَبَابَةَ بِالْمَدَائِنِ، فَأَقَمْتُ بِبَابِهِ مِائَةَ يَوْمٍ، أُغَمِّسُ الرَّغِيفَ فِي دِجْلَةَ وَآكُلُهُ، فَلَمَّا نَفِدَتْ خَرَجْتُ۔ ❶

انہوں نے فرمایا میری والدہ نے میرے لئے ایک سو روٹیاں جمع کیں، میں نے ان کو ایک تھیلے میں ڈالا اور مدائن کے علاقے میں چلا گیا، میں وہاں سو (۱۰۰) دن رہا، روٹی کو دریائے دجلہ میں ڈبوتا تھا اور کھا لیتا تھا، جب یہ روٹیاں ختم ہوگئیں تو میں وہاں سے چل دیا۔

شدتِ بھوک کی وجہ سے درہم نگل لیا

امام ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ تنیس میں طالب علمی کے زمانے میں مقیم تھا، میری معاشی حالت بڑی نازک ہوگئی، صرف ایک درہم میرے پاس بچا، جب کہ مجھے روٹی اور کاغذ دونوں کی ضرورت تھی، میں اس تردد میں رہا کہ اس ایک درہم سے کیا خریدوں؟ اگر کھانا خریدوں تو کاغذ کے لئے کچھ نہیں بچتا، اور اگر کاغذ خریدنے میں خرچ کروں تو روٹی کے لئے کچھ نہیں رہتا، تردد کے اس عالم میں تین دن گزر گئے، چوتھے دن میری بھوک اتنی شدت اختیار کر گئی کہ اگر اب میں کاغذ بھی لیتا تو بھوک کی شدت کی وجہ سے میرے لئے کچھ لکھنا ممکن نہ تھا، اس لئے میں نے وہ درہم منہ میں رکھا اور گھر سے کھانا خریدنے نکل پڑا، قدرت کے کرشمے دیکھئے کہ وہ درہم

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: حجاج بن يوسف بن حجاج الثقفي، ج ۱۲ ص ۳۰۱، ۳۰۲

میں نے نگل لیا اور مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی، ابو طاہر بن خطاب نے مجھے ہنستے ہوئے دیکھا تو پوچھنے لگے کیوں ہنس رہے ہو؟ میں نے بات ٹال دی، انہوں نے اصرار کیا حتی کہ طلاق کا حلف اٹھایا کہ آپ ہنسی کی وجہ بتائیں گے، میں نے تفصیل بتلائی، صورتحال سے آگاہ ہو کر انہوں نے میرے لئے مستقل طعام کا انتظام کیا۔ (۱)

امام سبکی نے امام نووی کے بچھونے پر چہرہ رگڑتے ہوئے اشعار پڑھے

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) کے والد امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۶ھ) جب امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) کی وفات کے بعد دار الحدیث الاشرفیہ میں سکونت پذیر ہوئے، رات کے وقت آپ اس عمارت میں جاتے تاکہ تہجد کی نماز پڑھیں آپ اس بچھونے پر اپنا چہرہ رگڑتے تھے جس پر امام نووی رحمہ اللہ درس دیتے تھے اور فرماتے تھے:

وَفِــيْ دَارِ الْـحَـدِيْـثِ لَـطِيْفُ مَـعْـنـىً
عَــلَـــى بُسْــطٍ لَهَــا أَصْبُــوْ وَآوِيْ
عَسَــى أَنِّــى أُمَـــسُّ بِــحُــرِّ وَجْـهِـيْ
مَـكَــانًــا مَسَّـــهُ قَـدَمُ النَّـوَاوِيْ (۲)

ترجمہ: اس دار الحدیث میں ایک لطیف کیفیت ہے، جس کی بناء پر میں اس کے بچھونوں سے محبت کرتا ہوں اور میں یہیں ٹھہرتا ہوں، شاید یہ کہ میں اپنے اس آزاد چہرے سے اس جگہ کو چھولوں جس جگہ پر امام نووی رحمہ اللہ کے قدم لگے ہیں۔

---

(۱) متاعِ وقت اور کاروانِ علم: ص ۱۹۷ بحوالہ ترجمہ مؤلف کتاب الجمع بین الصحیحین: ص ۳۳۶ (۲) طبقات الشافعیة الکبری: ترجمة: یحیی بن شرف بن مری النووی، ج ۸ ص ۳۹۶

حکیم جالینوس نے علم حکمت کیسے حاصل کی

حکیم جالینوس سے پوچھا گیا کہ اپنے ساتھیوں سے زیادہ تم نے حکمت کیسے حاصل کرلی؟ جالینوس نے جواب دیا: اس طرح کہ میں نے کتب بینی کے لئے چراغ پر اس سے زیادہ خرچ کیا جتنا وہ شراب پر خرچ کر چکے ہیں۔ ❶

میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ اور تکرار و علمی مذاکرہ

میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۶ھ) کو زمانۂ طالب علمی میں یہ شوق ہوا کہ ''لوامع الأسرار فی شرح مطالع الأنوار'' کو خود اس کے مصنف سے پڑھے، اسی دھن میں وہ ہرات پہنچے اور علامہ قطب الدین رازی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۶ھ) سے ملے، اس وقت ان کی عمر کے آخری ایام چل رہے تھے قوی جواب دے چکے تھے، انہوں نے میر سید شریف سے کہا کہ تم میرے شاگرد مبارک شاہ کے پاس قاہرہ میں جا کر پڑھو، ان کا پڑھانا میرا پڑھانا ہے اور ساتھ میں سفارش بھی لکھ دی۔

چنانچہ وہ قاہرہ پہنچ کر مبارک شاہ سے ملے، استاذ کی سفارش پر حلقۂ درس میں داخلہ کی اجازت تو مل گئی، مگر مستقل درس مقرر نہ ہوسکا۔

وَكَانَ بَيت مبارکشاه مُتَّصِلا بِالْمَدْرَسَةِ وَله بَاب اليها فَخرج لَيْلَة الى صحن المدرسَة يَدُور فِيهَا اذ سمع فِي حجرَة ذَلِك الرجل فاستمع فَإِذا السَّيِّد الشريف يَقُول قَالَ الشَّارِح كَذَا وَقَالَ الاستاذ كَذَا وَأَنا اقول كَذَا وَقرر كَلِمَات لَطِيفَة اعْجب بهَا مبارکشاه حَتَّى رقص من شدَّة طربه.

مبارک شاہ کا مکان مدرسہ سے بالکل متصل تھا اور اس کا دروازہ بھی مدرسہ ہی کی

---

❶ آداب المتعلمین: ص ۵۵

جانب تھا، ایک مرتبہ یہ دیکھنے کے لئے کہ طلبہ کیا کر رہے ہیں رات کے وقت نکلے اور مدرسے کے صحن میں چکر لگانے لگے، جس حجرے میں میر سید شریف مقیم تھے وہاں آئے، اس وقت میر سید شریف کتاب کا تکرار کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: شارح نے یہ کہا، استاذ محترم نے یہ کہا، اور میری رائے یہ ہے، مبارک شاہ ٹھہر گئے اور کان لگا کر غور سے سننے لگے، میر صاحب کی تقریر کا انداز بیان اتنا دلچسپ تھا کہ استاذ کو مسرت وخوشی اتنی ہوئی کہ مدرسہ کے صحن میں رقص کرنے لگے۔

اور اس واقعہ سے اتنے متاثر ہوئے کہ صبح سے ان کا مستقل درس مقرر کر دیا۔ [1]

حضرت نانوتوی اور حضرت گنگوہی رحمہما اللہ کا باہم علمی مباحثہ

حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہما اللہ کا طالبِ علمی کا زمانہ قریب قریب یکجا گزرا ہے، دونوں بزرگوں میں علمی مباحثے اور مذاکرے بھی خوب ہوتے تھے، کبھی کسی مسئلہ پر بحث چھڑ جاتی تو گھنٹوں تک چلا کرتی تھی، ان دونوں مشہور طالب علموں کا مباحثہ کچھ ایسا نہ ہوتا تھا جس کو دلچسپی کی نظر سے نہ دیکھا جاتا، اساتذہ بڑے شوق اور تعجب سے اس بحث کو سنتے اور سرتاپا کان ہو کر اس جانب متوجہ ہو جاتے تھے، کبھی لوگوں کا رش لگ جاتا اور خاص وعام کا مجمع ہو جایا کرتا تھا، جانبین سے وہ نکتہ سنجیاں اور باریک بینیاں ہوتی تھیں کہ شاید وباید۔

ایک بار ایک استاذ نے دونوں کی گفتگو سن کر یوں فیصلہ فرمایا کہ قاسم ذہین آدمی ہے اپنے ذہانت سے قابو میں نہیں آتا ورنہ اس مسئلہ میں رشید احمد حق پر ہے۔ [2]

---

[1] الشقائق النعمانية فی علماء الدولة العثمانية: ترجمة: علاء الدين علی العربی، ص ۹۲، ۹۳ [2] تذکرۃ الرشید: ص ۳۰

اسلافِ اُمت کا استغناء اور حق گوئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حجاج سے دلیرانہ گفتگو اور شرور سے حفاظت کی دُعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک موقعہ پر حجاج بن یوسف جو ایک ظالم شخص تھا اس کے پاس گئے، تو اس نے ان کو بہت سے گھوڑے دکھائے اور گستاخانہ طور پر کہا کہ کیا تمہارے صاحب (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تم نے اس جیسا دیکھا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس سے عمدہ چیز دیکھی ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ کہ آدمی اس کو اللہ کے راستہ کے لئے پالتا ہے، اس قسم کے گھوڑے کے بال، اس کا پیشاب اس کا خون اور گوشت سب قیامت کے دن اس آدمی کے تراوز میں تولہ جائے گا۔ دوسرا یہ کہ آدمی محض اپنے پیٹ کے لئے گھوڑا پالتا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ ریاء وشہرت کے لئے پالتا ہے، پھر حجاج سے کہا کہ تیرے یہ گھوڑے اسی ریاء وشہرت کے لئے ہیں۔

اس پر حجاج نہایت غضب ناک ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت نہ کی ہوتی تو میں تم کو ایسا اور ایسا کرتا (یعنی مارتا یا قتل کرتا) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

كَلَّا لَقَدِ احْتَرَزْتُ مِنْكَ بِكَلِمَاتٍ لَا أَخَافُ مِنْ سُلْطَانٍ سَطْوَتَهُ وَلَا مِنْ شَيْطَانٍ عُتُوَّتَهُ.

تو ہرگز کچھ نہیں کرسکتا، کیوں کہ میں چند کلمات کے ذریعہ تیرے شر سے محفوظ ہو چکا ہوں، میں نہ کسی سلطان کی طاقت سے ڈرتا ہوں اور نہ کسی شیطان کی سرکشی سے۔

یہ سن کر وہ ذرا ٹھنڈا ہوا اور کہنے لگا کہ اے ابوحمزہ! ہمیں بھی وہ کلمات سکھا دو آپ

نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تجھے اس کا اہل نہیں دیکھتا۔ پھر ایک زمانے کے بعد جب حضرت انس رضی اللہ عنہ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو ان کے خادم حضرت ابان رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ حضرت! آپ سے ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں، فرمایا کہ جو چاہو پوچھو، کہا کہ وہ کیا کلمات ہیں جن کا حجاج نے آپ سے مطالبہ کیا تھا؟ فرمایا کہ ہاں میں تم کو اس کا اہل دیکھتا ہوں، میں نے اللہ کے رسول کی دس برس خدمت کی اور آپ میرے سے راضی ہو کر دنیا سے گئے، اور تم نے بھی میری دس سال خدمت کی ہے اور میں دنیا سے جا رہا ہوں جب کہ میں تم سے راضی ہوں، جب تم صبح کرو یا شام کرو تو یہ پڑھ لیا کرو:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى أَهْلِيْ وَمَالِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ أَعْطَانِيْ رَبِّيْ، بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ، بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ، لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَرَبُّ الْأَرَضِيْنَ وَمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، اِجْعَلْنِيْ فِيْ جِوَارِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ وَّمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. [1]

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ذکر اور اس کی تسبیح میں بڑی طاقت ہے اور اللہ اس کی

[1] كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: كتاب الأذكار، فصل في أدعية الحرز، ج۲ ص۶۶۷ رقم الحديث: ۵۰۲۰

برکت سے ظالم کے ظلم سے حفاظت فرماتے ہیں، اگر چہ وہ بادشاہ اور امیر ہی کیوں نہ ہو، وہ اس کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور حجاج بن یوسف کے درمیان مکالمہ

جب سعید بن جبیر کو لایا گیا تو حجاج بن یوسف نے پوچھا کیا تو ہی شقی بن کسیر ہے؟

سعید...... نہیں بلکہ میں سعید بن جبیر ہوں۔

حجاج...... نہیں بلکہ تو شقی بن کسیر ہے۔

سعید...... میری والدہ میرے نام سے تجھ سے زیادہ واقف تھیں۔

حجاج...... محمد کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

سعید...... تمہاری مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حجاج...... ہاں

سعید...... اولادِ آدم کے سردار، اپنے بعد والوں میں بھی سب سے بہتر اور اپنے سے پہلے گزرے ہوئے سب لوگوں سے بھی بہتر۔

حجاج...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

سعید...... بالکل سچے اللہ کے خلیفہ، قابل تعریف طریقے سے دنیا سے تشریف لے گئے، نیک بخت طریقے سے زندگی گزاری، بغیر کسی تغیر وتبدل کے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہاج پر برقرار رہے۔

حجاج...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

سعید...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ حق وباطل میں فرق کرنے والے، اللہ کے نیک بندے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ساتھی، بغیر کسی تغیر وتبدل کے اپنے دونوں ساتھیوں کے طریقے پر قابل تعریف انداز میں گامزن رہے۔

حجاج...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

سعید.....ظلماً جبراً شہید کیے گئے، تنگ دستی کی حالت میں لشکر (جیش العسرۃ) کو تیار کروانے والے، بئر رومہ نامی کنواں خریدنے والے، جنت میں اپنا گھر خریدنے والے، جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحب زادیوں کے شوہر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانی وحی کے ذریعے آپ کا نکاح فرمایا۔

حجاج.....حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

سعید.....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی، سب سے پہلے بچوں میں اسلام قبول کرنے والے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے والد۔

حجاج.....حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

سعید.....تو خود ہی جانتا ہوگا۔

حجاج.....جا اپنے علم کے ساتھ رات گزار۔

سعید.....پھر تو تجھے تکلیف ہوگی خوشی نہ ہوگی۔

حجاج.....اپنے علم کے ساتھ رات گزار لے۔

سعید..... مجھے معاف رکھ۔

حجاج.....اگر میں تمہیں معاف کر دوں تو اللہ مجھے کبھی معاف نہ کرے۔

سعید..... مجھے معلوم ہے تو اللہ کی کتاب کا مخالف ہے تو جن معاملات میں اپنی ہیبت اور شوکت سمجھتا ہے وہی کرتا ہے، حالاں کہ یہ معاملات تجھے ہلاکت کی طرف لے جارہے ہیں اور کل تو آئے گا تو تجھے معلوم ہو جائے گا۔

حجاج.....خدا کی قسم میں تجھے ایسے طریقے سے قتل کروں گا کہ اس سے پہلے میں نے کسی کو اس طرح قتل نہ کیا ہوگا تو تجھے معلوم ہو جائے گا۔

سعید.....جب تو میرے لئے میری دنیا برباد کرے گا تو دراصل تو اپنی آخرت برباد کرے گا۔

حجاج.....او لڑکے تلوار اور چمڑا لاؤ۔

فرمایا کہ جب سعید وہاں سے جانے لگے تو ہنس پڑے۔

حجاج...... کیا میں نے غلط سنا تھا کہ تم ہنستے نہیں ہو۔

سعید...... نہیں۔

حجاج...... پھر کیوں ہنسے اور وہ بھی اپنے قتل کے وقت؟

سعید...... اللہ تعالیٰ کے خلاف تیری جرأت اور اللہ تعالیٰ کا حلم دیکھ کر۔

حجاج...... نے جلاد سے کہا اسے قتل کر دو۔

سعید...... قبلہ رخ ہو گئے اور یہ دعا پڑھی...... ﴿وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾.

ان کا چہرہ قبلہ سے پھیر دیا گیا۔ تو سعید نے یہ پڑھا ﴿فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ سو جس طرف بھی تم منہ پھیرو گے تو وہیں اللہ کا رخ ہو گا۔

حجاج...... ان کو منہ کے بل لٹا دو۔

سعید...... ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾ [1]

حجاج...... اس اللہ کے دشمن کو ذبح کر دو، اسے آج ہی قرآن کریم کی آیات یاد آ رہی ہیں۔

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا خلیفہ وقت کو نصیحت اور استغناء

دور اموی کا نامور خلیفہ عبد الملک بن مروان حج کی غرض سے مکہ مکرمہ آئے۔ اپنے گھر میں پلنگ پر بڑے وقار سے بیٹھا ہے، اس کے اردگرد اشراف مکہ ہیں، اچانک سامنے کے دروازے سے مشہور تابعی بزرگ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ داخل ہوتے ہیں۔ جیسے ہی خلیفہ کی نظر ان پر پڑی کھڑا ہو گیا۔ سلام عرض کیا اور نہایت احترام سے پلنگ پر اپنے سامنے بیٹھایا اور کہنے لگا:

[1] حلية الأولياء، ترجمة: سعيد بن جبير، ج ۴ ص ۲۹۱، ۲۹۲

يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، مَا حَاجَتُكَ؟

اے ابومحمد! اگر کوئی حاجت ہو تو پیش کریں۔

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہنے لگے: حرمین شریفین میں لوگوں کے ساتھ ظلم وزیادتی سے بچیں، ان کے بارے میں اللہ کا خوف کریں، مہاجرین وانصار کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کریں کہ آپ انہی کی بدولت اس مرتبہ ومقام پر پہنچے ہیں۔ جو لوگ سرحدوں پر جہاد میں مصروف ہیں ان کے حقوق کا خیال کریں، اصل میں یہی لوگ اسلام کا قلعہ ہیں۔ مسلمانوں کے معاملات اور مسائل میں پوری دلچسپی اور توجہ دیں کہ ان تمام کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔

آپ کے دروازے پر آنے والے حاجت مند آپ کی توجہ کے محتاج ہیں، ان سے غفلت نہ برتیں اور ہاں ان کے لئے اپنے دروازے کبھی بند نہ کریں۔ عبدالملک بن مروان کہنے لگا: جو آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد عطاء اُٹھ کھڑے ہوئے اور چل دیے۔

اب عبدالملک نے ان کا بازو پکڑ لیا اور کہنے لگا:

إِنَّمَا سَأَلْتَنَا حَوَائِجَ غَيْرِكَ وَقَدْ قَضَيْنَاهَا، فَحَاجَتُكَ؟

آپ نے دوسروں کی ضروریات پیش کی ہیں، جنہیں ہم پورا کریں گے۔ مگر آپ نے اپنی ضرورت تو بتائی ہی نہیں؟

حضرت عطاء رحمہ اللہ نے اس سے اپنا بازو چھڑایا اور کہنے لگا:

مَالِيَ إِلَى مَخْلُوقٍ حَاجَةٌ.

مخلوق میں سے مجھے کسی شخص سے کوئی حاجت اور ضرورت نہیں۔

یہ کہہ کر چل دیے۔

عبدالملک نے یہ سن کر کہا:

هَذَا وَأَبِيكَ السُّؤْدُدُ. ❶

اللہ کی قسم یہی تو سرداری ہے۔

حضرت ابن طاؤس رحمہ اللہ کی خلیفہ ابوجعفر کے سامنے دلیرانہ گفتگو

خلیفہ ابوجعفر منصور نے عبداللہ بن طاؤس اور حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ کو بلایا اور یہ دونوں اس کے پاس آئے، تو اس نے کچھ دیر سر جھکایا، پھر ابن طاؤس رحمہ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اسے کہنے لگا، اپنے باپ کی کوئی روایت مجھ سے بیان کرو، اس نے کہا میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ قیامت کے روز سب لوگوں سے سخت تر عذاب اس شخص کو ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اقتدار میں شریک کیا، تو اس نے اپنے فیصلوں میں ظلم داخل کیا، پس ابوجعفر کچھ دیر رُک گیا۔

قال مالك فضممت ثيابي خوفاً أن يصيبني دمه ثم قال له المنصور ناولني تلك الدواة، ثلاث مرات، فلم يفعل، فقال له لم لا تناولني فقال أخاف أن تكتب بها معصية فأكون قد شاركتك فيها، فلما سمع ذلك قال قوما عني، قال ذلك ما كنا نبغي قال مالك فما زلت أعرف لابن طاوس فضله من ذلك اليوم. ❷

حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے اس خوف سے اپنے کپڑے سمیٹ لئے کہ مجھے اس کا خون لگ جائے گا۔ پھر منصور نے اسے تین بار کہا، مجھے یہ دوات دو، مگر اس نے دوات نہ دی، اس نے اسے پوچھا تو مجھے دوات کیوں نہیں دیتا؟ اس نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ تو اس کے ساتھ کوئی گناہ کی بات لکھے، تو میں اس میں تیرا شریک کار ہو جاؤں۔ پس جب اس نے یہ بات سنی تو اس نے کہا تم دونوں میرے پاس سے چلے جاؤ۔

---

❶ سير أعلام النبلاء، ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج٥ ص ٨٤، رقم الترجمة: ٢٩

❷ وفيات الأعيان، ترجمة: طاؤس، ج ٢ ص ٥١١

اس نے کہا، ہم یہی چاہتے تھے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس روز سے میں ہمیشہ ہی ابن طاؤس رحمہ اللہ کے فضل کو جاننے والا رہا ہوں۔

امام طاؤس رحمہ اللہ کا امراء کے مال سے بے نیازی

حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف نے امام طاؤس رحمہ اللہ کے پاس سات سو یا پانچ سو دینار بھجوائے اور قاصد کو کہہ دیا کہ اگر طاؤس نے تم سے یہ لے لئے تو امیر محترم تمہیں بہترین کپڑے اور انعام دیں گے۔ چناں چہ وہ طاؤس کے پاس جند (یمن کا ایک شہر) پہنچا اور کہا کہ امیر نے آپ کے لئے خرچہ بھیجا ہے، امام طاؤس رحمہ اللہ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اس نے اصرار کیا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا، چناں چہ وہ رقم کی تھیلی گھر کے کونے میں پھینک کر بھاگ گیا اور جا کر کہا کہ انھوں نے لے لئے۔ کچھ عرصے کے بعد امیر اور اس کے چیلوں نے امام طاؤس رحمہ اللہ کی زبانی کوئی ناگوار بات اپنے لئے سنی تو کسی شخص کو بھیجا کہ ہم نے تمہیں جو رقم دی تھی وہ واپس کرو۔ امام طاؤس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی رقم نہیں لی۔ چناں چہ قاصد نے جا کر بتایا تو ان کو یقین آ گیا۔ چناں چہ پہلے والے قاصد کو بلوایا اور پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے تو گھر کے کونے میں پھینک دی تھی، اس کو کہا کہ وہیں جا کر دیکھو، چناں چہ اس نے وہاں ہاتھ بڑھایا تو تھیلی وہیں پڑی تھی اور اس کے گرد مکڑی نے جالا تان رکھا تھا۔ (یعنی اس تھیلی کو کسی نے ہاتھ تک نہ لگایا تھا) چناں چہ وہ شخص تھیلی واپس لے گیا۔ ❶

امام مالک رحمہ اللہ کا خلیفہ وقت سے استغناء

حضرت ہارون بن موسیٰ الفروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت مصعب الزبیری رحمہ اللہ سے سنا انہوں نے کہا کہ ہارون الرشید نے امام مالک رحمہ اللہ (متوفی

---

❶ حلیة الأولیاء، ترجمة: طاؤس بن کیسان، ج۴ص۱۴

۱۷۹ھ) سے مطالبہ کیا جب کہ وہ امام مالک رحمہ اللہ کے گھر میں تھے، اور اس کے شہزادے بھی ہارون کے ساتھ تھے کہ آپ ان سب کے سامنے اپنی مؤطا پڑھ کر سنائیں، تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا بڑے عرصے سے میں نے کسی کے سامنے بھی پڑھ کر نہیں سنایا، بلکہ میرے سامنے پڑھا جاتا ہے، تو ہارون الرشید نے کہا: لوگوں کو نکال دیں حتی کہ میں خود آپ کے سامنے پڑھوں گا، تو آپ نے فرمایا:

إِذَا مُنِعَ العَامُّ لِبَعْضِ الْخَاصِّ، لَمْ يَنْتَفِعِ الخَاصُّ وَأَمَرَ مَعْنَ بنَ عِيسَى، فَقَرَأَ عَلَيْهِ. [۱]

جب بعض خواص کی وجہ سے عام لوگوں کو روک دیا جائے تو خواص کو بھی فائدہ نہیں ہوتا، پھر آپ نے حضرت معن بن عیسی رحمہ اللہ کو حکم دیا تو انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے مؤطا کو پڑھا۔

امام ابن سماک رحمہ اللہ کا خلیفہ ہارون الرشید کو حکیمانہ طور پر نصیحت کرنا

ابن سماک رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور محدث تھے، انہوں نے ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کو دیکھا کہ وہ سخت پیاس کی حالت میں پینے کے لئے پانی ہاتھ میں اُٹھائے ہوئے ہے اور پانی کا گلاس منہ سے لگانے ہی والا ہے۔ ابن سماک رحمہ اللہ نے آواز دی: اے امیر المؤمنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تھوڑی دیر پانی پینے سے رک جائیں؟

جب ہارون رشید نے پانی کا پیالہ زمین پر رکھ دیا تو ابن سماک نے عرض کیا:

أَسْتَحْلِفُكَ بِاللّٰهِ تَعَالَى، لَوْ أَنَّكَ مُنِعْتَ هَذِهِ الشُّرْبَةَ مِنَ الْمَاءِ فَبِكَمْ كُنْتَ تَشْتَرِيهَا؟

میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کو پانی کے اس گھونٹ

[۱] سير أعلام النبلاء: ترجمة: مالك بن أنس بن مالك، ج۸ ص ٦٦

سے روک دیا جائے تو آپ کتنی قیمت دے کر اسے خرید لیں گے؟

ہارون رشید نے جواب دیا: اپنی سلطنت کی آدھی دولت سے خرید لوں گا۔

ابن سماک رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و مسرت کے ساتھ رکھے! پانی پی لیجیے۔

جب ہارون رشید نے پانی نوش کر لیا تو ابن سماک نے عرض کیا:

أَسْتَحْلِفُکَ بِاللّٰهِ تَعَالَى، لَوْ أَنَّکَ مُنِعْتَ خُرُوْجَهَا مِنْ جَوْفِکَ بَعْدَ هَذَا، فَبِکَمْ کُنْتَ تَشْتَرِيْهَا؟

میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے پیٹ سے یہ پانی نہ نکلے (پیشاب نہ ہو) تو کتنی قیمت کے عوض اس کو نکالنے کا علاج کرائیں گے؟

ہارون رشید نے کہا: اپنی پوری سلطنت کی دولت اس کے علاج میں لگا دوں گا۔

ابن سماک رحمہ اللہ نے فرمایا:

يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، إِنَّ مُلْکًا تَرْبُوْ عَلَيْهِ شُرْبَةُ مَاءٍ لَخَلِيْقٌ أَنْ لَّا يُنَافَسَ فِيْهِ.

اے امیر المؤمنین! ایسی بادشاہی جو ایک گھونٹ پانی سے کم تر قیمت رکھتی ہے، بہتر یہی ہے کہ ایسی سلطنت کی طلب میں جان توڑ کوشش نہ کی جائے۔

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابن سماک رحمہ اللہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَمَا تَصْنَعُ بِشَيْءٍ؟ شُرْبَةُ مَاءٍ خَيْرٌ مِنْهُ.

اے امیر المؤمنین! پھر اس سلطنت کو آپ کیا کریں گے کہ پانی کا ایک گھونٹ اس سے زیادہ قیمتی ہے۔

خلیفہ ہارون رشید ابن سماک کی بات سننے کے بعد اس قدر زار و قطار رونے لگا کہ اس کی داڑھی کے بال آنسوؤں سے تر ہو گئے۔

ابن سماک رحمہ اللہ ہی کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے ہارون رشید سے کہا:

يَـا أَمِيـرَ الْـمُـؤْمِنِيـنَ، إِنَّ الـلّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ أَحَدًا فَوْقَكَ، فَلَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَّكُوْنَ أَحَدٌ أَطْوَعَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْكَ. ❶

اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے (آپ کے عہد میں) آپ سے زیادہ مرتبہ کسی اور کو عطا نہیں کیا، اس لئے کوئی بھی شخص آپ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرماں بردار نہیں ہونا چاہیے۔

مطلب یہ ہے کہ بندے پر جس قدر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا نزول زیادہ ہو، اسی قدر اسے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور اس کا مطیع وفرمان بردار ہونا چاہیے، اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا ہے اور پوری سلطنت کے آپ اکیلے مالک ہیں، آپ سے بڑا کوئی نہیں، کوئی آپ پر حکمران نہیں اور آپ سب پر حکمران ہیں، اس لئے آپ پر واجب ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرمان بردار بنیں اور اس کے آگے جھکیں، کیوں کہ زیادہ پھل دار درخت زیادہ جھکا ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا گورنر وقت سے استغناء

حضرت بکر بن منیر بن خلید بن عسکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خالد بن احمد الذہلی (یہ بخارا کے گورنر تھے) نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کے پاس پیغام بھیجا کہ اپنی کتاب ''صحيح البخاري'' اور ''التاريخ الكبير'' وغیرہ میرے پاس لے آؤ تاکہ میں اس کو آپ سے سنوں، تو امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے قاصد کو کہا:

أَنَـا لَا أُذِلُّ الْـعِـلْـمَ وَلَا أَحْمِلُهُ إِلَى أَبْوَابِ النَّاسِ، فَإِنْ كَانَتْ لَكَ إِلَى شَـيْءٍ مِّـنْـهُ حَـاجَةٌ فَاحْضُرْ فِيْ مَسْجِدِيْ أَوْ فِي دَارِي، وَإِنْ لَّمْ يُعْجِبْكَ هَذَا فَـأَنْـتَ سُـلْـطَـانٌ فَامْنَعْنِي مِنَ الْجُلُوْسِ لِيَكُونَ لِي عُذْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

❶ تاريخ مدينة دمشق، ترجمة: هارون الرشيد بن محمد المهدى، ج٧٣، ص٢٩١، رقم الترجمة: ١٠٠١٣

لِأَنِّي لَا أَكْتُمُ الْعِلْمَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ بِلِجَامٍ مِّنْ نَارٍ. (1)

تم جا کر یہ پیغام دے دو کہ میں علم کو ذلیل نہیں کرتا اور نہ ہی لوگوں کے دروازوں پر اس کو اٹھا کر لے جاتا ہوں، اگر آپ کو علم کی کچھ حاجت ہے تو آپ میری مسجد میں یا میرے گھر میں تشریف لے آئیں، اور اگر آپ کو یہ بات اچھی نہیں لگتی تو آپ بادشاہ ہیں مجھے مجلس علم منعقد کرنے سے روک دیں تاکہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن میرا عذر رہو کہ میں نے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی وجہ سے نہیں چھپایا تھا کہ آپ کا ارشاد ہے: جس شخص سے علم (دین) کے متعلق سوال کیا گیا اور اس نے اُسے چھپا دیا تو اسے جہنم کی آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنی ذاتی رقم کی وصولی کے لئے حاکم کے پاس نہ جانا

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد نے ترکہ میں کافی مال چھوڑا تھا، امام بخاری رحمہ اللہ نے وہ مال مضاربت پر دے دیا، ایک مرتبہ ایک مضارب پچیس ہزار درہم لے کر دوسرے شہر میں جا کر آباد ہو گیا اور اس طرح امام بخاری رحمہ اللہ کی رقم ضائع ہونے لگی، لوگوں نے کہا کہ مقامی حاکم سے خط لکھوا کر اس علاقے کے حاکم کے پاس بھجوا دیجیے تو رقم آسانی سے مل جائے گی، امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر آج میں حکام کی سفارش کے ذریعہ اپنی رقم حاصل کروں گا تو کل یہی حاکم میرے دین میں دخل اندازی کریں گے اور میں اپنے دین کو دنیا کے عوض ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ پھر یہ طے ہوا کہ مقروض دس درہم ماہوار ادا کرے گا، لیکن اس میں سے ایک درہم بھی امام کو نہیں ملا۔

وَحكى وراقه أنه ورث من أَبِيه مَالا جَلِيلًا وَكَانَ يُعْطِيهِ مُضَارَبَة فَقطع لَهُ غَرِيم خَمْسَة وَعشْرين ألفا فَقيل لَهُ اسْتَعِنْ بِكِتَاب الْوَالِي فَقَالَ إِن

(1) تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم البخاري، ج ٢ ص ٣٢

أخـذت مِـنهُـم كتابا طمعوا وَلن أبيع ديني بدنياى ثمَّ صَالح غَرِيمه على أَن يُعْطِيهِ كل شهر عشرَة دَرَاهِم وَذهب ذَلِك المَال كُله. ❶

ابن طولون کا بنان حمال رحمہ اللہ کو خونخوار شیر کے سامنے ڈالنا

بنان حمال چوتھی صدی ہجری کے بزرگوں میں سے ہیں، اصل بغداد کے تھے لیکن مصر میں رہنے لگے تھے، عوام وخواص دونوں میں ان کی بڑی مقبولیت تھی، اللہ والوں کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے، وہ دلوں کے بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں، حمال نے بادشاہ مصر ابن طولون کو ایک مرتبہ نصیحت فرمائی، ابن طولون تاب سخن نہ لا سکا اور ناراض ہو کر اس نے حکم دیا کہ انھیں خون خوار شیر کے سامنے ڈال دیا جائے، انسان اپنے جذبہ انتقام کی تسکین کے لئے سزا کے بھی عجیب طریقے ایجاد کرتا ہے، سزا کا جو طریقہ جس قدر سخت ہوگا،

اس کے جذبہ انتقام کو اسی قدر ٹھنڈک پہنچے گی، بنان حمال کو خون خوار شیر کے سامنے ڈال دیا گیا، شیر لپکا پھر رک کر ان کے جسم کو سونگھنے لگا، دیکھنے والے ان کے جسم کے چیر پھاڑنے کا نظارہ کرنا چاہتے تھے لیکن جب دیکھا کہ شیر انھیں کچھ نہیں کہہ رہا تب انھیں اس کے سامنے سے اُٹھا دیا، اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہوئی کہ جب ان سے پوچھا گیا، شیر کے سونگھتے وقت آپ کے دل پر کیا گزر رہی تھی؟ فرمانے لگے میں اس وقت درندے کے جوٹھے کے متعلق علماء کے اختلاف کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کا جوٹھا پاک ہے یا ناپاک:

كَـانَ سَبَـبُ دُخُـولِـي مِـصْـرَ حِـكَايَةَ بَنَانٍ وَذَلِكَ أَنَّهُ أَمَرَ ابْنَ طُولُونَ بِـالْـمَعْرُوفِ فَأَمَرَ أَنْ يُلْقَى بَيْنَ يَدَيِ السَّبُعِ فَجَعَلَ السَّبُعُ يَشَمُّهُ وَلَا يَضُرُّهُ فَلَمَّا أُخْـرِجَ مِـنْ بَيْـنِ يَـدَيِ السَّبُـعِ قِيـلَ لَـهُ مَا الَّذِي كَانَ فِي قَلْبِكَ حِينَ شَمَّكَ السَّبُعُ؟ قَالَ كُنْتُ أَتَفَكَّرُ فِي اخْتِلَافِ النَّاسِ فِي سُؤْرِ السَّبُعِ وَلُعَابِهَا. ❷

❶ هدي الساري في مقدمة فتح الباري ج ١ ص ٦٦٤

❷ حلية الأولياء: ترجمة: بنان البغدادى، ج ١٠ ص ٣٢٤

لالچ دل سے علم کے نور کو نکال دیتی ہے

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اہل علم کون لوگ ہیں؟

الَّذِينَ يَعْمَلُونَ بِمَا يَعْلَمُونَ .قَالَ :فَمَا أَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوبِ الْعُلَمَاءِ؟ قَالَ :الطَّمَعُ. ❶

انہوں نے جواب دیا جو لوگ اپنے علم پر عمل کرتے ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا علماء کے دلوں سے علم کو کون سی چیز نکال دیتی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: طمع یعنی دنیا کی حرص اور لالچ۔

علماء کا اُمراء کے دروازے پر جانا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أُنَاسًا مِنْ أُمَّتِي سَيَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، وَيَقُولُونَ: نَأْتِي الْأُمَرَاءَ فَنُصِيبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ، وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِينِنَا، وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ، كَمَا لَا يُجْتَنَى مِنَ الْقَتَادِ إِلَّا الشَّوْكُ، كَذَلِكَ لَا يُجْتَنَى مِنْ قُرْبِهِمْ إِلَّا قَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، كَأَنَّهُ يَعْنِي الْخَطَايَا. ❷

میری امت کے کچھ لوگ عالم دین بنیں گے، اور کہیں گے ہم امراء کے پاس ان سے دنیا حاصل کرنے جاتے ہیں اور ان سے اپنے دین کو بچائے رکھتے ہیں، لیکن ایسا ممکن نہیں، جس طرح خار دار درختوں میں کانٹے سے بچنا ممکن نہیں ہے اسی طرح دنیا دار اور امراء کا قرب حاصل کرنے میں دین کی حفاظت مشکل ہے۔

---

❶ سنن الدارمي: كتاب العلم، باب صيانة العلم، ج ۱ ص ۴۷۲، رقم الحديث: ۶۰۴

❷ سنن ابن ماجه: باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ج ۱ ص ۹۳، رقم الحديث: ۲۵۵

ایک سطر کے اضافہ پر لاکھوں روپے کی مالیت کی پیشکش کو ٹھکرا دیا

امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو غالب تیانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) لغت میں امام تھے، روایتِ حدیث میں ثقہ تھے، پرہیزگار تھے، بہترین انسان تھے، ان کی ایک کتاب ہے لغت میں اختصار اور کثرت کے اعتبار سے ویسی کتاب نہیں لکھی گئی، مجھے ابن حزم نے بیان کیا کہ مجھے محمد بن فرضی نے بیان کیا کہ امیر مجاہد عامری نے ابو غالب کی طرف جب وہ مرسیہ شہر پر غالب ہوا، ایک ہزار دینار بھجوائے۔ اس شرط پر کہ اس کتاب کے حالات میں صرف اتنا جملہ اور بڑھا دو:

هَذَا الْكِتَابُ مِمَّا أَلَّفْتُهُ لِأَبِي الْجَيْشِ مُجَاهِدِ الْعَامِرِيِّ.

ترجمہ: کہ وہ اسباب جن کی وجہ سے میں نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے ان میں سے ایک سبب ابو الجیش مجاہد العامری بھی ہیں۔

تو امام تیانی رحمہ اللہ نے ان دیناروں کو واپس کر دیا اور اس جملے کا اضافہ نہ کیا اور فرمایا:

لَوْ بُذِلَتْ لِي الدُّنْيَا عَلَى ذَلِكَ مَا فَعَلْتُ، وَلَا اسْتَجَزْتُ الْكَذِبَ فَإِنِّي لَمْ أَجْمَعْهُ لَهُ خَاصَّةً. (۱)

اگر مجھ پر ساری دنیا بھی اس بارے میں نچھاور کر دی جائے تو بھی میں ایسا نہیں کروں گا میں جھوٹ لکھنے کو کبھی درست قرار نہیں دوں گا، کیونکہ میں نے اس کتاب کو اس کے لئے جمع نہیں کیا۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جبار بادشاہ قازان سے جرأت مندانہ تاریخی گفتگو

دوشنبہ ۳ ربیع الثانی ۶۹۹ھ کو مقام نبک میں اہل دمشق کے نمائندہ اور اسلام کے سفیر علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور تاتاریوں کے جبار بادشاہ قازان کی ملاقات ہوئی، شیخ کمال

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو غالب تمام بن غالب بن عمر، ج۱۷ ص ۵۸۵

الدین بن الانجا جو دمشق سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ساتھ گئے تھے، اور اس مجلس میں شریک تھے، اس ملاقات کا حال بیان کرتے ہیں۔

میں شیخ کے ساتھ اس مجلس میں موجود تھا، وہ سلطان (قازان) کو عدل وانصاف کی آیات واحادیث اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات واحکام سناتے تھے، ان کی آواز بلند ہوجاتی تھی، اور برابر سلطان کے قریب ہوتے جاتے تھے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے گھٹنے اس کے گھٹنے سے مل جائیں، سلطان کو اس سے کچھ ناگواری نہیں ہوئی، وہ بڑی توجہ سے کان لگائے ان کی گفتگو سن رہا تھا، اور ہمہ تن متوجہ تھا، اس پر ان کا رعب ایسا طاری تھا، اور وہ ان سے ایسا متاثر تھا کہ اس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ عالم کون ہے؟ میں نے ابھی تک ایسا شخص نہیں دیکھا اور نہ اس شخص سے زیادہ کوئی دلیر اور قوی القلب آج تک دیکھنے میں آیا، مجھ پر ابھی تک کسی کا ایسا اثر نہیں پڑا تھا، لوگوں نے ان کا تعارف کرایا، اور ان کے علمی اور عملی کمالات کا تذکرہ کیا۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے قازان سے کہا کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ تم مسلمان ہو اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھ قاضی، امام، شیخ اور مؤذن بھی رہا کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود تم نے ہم مسلمانوں پر حملہ کیا حالاں کہ تمہارے باپ اور دادا کافر ہونے کے باوجود ایسے اعمال سے محترز رہے، انہوں نے جو کچھ عہد کیا تھا وہ پورا کیا اور تم نے جو عہد کیا وہ توڑ دیا، اور جو کچھ کہا تھا اس کو پورا نہیں کیا اور بندگانِ خدا پر ظلم کیا۔

شیخ کمال الدین کہتے ہیں کہ ایسی گفتگو کرنے کے باوجود شیخ بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ واپس آئے، تاتاریوں کے ہاتھ میں مسلمان قید تھے، ان کی بڑی تعداد ان کی حسن سفارش سے چھوڑ دی گئی، شیخ کہا کرتے تھے کہ غیر اللہ سے تو وہ ڈرے گا جس کے دل میں کوئی بیماری ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کسی نے حکام سے اپنے اندیشہ اور خوف کا اظہار کیا، فرمایا کہ اگر تم تندرست ہوتے تو کسی سے نہ ڈرتے۔

ایک دوسرے ہمراہی قاضی القضاۃ ابوالعباس اتنا اور اضافہ کرتے ہیں:

اس مجلس میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کے سامنے کھانا رکھا گیا، اور سب شریک ہو گئے لیکن ابن تیمیہ رحمہ اللہ دست کش رہے، دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں نہیں شرکت کرتے؟ فرمایا کہ یہ کھانا کب جائز ہے؟ یہ تو غریب مسلمانوں کی بھیڑ بکریوں کے گوشت سے تیار کیا گیا ہے اور لوگوں کے درختوں کی لکڑی کے ایندھن سے پکایا گیا ہے، قازان نے ان سے دعا کی درخواست کی، شیخ نے ان الفاظ کے ساتھ دعا کی کہ خدایا اگر آپ کے نزدیک قازان کا اس جنگ سے مقصد تیرے کلمے کی بلندی اور جہاد فی سبیل اللہ ہے تو اس کی مدد فرما اور اگر سلطنت دنیا اور حرص وہوس ہے تو اس سے نمٹ لے، حیرت کی بات یہ ہے کہ شیخ دعا کر رہے تھے اور قازان آمین کہہ رہا تھا، ہمارا حال یہ تھا کہ ہم اپنے کپڑے سمیٹ رہے تھے کہ اب جلاد کو ان کی گردن مارنے کا حکم ہوگا، ان کے خون کے چھینٹے ہمارے دامن پر نہ آئیں۔

ابوالعباس کہتے ہیں کہ:

جب مجلس برخاست ہوئی اور ہم دربار کے باہر آئے تو ہم نے کہا کہ آپ نے تو ہماری ہلاکت میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی تھی، ہم اب آپ کے ساتھ نہیں جائیں گے، انہوں نے کہا کہ میں خود تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ چناں چہ ہم لوگ تو روانہ ہو گئے اور وہ ذرا ٹھہر کر واپس ہوئے، عوام وامراء کو جب اس واقعہ کی اطلاع اور ان کی موجودگی کا علم ہوا تو ہر طرف سے ہجوم گیا اور برکت وحسن اعتقاد میں چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا، اور وہ اس شان سے دمشق واپس ہوئے کہ تین سو (۳۰۰) سوار ان کی رکاب میں تھے۔

اس کے مقابلے میں ہم پر یہ گزری کہ ہم راستے میں تھے کہ ایک گروہ حملہ آوار ہوا اور اس نے ہمارے کپڑے اتار لئے۔ [1]

---

[1] تاریخ دعوت وعزیمت: ج ۲/ ص ۴۹ تا ۵۱

حضرت سلیم چشتی رحمہ اللہ کا سلاطین سے استغناء

حضرت سلیم چشتی رحمہ اللہ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ وہ پیر پھیلائے ہوئے بیٹھے تھے کہ بادشاہ مع وزیر کے آیا، بادشاہ کو دیکھ کر آپ اسی طرح بیٹھے رہے وزیر کو آپ کا یہ انداز گراں گزرا، اس نے کہا کہ حضرت پیر پھیلا کر بیٹھنا کب سے سیکھ لیا ہے، فرمایا کہ جب سے ہاتھ سمیٹ لیا ہے، اس کے بعد وزیر نے کہا کہ بادشاہ اولی الامر میں سے ہے اس کی تعظیم آپ کو کرنی چاہئے، فرمایا کہ بادشاہ تمہارے اولی الامر میں داخل ہوگا میرے تو غلام کا غلام ہے، وزیر نے کہا یہ کیسے؟ فرمایا کہ خواہشات نفس میرے غلام ہیں اور بادشاہ خواہشات نفس کا غلام ہے لہذا میرے غلام کا غلام ہوا۔ (۱)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا کمال استغناء اور قدموں میں مال وزر کا آنا

حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ بانی دارالعلوم دیوبند چھتہ کی مسجد میں تھے، شیخ الٰہی بخش صاحب میرٹھی جو لکھ پتی لوگوں میں سے تھے اور حضرت کے معتقد تھے ملنے کے لئے آئے اور بہت بڑا ہدیہ لے کر آئے، دو تھیلیاں جس میں اشرفیاں اور ہزاروں روپیہ کا مال تھا، مگر دل میں یہ سوچتے ہوئے آئے کہ آج حضرت کو اتنا بڑا ہدیہ دوں گا کہ اب تک کسی نے نہیں دیا ہوگا، تو اپنے ہدیہ کے اوپر ایک فخر کی کیفیت موجود تھی۔

مگر پیش اہل دل نگر دارید دل تا نہ باشد راز گماں بہ خجل

اہل اللہ کے سامنے دل تھام کے جانا چاہئے، اللہ تعالیٰ ان کے دل میں احساس پیدا کر دیتا ہے کہ فلاں کے دل میں کیا چیزیں کھٹک رہی ہے وہ علاج کرنا بھی جانتے ہیں، حضرت کے دل میں اس کا ادراک ہوا کہ ان کے دل میں فخر وناز کی کیفیت ہے، یہ بڑی چیز سمجھ رہے ہیں حضرت حجامت بنوا رہے تھے، اب وہ بیٹھ تو سکتے نہیں تھے جب تک کہ حضرت اجازت نہ دیدیں تو کھڑے رہے اور ہاتھ میں دو تھیلیاں ہیں ان میں وزن تھا، کھڑا ہوا نہیں

(۱) دعوت وعبدیت: ص ۸۳

جاتا تھا اور کپکپا رہے ہیں، حضرت ان کا علاج کرنا چاہتے ہیں تو حجامت بنواتے ہوئے چہرہ کو نیچے کردیا دیکھا ہی نہیں کون آیا، تجاہلِ عارفانہ کے طور پر پھر دائیں طرف کو منہ پھیرا تو وہ پشت کی طرف سے چکر کھا کر دائیں طرف آئے تو آہستہ سے بائیں طرف منہ پھیرلیا، پھر وہ ادھر کو آئے تو ادھر کو منہ کر پھیرلیا، غرض ان کو اسی طرح چکر دیئے یہاں تک کہ حضرت حجامت سے فارغ ہوگئے، تب ان کی طرف دیکھا، انہوں نے سلام عرض کیا، حضرت نے جواب دیا، رسمی مزاج پرسی کے بعد بیٹھ گئے اور وہ ہدیہ پیش کیا۔

حضرت نے فرمایا مجھے ضرورت نہیں ہے، انہوں نے کہا حضرت آپ کو ضرورت نہیں ہمیں پیش کرنے کی ضرورت ہے اگر حضرت قبول نہ فرمائیں یا حاجت مند نہ ہوں تو طلبہ میں تقسیم کردیں، فرمایا الحمدللہ! میری آمدنی ساڑھے سات روپیہ مہینے کی ہے اور میرے گھر کی تمام ضروریات اس میں پوری ہوجاتی ہیں، اگر کبھی روپیہ آٹھ آنہ بچ جاتا ہے تو میں پریشان رہتا ہوں کہ کہاں رکھوں گا، کس طرح حفاظت کروں گا، کیسے بانٹوں گا، میں حاجت مند نہیں ہوں آپ واپس لے جائیں، انہوں نے کہا حضرت طلبہ کو تقسیم کردیں، فرمایا کہ مجھے اتنی فرصت کہاں کہ میں طلبہ کو بانٹوں، آپ ہی جا کر تقسیم کردیں، غرض انہوں نے مختلف عنوانوں سے چاہا کہ قبول فرمادیں، مگر حضرت نے قبول نہیں فرمایا، لیکن اس زمانہ کے رئیس عزت دار تھے تو یہ غیرت آئی کہ یہ مال پھر اپنے گھر واپس کیسے لے جاؤں؟ تو وہاں سے اٹھے مسجد کی سیڑھیوں پر حضرت کی جوتیاں پڑی ہوئی تھیں، ان جوتیوں میں روپیہ بھر کر روانہ ہوگئے، حضرت اٹھے اور جوتیوں کی تلاش ہوئی جوتے نہیں ملے، ادھر ادھر سب جگہ دیکھا، حافظ انوار الحق صاحب حضرت کے خادم تھے انہوں نے دیکھا اور عرض کیا کہ حضرت کی جوتیاں روپیوں میں دبی ہوئی یہاں پڑی ہیں، فرمایا ''لا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ'' آئے آکر ان جوتیوں کو جھاڑا جیسے مٹی جھاڑ دیتے ہیں اور اس کے بعد جوتے پہن کر روانہ ہوگئے، وہ روپیہ مسجد کی سیڑھیوں پر پڑا رہا، حافظ انوار الحق صاحب ساتھ ساتھ تھے تھوڑی دور آگے

جا کر مسکرا کر دیکھا تو حافظ جی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: حافظ جی! دیکھا آپ نے دنیا ہم بھی کماتے ہیں اور دنیادار بھی کماتے ہیں، فرق اتنا ہے کہ دنیا ہماری جوتیوں میں آ کر گرتی ہے ہم ٹھوکریں مارتے ہیں، اور دنیا دار دنیا کی جوتیوں میں جا کے سر رگڑتے ہیں وہ ان کو ٹھوکریں مارتی ہے، تو کماتے ہم بھی ہیں اور دنیادار بھی اگر فرق ہے تو عزت اور ذلت کا، غناء اور احتیاج کا۔

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا بے نظیر استغناء

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کو ایک صاحب ملازم رکھنا چاہتے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ علمی لیاقت تو مجھ میں ہے نہیں اس لئے بڑا کام تو میں کر نہیں سکتا، البتہ قرآن پاک کی تصحیح کر لیا کروں گا۔ اس میں دس روپیہ ماہوار دے دیا کرو (اللہ اللہ کیا تواضع اور زہد ہے)۔ اسی زمانے میں ایک ریاست سے تین سو روپیہ ماہانہ کی نوکری آ گئی، مولانا جواب میں لکھتے ہیں کہ میں آپ کی یادآوری کا شکرگزار ہوں مگر مجھ کو یہاں دس روپے ملتے ہیں، پانچ روپے تو میرے اہل وعیال کے لئے کافی ہو جاتے ہیں اور پانچ بچ جاتے ہیں، آپ کے یہاں سے جو تین سو روپے ملیں گے ان میں سے پانچ روپے تو خرچ میں آئیں گے، آگے دوسو پچانوے جو بچیں گے میں ان کا کیا کروں گا، مجھ کو ہر وقت یہی فکر لگی رہی گی کہ ان کو کہاں خرچ کروں اس لئے معذور ہوں، غرض یہ کہ تشریف نہیں لے گئے۔ (1)

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا زہد و استغناء

امام ربانی قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے زہد و استغناء کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ افغانستان کے بادشاہ امیر حبیب اللہ نے اپنے سفیر کے ذریعہ آپ کی خدمت میں پانچ ہزار روپئے بھیجے اور یہ لکھا کہ ہر سال اتنی ہی رقم پیش کی جاتی رہے گی، لیکن حضرت نے کمال استغناء کا نمونہ پیش فرماتے ہوئے یہ نذرانہ

(1) حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص:۵۹

قبول نہیں کیا اور جواب لکھ دیا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور حق تعالیٰ نے مجھے بہت دے رکھا ہے، جمع کر کے کیا کروں گا اس لئے واپس کرتا ہوں کسی دوسرے مصرف خیر میں خرچ کر دیا جائے۔ (1)

حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا اگر بیان بدلا تو ایمان بدل جائے گا

آپ کی زندگی کا سب سے اہم مقدمہ جو کراچی کی عدالت خالق دینا ہال میں منعقد ہوا جو رہتی دنیا تک آزادی کے علم برداروں کے لئے نشان راہ ہے۔ اس مقدمہ کی بنیاد وہ فتویٰ تھا جو مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے ہندوستانی فوج کے نام جاری کیا تھا کہ انگریزی فوج میں بھرتی ہونا، اس کی حمایت میں لڑنا، اس کی ترغیب دینا سب از روئے شریعت حرام ہے۔

انگریزی حکومت میں اس فتویٰ نے تہلکہ مچا دیا تھا اور قریب تھا کہ پورا ہندوستان بغاوت پر اتر آئے، کراچی کی مذکورہ عدالت میں جب اس فتویٰ کے خلاف آپ پر مقدمہ چلا تو پانچ سو علماء کے اجتماع میں انگریز جج مولانا مدنی رحمہ اللہ سے فتویٰ کے متعلق استفسار کرنے لگا۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے نہایت جرأت اور بے مثال حق گوئی سے فرمایا کہ فتویٰ میں نے دیا ہے اور جب تک میری رگوں میں خون دوڑتا رہے گا، اس وقت تک اس کی اشاعت اور صداقت کا اعلان جاری رہے گا۔

مولانا محمد علی جوہر وہاں موجود تھے، بے ساختہ اٹھے اور مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے قدم چوم لئے، انہوں نے کہا، خدارا آپ بیان بدل دیں، ورنہ پھانسی کی سزا ہوگی اور اس وقت آپ کی سارے ملک کو ضرورت ہے۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے جواب دیا اے جوہر! اگر بیان بدلا تو ایمان بدل جائے گا۔

---

(1) بیس بڑے مسلمان: ص ۲۱۲

بس پھر کیا تھا، سارا حال فرط عقیدت میں بے خود ہوئے جاتا ہے۔ چند دنوں بعد کراچی کی خلافت کانفرنس میں مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
شہید ناز کی تربت کہاں ہے ❶

ادب واحترام

ادب کی اہمیت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَأَدَّبُوا ثُمَّ تَعَلَّمُوا.

پہلے ادب سیکھو پھر علم سیکھو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

میرے پاس ایسے شخص کا ذکر آئے جسے اولین وآخرین کا علم ہو مگر وہ آداب نفس سے کورا ہو تو مجھے اس کی ملاقات میسر نہ ہونے پر کبھی افسوس نہیں ہوتا، اور جب کبھی سننے میں آتا ہے کہ فلاں شخص آداب نفس کا حامل ہے تو اس کی ملاقات نصیب نہ ہونے پر افسوس ہوتا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا: ہمیں زیادہ علم حاصل کرنے کے مقابلے میں تھوڑا سا ادب حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ایک روز بیت الخلاء میں تشریف لے گئے، اندر جا کر نظر پڑی کہ انگوٹھے کے ناخن پر ایک نقطہ روشنائی کا لگا ہوا ہے، جو عموماً لکھتے وقت قلم کی روانی دیکھنے کے لئے لگا لیا جاتا تھا، فوراً گھبرا کر باہر آگئے اور دھونے کے بعد تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس نقطہ کو علم کے ساتھ ایک تلبّس ونسبت ہے، اس لئے بے ادبی معلوم ہوئی

❶ یورپ کے سنگین مجرم: ص ۶۹

کہ اس کو بیت الخلاء میں پہنچاؤں۔ ①

اہمیت ادب کے عنوان پر دنیا کی مختلف زبانوں میں اشعار کا بڑا ذخیرہ موجودہ ہے، یہاں پر مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر عربی فارسی اور اردو زبان کا ایک ایک شعر درج کیا جاتا ہے:

أَدِّبُوا النَّفْسَ أَيُّهَا الْأَصْحَابُ طُرُقُ الْعِشْقِ كُلُّهَا آدَابُ

اے دوستو! اپنے آپ کو آداب سکھاؤ اس لئے کہ عشق کے سب طریقے ادب ہی ادب ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از لطف رب

ہم اللہ تعالی سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں اس لئے بے ادب اللہ تعالی کی مہربانیوں سے محروم رہتا ہے۔

خاموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

کتابوں کا ادب

جن کتابوں سے علم حاصل کیا جاتا ہے ان کا ادب بھی انتہائی ضروری ہے، بزرگان دین ارشاد فرماتے ہیں:

جب تک تم علم حاصل کرو ان تین چیزوں کا خیال رکھو ورنہ علم کی منزل کو نہ پاسکو گے:

۱......جس استاذ سے علم حاصل کرو اس کا ادب کرو۔

۲......جس جگہ علم حاصل کرو اس جگہ کا ادب کرو۔

۳......جس کتاب سے علم حاصل کرو اس کا ادب کرو۔

① مجالس حکیم الامت: علم دین کا بے مثال ادب، ص ۲۶۳

جس طرح استاذ کا ادب واحترام اوران کی مسند کا ادب ضروری ہے، اسی طرح ان کتابوں کا بھی ادب واحترام لازمی ہے کہ جس سے علم حاصل کیا جائے۔

ہمارے اسلاف کو کتابوں کے ادب کا کس قدر اہتمام تھا چند اقوال وواقعات ملاحظہ کیجئے:

شیخ الاسلام برہان الدین زرنوجی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ایک صاحب کتاب کے اوپر دوات رکھنے کے عادی تھے، تو ہمارے شیخ نے فرمایا: تم اپنے علم سے ہرگز فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ❶

ایک عالم نے اپنے دو طالب علموں کو دو حال میں پایا، ایک تکیہ کا سہارا لئے مطالعہ کر رہا تھا اور دوسرا مستعد بیٹھا کتاب دیکھنے میں مشغول تھا اور کچھ لکھتا بھی جاتا تھا، جوہر شناس استاذ نے یہ ماجرا دیکھ کر اول کی نسبت فرمایا:

إِنَّهُ لَا يَبْلُغُ دَرَجَةَ الْفَضْلِ.

ترجمہ: یہ فضیلت کے درجہ کو نہ پہنچے گا۔

اور دوسرے کے متعلق فرمایا:

سَيَحْصُلُ الْفَضْلُ وَيَكُوْنُ لَهُ شَأْنٌ فِي الْعِلْمِ. ❷

ترجمہ: یہ عنقریب فضل حاصل کرے گا اور اس کے لئے علم میں ایک بڑی شان ہوگی۔

حضرت یوسف بن حسین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ادب سے علم سمجھ میں آتا ہے اور علم سے عمل کی تصحیح ہوتی ہے اور عمل سے حکمت حاصل ہوتی ہے۔

۱...... کتابوں پر کچھ تحریر نہ کریں، ہاں ضرورتاً نام لکھ سکتے ہیں۔

۲...... دورانِ سبق کتابوں پر ٹیک نہ لگائیں۔

❶ تعليم المتعلم: فصل في تعظيم العلم وأهله، ص۲۷

❷ تعليم المتعلم: فصل في تعظيم العلم وأهله، ص۲۷

۳...... کتابوں کی طرف ہرگز پاؤں نہ پھیلائیں۔

۴...... کتابوں پر اسٹیکر وغیرہ لگانے سے گریز فرمائیں۔

۵...... دائیں ہاتھ سے کتاب اور بائیں ہاتھ سے چپل اٹھائیں۔

۶...... کتابوں کی ترتیب کا حاصل خیال رکھیں، مثلاً منطق ونحو اور دیگر کتابوں کو حدیث، اصول فقہ کے اوپر اور ان تمام کتابوں کو ترجمہ والے قرآن پر اور یہ تمام کتابیں اور ترجمہ والا قرآن، قرآن پر مت رکھیں۔

۷...... کتاب ادب کے ساتھ اٹھائیں۔

۸...... کتاب دیں تو پھینک کر نہ دیں، یہ کتاب کی بے ادبی ہے۔

۹...... طالب علم کسی کتاب کو بغیر طہارت نہ چھوئے۔

۱۰...... کتابوں کے اوپر پھلانگنا سخت بے ادبی ہے۔

۱۱...... تفسیر وحدیث یا کوئی بھی دینی کتاب کھول کر فضول باتیں کرنے سے گریز کریں۔

۱۲...... کتابوں کو فرش پر رکھنا، جبکہ نیچے کوئی چیز نہ ہو بے ادبی ہے۔

طالب علم کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ اساتذہ کی تعظیم اور احترام کرے، اسی طرح اسے چاہئے کہ دینی کتابوں کی عظمت بھی اس کے دل میں ہو۔

حسن ادب ہنر مند طالب علم کا زیور ہے

بلاشبہ وہ اہم ترین بات جس کی طرف ایک ذہین اور ذکی طالب علم کو اپنی چڑھتی جوانی میں سبقت حاصل کرنی چاہئے اور نفس کو اس کے حصول میں تھکا دینا چاہئے وہ حسنِ ادب ہے، جو بہترین کردار ہے، جس کی عمدگی کی شہادت شریعت، عقل اور سلف صالحین نے دی ہے، چنانچہ فرمایا حسنِ ادب ایک ہنر مند طالب علم کا زیور ہے جس کے ذریعے وہ پروان چڑھتا ہے اور بلندی کے مقامات طے کرتا ہے، اسی حسن ادب کی بناء پر علم میں نور پیدا ہوتا

ہے، پختگی اور وسعت پیدا ہوتی ہے:

مَا وَصَلَ مَنْ وَصَلَ إِلَّا بِالْحُرْمَةِ وَمَا سَقَطَ مَنْ سَقَطَ إِلَّا بِتَرْكِ الْحُرْمَةِ.

ترجمہ: جو بھی بلندیوں تک پہنچا حسنِ ادب کی وجہ سے پہنچا اور بلندیوں سے جو بھی گرا ترکِ ادب کی وجہ سے گرا۔

معلوم ہوا حسنِ ادب ہی اصل چیز ہے جس کی وجہ سے طالب علم کے علم میں نور پیدا ہوتا ہے، اسی بناء پر وہ بلندیوں کا سفر طے کرتا ہے جہاں ہر کس و ناکس کی رسائی ممکن نہیں۔

محض پڑھنے پڑھانے سے علم تو حاصل ہو جاتا ہے مگر علم کا نور حاصل نہیں ہوتا، علم کا نور تو اساتذہ اور کتابوں کے ادب سے حاصل ہوتا ہے۔ [1]

امام مالک رحمہ اللہ اور حدیث کا ادب واحترام

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) ہم لوگوں کو حدیث پڑھا رہے تھے، ایک بچھو نے (جو ان کے کپڑے میں کسی طرح گھس گیا) سولہ دفعہ ڈسا، امام مالک رحمہ اللہ کا چہرہ ہر دفعہ ڈسنے پر متغیر ہو کر زرد پڑ جاتا تھا، لیکن حدیث جس طرح بیان کر رہے تھے کرتے رہے، درمیان میں اس سلسلہ کو نہ توڑا، جب درس ختم ہو گیا اور لوگ ادھر ادھر ہو گئے، تب میں نے عرض کیا، آج آپ کا یہ کیا حال ہو رہا تھا؟ تب وجہ بیان کی اور فرمایا کہ ''إِنَّمَا صَبَرْتُ إِجْلَالًا لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے احترام میں صبر وضبط کئے میں بیٹھا رہا۔ [2]

---

[1] تعليم المتعلم: فصل في تعظيم العلم وأهله، ص ٢١ [2] ترتيب المدارك: ترجمة: مالك بن أنس، باب صفة مجلس مالك للعلم، ج ٢ ص ١٦

امام مالک رحمہ اللہ علم دین کی بے حد تعظیم وتوقیر فرمایا کرتے تھے، جب کوئی حدیث بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے وضو کرتے، مجلس درس کے صدر مقام پر تشریف رکھتے، ڈاڑھی کے بالوں میں کنگھی کرتے، خوشبو لگاتے، پروقار بیٹھتے، پھر حدیث بیان فرماتے، لوگوں نے اس اہتمام حدیث سے متعلق استفسار کیا، تو فرمایا کہ میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتا ہوں:

كان مالك إذا جلس للحديث توضأ وجلس على صدر فراشه وسرح لحيته وتمكن في جلوسه بوقار وهيبة ثم حدث فقيل له في ذلك، فقال أحب أن أعظم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم. ❶

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور کتابوں کا ادب

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں کتاب کو اپنے تابع نہیں کرتا، بلکہ خود ہی ہمیشہ کتاب کے تابع ہو کر مطالعہ کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ سفر وحضر میں کبھی نہیں دیکھا گیا کہ لیٹ کر مطالعہ کر رہے ہوں، بلکہ کتاب کو سامنے رکھ کر مؤدب انداز سے بیٹھتے، گویا شیخ کے آگے بیٹھے ہوئے استفادہ کر رہے ہوں۔

یہ بھی خود ارشاد فرمایا: میں نے سات سال کی عمر کے بعد دین کی کسی کتاب کو وضو کے بغیر ہاتھ نہیں لگایا۔ ❷

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ اور کتابوں کا ادب

حکیم الامت تھانوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۶۲ھ) کے یہاں کمرے میں ایک کھونٹی تھی، جس پر پرانے کپڑے ٹانگ دیا کرتے تھے، کبھی کبھی اوروں سے بھی یہ کام لے لیا

❶ ترتيب المدارك: ترجمة: مالك بن أنس، باب صفة مجلس مالك للعلم، ج ۲ ص ۱۵ ❷ نقشِ دوام: کتاب کا احترام، ص ۱۱۵

کرتے تھے، مگر جب کسی اور سے یہ کام لیتے تو ہدایت فرماتے کہ دیکھ لینا تپائی کے اوپر کوئی کتاب تو نہیں رکھی ہے؟ کہ کبھی پرانے کپڑے اوپر ہو جائیں اور کتابیں نیچے رہ جائیں۔ ❶

حسنِ ادب پر ایک ہزار دینار کا انعام

ایک مرتبہ عبداللہ بن عامر بن کریز رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸ھ) مسجد سے واپس گھر جا رہے تھے، راستے میں ایک لڑکا ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا، عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ نے کہا تجھے مجھ سے کوئی کام ہے، اس نے عرض کیا نہیں بلکہ میں نے دیکھا کہ آپ تنہا جا رہے ہیں اس خیال سے آپ کے ساتھ ہولیا کہ خدانخواستہ آپ کو کوئی بری بات پیش آئے تو میں اُسے اپنے اوپر لوں اور آپ کی حفاظت کروں، عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اسے توصیفی کلمات کے ساتھ ایک ہزار دینار عطا کئے کہ تیرے بڑوں نے تجھے حسنِ ادب کے زیور سے آراستہ کیا ہے۔ ❷

❶ ملفوظات فقیہ الامت: ج ۱ ص ۶۸ ❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل و ذم حب المال، ج ۳ ص ۲۴۹

تقویٰ کی تعریف، اہمیت، فوائد و ثمرات اور واقعات

تقویٰ کی لغوی تعریف

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) متقی کی لغوی تعریف یوں فرماتے ہیں:
اَلْـمُتَّـقِـی فِـی الـلُّـغَةِ اِسْمُ فَاعِلٍ مِنْ قَوْلِهِمْ وَقَاهُ فَاتَّقٰی، وَالْوِقَایَةُ فَرْطُ الصِّیَانَةِ. ❶

ترجمہ: لغت میں متقی باب اتقاء (افتعال) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جو انتہائی حفاظت کرنے والے پر بولا جاتا ہے۔

تقویٰ کی اصطلاحی تعریف کے متعلق سلف کے اقوال

علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) تقویٰ کی شرعی تعریف نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وَقَالَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ: اَلتَّقْوٰی تَرْکُ الْإِصْرَارِ عَلَی الْمَعْصِیَةِ، وَتَرْکُ الْاِغْتِرَارِ بِالطَّاعَةِ، قَالَ الْحَسَنُ: اَلتَّقْوٰی أَن لَّا تَخْتَارَ عَلَی اللّٰهِ سِوَی اللّٰهِ، وَتَعْلَمَ أَنَّ الْأُمُورَ کُلَّهَا بِیَدِ اللّٰهِ، وَقَالَ إِبْرَاهِیمُ بْنُ أَدْهَمَ: اَلتَّقْوٰی أَنْ لَا یَجِدَ الْخَلْقُ فِی لِسَانِکَ عَیْبًا، وَلَا الْمَلَائِکَةُ فِی أَفْعَالِکَ عَیْبًا وَلَا مَلِکُ الْعَرْشِ فِی سِرِّکَ عَیْباً، وَقَالَ الْوَاقِدِیُ: اَلتَّقْوٰی أَنْ تُزَیِّنَ سِرَّکَ لِلْحَقِّ کَمَا زَیَّنْتَ ظَاهِرَکَ لِلْخَلْقِ، وَیُقَالُ: اَلتَّقْوٰی أَنْ لَّا یَرَاکَ مَوْلَاکَ حَیْثُ نَهَاکَ، وَیُقَالُ: اَلْمُتَّقِی مَنْ سَلَکَ سَبِیلَ الْمُصْطَفٰی، وَنَبَذَ الدُّنْیَا وَرَاءَ الْقَفَا، وَکَلَّفَ نَفْسَهُ الْإِخْلَاصَ وَالْوَفَا، وَاجْتَنَبَ الْحَرَامَ وَالْجَفَا.

ترجمہ:۱...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اطاعت گزاری کرتے ہوئے دھوکہ بازی کو ترک کرنے اور گناہوں پر اصرار کرنے سے باز آنے کا نام تقویٰ ہے۔

۲... حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اس کے

❶ التفسیر الکبیر: سورۃ البقرۃ آیت نمبر۲ کے تحت، ج ۲ ص ۲۶۸

علاوہ کسی کو فضیلت نہ دی جائے، اور یقین رکھا جائے کہ تمام کے تمام معاملات صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

۳......حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ اس چیز کا نام ہے کہ لوگ تیری زبان پر کوئی عیب نہ پائیں، فرشتے تیرے ظاہر (اعمال ظاہر) میں عیب نہ پائیں اور عرش عظیم کا مالک (اللہ تعالی) تیرے باطن میں کوئی عیب نہ دیکھے۔

۴......علامہ واقدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تقویٰ یہ ہے کہ اپنے باطن کو حق تعالیٰ کے سامنے اس طرح خوبصورت کر کے پیش کرو جس طرح اپنے ظاہر کو مخلوق کے سامنے مزین کر کے پیش کرتے ہو۔

۵......ایک قول یہ بھی ہے، تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مالک تجھے ان کاموں کو کرتے نہ دیکھے جن سے اس نے تجھے منع کیا ہے۔

۶......اور متقی کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلے، اور دنیا کو اپنے پشت پیچھے ڈال دے، اور اپنے آپ کو اخلاص و وفاداری پر آمادہ و تیار کرے، اور حرام کاری و بداخلاقی سے اجتناب کرے۔ ❶

۷......علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) تقویٰ کا شرعی معنی ان الفاظ سے بیان فرماتے ہیں:

وَشَرْعًا صِيَانَةُ الْمَرْءِ نَفْسَهُ عَمَّا يَضُرُّ فِي الْآخِرَةِ. ❷

ترجمہ: شریعت کے مطابق اپنے آپ کو آخرت میں نقصان دہ چیزوں سے محفوظ رکھنے والا متقی کہلاتا ہے۔

تقویٰ کی حقیقت

تقویٰ کا استعمال شریعت میں دو معنی میں ہوتا ہے ایک ڈرنا، دوسرا بچنا، اور تامل

❶ التفسیر الکبیر: سورة البقرة آیت نمبر۲ کے تحت، ج ۲ ص ۲۶۸

❷ روح المعانی: سورة البقرة آیت نمبر۲ کے تحت، ج ۱ ص ۱۱۱

کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود تو بچنا ہی ہے یعنی معاصی سے مگر سبب اس کا ڈرنا ہے، کیونکہ جب کسی چیز کا خوف دل میں ہو تب ہی اس سے بچا جاتا ہے، پس تقوی کا مفہوم ہوا تمام ظاہری باطنی گناہوں سے بچنا اور وہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ معاصی سے بچا جائے اور مامورات کو بجالایا جائے کیونکہ ترک مامور بہ بھی معصیت ہے، لہٰذا طالب علم کو تمام معاصی سے پرہیز کرنا چاہئے اور مامورات کو بجالانے کی کوشش کرنا چاہئے۔

بالخصوص آنکھ، کان، زبان اور دماغ ان چاروں اعضاء کے غلط استعمال سے حتی الامکان بچے کہ یہ چاروں علم کے ذرائع ہیں اور انہی راستوں سے علم کا نور اندر داخل ہوتا ہے، لہذا ان کو پاک صاف رکھے کہ جب یہ گندے ہوں گے تو علم کا وہ نور جو معرفت الٰہیہ اور تعلق مع اللہ کا ذریعہ ہوگا اندر داخل نہیں ہوسکتا اور علم صحیح طریقہ پر محفوظ نہیں رہ سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تقوی کسے کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ کبھی خاردار جھاڑی والے راستہ پر چلے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! دریافت کیا کیسے چلے؟ فرمایا: دامن سمیٹ کر کپڑوں اور بدن کو پورے طور پر بچا کر کہ کہیں کوئی کانٹا کپڑے یا بدن پر نہ لگ جائے، فرمایا: یہی تقوی ہے:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ التَّقْوٰى فَقَالَ لَهُ: أَمَا سَلَكْتَ طَرِيقًا ذَا شَوْكٍ؟ قَالَ بَلٰى، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ؟ قَالَ: شَمَّرْتُ وَاجْتَهَدْتُ، قَالَ: فَذٰلِكَ التَّقْوٰى. ❶

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کے اشعار ہیں:

رَأَيْتُ الذُّنُوبَ تُمِيتُ الْقُلُوبَ وَيُورِثُكَ الذُّلَّ إِدْمَانُهَا
وَتَرْكُ الذُّنُوبِ حَيَاةُ الْقُلُوبِ وَخَيْرٌ لِنَفْسِكَ عِصْيَانُهَا ❷

ترجمہ: گناہوں سے دل مرجاتے ہیں اور گناہ کی زندگی ذلت لاتی ہے اور گناہوں

❶ تفسير ابن كثير: سورة البقرة آیت نمبر ۲ کے تحت، ج ۱ ص ۷۵ ❷ جامع بيان العلم وفضله: باب ذم العالم على مداخلة السلطان الظالم، ج ۱ ص ۶۳۷، رقم: ۱۱۰۰

سے اجتناب میں دلوں کی زندگی ہے، نفس کی مخالفت ہی میں بھلائی ہے۔

حصولِ علم کے دوران تقویٰ کو زادِراہ بنائیں

وَمَن يَّذُقْ طَعْمَ الْحَيَاةِ فَإِنِّي أُخْبِرُتُهَا ۔۔۔ وَسِيقَ إِلَيَّ عَذْبُهَا وَعَذَابُهَا

وَمَا هِيَ إِلَّا جِيفَةٌ مُسْتَحِيلَةٌ ۔۔۔ عَلَيْهَا كِلَابٌ هَمُّهُنَّ اجْتِذَابُهَا

فَإِنْ تَجْتَنِبْهَا عِشْتَ سِلْمًا لِأَهْلِهَا ۔۔۔ وَإِنْ تَجْتَذِبْهَا نَازَعَتْكَ كِلَابُهَا

اور جو کوئی زندگی کا مزہ چکھے میں اُسے بتانا چاہتا ہوں، میرے لئے اس کے خوشگوار اور ناخوشگوار ہر طرح کے حالات مہیا کئے گئے، دنیا ایک لا حاصل مردار کے سوا کچھ بھی نہیں، جس پر مسلط کتے اسے نوچ رہے ہیں، اگر تم ان سے دور ہو گے تو سلامت رہو گے، اور اگر تم بھی اس کو کھینچو گے تو تمہارے ساتھ کتوں کی لڑائی ہو گی۔

تَزَوَّدْ مِنَ التَّقْوَى فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي ۔۔۔ إِذَا جَنَّ لَيْلٌ هَلْ تَعِيشُ إِلَى فَجْرٍ؟

فَكَمْ مِنْ صَحِيحٍ مَاتَ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ ۔۔۔ وَكَمْ مِنْ عَلِيلٍ عَاشَ حِينًا مِنَ الدَّهْرِ

وَكَمْ مِنْ صَبِيٍّ يُرْتَجَى طُولَ عُمْرِهِ ۔۔۔ وَقَدْ نُسِجَتْ أَكْفَانُهُ وَهُوَ لَا يَدْرِي

وَكَمْ مِنْ عَرُوسٍ زَيَّنُوهَا لِزَوْجِهَا ۔۔۔ وَقَدْ قُبِضَتْ رُوحَاهُمَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ

تقویٰ کا زادِراہ اختیار کیجئے، کیونکہ آپ نہیں جانتے کہ جب رات چھا جائے تو کیا صبح تک زندہ رہیں گے؟ کتنے ہی تندرست لوگ بغیر کسی بیماری کے مر گئے، اور کتنے ہی مریض ایک لمبے زمانہ تک زندہ رہے، اور کتنے ہی بچے جن سے لمبی عمر کی امید وابستہ ہے، اور ان کے لئے کفن تیار ہو چکے ہیں، اور وہ جانتے نہیں، کتنی ہی دلہنیں ان کے شوہروں کے لئے سجائی گئی ہیں، مگر لیلۃ القدر میں ان دونوں کی روحیں قبض ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

انسان تقویٰ کی حیثیت کو کب پا سکتا ہے

لَا يُصِيبُ رَجُلٌ حَقِيقَةَ التَّقْوَى حَتَّى يُحِيلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَرَامِ حَاجِزًا مِنَ الْحَلَالِ وَحَتَّى يَدَعَ الْإِثْمَ وَمَا تَشَابَهَ مِنْهُ. [1]

[1] حلية الاولياء: ترجمة سفيان بن عيينة، ج ٧ ص ٢٨٨

کوئی آدمی اس وقت تک تقویٰ کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک اس میں دو باتیں نہ ہوں، پہلی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اور حرام چیز کے درمیان حلال امور کی دیوار کھڑی کردے (یعنی حلال مال کے ذریعے حرام مال کو روک دے) اور دوسری بات یہ کہ وہ چھوٹے گناہوں کو بھی چھوڑ دے اور جس چیز میں گناہ کا شبہ ہو اسے بھی چھوڑ دے۔

أَبُو مُوسَى إِسْرَائِيلُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ الذَّنْبَ فَمَا يَزَالُ بِهِ كَئِيبًا. [1]

ابوموسیٰ اسرائیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو بندہ گناہ کرتا ہے وہ اس گناہ کی وجہ سے ہمیشہ مغموم اور پریشان رہتا ہے۔

تقویٰ کی اہمیت قرآنِ کریم کی روشنی میں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں کئی مقامات پر ایمان والوں کو مخاطب کر کے تقویٰ کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. (آل عمران: ۱۰۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جس طرح اُس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہیں موت صرف اور صرف مسلمان ہونے کی حالت میں آنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب اور گزشتہ قوموں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ. (المائدة: ٦٥)

ترجمہ: اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے، اور تقویٰ اختیار کرتے تو یقیناً ہم ان کے گناہوں کو مٹا دیتے، اور یقیناً ہم ان کو نعمتوں والی جنتوں میں داخل کر دیتے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] حلية الاولياء: ترجمة سفيان بن عيينة، ج ٧ ص ٢٨٨

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (الأعراف: ۹۶)

ترجمہ: اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے، تو یقیناً ہم ان پر آسمان وزمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے، لیکن انہوں نے جھٹلا دیا، تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ. (الزمر: ۱۰)

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے، اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو، اپنے رب سے ڈرو، جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے، اور اللہ کی زمین وسیع ہے، بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا۔

قرآن کریم متقین کے لئے ہدایت ہے:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ. (البقرة: ۲،۳)

ترجمہ: اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے، اس میں متقین کے لئے ہدایت ہے۔ (متقین وہ لوگ ہیں) جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔

ایک مقام پر رب العالمین نے اسلام لانے کے حکم کے بعد نماز کے ذریعے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ وَهُوَ الَّذِيْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ. (الأنعام: ۷۱، ۷۲)

ترجمہ: آپ فرما دیجیے! بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے، اور ہمیں حکم دیا گیا ہے ہم تمام جہانوں کے پالنے والے کے مطیع وفرماں بردار بن جائیں، اور یہ کہ نماز قائم کرو، اور اس کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور وہی ذات ہے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں روزے کی فرضیت کے احکام صادر فرما کر اس کا مقصود تقویٰ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (البقرة: ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کر دیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

قربانی کا خون اور گوشت اللہ کو قطعاً نہیں پہنچتا، کیوں کہ وہ تو ہر چیز سے بے پرواہ اور بے نیاز ہے، اور وہ تو تمہاری نیت، تمہارے اخلاص اور تقویٰ کو دیکھتا ہے کہ کیا تم نے اس کی رضا اور خوشنودی کی خاطر یہ کام کیا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ. (الحج: ۳۷)

ترجمہ: اللہ کو تو ان ذبح کیے گئے جانوروں کا نہ گوشت پہنچتا ہے، اور نہ ان کا خون، لیکن اسے تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔

تقویٰ کی اہمیت احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے:

اِتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ. [1]

[1] سنن الترمذی، أبواب السفر، باب ما ذكر في فضل الصلاة، باب منه، ج ۲ ص ۵۱۶، رقم الحديث: ۶۱۶

ترجمہ: تم اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو، پانچ نمازیں ادا کرو، مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو، اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو۔ تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور تونگری کا سوال کرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا. ❷

ترجمہ: اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما، اور اسے پاک کر دے تو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا نگران اور مددگار ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى. ❸

ترجمہ: اے اللہ! ہم اپنے سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں، اور اس عمل کی توفیق مانگتے ہیں جو تجھے پسند ہے۔

تقویٰ کے فوائد وثمرات دنیا وآخرت میں

ا......تقویٰ سے حاصل ہونے والی برکات میں سے ایک عظیم برکت یہ ہے کہ اللہ

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم یعمل، ج۴ ص۲۰۸۵، رقم الحدیث: ۲۷۲۱ ❷ صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل...... الخ، ج۴ ص۲۰۸۸، رقم الحدیث: ۲۷۲۲

❸ صحیح مسلم: کتاب الحج، باب ما یقول إذا رکب إلی سفر الحج وغیرہ، ج۲ ص۹۷۸، رقم الحدیث: ۱۳۴۲

رب العزت متقی شخص کے لئے معاملات میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا. (الطلاق: ۴)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے لئے اس کے معاملات میں آسانی پیدا فرما دے گا۔

۲......اہل تقویٰ کے لئے انعاماتِ الٰہی میں سے ایک انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو متقین کے لئے دشمنوں کی گھناؤنی چالوں اور سازشوں سے بچنے کے لئے آلہ کار بتلایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ. (آل عمران: ۱۲۰)

ترجمہ: اور اگر تم صبر کرو، اور تقویٰ اختیار کرو تو ان (دشمنوں) کی کوئی چال تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ بے شک اللہ ان کے اعمال کا احاطہ کرنے والا ہے۔

۳......تقویٰ اختیار کرنے سے انسان کو رزق وہاں سے ملنے لگ جاتا ہے کہ جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. (الطلاق: ۲،۳)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لئے راستہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

۴......تقویٰ اختیار کرنے کے فوائد وثمرات میں سے ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت متقین کو پہنچنے والے مصائب وآلام سے نکلنے کی کوئی راہ نکال دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ. (الطلاق: ۳)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ اس کے لئے راہ نجات نکال دیتا ہے۔

۵.....تقویٰ اختیار کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت انسان کو حق اور باطل میں فرق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. (الأنفال: ۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تمہیں فیصلہ کرنے کی بصیرت عطا فرمائے گا، اور تمہاری خطاؤں کو مٹا کر تمہیں معاف فرمادے گا اور اللہ بہت فضل والا ہے۔

۶ ...... دنیا میں اہل تقویٰ پر رب العالمین کی جانب سے نازل ہونے والے انعامات میں سے ایک انعام یہ بھی ہے کہ رب العالمین نے تقویٰ اختیار کرنے کے نتیجے میں گناہوں کی بخشش اور معافی کا اعلان فرمادیا ہے، اور اس کے ساتھ ان گناہوں کی پردہ پوشی کا وعدہ بھی فرمایا ہے جن کا وہ مرتکب ہوا تھا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. (الأنفال: ۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تمہیں فیصلہ کرنے کی بصیرت عطا فرمائے گا، اور تمہاری خطاؤں کو مٹا کر تمہیں معاف فرمادے گا اور اللہ بہت فضل والا ہے۔

۷.....انسانی فطرت ہے کہ وہ اپنے آپ کو معزز سے معزز تر بنانے کی کوشش کرتا ہے، افضل سے افضل تر بننے کی جد و جہد میں مگن رہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایسے کام

کرتا ہے، جن کے کرنے سے لوگوں میں اس کا مقام ومرتبہ دوبالا ہو سکے۔ ہر ممکن ایسے فعل سے گریز کرتا ہے جس سے لوگوں کے درمیان اس کے مقام ومرتبہ پر برے اثرات مرتب ہوں۔

اللہ رب العزت متقین کو دنیا کا معزز ترین انسان قرار دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ. (الحجرات: ۱۳)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد وعورت سے پیدا کیا، اور ایک دوسرے کے تعارف کے لئے تمہیں مختلف خاندانوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ آدمی ہے جو سب سے زیادہ (اللہ سے) ڈرنے والا ہو۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے، خوب خبر رکھنے والا ہے۔

۸...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حجۃ الوداع'' کے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى. [1]

ترجمہ: اے لوگو! تمہارا رب ایک (اللہ) ہے، اور تم سب کا باپ بھی ایک (سیدنا آدم علیہ السلام) ہے۔ خبردار! تم میں سے کسی عربی کو عجمی پر، اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اور نہ کسی سیاہ کو سرخ پر اور نہ سرخ کو سیاہ پر کوئی فضیلت حاصل ہے، مگر تقویٰ کے ساتھ۔

۹...... قرآن حکیم میں بار بار اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے بہترین انجام کار صرف متقین کے لئے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

[1] مسند أحمد: ج۳۸ ص ۴۷۴، رقم الحديث: ۲۳۴۸۹

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ. (القصص: ۸۳)

ترجمہ: یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے مقرر کردیتے ہیں، جو زمین میں نہ تو بڑائی کی چاہت رکھتے ہیں اور نہ فساد کرتے ہیں۔ اور بہترین انجام متقین کے لئے ہے۔

۱۰..... تقویٰ کے فوائد میں سے آخرت میں حاصل ہونے والا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اللہ رب العالمین متقین کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرمالیں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا، ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا. (مریم: ۷۱، ۷۲)

ترجمہ: اور تم میں سے ہر شخص اس جہنم پر سے ضرور گزرے گا، یہ آپ کے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔ پھر ہم تقویٰ اختیار کرنے والوں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو گھٹنوں کے بل گرا کر اس میں چھوڑ دیں گے۔

یہاں پر جہنم کے اوپر سے گزرنے سے مراد پل صراط کے اوپر سے گذرنا ہے۔

چرواہا اور خوفِ خدا

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کے نواح میں نکلے، آپ کے ساتھ آپ کے شاگرد بھی تھے، (کھانے کا وقت ہوا تو) شاگردوں نے کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا، اتنے میں پاس سے ایک چرواہا گزرا اور اس نے سلام کیا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا آؤ بھئی تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ، اس نے کہا کہ میرا تو روزہ ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم اس قدر شدید ترین گرمی کے دن میں بھی روزہ رکھے ہوئے ہو اور اس حالت میں بھی بکریاں چرا رہے ہو؟ اس نے کہا ''وَاللّٰهِ إِنِّيْ أُبَادِرُ أَيَّامِيْ هٰذِهِ الْخَالِيَةَ'' بخدا میں ان ایام خالیہ سے حصہ وصول کر رہا ہوں۔ (یہ قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ

ہے ﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾ کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے بامید صلہ گزشتہ ایام میں کئے ہیں)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے زہد وتقویٰ کا امتحان لینے کے لئے اس سے فرمایا ایسا کرو کہ اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمارے ہاتھ فروخت کردو، ہم تمہیں اس کی قیمت بھی دینگے اور گوشت بھی دینگے، گوشت سے تم روزہ افطار کرنا، اس چرواہے نے عرض کیا ان بکریوں میں سے کوئی بکری بھی میری نہیں ہے بلکہ سب بکریاں میرے آقا کی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا کہ تمہارے آقا کو ایک بکری نہ ملی تو وہ تمہارا کیا بگاڑ لے گا؟ اس چرواہے نے آپ سے رخ موڑ کر آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے ہوئے کہا فَأَيْنَ اللّٰهُ؟ اللہ کہاں جائے گا؟ (یعنی بالفرض اگر میں دنیاوی آقا سے بچ بھی گیا تو اللہ تو دیکھ رہا ہے وہ تو کہیں چلا نہیں گیا اس سے بچ کر کہاں جاؤنگا؟) حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چرواہے کی بات سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی، اور آپ بار بار چرواہے کی بات کرتے رہے کہ دیکھو چرواہا کہہ رہا ہے فَأَيْنَ اللّٰهُ؟ اللہ کہاں جائے گا؟ حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب آپ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو آپ نے اس چرواہے کے آقا سے وہ ساری بکریاں اور چرواہے کو خرید لیا پھر چرواہے کو آزاد کر کے ساری بکریاں اُسے ہبہ کردیں۔ [1]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور خوفِ خدا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) کی زوجہ محترمہ فاطمہ بنت عبد الملک کہتی ہیں:

يكون في الناس من هو أكثر صوما وصلاة من عمر وما رأيت أحدا

[1] أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: عبد الله بن عمر بن الخطاب، رقم الترجمة: ۳۰۸۲، ج ۳ ص ۳۳٦

أشد فرقا من ربه من عمر، كان إذا صلى العشاء قعد في المسجد ثم يرفع يديه فلم يزل يبكي حتى يغلبه النوم ثم ينتبه فلا يزال يدعو رافعا يديه يبكي حتى تغلبه عيناه يفعل ذلک ليله أجمع. (۱)

نماز و روزہ تو عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ کرنے والے لوگ بھی ہوں گے لیکن میں نے ان سے بڑھ کر خدا سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا، عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ جاتے ہاتھ اٹھا کر دُعا میں مصروف ہوتے تو زار وقطار رونے لگتے، اسی حالت میں نیند آجاتی، جب بیدار ہوتے تو پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے کرتے رونے لگ جاتے پھر نیند آجاتی، ساری رات اسی طرح گذر ہو جاتی۔ یہی فاطمہ فرماتی ہیں جب سے آپ خلیفہ بنے ہیں میں نے جنابت کا غسل کبھی نہیں کیا، مکحول کہتے ہیں اگر میں قسم کھاؤں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ دنیا سے بے رغبت اور خدا سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا تو میں حانث نہیں ہوں گا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عفیف اور پاکیزہ کردار شخصیت

خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ مجھے حج پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی تو اس موقعہ پر میں نے اپنی لونڈی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت کے لئے ان کے ہاں چھوڑ دی، مجھے تقریبا چار ماہ تک مکہ معظمہ میں قیام کرنا پڑا، واپسی پر جب میں امام ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ حضرت میری لونڈی کو خدمت واخلاق کے اعتبار سے آپ نے کیسے پایا؟ فرمانے لگے آدمی قرآن پڑھتا ہو اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہو، علم حلال اور علم حرام سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ عام لوگوں سے بڑھ کر اپنے نفس اور نگاہوں کی حفاظت کرے، اللہ کی قسم جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں میں نے آپ کی لونڈی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

(۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة: عمر بن عبد العزيز بن مروان، ج ۱ ص ۹۲

خارجہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنی لونڈی سے امام ابوحنیفہ کے اخلاق اور گھریلو معاملات کے بارے میں دریافت کیا، تو لونڈی کہنے لگی میں نے امام ابوحنیفہ جیسی عفیف پاک دامن اور پاکیزہ کردار والی شخصیت نہ دیکھی ہے اور نہ سنی ہے، میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ امام ابوحنیفہ نے کبھی دن یا رات کو اپنے گھر میں جنابت سے غسل کیا ہو، جمعہ کے روز صبح کی نماز پڑھنے کے لئے آپ اپنے گھر سے باہر چلے جاتے پھر واپس تشریف لاتے اور گھر میں چاشت کی خفیف نماز پڑھتے، اس کے بعد غسل فرماتے، تیل لگاتے پھر نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے، میں نے کسی دن بھی انہیں کبھی بغیر روزے کے نہیں دیکھا، رات کے آخری حصے میں معمولی کھانا کھایا کرتے تھے، سونا تو کم ہوتا پھر نماز کیلئے چلے جاتے۔ ❶

حضرت مبارک رحمہ اللہ کے تقویٰ سے متاثر ہو کر بیٹی کا نکاح

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے والد غلام تھے، اپنے مالک کے باغ میں کام کرتے تھے، ایک مرتبہ مالک باغ میں آیا اور کہا میٹھا انار لائیے، مبارک ایک درخت سے انار کا دانہ توڑ کر لائے، مالک نے چکھا تو کھٹا تھا، اس کی تیوری پر بل آئے، کہا میں میٹھا انار مانگ رہا ہوں تم کھٹا لائے ہو، مبارک نے جا کر دوسرے درخت سے انار لایا، مالک نے کھا کر دیکھا تو وہ بھی کھٹا تھا، غصہ ہوئے، کہنے لگے میں نے تم سے میٹھا انار مانگا ہے اور تم جا کر کھٹا لے آئے ہو، مبارک گئے اور ایک تیسرے درخت سے انار لے کر آئے، اتفاقاً وہ بھی کھٹا تھا، مالک کو غصہ بھی آیا اور تعجب بھی ہوا، پوچھا تمہیں ابھی تک میٹھے کھٹے کی تمیز اور پہچان نہیں۔

فقال لأنني ما أكلت منه شيئاً حتى أعرفه، فقال ولم لم تأكل

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ٥٠ / عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: ص ٢٤٢

قال: لأنک ما أذنت لی، فکشف عن ذلک فوجد قوله حقاً، فعظم فی عینه وزوّجه ابنته، ویقال إن عبد اللّٰه رزقه من تلک الابنة، فنمت علیه برکة أبیه. ❶

مبارک نے جواب میں فرمایا: میٹھے کھٹے کی پہچان کھا کر ہی ہوسکتی ہے اور میں نے اس باغ کے کسی درخت سے کبھی کوئی انار نہیں کھایا۔ مالک نے پوچھا کیوں؟ اس لئے کہ آپ نے باغ سے کھانے کی اجازت نہیں دی ہے اور آپ کی اجازت کے بغیر میرے لئے کسی انار کا کھانا کیسے جائز ہوسکتا ہے، یہ بات مالک کے دل میں گھر کر گئی اور تھی بھی یہ گھر کرنے والی بات! تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعتاً مبارک نے کبھی کسی درخت سے کوئی انار نہیں کھایا، مالک اپنے غلام مبارک کی اس عظیم دیانت داری سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کرایا، اسی بیٹی سے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ پیدا ہوئے، حضرت عبداللہ بن مبارک کو اللہ جل شانہ نے علمائے اسلام میں جو مقام عطا فرمایا وہ محتاج تعارف نہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کی امام شافعی رحمہ اللہ کو ترکِ معصیت کی نصیحت

امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) نے اپنے تلمیذ امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) میں علمی بصیرت کو دیکھا تو فرمانے لگے:

إِنِّی أَرَی اللّٰـهَ قَدْ أَلْقَی عَلَی قَلْبِکَ نُورًا، فَلا تُطْفِئْهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِیَةِ. ❷

ترجمہ: میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے علمی بصیرت عطا کر رکھی ہے، پس تم اسے معصیات کی تاریکی کے ذریعے مت گنوانا۔

---

❶ وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان، ترجمة: عبد اللّٰه بن مبارک، ج۳ ص ۳۲

❷ الجواب الکافی: فصل من آثار المعاصی، ص ۵۲

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا تقویٰ

امام احمد رحمہ اللہ کے گھر میں آٹا گوندھتے وقت خمیرے آٹے کی ضرورت پیش آئی، تو ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ کے گھر سے خمیرہ آٹا لایا گیا، جب روٹی پک گئی تو امام احمد رحمہ اللہ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ روٹی مشتبہ ہے، چناں چہ آپ نے گھر والوں سے دریافت فرمایا تو گھر والوں نے سارا قصہ سنا دیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے روٹی کھانے سے انکار کر دیا اور نہ کھانے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میرا بیٹا قاضی ہے جسے بیت المال سے وظیفہ ملتا ہے، امام احمد رحمہ اللہ کی رائے میں سرکاری خزانے کا مال مشکوک تھا یعنی اس کا حلال ہونا یقینی نہیں تھا، اور ایسے مال کا کھانا اور استعمال کرنا اگر چہ عام لوگوں کے لئے جائز ہے لیکن امام احمد رحمہ اللہ جیسے عظیم المرتبہ محدث ایسے مال سے پرہیز کرتے تھے۔ حالاں کہ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ نہایت متقی اور صالح انسان تھے، تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ رات کو اپنے گھر میں سونے کے بجائے والد محترم کے گھر کے دروازے کے قریب لیٹے رہتے تھے کہ شاید والد محترم کو کسی وقت میری ضرورت پڑے۔

بہر حال امام احمد رحمہ اللہ نے جب روٹی میں شبہ ظاہر کیا تو گھر والوں نے پوچھا کہ یہ روٹی مساکین کو دیدیں؟ فرمایا ہاں دیدو مگر دیتے وقت یہ عیب ضرور بیان کرنا، چناں چہ گھر والوں نے جب وہ روٹی مساکین کو دینا چاہی تو انہوں نے بھی روٹی کھانے سے انکار کر دیا، گھر والے پریشان ہوگئے، انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ سے مشورہ کئے بغیر وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔

امام احمد رحمہ اللہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو ''فَامْتَنَعَ مِنْ أَكْلِ الْحُوتِ مُدَّةَ حَيَاتِهِ'' یعنی امام احمد رحمہ اللہ نے زندگی بھر مچھلی کھانا چھوڑ دی (کہ مچھلیوں نے وہ مشتبہ روٹی کھائی ہوگی)۔

كَانَ فُقَرَاءُ بَغْدَادَ يَسْأَلُونَ الْإِمَامَ أَحْمَدَ، وَمِنْ غَرِيبِهِ مَا وَقَعَ أَنَّ أَهْلَ بَيْتِ الْإِمَامِ احْتَاجُوا إِلَى الْخَمِيرَةِ فِي حَالِ الْعَجْنِ مَرَّةً، فَطَلَبُوا مِنْ بَيْتِ وَلَدِهِ، وَكَانَ قَدْ تَوَلَّى الْقَضَاءَ، وَمِنْ صَلَاحِهِ وَتَقْوَاهُ يَرْقُدُ عِنْدَ بَابِهِ فِي اللَّيْلِ قَائِلًا لَعَلَّهُ احْتَاجَ إِلَيَّ، وَلَمَّا خَبَزُوا انْكَشَفَ لِلْإِمَامِ أَنَّ فِيهِ شُبْهَةً، فَسَأَلَهُمْ، فَحَكَوْا لَهُ بِالْقَضِيَّةِ، فَامْتَنَعَ مِنْ أَكْلِهِ وَتَبِعُوهُ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ نُعْطِيهِ لِلْفُقَرَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَكِنْ بِشَرْطِ إِجْلَاءِ عَيْبِهِ، فَلَمْ يَأْخُذْهُ الْفُقَرَاءُ، فَرَمَوْهُ فِي الْبَحْرِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ، فَلَمَّا اطَّلَعَ عَلَى فِعْلِهِمْ امْتَنَعَ مِنْ أَكْلِ الْحُوتِ مُدَّةَ حَيَاتِهِ. (۱)

حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کی ہمشیرہ کا تقویٰ

عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے والد امام احمد رحمہ اللہ کے پاس گھر میں بیٹھا تھا، کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، والد صاحب نے فرمایا کہ دیکھو یہ کون ہے؟ میں نے دروازہ کھول کر دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہے، اس عورت نے کہا کہ میں نے امام احمد سے کسی مسئلے کے بارے میں ملنا ہے، میرے والد نے اندر آنے کی اجازت دی، چناں چہ وہ اندر آئی اور پردے میں میرے والد کے پاس بیٹھ گئی۔

فسلمت عليه وقالت له: يا أبا عبد الله! انا امرأة أغزل بالليل في السراج فربما طفئ السراج فأغزل في القمر فعلي أن أبين غزل القمر من غزل السراج؟ فقال لها أحمد: إن كان عندكِ بينهما فرق فعليك ان تبيني ذلك. (۲)

اس عورت نے میرے والد (امام احمد رحمہ اللہ) کی خدمت میں سلام پیش کیا اور یہ مسئلہ دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! (یہ امام احمد کی کنیت ہے) میں رات کے وقت چراغ

(۱) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له، ج۴ ص۱۳۱۶ (۲) طبقات الحنابلة: ج۱ ص۴۲۸

کی روشنی میں اون کاتتی ہوں، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ چراغ بجھ جاتا ہے اور میں چاند کی روشنی میں اون کات لیتی ہوں (آپ مجھے بتائیں کہ) کیا مجھ پر یہ بات لازم ہے کہ میں دھاگے بیچتے وقت لوگوں کو چانداور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اون کا فرق بتاؤں؟

امام احمد رحمہ اللہ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تو یہ سمجھتی ہے کہ چاند کی روشنی میں کاتی ہوئی اون اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اون میں فرق ہوتا ہے تو پھر اس فرق کو بیان کرنا تجھ پر لازم ہے۔

عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ فتویٰ سن کر وہ عورت چلی گئی، اس عورت کے اس ایمان آفروز سوال اور شدید تقویٰ پر مبنی اس استفتاء سے میرے والد صاحب بڑے متاثر ہوئے۔ چناں چہ اس عورت کے چلے جانے کے بعد میرے والد (امام احمد رحمہ اللہ) نے فرمایا:

فقال لی یا بنی ما سمعت قط إنسانا یسأل عن مثل هذا اتبع هذه المرأة فانظر أین تدخل قال فاتبعتها فإذا هی قد دخلت إلی بیت بشر بن الحارث وإذا هی أخته قال فرجعت فقلت له فقال محال أن تکون مثل هذه إلا أخت بشر. ⓫

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے کبھی کسی انسان کو اس عورت جیسا شدید احتیاط وتقویٰ پر مبنی سوال کرتے ہوئے نہیں سنا۔ (عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پھر امام احمد رحمہ اللہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ) اس عورت کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ یہ عورت کس گھر میں داخل ہوتی ہے (تاکہ پتہ چلے کہ اس عورت کا کس گھرانے سے تعلق ہے)

چناں چہ میں اس مقصد کے لئے اس عورت کے پیچھے پیچھے چلا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عورت حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کے گھر میں داخل ہوئی اور مجھے پتہ چلا کہ یہ عورت

⓫ طبقات الحنابلة: ج ۱ ص ۴۲۸

بشر بن حارث رحمہ اللہ کی بہن ہے، میں نے واپس آ کر اپنے والد امام احمد رحمہ اللہ کو یہ بات بتائی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بات ناممکن اور محال ہے کہ بشر بن حارث رحمہ اللہ کی بہن کے علاوہ کوئی اور عورت ایسی متقیہ اور پرہیز گار ہو۔

شدید قحط کے زمانے میں ایک خاتون کی پاک دامنی

بنی اسرائیل میں ایک آدمی کسی گناہ کو نہ چھوڑتا تھا، ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں اس کے خاندان والے قحط کا شکار ہو گئے، انہوں نے اپنی باندی کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اس سے کچھ مانگ کر لائے، اس نے کہا جب تک تو میرے ساتھ بے آبرو نہ ہو میں کچھ نہ دوں گا۔ لڑکی سن کر واپس چلی گئی، جب قحط مزید شدید ہوا تو وہ دوبارہ اس کے پاس آئی، اس نے پھر وہی بات کی، لیکن لڑکی نے انکار کیا اور واپس چلی گئی، جب قحط بہت زیادہ پھیل گیا تو ان لوگوں نے دوبارہ اسے اس آدمی کے پاس بھیجا۔ اس نے پھر اسی بات کا اظہار کیا، اس مرتبہ لڑکی نے بھی رضامندی ظاہر کر دی، لیکن جب اس آدمی نے اس سے خلوت اختیار کی تو وہ لڑکی کانپنے لگی، اس نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگی میں اللہ رب العالمین سے ڈر رہی ہوں، کیوں کہ میں نے پہلے کبھی ایسا کام نہیں کیا، اس آدمی نے کہا تو اللہ سے ڈر رہی ہے جبکہ تو نے یہ گناہ کبھی نہیں کیا (اور میرے دل میں اس قدر ڈر نہیں) حالاں کہ میں یہ گناہ کرتا ہوں، میں اللہ سے وعدہ کرتا ہوں دوبارہ میں کوئی گناہ نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کے سبب وقت کے نبی کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں اہل جنت میں سے لکھ دیا گیا۔ [1]

پاکدامنی کی خاطر اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں

وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار آدمی تھا جو اپنی عبادت گاہ میں ہمہ وقت عبادت کیا کرتا تھا، چناں چہ ایک شخص ایک فاحشہ عورت کے پاس گیا اور اسے بہت سی رقم دے کر اس بات پر آمادہ کیا یہ اس عابد کو اپنے جال میں

[1] روضة المحبين ونزهة المشتاقين: ج ۱ ص ۴۵۳

پھنسائے، لہٰذا یہ عورت ایک بارش کی رات میں اس عابد کے پاس گئی اور اسے آواز دی، اس نے باہر جھانکا تو بولی مجھے اپنے پاس ٹھکانہ دے، عابد اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا اور نماز میں مشغول ہوگیا، وہ پھر بولی اے اللہ کے بندہ مجھے اپنے پاس ٹھکانہ دے دے، کیا تو رات کی تاریکی اور بارش کو نہیں دیکھ رہا؟ وہ اصرار کرتی رہی، یہاں تک کہ عابد نے اسے اپنے پاس ٹھہرالیا، یہ اس کے پاس لیٹ گئی، اسے اپنے محاسن و ناز و اندام دکھانے لگی اور اسے بدکاری کی دعوت دینے لگی، اس عابد کا نفس بھی اس کی طرف مائل ہونے لگا تو اس عابد نے اپنے نفس سے کہا:

فقال لا واللّٰه حتى أنظر كيف صبرك على النار فتقدم إلى المصباح فوضع إصبعا من أصابعه حتى احترقت ثم عاد إلى صلاته فدعته نفسه إليها فعاود المصباح فوضع إصبعه الأخرى حتى احترقت فلم يزل تدعوه نفسه وهو يعود إلى المصباح حتى احترقت أصابعه جميعا وهي تنظر فصعقت وماتت. (1)

خدا کی قسم جب تک میں آگ پر تیرا صبر نہ دیکھ لوں کبھی یہ کام نہیں کرونگا، لہٰذا وہ عابد چراغ کے پاس گیا اور اپنی انگلی اس پر رکھی تو وہ جل گئی، وہ دوبارہ نماز میں مصروف ہوگیا، دل میں پھر خواہش پیدا ہوئی یہ دوبارہ چراغ کے پاس گیا، اور دوسری انگلی بھی جلادی، حتیٰ کہ مسلسل جب بھی دل میں وسوسہ آتا یہ اپنی انگلیاں جلاتا رہا، یہاں تک کہ اس نے اپنی ساری انگلیاں جلاڈالیں وہ عورت یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی حتیٰ کہ اس نے چیخ ماری اور مرگئی۔

ایک نوجوان نے محض پاک دامنی کی خاطر محل سے چھلانگ لگادی

بنی اسرائیل میں ایک انتہائی خوبصورت نوجوان تھا، اس جیسا حسین ان میں کوئی نہ تھا، وہ ٹوکریاں فروخت کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ دو ٹوکریاں اٹھائے چکر لگا رہا تھا کہ بنی

(1) روضة المحبين ونزهة المشتاقين: ص ۴۶۱

اسرائیل کے ایک بڑے سردار کے گھر سے ایک عورت باہر آئی اور اس کو دیکھ کر جلدی سے واپس چلی گئی، اور سردار کی بیٹی سے کہا میں نے دروازے پر ایک ٹوکری فروش ایسا نوجوان دیکھا ہے کہ اس سے حسین نوجوان میں نے کبھی نہیں دیکھا، سردار کی بیٹی نے کہا اسے اندر بلاؤ، وہ گئی اور اسے اندر بلالیا اور دروازہ بند کروادیا، پھر اس بادشاہ کی بیٹی نے چہرہ اور سینہ کھول کر اس کا استقبال کیا۔ اس نوجوان نے کہا اللہ تجھے محفوظ رکھے، پردہ کرلے، وہ بولی ہم نے تجھے اس کام کے لئے نہیں بلوایا بلکہ کسی اور کام کے لئے بلوایا ہے، اور اس کو ورغلانے لگی، اس نوجوان نے کہا اللہ سے ڈر، وہ بولی اگر تو نے میری چاہت پوری نہ کی تو میں بادشاہ سے کہوں گی کہ تو میرے پاس آیا اور زبردستی میری عزت لوٹنا چاہتا ہے۔ اس نوجوان نے وضو کا پانی منگوانے کا کہا تو اس لڑکی نے باندی سے کہا اس کے لئے وضو کا پانی محل کے اوپر رکھنا کہ یہ بھاگ نہ سکے، جب یہ محل کے اوپر پہنچا تو کہا:

اللّٰهم إني دعيت إلى معصيتک وإني أختار أن ألقي نفسي من هذا الجوسق ولا أركب معصيتک.

اے اللہ مجھے ایک معصیت کی دعوت دی گئی ہے، اور میں نے یہ پسند کیا ہے کہ میں اس محل سے چھلانگ لگالوں گا لیکن گناہ نہ کروں گا، اس نے بسم اللہ پڑھ کر چھلانگ لگادی، اللہ کی رحمت کو جوش آیا اللہ نے ایک فرشتہ اتارا، اس فرشتے نے اسے نرمی سے پکڑ کر زمین پر اتاردیا، جب وہ صحیح سلامت زمین پر پہنچ گیا تو دعا کی:

اللّٰهم إن شئت رزقتني رزقا يغنيني عن بيع هذه المكاتل فأرسل اللّٰه عليه رجلا من جراد من ذهب فأخذ منه حتى ملأ ثوبه فلما صار في ثوبه قال اللّٰهم إن كان هذا رزقا رزقتنيه من الدنيا فبارک لي فيه وإن كان ينقصني مما لي عندک في الآخرة فلا حاجة لي فيه فنودي إن هذا الذي أعطيناک جزء من خمسة وعشرين جزءا لصبرک على إلقائک

نفسک فقال اللّٰهم فلا حاجة لی فیما ینقصنی مما لی عندک فی الآخرة فرجع الجراد. ❶

اے اللہ! مجھے ایسی روزی عطا کردے جو مجھے ٹوکریوں کے کاروبار سے بے نیاز کردے، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی اور سونے کی ٹڈیوں کا ایک لشکر بھیجا، اس نے انہیں پکڑا اور اپنا کپڑا بھرلیا، اور کہا اے اللہ! اگر تو نے یہ رزق مجھے دنیا میں سے عطاء کیا ہے تو اس میں برکت عطا فرما اور اگر یہ آخرت میں سے کم ہوا ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، آواز آئی یہ تیرے خود کو زمین پر پھینکنے کے اجر کا پندرہواں حصہ ہے، اس نے کہا اے اللہ! مجھے اپنے آخرت کے اجر سے کم ہونے والے رزق کوئی ضرورت نہیں، لہٰذا تمام ٹڈیاں واپس چلی گئیں۔

اسلافِ اُمت کے ہاں نماز کا اہتمام

چالیس سال سے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز

حضرت عاصم بن علی رحمہ اللہ حضرت یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) کے متعلق فرماتے ہیں:

فأما یزید فكان إذا صلی العَتمة لا یزال قائمًا حتی یصلی الغداة بذلک الوضوء نیفًا وأربعین سنة. ❷

یزید بن ہارون رحمہ اللہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد ساری رات قیام اللیل میں گزارتے تھے، یہاں تک کہ صبح کی نماز اسی وضو سے تقریبا چالیس سال سے زائد عرصے تک پڑھی۔

❶ روضة المحبین ونزهة المشتاقین: ج ۱ ص ۴۵۴

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: یزید بن هارون بن زاذي، ج ۱۴ ص ۳۴۳

بیس سال تک اذان سے پہلے مسجد میں حاضر ہونا

سید التابعین حضرت سعید بن میسّب رحمہ اللہ (متوفی ۹۴ھ) کے بارے میں آتا ہے، فرماتے ہیں کہ چالیس سال ہو چکے ہیں مجھ سے آج تک تکبیر تحریمہ نہیں چھوٹی، نیز فرماتے ہیں کہ بیس برس کے عرصے میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اذان ہوئی ہو اور میں مسجد میں پہلے سے موجود نہ ہوں:

وقال سعيد بن المسيب منذ أربعين سنة ما فاتتني تكبيرة الإحرام في جماعة، وكان يسمى حمامة المسجد، وقال عبد الرزاق من عشرين سنة ما سمعت الأذان إلا في المسجد. [1]

قبر میں نماز پڑھنے کی دُعا

حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷ھ) کو یہ دُعا کرتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَعْطَيْتَ أَحَدًا الصَّلاةَ فِيْ قَبْرِهِ فَأَعْطِنِي الصَّلاةَ فِيْ قَبْرِيْ. [2]

اے اللہ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو مجھے اجازت دے کہ میں اپنی قبر میں نماز پڑھا کروں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی نماز میں خشوع وخضوع

امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی نماز میں خشوع وخضوع کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دن نماز سے فارغ ہو کر پاس والوں سے کہنے لگے: میری قمیص میں دیکھو کوئی چیز تو نہیں؟ دیکھا تو زنبور (بھڑ) تھا، سولہ سترہ جگہ پشت پر کاٹا تھا، پوری پیٹھ سوج گئی تھی، جب

---

[1] قوت القلوب في معاملة المحبوب: ج۲ ص۱۶۸

[2] شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص۱۸۷

امام سے کہا گیا کہ آپ نے اتنی دیر کاٹنے کا موقع ہی کیوں دیا، پہلی ہی بار نماز چھوڑ دیتے؟ فرمانے لگے: ایک سورت شروع کی تھی، میں چاہ رہا تھا کہ وہ پوری کر دوں:

كان محمد بن إسماعيل يصلي ذات يوم فلسعه الزنبور سبع عشرة مرة، فلما قضى صلاته قال: انظروا أيش هذا الذي آذاني في صلاتي؟ فنظروا فإذا الزنبور قد ورمه في سبعة عشر موضعا ولم يقطع صلاته. (۱)

تیس سال تک تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ میاں جی نور محمد رحمہ اللہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ آپ قصبہ لوہاری جو تھانہ بھون کے قریب ہے وہاں ایک مکتب میں لڑکوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے، اتباع سنت میں کمال درجہ حاصل تھا، حتیٰ کی تیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ (۲)

اٹھائیس سال کے بعد تکبیر اولی فوت ہوئی

حضرت مولانا محمد میاں صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت حاجی سید حسین صاحب قدس سرہ العزیز کا تعلق خاندان سادات سے تھا، آپ صوفی، زاہد اور متقی بزرگ تھے، مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک روز آپ کو بہت زیادہ رنجیدہ دیکھا گیا، کبیدگی اور افسردگی کی یہ حالت تھی کہ کسی نوجوان عزیز کی مرگ ناگہانی کا شبہ ہوتا تھا، سبب دریافت کیا گیا تو بہت زیادہ اصرار کے بعد معلوم ہوا کہ اٹھائیس سال بعد آج جماعت صبح کی تکبیر تحریمہ فوت ہوگئی۔ (۳)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے بائیس برس کے بعد تکبیر اولی فوت ہوئی

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۰ھ) تحریر فرماتے ہیں: آج

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۲

(۲) تاریخ مشائخ چشت: ص ۲۳۲ (۳) علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے: ج ۱ ص ۶۴

جبکہ دنیا سے اٹھے ہوئے دو سال ہو گئے، اگر مخلوق جمع ہو کر پوری ہمت خرچ کرے اور یادداشت کو پوری طرح کام میں لا کر مہینوں بھی سوچے تو ان شاء اللہ ایک واقعہ بھی ایسا نہ نکال سکے گی کہ جس میں آپ کی نماز کا قضا ہو جانا یا جماعت سے کاہلی و سستی یا کسی شرعی مسلم پسندیدہ امر سے ذرہ برابر بے رغبتی یا غفلت آپ کی ثابت ہوتی ہو، دیو بند کے جلسہ دستار بندی میں جب آپ تشریف لائے ہیں تو غالباً عصر کی نماز میں ایک دن ایسا اتفاق پیش آیا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ نماز پڑھانے کے لئے مصلے پر جا کھڑے ہوئے، مخلوق کے ازدہام اور مصافحہ کی کثرت کے باعث باوجود عجلت کے جس وقت آپ جماعت میں شریک ہوئے ہیں تو قرأت شروع ہو گئی تھی، سلام پھیرنے کے بعد دیکھا گیا تو آپ اداس اور چہرہ پر اضمحلال برس رہا تھا اور آپ رنج کے ساتھ یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ افسوس بائیس برس کے بعد آج تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی۔ (1)

اسلافِ اُمت اور نمازِ تہجد

شب بیداری تقربِ الٰہی کا ذریعہ

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں بندے کے زیادہ قریب ہوتے ہیں، لہٰذا اگر تم اس گھڑی میں اللہ کا ذکر کرنے والے لوگوں میں سے بن سکو تو ایسا ضرور کرو:

أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الآخِرِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ. (2)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! رات کا کون سا حصہ قبولیت والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کا آخری حصہ پس جتنی چاہو نمازیں پڑھو،

(1) تذکرۃ الرشید: ج۲ ص۱۶ (2) سنن الترمذي، أبواب الدعوات، باب في دعاء الضيف، ج۵ ص ۵۶۹ رقم الحديث: ۳۵۷۹

کیوں کہ یہ نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں:

قُلْتُ أَيُّ اللَّيْلِ أَسْمَعُ؟، قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الآخِرِ فَصَلِّ مَا شِئْتَ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ. ❶

شب بیداری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم سنت ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات کو اس عظیم عبادت کے لئے رات کو جگایا کرتے تھے، حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے سبحان اللہ! اس رات کس قدر فتنے نازل ہوئے اور اس رات کس قدر خزانے نازل ہوئے! کون ہے جو حجرے والیوں کو جگائے؟ کتنی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں تو لباس پہننے والی ہیں لیکن آخرت میں برہنہ بدن ہوں گی:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ؟ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الآخِرَةِ. ❷

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے نماز تہجد اور اس کے لئے عزیز و اقارب کو جگانے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، اگر نماز تہجد کی یہ عظیم فضیلت نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحب زادی اور چچازاد بھائی کو ایسے وقت میں کبھی نہ اُٹھاتے جس وقت کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے سکون کا ذریعہ بنایا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے سکون و آرام کے بجائے فضیلت و سعادت کے حصول کو پسند کیا، اور اس حدیث میں حجرے والیوں سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات ہیں۔ ❸

---

❶ المستدرک علی الصحیحین، کتاب الطهارة، ج ۱ ص ۲۶۸، رقم الحدیث: ۵۸۴

❷ سنن الترمذي، أبواب الدعوات، باب فی دعاء الضيف، ج۵ ص ۵۶۹ رقم الحدیث: ۳۵۷۹ ❸ فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج۳ ص ۱۱

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب بیداری کو اشعار میں بیان کرنا

وَفِينَا رَسُولُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهُ
إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِّنَ الصُّبْحِ سَاطِعُ
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ
يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ (1)

اور ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں جو خدا کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، جب رات کا اندھیرا ختم ہو کر صبح کی روشنی نمودار ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضلالت کے بعد ہمیں ہدایت کی روشنی دکھائی، ہمارے دل ان کی تمام باتوں کو درست تسلیم کرتے ہیں اور ان پر یقین رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب اس حال میں بسر ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بستر سے الگ رہتے ہیں، جب کہ مشرکین پر ان کے بستر بھاری رہتے ہیں۔

شب بیداری دخول جنت کا سبب ہے

حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک بالا خانہ ہے جس کا باہر کا حصہ اس کے اندر سے اور اندر کا حصہ اس کے باہر سے نظر آتا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ بالا خانہ کس کے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے وہ بالا خانہ اس کے لئے تیار کر رکھا ہے جو (دوسروں کو) کھانا کھلاتا ہے اور گفتگو نرم انداز میں کرتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے جب

(1) تفسیر ابن کثیر، سورۃ السجدۃ، آیت نمبر ۱۶ کے تحت، ج ۶ ص ۳۲۴

لوگ سو رہے ہوتے ہیں:

عَنْ أَبِي مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرْفَةً يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا، أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَلَانَ الْكَلَامَ، وَتَابَعَ الصَّلَاةَ، وَقَامَ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے کام کے بارے میں دریافت کیا کہ جب اس پر عمل کیا جائے تو جنت میں داخلہ نصیب ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کو رواج دو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات کو قیام کرو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنْبِئْنِي عَنْ أَمْرٍ إِذَا أَخَذْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، قَالَ أَفْشِ السَّلَامَ، وَأَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَصِلِ الْأَرْحَامَ، وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، ثُمَّ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ. (۲)

تہجد کے چھوٹ جانے پر نفس کو ایک سال تک سزا

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، ایک رات نیند کے غلبے کی وجہ سے تہجد کی نماز فوت ہوگئی، انہیں بڑا افسوس ہوا، اپنی اس غلطی اور غفلت کی پاداش میں انہوں نے اپنے نفس کو یہ سزا دی کہ پورے ایک سال تک رات کو نہیں سوئے، ساری رات عبادت میں مصروف رہتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدُ الْمُنْكَدِرِ إِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ نَامَ لَيْلَةً لَمْ يَقُمْ يَتَهَجَّدُ فِيهَا فَقَامَ سَنَةً لَمْ يَنَمْ فِيهَا عُقُوبَةً لِلَّذِي صَنَعَ. (۳)

---

(۱) المعجم الكبير للطبراني: ج۳ ص ۳۰۱، رقم الحديث: ۳۴۶۶

(۲) مسند أحمد: مسند أبي هريرة، ج۱۳، ص ۳۱۴، رقم الحديث: ۷۹۳۲

(۳) مرقاة المفاتيح: كتاب الطهارة، باب ما يوجب الوضوء، ج۱ ص ۳۷۲

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مناجات

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مناجات کو ابوالحسن علی بن احمد الفارسی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں، ذیل میں چند مناجات نقل کی جاتی ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنی مناجات میں یہ کہا کرتے تھے:

إِلٰهِیْ اِنْ کُنْتُ غَیْرَ مُسْتَاْهِلٍ لِمَا اَرْجُوْ مِنْ رَحْمَتِکَ فَأَنْتَ أَهْلٌ أَنْ تَجُوْدَ عَلَی الْمُذْنِبِیْنَ بِفَضْلِکَ وَرَافَتِکَ، اِلٰهِیْ اَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَنْتَ اَوْلٰی بِهٖ مِنَ الْمَامُوْرِیْنَ وَاَمَرْتَ بِصِلَةِ السُّوَالِ وَأَنْتَ خَیْرُ الْمَسْئُوْلِیْنَ، اِلٰهِیْ سَتَرْتَ عَلَیَّ ذُنُوْبًا فِی الدُّنْیَا وَأَنَا اِلٰی سَتْرِهَا اَحْوَجُ فِی الْعُقْبٰی، هَبْ لِیْ تَوْبَةً نَّصُوْحًا تُذِیْقُنِیْ مِنْ حَلَاوَتِهَا وَتُوْصِلُ إِلٰی قَلْبِیْ بَرْدَ رَافَتِهَا حَتّٰی أَکُوْنَ فِی الدُّنْیَا غَرِیْبًا، وَلَکَ حَبِیْبًا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَنْزَلَ حَاجَتَهٗ بِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ أَوْطَلَبَهَا إِلَیْهِ أَوْ وَثِقَ فِیْهَا بِغَیْرِکَ فَإِنِّیْ لَا اُنْزِلُهَا إِلَّا بِکَ وَلَا أَطْلُبُهَا إِلَّا إِلَیْکَ فَاقْضِ یَا رَبِّ حَاجَتِیْ فَأَنْتَ مُنْتَهٰی الْحَوائِجِ وَاجْعَلْنِیْ فِیْ رَحْمَتِکَ مَعَ الْاَبْرَارِ وأَعْتِقْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ عُکُوْفِیْ عَلَی الدُّنْیَا بِالْعَشِیِّ وَالْاَبْکَارِ.[1]

خدایا! اگر میں تیری رحمت کا، جس کا میں امیدوار ہوں، مستحق نہیں ہوں تو آپ تو اس لائق ہیں کہ گناہ گاروں پر اپنے فضل وکرم کی سخاوت کریں۔ الٰہی! آپ نے ہمیں دوسروں کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا، جب کہ آپ کی ذات احسان کی زیادہ مستحق ہے، آپ نے ہمیں لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کا حکم دیا، حالاں کہ آپ کی ذات بہترین حاجت روا ہے، الٰہی! آپ نے اس دنیا میں میرے گناہوں پر پردہ ڈالا ہے۔ میں آخرت میں اس پردہ پوشی کا زیادہ محتاج ہوں، الٰہی! مجھے خالص اور سچی توبہ نصیب فرما اور اس کی حلاوت بھی چکھا دے اور میرے دل میں اس کی ٹھنڈک پہنچا دے، یہاں تک کہ میں دنیا

[1] الجواهر المضية فی طبقات الحنفية: ج ۲ ص ۵۱۵

میں اجنبی اور تیرا محبوب ہو جاؤں، اے اللہ! جو اپنی حاجتوں کو لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے یا ان سے مانگتا ہے یا ان پر بھروسہ رکھتا ہے (تو کیا کرے) میں تو آپ ہی کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کروں گا اور آپ ہی سے مانگوں گا، پس اے میرے رب! میری حاجتوں کو پورا فرما، آپ ہی حاجتوں کی آخری منزل ہیں اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ اپنی رحمت میں جگہ عطا فرما اور مجھے دوزخ سے نجات دے اور صبح شام دنیا کے کاموں میں مگن رہنے پر میری مغفرت فرما۔

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ اور تہجد کا اہتمام

ایک مرتبہ علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) جے پور کے سفر میں تھے اور بندہ (مولانا عاشق الٰہی میرٹھی) ہم رکاب تھا گاڑی عشاء کے بعد پہنچی، میزبان نے ایک سرائے میں ہم کولا اتارا، جس کی تنگ وتاریک کوٹھریوں میں نہ روشنی کا سامان تھا نہ کھانے پینے کا، رفیق سفر میزبان روشنی اور کھانے کا انتظام کرنے کے لئے سرائے سے باہر نکلے ..... دھم سکھم چراغ جلایا..... ہر چند کہ مجھے حضرت کے ساتھ بارہا سفر کا اتفاق ہوا اور خوب جانتا تھا کہ آپ اپنے معمولات کے بہت ہی زیادہ پابند ہیں مگر آج شب کی کوفت اور کلفت محسوس کر کے اس کا وہم بھی نہ ہوا کہ آپ تہجد کے لئے اٹھیں گے، چراغ جس نے کھانے کا ساتھ بھی ٹمٹما کر بمشکل دیا تھا، سلام کر گیا اور بجز اس کے چارہ نہ تھا کہ پڑ کر سو رہیں، صبح صادق سے گھنٹہ بھر پہلے دفعتاً آنکھ کھلی تو دیکھتا ہوں کہ آپ کی چارپائی خالی ہے، گھبرا کر اٹھا اور باہر ادھر ادھر دیکھا کہ کہاں تشریف لے گئے، تاروں کی جھلملاہٹ میں ذرا دور ایک مسجد نظر آئی اور میں اس طرف چل دیا، صحن میں قدم رکھا تو حضرت کی آواز کانوں میں پڑی کہ اندر گوشہ میں کھڑے ہوئے تلاوت فرما رہے اور اپنے معبود کے سامنے غلامانہ حاضری کا معمول بجا لا رہے ہیں، آواز میں گریہ اور رعشہ تھا اور لہجہ میں خوف وخشیت ملا ہوا، مجھے خوف کے مارے پسینہ آ گیا کہ تف تیری جوانی پر! حضرت اب بڑھاپے اور ضعیفی میں

اتنے مستعد اور تو عالم شباب میں اتنا کاہل اور کم ہمت۔ ❶

حضرت شیخ ہالیجوی رحمہ اللہ اور تہجد کا اہتمام

نماز تہجد پابندی سے ادا فرماتے۔ تہجد کے سلسلے میں فرماتے تھے کہ جب میں نے تہجد پڑھنے کا ارادہ کیا تو ابتداءً چند سال تک غلبہ نوم کی وجہ سے آنکھیں بند ہو جاتی تھیں لیکن پختہ ارادہ کی وجہ سے روزانہ اٹھتا اور نیم خواب، نیم بیدار کی حالت میں نماز تہجد ادا کرتا۔ کبھی رکوع وسجود کی بھی خبر نہ ہوتی مگر الحمد للہ اٹھنا پابندی سے ہوتا۔ کچھ عرصہ کے بعد نیند کا غلبہ جاتا رہا لیکن جب سے نماز تہجد شروع کی اب تک قضا نہیں ہوئی اور حدیث مبارک:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ. ❷

سب سے محبوب عمل اللہ کے نزدیک دائمی عمل ہے اگرچہ کم ہو۔

علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ اور تہجد کا اہتمام

استاذ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

میں نے افریقہ کے ایک طویل سفر میں دیکھا کہ تہجد سے فارغ ہو کر بیٹھے ہیں، زار و قطار رو رہے ہیں اور فرماتے جا رہے ہیں کہ ہم نے اللہ کے لئے کیا کیا؟ ہم نے اللہ کے لئے کیا کیا؟ نماز کے اہتمام کا یہ حال تھا کہ زمبیا ائیر پورٹ سے جب شہر کی طرف روانہ ہوئے تو وہاں کے حضرات نے عرض کیا کہ عصر کی نماز شہر میں پہنچ کر پڑھیں گے، مگر ائیر پورٹ شہر سے کافی دور تھا۔ جب راستہ میں دیکھا کہ سورج کے متغیر ہونے کا خطرہ ہے تو سختی سے موٹریں رکوا دیں اور تیمم فرمایا اور ایک طرف گھاس پر باجماعت نماز ادا کی اور فرمایا کہ اب اطمینان ہو گیا۔ سفر و حضر میں تہجد کی نماز آپ کا مستقل معمول تھا۔ پہلی دو رکعت خفیف ہوتیں، دوسری دو میں یٰسین تلاوت فرماتے۔ باقی رکعت میں مختلف سورتیں پڑھتے۔ ❸

❶ تذکرۃ الخلیل: ادائے معمولات، ص ۵۶ ❷ تذکرہ شیخ ہالیجوی: ص ۱۳۲

❸ ماہنامہ بینات: خصوصی نمبر، ص ۴۵۹، ۴۶۰

اسلافِ اُمت اور قرآن کی تلاوت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر رات ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے، عثمان بن عبد الرحمٰن تیمی فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ آج رات میں مقام ابراہیم پر غالب رہوں گا۔ چناں چہ میں عشاء کی نماز پڑھ کر مقام ابراہیم پر پہنچا، میں وہاں کھڑا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے میری کمر پر ہاتھ رکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے سورہ فاتحہ شروع کی پھر پڑھتے رہے یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کر دیا پھر رکوع سجدہ کیا:

عن عثمان بن عبد الرحمن التيمى قال قال أبى لأغلبن الليلة على المقام، قال فلما صلينا العتمة تخلصت إلى المقام، حتى قمت فيه، قال: فبينا أنا قائم إذا رجل وضع يده بين كتفى، فإذا هو عثمان بن عفان، قال: فبدأ بأم القرآن فقرأ حتى ختم القرآن فركع وسجد. (۱)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں مکمل قرآن پاک پڑھا کرتے تھے:

عن ابن سيرين أن تميما الداری كان يقرأ القرآن فی ركعة. (۲)

سلف صالحین کا کثرت سے قران کریم کی تلاوت کرنا

۱.... حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ (متوفی ۷۵ھ) رمضان المبارک میں دو راتوں میں قرآن پاک ختم کر لیتے تھے:

---

(۱) معرفة الصحابة: ترجمة، عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۷۱

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: تميم الداري أبو رقية، ج ۲ ص ۴۴۵

عن إبراهيم قال كان الأسود يختم القرآن في رمضان في كل ليلتين. ❶

۲......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۵ھ) نے کعبۃ اللہ میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کیا۔ آپ کا معمول ہر دو راتوں میں ایک قرآن پاک ختم کرنے کا تھا:

وعن هلال بن يساف، دخل سعيد بن جبير الكعبة فقرأ القرآن في ركعة، وقيل إنه كان يختم في كل ليلتين. ❷

۳......حضرت مجاہد رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) رمضان میں مغرب وعشاء کے درمیان ایک قرآن پاک ختم کر لیتے تھے:

انّ مجاهداً كان يختم القرآن في رمضان فيما بين المغرب والعشاء. ❸

۴......حضرت ثابت بن اسلم بنانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷ھ) ہر روز ظہر وعصر کے درمیان ایک قرآن پاک ختم کر لیا کرتے تھے۔ ❹

۵......حضرت منصور بن زادان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱ھ) ہر روز ظہر وعصر کے درمیان ایک قرآن پاک ختم کر لیا کرتے تھے، کبھی مغرب وعشاء کے درمیان ختم کر لیتے تھے، رمضان المبارک میں مغرب وعشاء کے درمیان دو قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کو مؤخر کر کے رات کے آخری حصے میں پڑھا کرتے تھے:

عن منصور بن زادان من عباد التابعين أنه كان يختم القرآن ما بين الظهر والعصر، ويختمه أيضاً فيما بين المغرب والعشاء، ويختمه فيما بين

❶حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ترجمة: الأسود بن يزيد النخعي، ج ۲ ص ۱۰۲

❷معرفة القراء الكبار على الطبقات والأعصار: ج ۱ ص ۳۸ ❸الأذكار للنووي ج ۱ ص ۱۰۲ ❹اقامة الحجة على أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة: ص ۲۱

المغرب والعشاء فی رمضان ختمتین وشیئا، وکان یؤخر العشاء فی رمضان إلی أن یمضی ربع اللیل. ❶

٦......حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی، آپ ہر شب ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے، رمضان المبارک میں آپ ساٹھ قرآن پاک ختم کرتے تھے، روزانہ ایک دن میں ایک رات میں، مروی ہے کہ آپ نے سات ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا۔ ❷

۷......حضرت عبداللہ بن ادریس رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ) کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی صاحبزادی رونے لگیں، آپ نے فرمایا رو نہیں میں نے اس گھر میں چار ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا ہے:

عبد اللّٰہ بن إدریس بن یزید قال: لبنته حین بکت عند حضور موته لا تبکی فقد ختمت القرآن فی هذا البیت أربعة آلاف ختمة. ❸

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا ایک رکعت میں پورا قرآنِ کریم تلاوت کرنا

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۵ھ) رات کو اس قدر روتے تھے کہ آپ کی بینائی میں فرق آ گیا تھا اور آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا، اور آپ نے اس آیت کو ''وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ'' کو بیس سے زائد مرتبہ دہرایا اور آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے:

❶ الأذکار للنووی: ج ۱ ص ۱۰۲ ❷ تهذیب الکمال فی أسماء الرجال، ترجمة: النعمان بن ثابت التیمي أبو حنیفة، ج ۲۹ ص ۳۴ ❸ المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، مقدمة، باب النهي الروایة عن الضعفاء، ج ۱ ص ۸۹

أنه قام ليلة في جوف الكعبة فقرأ القرآن في ركعة أنه كان يختم في كل ليلتين. [1]

ایک رات آپ نے خانہ کعبہ کے اندر قیام کیا اور ایک ہی رکعت میں پورا قرآن کریم ختم کر ڈالا، ویسے آپ کا معمول دو رات میں ایک دفعہ قرآنِ کریم ختم کرنے کا تھا۔

اس امت میں وہ چار حضرات جنہوں نے ایک رکعت میں مکمل قرآن پڑھا

اس امت میں چار ایسے حضرات بھی گزرے ہیں جنہوں نے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا ہے جن میں دو صحابہ میں سے تھے اور دو تابعین میں سے، صحابہ میں حضرت عثمان بن عفان اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما اور تابعین میں امام اعظم ابوحنیفہ اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ:

خارجة بن مصعب يقول ختم القرآن في ركعة أربعة من الأئمة، عثمان بن عفان، وتميم الداري، وسعيد بن جبير، وأبو حنيفة. [2]

حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ نے چوبیس ہزار مرتبہ قرآن کریم کی تلاوت کی

حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) کے صاحبزادے ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ والد صاحب نے فرمایا: تمہارے باپ نے کبھی بے حیائی نہیں کی، اور تیس سال تک ہر روز ایک قرآن پاک ختم کیا ہے، فرمایا بیٹا اس کمرے میں خدا کی نافرمانی

---

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: سعيد بن جبير الكوفي، ج ۱ ص ۶۱

[2] تاريخ بغداد، للخطيب البغدادي: ج ۱۳ ص ۳۵۵/ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ج ۱ ص ۵۶/ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ج ۲۹ ص ۴۳۶

نہ کرنا، میں نے اس میں بارہ ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا ہے، جب آپکی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی صاحبزادی رونے لگیں، فرمایا رو نہیں، کیا تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ خدا مجھے عذاب دے گا حالاں کہ میں نے اس گوشے میں چوبیس ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا ہے:

وأما أبو بكر بن عياش فهو الإمام المجمع على فضله وروينا عن ابنه إبراهيم قال قال لي أبي إن أباك لم يأت فاحشة قط وإنه يختم القرآن منذ ثلاثين سنة كل يوم مرة وروينا عنه أنه قال لابنه يا بني إياك أن تعصى اللّٰه في هذه الغرفة فإني ختمت فيها اثني عشر ألف ختمة وروينا عنه أنه قال لبنته عند موته وقد بكت يا بنية لا تبكي أتخافين أن يعذبني اللّٰه تعالى وقد ختمت في هذه الزاوية أربعة وعشرين ألف ختمة. (۱)

حضرت امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) آپ سفر وحضر میں اکثر روزہ رکھا کرتے تھے، اور روزانہ رات کو ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے:

يحى بن اكثم قال: صحبت وكيعا في السفر والحضر وكان يصوم الدهر ويختم القرآن كل ليلة. (۲)

حضرت سلیم بن عتر رحمہ اللہ جو بڑے تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح مصر میں شریک تھے، ان کا معمول تھا کہ ہر شب میں تین ختم قرآن شریف کے کرتے تھے۔

كان سليم بن عتر يختم القرآن كل ليلة ثلاث مرات. (۳)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن پاک ختم کرتے تھے، روزانہ ایک دن میں، اور ایک رات میں:

(۱) المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: مقدمة، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء، ج ۱ ص ۷۹ (۲) صفة الصفوة: ترجمة: وكيع بن الجراح بن مليح، ج ۲ ص ۹۹

(۳) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: سليم بن عتر بن سلمة بن مالك، ج ۲۷ ص ۲۷۴

كان الشافعي يختم القرآن في رمضان ستين ختمة. (1)

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کی تلاوت وخشیت

حضرت جعفر بن سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷ھ) کوفرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

مَا تَرَكْتُ فِي مَسْجِدِ الْجَامِعِ سَارِيَةً إِلَّا وَقَدْ خَتَمْتُ الْقُرْآنَ عِنْدَهَا وَبَكَيْتُ عِنْدَهَا. (2)

اس جامع مسجد میں کوئی ایسا ستون نہیں جس کے پاس میں نے قرآن مجید ختم نہ کیا ہواور اس کے پاس گریہ وزاری نہ کی ہو۔

حضرت کُرز رحمہ اللہ کا دن اور رات میں تین مرتبہ ختم قرآن

حضرت فضیل بن غزوان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کُرز بن وبرہ حارثی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) کے گھر گیا تو دیکھا کہ ان کے سامنے ان کا مصلی تھا جس کو انہوں نے بھوسہ وغیرہ سے بھرا ہوا ہے:

وَبَسَطَ عَلَيْهَا كِسَاءً مِنْ طُولِ الْقِيَامِ فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ الْقُرْآنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كَانَ لِكُرْزٍ عُودٌ عِنْدَ الْمِحْرَابِ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ إِذَا نَعَسَ. (3)

اور طویل قیام کرنے کے لئے اس پر چادر بچھائی ہوئی ہے، حضرت کرز رحمہ اللہ دن رات میں تین مرتبہ قرآن (مکمل) پڑھ لیتے تھے، محراب کے پاس ان کی ایک لکڑی ہوتی کہ جب اونگھ آتی تو اس پر ٹیک لگا لیتے تھے۔

---

(1) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: محمد بن ادريس بن العباس بن عثمان، ج ۵۱ ص ۳۹۲ (2) حلية الأولياء: ترجمة: أبو محمد ثابت بن أسلم البناني، ج ۲ ص ۳۲۱

(3) حلية الأولياء: ترجمة: كرز بن وبرة الحارثي، ج ۵ ص ۷۹

چار ہزار دفعہ قرآن کریم کی تلاوت

امام عبداللہ بن ادریس بن یزید رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ) پر جب نزع کا وقت طاری ہوا تو آپ کی صاحبزادی رونے لگی، اس پر فرمایا: روتی کیوں ہو؟ میں نے اس مکان میں چار ہزار مرتبہ قرآن حکیم ختم کیا ہے:

لما نزل به الموت بكت بنته فقال لا تبكي قد ختمت في هذا البيت أربعة آلاف ختمة. ❶

امام بخاری رحمہ اللہ کا رمضان المبارک میں کثرت کے ساتھ تلاوت کرنا

جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تو امام بخاری رحمہ اللہ ایک مرتبہ قرآن تو عام تراویح کی جماعت میں ہر رکعت میں بیس بیس آیات پڑھ کر ختم کیا کرتے تھے، پھر خود تنہا آخر شب میں نصف یا ثلث قرآن پڑھتے، اس طرح ہر تیسرے دن ایک قرآن ختم فرماتے تھے، پھر دن بھر بھی تلاوت کرتے رہتے تھے اور روزانہ افطار کے وقت قرآن کریم ختم فرماتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ ہر ختم پر دعا قبول ہوتی ہے:

إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ يجْتَمع إِلَيْهِ أَصْحَابه فيصلى بهم وَيقْرَأ فِي كل رَكْعَة عشْرين آيَة وَكَذَلِكَ إِلَى أَن يخْتم الْقُرْآن وَكَانَ يقْرَأ فِي السحر مَا بَين النّصْف إِلَى الثُّلُث من الْقُرْآن فيختم عِند السحر فِي كل ثَلَاث لَيَال وَكَانَ يخْتم بِالنَّهَارِ فِي كل يَوْم ختمة وَيكون خَتمه عِنْدَ الْإِفْطَارِ كل لَيْلَة وَيَقُول عِنْدَ كل ختمة دَعْوَة مستجابة. ❷

دن رات میں آٹھ مرتبہ قرآنِ کریم تلاوت کرنا

حضرت ابوعلی حسن بن احمد الصوفی المعروف ابن الکاتب الصوفی رحمہ اللہ (متوفی بعد

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبد الله بن إدريس بن يزيد، ج ١ ص ٢٠٧

❷ هدي الساري في مقدمة فتح الباري: ج ١ ص ٦٦٢

از ۳۴۰ھ) دن ورات میں آٹھ قرآن پاک ختم کر لیتے تھے، چار دن میں اور چار رات میں:

وختم بعضهم في اليوم والليلة ثماني ختمات أربعاً في الليل، وأربعاً في النهار. وممّن ختم أربعاً في الليل وأربعاً في النهار، ابن الكاتب الصوفي. ⓫

حدیث پڑھانے سے پہلے سو آیات تلاوت

حضرت احمد بن عبداللہ عجلی فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے بیان کیا:

حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۷ھ) حدیث نہیں پڑھاتے تھے یہاں تک کہ قرآن شریف میں دیکھ کر سو آیات کی تلاوت کرتے (پھر احادیث کا درس دیتے) تھے:

كَانَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ لا يُحَدِّثُ حَتَّى يَقْرَأَ مِائَةَ آيَةٍ نَظْرًا فِي الْمُصْحَفِ. ⓬

بیس سال تک ہر رات ایک قرآنِ کریم کی تلاوت

امام یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں امام یحیی بن سعید قطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) کا بیس سال یہ معمول رہا ہے کہ ہر رات قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ امام بندار رحمہ اللہ کہتے ہیں میرا ان کے ہاں بیس سال تک آنا جانا رہا ہے میرا خیال نہیں ہے کہ انہوں نے کبھی اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہو:

أقام يحيى القطان عشرين سنة يختم كل ليلة وقال بندار: اختلفت إليه عشرين سنة فما أظن أنه عصى الله قط. ⓭

دو رکعتوں میں دو مرتبہ قرآن کریم تلاوت کرنا

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۲ھ) کے متعلق سید

⓫ الأذكار للنووي: ج ١ ص ١٠١ ⓬ سير أعلام النبلاء: ترجمة: حماد بن سلمة بن دينار، ج٧ ص٤٤٨ ⓭ تذكرة الحفاظ: ترجمة: يحيى بن سعيد بن فروخ، ج ١ ص ٢١٩

صباح الدین عبدالرحمٰن لکھتے ہیں۔ (آپ نے) آخر عمر میں کلام پاک حفظ کیا تھا، ہر روز دو بار کلام پاک ختم کرتے تھے، ایک بار حضرت قاضی حمید الدین اور مولانا بدر الدین غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھ جامع مسجد دہلی میں معتکف ہوئے تو دن اور رات میں دو بار کلام پاک ختم کرتے، ایک رات تہیہ فرمایا کہ پوری رات میں صرف دو رکعت نماز ادا کریں، چناں چہ نماز عشاء کے بعد حضرت قاضی حمید الدین امام ہوئے اور خود حضرت خواجہ قطب الدین اور مولانا بدر الدین غزنوی مقتدی بن کر پیچھے کھڑے ہوئے، حضرت خواجہ حمید الدین نے پہلی رکعت میں ایک قرآن اور چار پارے پڑھے، دوسری رکعت میں دوسرا قرآن ختم کیا آخر میں دعا کی کہ الٰہی تیری عبادت نہیں ہوسکتی، لیکن تو اپنی رحمت سے ہم کو بخش دے۔ ❶

محبّ الدین محمد بن ابوبکر ہندی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۸ھ) ہر روز ایک عمرہ کرتے تھے اور ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ ❷

علامہ شعراوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدی ابو العباس حریثی رحمہ اللہ میرے پاس تشریف لائے، مغرب کی نماز کے بعد قرآن پاک پڑھنا شروع کیا اور عشاء کی نماز تک پانچ مرتبہ قرآن پاک ختم کیا:

أنه جلس عندی بعد المغرب فی رمضان، فقرأ قبل أذان العشاء خمس ختمات. ❸

چھ ماہ تک مسلسل روزانہ ایک قرآن کریم تلاوت کرنا

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ سے بھی بار ہا سنا ہے اور اپنے گھر کی بوڑھیوں سے بھی سنا

❶ بزم صوفیہ: ص ۱۰۱

❷ شذرات الذهب فی أخبار من ذهب، سنة ثمان وثمانين وسبعمائة، ج۸ ص ۵۲۱

❸ شذرات الذهب فی أخبار من ذهب، سنة ثلاثين وتسعمائة، ج۱۰ ص ۲۴۳

ہے کہ میرے والد صاحب رحمہ اللہ کا جب دودھ چھڑایا گیا تو پاؤ سپارہ حفظ ہو چکا تھا، اور ساتویں برس کی عمر میں قرآن شریف پورا حفظ ہو چکا تھا، اور وہ اپنے والد یعنی میرے دادا صاحب سے فارسی کا معتد بہ حصہ بوستان، سکندر نامہ وغیرہ پڑھ چکے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد صاحب نے قرآن شریف ختم ہونے کے بعد یہ ارشاد فرما دیا تھا کہ ایک قرآن شریف روزانہ پڑھ لیا کرو باقی تمام دن چھٹی، میں گرمی کے موسم میں صبح کی نماز کے بعد مکان کی چھت پر بیٹھا کرتا تھا اور چھ سات گھنٹے میں قرآن شریف پورا کر کے دوپہر روٹی کھاتا تھا اور شام کو اپنی خوشی سے فارسی پڑھا کرتا تھا، چھ ماہ تک مسلسل یہی معمول رہا۔ (۱)

ایک قرآن دن میں اور ایک قرآن رات میں تلاوت کرنا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۷ھ) رات کو کم سوتے بالعموم عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے، کلام پاک ایک بار دن میں اور ایک بار رات میں ختم کرتے۔ (۲)

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا عصر سے مغرب تک پورا قرآن پڑھنا

مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحئی صاحب بھی شریک تھے، مولوی عبدالحئی صاحب نے وعظ فرمایا اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے اوقات میں بھی برکت عطا فرماتا ہے اور جو کام کئی روز میں نہیں ہوسکتا وہ چند گھنٹوں میں کر لیتے ہیں۔ چناں چہ بعض لوگ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر لیتے ہیں اور یہ مضمون اس انداز سے بیان فرمایا کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ خود مولانا کو بھی یہ کرامت حاصل ہے اور مولوی اسماعیل صاحب کے متعلق تو صراحت کے ساتھ فرمایا کہ یہ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر لیتے تھے، اس بناء پر لوگ مولوی اسماعیل صاحب کو لپٹ گئے اور کہا کہ حضرت ہم کو بھی

(۱) حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم: ص ۱۷۱ (۲) بزم صوفیہ: ص ۶۵

اس کرامت کا مشاہدہ کرادیجیے۔ چناں چہ حکومتی کے پل پر لوگ اکٹھے ہوئے اور مولانا نے ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر دیا۔ ❶

مولانا الیاس رحمہ اللہ کی والدہ رمضان میں چالیس قران ختم کیا کرتی تھیں

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا (الیاس صاحب رحمہ اللہ) کی والدہ محترمہ بی صفیہ بڑی جید حافظہ تھیں، انہوں نے قرآن مجید شادی کے بعد مولانا یحییٰ صاحب کی شیر خوارگی کے زمانے میں حفظ کیا تھا، اور ایسا اچھا یاد تھا کہ معمولی حافظ ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا تھا، معمول تھا کہ رمضان میں روزانہ پورا قرآن مجید اور دس پارے مزید پڑھ لیا کرتی تھیں، اس طرح ہر رمضان میں چالیس قرآن مجید ختم کرتی تھیں۔ ❷

مولانا محمد یحییٰ رحمہ اللہ تین شب میں مکمل قرآن سنایا کرتے تھے

مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں، حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ ہر رمضان المبارک میں اپنی والدہ صاحبہ اور نانی صاحبہ کو قرآن شریف سنانے کے لئے کاندھلہ تشریف لے آتے اور ہمیشہ تین شب میں پورا قرآن سنا کر واپس تشریف لے جاتے، جس سال ذیقعدہ میں آپ کا وصال ہوا اس رمضان میں ایک ہی شب میں پورا قرآن سنایا اور اگلے ہی دن واپس تشریف لے گئے۔ ❸

مولانا انعام رحمہ اللہ نے رمضان میں اکسٹھ قرآن ختم کئے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ایک رمضان میں میں نے اپنے دوستوں اکسٹھ (۶۱) کو قرآن ختم کرنے کے لئے لکھا، میرے دوستوں

---

❶ حکایات اولیاء: ص ۵۵ ❷ حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت: ص ۵۱

❸ تاریخ مشائخ کاندہلہ: ص ۴۴

نے کوشش کی، مولوی انعام نے قرآن سنائے، آپ نے اور بعض لوگوں نے ساٹھ ساٹھ ختم کیے، میری دادی جان کا روزانہ اپنے وظائف کے ساتھ رمضان المبارک میں چالیس پارے ختم کرنے کا معمول تھا۔ ❶

حضرت بنوری رحمہ اللہ کا ایک نشست میں چھبیس پاروں کی تلاوت

فرمایا کرتے تھے کہ جب میں دیوبند میں طالب علم تھا تو ایک روز میں نے فجر کی نماز ایک چھوٹی سی کچی عمارت کی مسجد میں پڑھی، جہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی تھی۔ نماز کے بعد میں نے اپنی چادر اس کچے فرش پر بچھا دی اور قرآن کریم کی تلاوت شروع کردی۔ جمعہ کی نماز تک اسی ایک ہی نشست میں ایک ہی ہیئت پر ۲۶ پارے پڑھ لئے اور چوں کہ جمعہ کی نماز کے لئے کسی دوسری مسجد میں جانا تھا اس لئے پورا نہ کرسکا ورنہ پورا قرآن ختم کرلیتا۔ ❷

اسلافِ اُمت کی عبادت وریاضت

ہردن دوسو رکعات نوافل

امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) عہدۂ قضاء سنبھالنے کے بعد ہر روز دوسو رکعت نوافل پڑھتے تھے:

كان أبو يوسف يصلي بعد ما ولي القضاء في كل يوم مائتي ركعة. ❸

ستر سال سے عبادت وریاضت

امام ہناد بن سری تیمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) خوفِ خدا سے بہت رویا کرتے تھے، ایک دن وہ ہمیں پڑھا کر فارغ ہوئے تو وضو کر کے مسجد میں آئے اور سورج ڈھلنے تک

---

❶ شخصیت با اولیاء ص ۱۹۶ ❷ جمالِ یوسف ص: ۱۰۳

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: القاضي أبو يوسف، ج ۱ ص ۲۱۴

نماز میں مصروف رہے، اس دن میں ان کے ساتھ مسجد میں تھا، پھر گھر گئے، وضو کیا اور آ کر ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر کھڑے ہو کر عصر تک نماز پڑھتے رہے، بلند آواز سے قرأت کرتے اور روتے جاتے تھے، پھر عصر کی نماز پڑھ کر مغرب کی نماز تک قرآن مجید سامنے رکھ کر تلاوت کرتے رہے۔ میں نے ان کے ہمسائے سے کہا: آپ کا عبادت پر اس قدر صبر تعجب خیز ہے؟ وہ بولا دن میں ان کی عبادت کا ستر سال سے یہی معمول ہے، اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھ لو تو تمہارے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہے۔ انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی اور نہ گھر میں کبھی کوئی کنیز رکھی۔ لوگ انہیں راہبِ کوفہ کہتے ہیں۔ ❶

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اور کثرت سے عبادت وریاضت

علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ (علامہ ابن قیم رحمہ اللہ متوفی ۷۵۱ھ) علومِ سلوک (وتصوف) اور کلام تصوف اور ان اشارات ودقائق کے عالم تھے، آپ بڑے عبادت گزار، شب بیدار، تہجد گزار، انتہائی لمبی نمازیں پڑھنے والے ذاکر وشاغل، رب کے آگے آہ وزاری کرنے والے، رب سے محبت اور اس کے حضور توبہ وانابت کرنے والے، اس کے آگے عجز ونیاز احتیاط وافتقار کرنے والے، اور نہایت عبادت کرنے کے بعد بھی اس کے آگے عاجز وانکساری کرنے والے تھے، میں نے کسی کو آپ جیسی عبادت کرتے نہیں دیکھا، اپنی قید کے زمانہ میں آپ فکر وتدبر کے ساتھ قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ چناں چہ اس کی برکت سے آپ پر خیر کثیر کے دروازے کھلے اور آپ کو ذوق صحیح کا عظیم حصہ نصیب ہوا، اور اس سبب سے آپ اہلِ معارف کے علوم پر کلام کرنے پر اور ان کے دقائق وغوامض میں داخل ہونے پر بھرپور قدرت رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف ان تذکروں سے بھری پڑیں ہیں۔ ❷

---

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: هناد بن السري بن مصعب، ج ۲ ص ۷۰

❷ ذيل طبقات الحنابلة، شمس الدين أبو عبدالله بن قيم الجوزية، ج ۵ ص ۱۷۳

سترہ دن میں ستر ہزار رکعات نوافل

حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷ھ) نے سترہ (۱۷) دن میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) رکعت نوافل پڑھی، امام نسائی نے کہا ہے ثقہ ہیں:

إن ميمون بن مهران صلي في سبعة عشر يومًا سبعة عشر ألف ركعة قال النسائي: ثقة. ❶

تیرہ سال مسلسل روزے کی حالت میں ہدایہ کی تصنیف ہوئی

بندے کے ناقص خیال میں ہدایہ کی عظمت ومقبولیت کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے جس کو علامہ طاش کبری زادہ رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

انه بقي في تصنيف كتاب الهداية ثلاث عشرة سنة، كان صائما فى تلك المدة لا يفطر أصلا، وكان يجتهد أن لا يطلع علىٰ صومه أحد، فاذا أتى خادمه بطعام يوم كان يقول له خل ورح، فإذا راح كان يطعمه أحد الطلبة أو غيرهم، فإذا أتى الخادم وجد الإناء فارغا يظن أنه أكله بنفسه. ❷

صاحب ہدایہ تیرہ سال کی طویل مدت تک اس کی تالیف میں مشغول تھے اور برابر اس دوران میں روزہ رکھتے تھے، مگر ہمیشہ اس بات کی کوشش فرمایا کرتے تھے کہ ان روزوں کی کسی کو اطلاع نہ ہو، جب خادم کھانا لے کر آتا تو رکھوا دیتے، پھر کسی طالب علم یا کسی اور کو کھلا دیتے، جب خادم آتا برتن خالی پاتا تو یہی سمجھتا کہ انہوں نے خود کھایا ہے۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہدایہ جیسی کتاب مذاہب اربعہ میں نہیں لکھی گئی، بلکہ ایک شیعہ فاضل کا مقولہ ہے کہ اسلامی لٹریچر میں بخاری شریف

---

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: ميمون بن مهران، ج ١ ص ٧٦

❷ مفتاح السعادة: من الكتب المعتبرة، ج ٢ ص ٢٣٨

اور ہدایہ کے ہم پلہ کوئی کتاب نہیں۔ نیز فرماتے تھے صاحب ہدایہ کے مرتبہ کو کوئی بڑے سے بڑا فقیہ نہیں پہنچ سکتا کیوں کہ ان کا علم سینہ کا علم تھا اور دوسروں کا علم کتابوں سے ماخوذ تھا۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے کسی نے دریافت کیا، کیا آپ فتح القدیر جیسی کتاب تالیف فرما سکتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں، اور جب پوچھا گیا کہ ہدایہ کی طرح بھی تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں اگر چہ چند سطر ہی لکھنا پڑے۔

اسلافِ اُمت اور خدمتِ خلق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خدمت خلق

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابوصالح غفاری سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک نابینا بڑھیا کا جو مدینہ طیبہ کے قرب وجوار میں رہتی تھی رات کو پانی بھر دیا کرتے تھے، اور دوسرے تمام کام بھی کر دیا کرتے تھے، اور اس کی پوری پوری خبر گیری کرتے تھے، ایک روز جب آپ اس کے یہاں تشریف لے گئے تو اس کے روزمرہ کے تمام کام نپٹے ہوئے پائے، آپ کو بڑی حیرت ہوئی، آپ اس کی تلاش میں لگ گئے آخر یہ کون ہے؟ ایک دن دیکھ لیا کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، یہ وہ زمانہ تھا جب کہ آپ امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین تھے، آپ کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "أنت هو لعمري" میری جان کی قسم آپ کے سوا اور کون ہوسکتا ہے؟

أن عمر بن الخطاب كان يتعهد عجوزًا كبيرة عمياء في بعض حواشي المدينة من الليل، فيسقي لها ويقوم بأمرها، فكان إذا جاءها وجد غيره قد سبقه إليها فأصلح ما أرادت، فجاءها غير مرة كيلا يسبق إليها، فرصده عمر، فإذا هو بأبي بكر الذي يأتيها، وهو يومئذ خليفة، فقال عمر أنت هو لعمري. [1]

---

[1] تاريخ الخلفاء: ترجمة: أبوبكر الصديق، ج ١ ص ٦٥

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی اہلیہ کو زچگی میں لے جانا

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے خلافت کے زمانے میں بسا اوقات رات کو چوکیداری کے طور پر شہر کی حفاظت بھی فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ اسی حالت میں ایک میدان میں گزر ہوا، دیکھا کہ ایک خیمہ ہے جو پہلے وہاں نہیں دیکھا تھا، اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک صاحب وہاں بیٹھے ہیں اور خیمہ سے کچھ کراہنے کی آواز آرہی ہے، سلام کر کے ان صاحب کے پاس بیٹھ گئے اور دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ایک مسافر ہوں، جنگل کا رہنے والا ہوں، امیر المؤمنین کے سامنے کچھ اپنی ضروریات پیش کر کے مدد چاہنے کے واسطے آیا ہوں، دریافت فرمایا کہ یہ خیمہ میں سے آواز کیسی آرہی ہے؟ ان صاحب نے کہا میاں جاؤ اپنا کام کرو۔ آپ نے اصرار فرمایا کہ نہیں بتادو کچھ تکلیف کی آواز ہے ان صاحب نے کہا کہ عورت کی ولادت کا وقت قریب ہے، دردزہ ہو رہا ہے، آپ نے دریافت فرمایا کہ کوئی دوسری عورت بھی پاس ہے؟ انہوں نے کہا کہ کوئی نہیں، آپ وہاں سے اٹھے اور مکان تشریف لے گئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثوم سے فرمایا کہ ایک بڑے ثواب کی چیز مقدر سے تمہارے لئے آئی ہے، انہوں نے پوچھا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ایک گاؤں کی رہنے والی بیچاری تنہا ہے اس کو دردزہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہاں تمہاری صلاح ہو تو میں تیار ہوں، اور کیوں نہ تیار ہوتیں کہ یہ بھی آخر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ولادت کے واسطے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہو، تیل، گڑ، وغیرہ لے لو اور ایک ہانڈی اور کچھ گھی اور دانے وغیرہ بھی ساتھ لے لو، وہ لے کر چلیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود پیچھے پیچھے ہو لئے، وہاں پہنچ کر حضرت ام کلثوم تو خیمہ میں چلی گئیں اور آپ نے آگ جلا کر اس ہانڈی میں دانے ابالے، گھی ڈالا اتنے میں ولادت سے فراغت ہوگئی، اندر سے حضرت ام کلثوم نے آواز دے کر عرض کیا، امیر المؤمنین اپنے دوست کو لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دے دیجیے۔

امیر المؤمنین کا لفظ سن کر وہ صاحب بڑے گھبرائے، آپ نے فرمایا گھبرانے کی بات نہیں، وہ ہانڈی خیمہ کے پاس رکھ دی کہ اس عورت کو بھی کچھ کھلا دیں، حضرت ام کلثوم نے اس کو کھلایا اس کے بعد ہانڈی باہر دے دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بدو سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ، رات بھر تمہاری جاگنے میں گزر گئی، اس کے بعد اہلیہ کو ساتھ لے کر گھر تشریف لے آئے اور ان صاحب سے فرمادیا کہ کل آنا تمہارے لئے انتظام کر دیا جائے گا:

وعن أنس بن مالک بینما أمیر المؤمنین عمر یعسّ ذات لیلة إذ مر بأعرابی جالس بفناء خیمة فجلس إلیه یحدثه ویسأله ویقول له ما أقدمک هذه البلاد فبینما هو کذلک إذ سمع أنینًا من الخیمة فقال من هذا الذی أسمع أنینه فقال أمر لیس من شأنک، امرأة تمخض، فرجع عمر إلی منزله وقال یا أم کلثوم شدی علیک ثیابک واتبعینی، قال ثم انطلق حتی انتهی إلی الرجل فقال له هل لک أن تأذن لهذه المرأة أن تدخل علیها فتؤنسها، فأذن لها فدخلت فلم یلبث أن قالت یا أمیر المؤمنین بشر صاحبک بغلام، فلما سمع قولها أمیر المؤمنین وثب من حینه فجلس بین یدیه وجعل یعتذر إلیه فقال لا علیک إذا أصبحت فأتنا فلما أصبح أتاه ففرض لابنه فی الذریة وأعطاه.[1]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور خدمت خلق

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سب سے معمر صحابی ہیں، ایک قول کے مطابق ڈھائی سو اور دوسرے قول کے مطابق تین سو پچاس برس آپ کی عمر ہوئی ہے، آپ کی زندگی میں سادگی بہت غالب تھی جو ہر زمانے میں یکساں قائم رہی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد

[1] الریاض النضرة فی مناقب العشرة: الباب الثانی فی مناقب أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الفصل التاسع: فی ذکر نبذة من فضائله، ج ۲ ص ۳۹۰

خلافت میں آپ مدائن کے گورنر بنائے گئے، امارت کے اس زمانے میں جب کہ شان و شوکت اور خدام وحشم کے تمام لوازم ان کے لئے مہیا ہو سکتے تھے اس وقت بھی ان کی سادگی میں کوئی فرق نہیں آیا، تاریخ میں آپ کا ایک محیر العقول واقعہ ملتا ہے جس سے آپ کی سادگی اور خدمت گزارری کا پتہ چلتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے، ایک مرتبہ شام کا ایک تاجر کچھ سامان لے کر مدائن آیا تو حضرت سلمان ایک عام آدمی کی طرح سڑکوں پر پھر رہے تھے شام کا وہ تاجر انہیں مزدور سمجھا اور ان سے کہا کہ یہ گٹھڑی اٹھالو۔ حضرت سلمان نے کسی تأمل اور توقف کے بغیر گٹھڑی اٹھالی، کچھ دیر بعد مدائن کے باشندوں نے انہیں بوجھ اٹھائے دیکھا تو اس شامی تاجر سے کہا کہ یہ امیر مدائن ہیں اس پر وہ تاجر بہت حیران بھی ہوا اور شرمندہ بھی، اور حضرت سلمان سے معذرت کے ساتھ درخواست کی کہ وہ بوجھ اتار دیں، لیکن حضرت سلمان راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے ایک نیکی کی نیت کر لی ہے اب جب تک وہ پوری نہ ہو یہ سامان نہیں اتاروں گا، چناں چہ وہ سامان منزل تک پہنچا کر ہی دم لیا۔ سن ۳۵ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کی وفات ہوئی:

حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ كَانَ سَلْمَانُ أَمِيرًا عَلَى الْمَدَائِنِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ مَعَهُ حِمْلُ تِينٍ وَعَلَى سَلْمَانَ أَنْدَرْوَرْدُ وَعَبَاءَةٌ، فَقَالَ لِسَلْمَانَ تَعَالَ احْمِلْ وَهُوَ لا يَعْرِفُ سَلْمَانَ فَحَمَلَ سَلْمَانُ فَرَآهُ النَّاسُ فَعَرَفُوهُ فَقَالُوا هٰذَا الأَمِيرُ قَالَ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ لَهُ سلمان لا حتى أبلغ منزلك. ⓫

مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ اور خدمت خلق

ایک مرتبہ مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں ایک بوڑھا ملا جو بوجھ لئے جا رہا تھا، بوجھ کسی قدر زیادہ تھا اس وجہ سے مشکل سے چلتا

⓫ الطبقات الکبری، ترجمۃ: سلمان الفارسی، ج۴ ص ۶۶

تھا۔ مولوی مظفر حسین صاحب نے جب یہ حال دیکھا تو آپ نے اس سے وہ بوجھ لے لیا اور جہاں وہ جانا چاہتا تھا پہنچا دیا۔

اس بڈھے نے اُن سے پوچھا کہ اجی تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ بھائی میں کاندھلہ میں رہتا ہوں، اس نے کہاں وہاں مولوی مظفر حسین بڑے ولی ہیں اور ایسے ہیں ویسے ہیں، غرض بہت تعریفیں کیں، مولوی مظفر حسین صاحب نے فرمایا کہ اور تو اس میں کوئی بات نہیں ہے ہاں نماز تو پڑھ لیتا ہے، اس نے کہا واہ میاں ایسے بزرگ کو ایسا مت کہو، مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں ٹھیک کہتا ہوں۔ وہ بڈھا ان کے سر ہو گیا، اتنے میں ایک اور شخص آ گیا جو مولوی مظفر حسین کو جانتا تھا، اس نے اس بڈھے سے کہا بھلے مانس، مولوی مظفر حسین یہی تو ہیں، اس پر وہ بڈھا اُن سے لپٹ کر رونے لگا، مولوی صاحب بھی اس کے ساتھ رونے لگے۔ (۱)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا مشہور کیمونسٹ لیڈر کے پاؤں دبانا

ڈاکٹر اشرف صاحب اپنے زمانہ کے مشہور کیمونسٹ لیڈر جو عملاً علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے وابستہ تھے، خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں اور شیخ الاسلام سے دیوبند میں اپنی ملاقات، گفتگو، مہمان نوازی اور حاصل ہونے والی سہولتوں اور اپنے آرام و راحت کی تفصیل کہتے ہوئے ایک واقعہ بتاتے ہیں، یاد رہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف مشہور کیمونسٹ، الحاد کے شکار اور مذہب بیزار شخص تھے، وہ اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ دیوبند کے قیام کی غالباً چوتھی شام تھی، میں اپنے بستر پر دراز تھا، رات کے دس بج چکے تھے، گھومنے کی وجہ سے کچھ تھکن زیادہ تھی، چناں چہ لیمپ گل کیا اور سونے لگا، دروازہ کھلا رہتا تھا، مجھے غنودگی سی تھی کہ میں نے ایک ہاتھ اپنے ٹخنے پر محسوس کیا پھر دونوں ہاتھوں سے کسی نے میرے پاؤں دبانے شروع کر دئے، میں چوکنا ہو گیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا بہ نفس

(۱) حکایات اولیاء: ص ۱۴۲

نفیس اس گنہگار کے پاؤں دبانے میں مصروف ہیں، میری بدحواسی، حیرانی اور شرمندگی کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں، میں نے پاؤں جلد جلد سکیڑے اور بڑے ادب اور لجاجت سے حضرت کو روکا، مولانا نے اس پر حسرت سے فرمایا کہ آپ مجھے اس ثواب سے کیوں محروم کرتے ہیں، کیا میں اس قابل بھی نہیں ہوں کہ آپ جیسے مہمان کی خدمت کر سکوں، مجھ پر اس ارشاد کے بعد جو گزری میرے لئے اس کا بیان کرنا مشکل ہے، واقعہ یہ ہے کہ میں بارہ برس بعد آج پہلی بار اس واقعہ کا انکشاف کر رہا ہوں اور اگر حضرت زندہ ہوتے تو اس راز کو فاش کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، ان کی فراخ دلی اور ان کے اخلاق کا یہ ادنی نمونہ تھا۔ (1)

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ اور خدمت خلق

ایک واقعہ بھی سنایا کہ:

میں دیوبند میں ایک دن فجر کی نماز کے لئے جا رہا تھا سامنے ایک بہت ہی ضعیف بڑی بی کو دیکھا جو پانی کا گھڑا کنویں سے بھر کر لا رہی تھیں مگر اٹھانا دوبھر ہو رہا تھا۔ بمشکل چند قدم چل کر زمین پر بیٹھ جاتی تھیں، مجھ سے دیکھا نہ گیا۔ پاس جا کر کہا، لاؤ ماں یہ گھڑا تمہارے گھر پہنچا دو، یہ کہہ کر میں نے گھڑا اٹھا لیا، وہ جولاہوں کے محلے میں رہتی تھی اور اسی برادری سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب میں گھڑا بی بی کے گھر میں رکھ کر باہر نکلا تو وہ نہایت لجاجت اور الحاح کے ساتھ دعائیں دینے لگیں جو مجھے کافی آگے تک سنائی دیتی رہیں۔

اگلے دن پھر اسی وقت اسی حالت میں ملیں، میں نے گھڑا اٹھا کر ان کے گھر پہنچا دیا۔ واپسی پر دور تک پھر ان کی دعائیں سنتا رہتا۔ میں نے یہ سوچ کر کہ یہ سودا تو بڑا سستا ہے کہ چند منٹ کی محنت پر اتنی دعائیں ملتی ہیں، میں نے روز کا یہی معمول بنا لیا۔ بڑی بی بھی اس کی عادی ہو گئیں، اب میں کنویں پر ہی پہنچنے کی کوشش کرتا تھا تا کہ انھیں ڈول بھی کھینچنا نہ پڑے، بحمد للہ یہ معمول عرصہ دراز تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ بڑی بی نے ہی آنا چھوڑ دیا۔

(1) روزنامہ الجمعیت دہلی شیخ الاسلام نمبر: ص ۵۳

شاید ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ پھر فرمایا کہ یہ واقعہ بھی آج پہلی بار تم ہی کو بتا رہا ہوں تا کہ کچھ سبق حاصل کرو۔ (۱)

مطالعہ اور مجلسِ درس

مضبوط علمی استعداد کے لئے مطالعہ کا اہتمام کریں

علم کی ترقی اور مضبوط استعداد پیدا کرنے کے لئے مطالعہ وکتب بینی نہایت ضروری ہے، یہ ایک واقعی حقیقت ہے کہ جتنے بھی لوگ علمی میدان میں بام عروج پر پہنچے ہیں وہ مطالعہ کی راہ سے ہی پہنچے ہیں، اس کے بغیر نہ استعداد پیدا ہوسکتی ہے نہ علم میں کمال آسکتا ہے۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ روزانہ اسباق کا پابندی سے مطالعہ اپنے اوپر لازم کرلے، اس کے علاوہ خارجی کتب کا مطالعہ بھی کرتا رہے، اس کے لئے کچھ صفحات کی ایک مقدار مقرر کرے اور اس کو پورا کرنے پر مواظبت کرے، حتی الامکان ناغہ نہ ہونے دے، جب اس کی عادت ہوجائے گی تو علمی ذوق پیدا ہوگا، مطالعہ کرنے میں عجیب کیف اور لذت حاصل ہوگی، پھر رات کے سناٹے میں جب لوگ سورہے ہوں گے یہ طالب علم اپنی کتابیں لئے مطالعہ میں محو ہوگا اور کتاب کو حل کرنے کے درپے ہوگا، مشکل عبارتیں بڑی محنت ومشقت اور کدوکاوش کے بعد جب حل ہوں گی تو اس پر اس کو جو فرحت حاصل ہوگی اور لذت وسرور کی جو کیفیت پیدا ہوگی وہ الفاظ سے بالاتر ہے، اس کو تو وہی جان سکتا ہے جس کو یہ لذت حاصل ہو۔

علمائے سلف اور مطالعہ کا اہتمام

امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) رات بھر مطالعہ کے لئے جاگتے تھے، ان کے

(۱) حیات مفتی اعظم: ص ۵۲

سامنے کتابوں کے ڈھیر لگے ہوتے تھے:

وكان يضع عنده دفاتر، فإذا مَلَّ من نوع نظر في آخر. ①

جب ایک فن کی کتابوں سے طبیعت اکتا جاتی تو دوسرے فن کا مطالعہ شروع کر دیتے تھے۔

امام ابوالحسن اللؤلؤی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۷ھ) فرماتے ہیں:

لِی أَرْبَعُونَ عَامًا مَا قُمْتُ وَلَا نِمْتُ إِلَّا وَالْكِتَابُ عَلَى صَدْرِی. ②

مجھ پر چالیس سال اس حال میں گزرے ہیں کہ سوتے جاگتے کتاب میرے سینے پر رہتی تھی۔

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کے جلیل القدر شاگرد امام مزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) نے اپنے استاذ کی ''الرسالة'' کا پچاس (۵۰) برس تک مطالعہ کیا اور خود ہی ناقل ہیں کہ ہر مرتبہ کے مطالعہ میں مجھ کو نئے نئے فوائد حاصل ہوتے گئے:

أنا أنظر في كتاب ''الرسالة'' عن الشافعي منذ خمسين سنة ما أعلم أني نظرت فيه مرةً إلا وأنا أستفيد منه شيئاً كثيرا لم أكن عرفته. ③

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ اس قدر محنتی تھے کہ شب وروز کے چوبیس گھنٹوں میں شاید سات آٹھ گھنٹے بمشکل سونے، کھانے اور دیگر ضروریات میں خرچ ہوتے تھے، اس کے علاوہ سارا وقت ایسی حالت میں گزرتا تھا کہ کتاب نظر کے سامنے ہے اور خیال مضمون کی تہہ میں ڈوبا جاتا ہے، مطالعہ میں آپ اس درجہ محو ہوتے تھے کہ پاس رکھا ہوا کھانا کوئی اٹھا کر لے جاتا تو خبر نہ ہوتی، بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ کتاب دیکھتے دیکھتے آپ سو گئے اور صبح کو معلوم ہوا کہ رات کھانا نہیں کھایا تھا۔ ④

---

① قيمة الزمن عند العلماء: ص ۳۱ ② جامع بيان العلم وفضله: باب في فضل النظر في الكتب ...... الخ، ج۲ ص۱۲۲۷، رقم: ۲۴۲۶ ③ وفيات الأعيان: ترجمة: أبو القاسم الأنماطي، ج۳ ص ۲۴۱ ④ آپ بیتی: فصل نمبر۳، ج۲ ص۶۵

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) کا مطالعہ کے وقت یہ عالم ہوتا تھا کہ ادھر ادھر کتابیں ہوتی تھیں اور وہ مطالعہ میں ایسے مصروف ہوتے تھے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہتی، بیوی کو کب گوارہ ہوسکتا تھا کہ اس کے سوا کسی اور کی دل میں اس قدر گنجائش ہو، ایک روز بگڑ کر کہا ''وَاللّٰهِ لَهٰذِهِ الْكُتُبُ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ثَلَاثِ ضَرَائِرَ '' اللہ کی قسم! یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں۔ (۱)

حضرت مولانا یوسف صاحب اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب دونوں ہم درس ساتھی تھے، مولانا انعام الحسن صاحب ذکر کرتے ہیں کہ ہم دونوں نے آپس میں یہ طے کرلیا تھا کہ رات کے ابتدائی آدھے حصے میں ہم میں سے ایک مطالعہ کرے گا اور دوسرا سوئے گا، آدھی رات ہوجانے پر مطالعہ کرنے والا چائے بنائے گا اور دوسرا ساتھی کو اٹھا کر اور اس کے ساتھ چائے پی کر سو جائے گا اور اس دوسرے کے ذمہ ہوگا کہ فجر کی جماعت کے لئے سونے والے ساتھی کو اٹھائے گا۔ ایک دن مولانا یوسف صاحب شروع رات میں مطالعہ کرتے تھے اور میں سوتا تھا اور دوسرے دن اس کے برعکس ترتیب رہتی تھی۔ (۲)

مطالعہ کیسے کیا جائے

۱......مطالعہ کا مادہ طلوع سے ہے اور طلوع پردہ غیب سے عالم ظہور میں آنے کو کہتے ہیں، اسی لئے کہا جاتا ہے ''طَلَعَتِ الشَّمْسُ '' یعنی سورج عالم غیب سے عالم ظہور میں نمودار ہوا، اور مطالعہ مفاعلہ کا باب ہے اور مفاعلہ میں جانبین سے برابر کے عمل کو کہتے ہیں، اب مطالعہ کا معنی یہ ہوا کہ ادھر طالب علم نے اپنی توجہ کو کتاب کی طرف مبذول فرمائی، ادھر کتاب نے طالب علم کو اپنے فیوض و برکات سے نوازا اور اب دونوں کے گہرے رابطے سے کام بن گیا۔

(۱) وفیات الأعیان: ترجمة: محمد بن مسلم بن عبید الله بن عبد الله، ج۴ ص۱۷۸

(۲) سوانح حضرت مولانا یوسف رحمہ اللہ: ص۴۳

۲......یکسوئی وتنہائی میں جہاں شور وغل نہ ہو اور نہ ہی کوئی امر طبیعت کے لگاؤ میں مانع ہو، اگر ایسا موقع میسر نہ ہو تب بھی خود کو تنہائی میں تصور کر کے مطالعہ میں لگ جائے۔

۳......بہتر وقت بعد مغرب تا عشاء کا ہے، سحر کا وقت تو نہایت ہی موزوں وقت ہوتا ہے، دورانِ مطالعہ کسی شئ کے ساتھ ٹیک نہ لگائیں۔

۴......کتاب کو اول سے آخر تک بالاستیعاب دیکھا جائے، ایسا نہ ہونا چاہئے کہ بعض اجزاء اِدھر سے اور بعض اُدھر سے۔

۵......جس کتاب کا مطالعہ شروع ہو، ایک دم نہ سہی، لیکن اس میں ایسے وقفے بھی نہ ہوں کہ جس سے سال یا کئی ماہ گزر جائیں، وقفہ کرنے سے کتاب سے انس ہٹ جاتا ہے اور پے در پے کے مطالعہ سے کتاب مانوس ہو جاتی ہے۔

۶......مطالعہ کتاب کے وقت ایک سفید کاغذ اور قلم دوات ہو تا کہ جدید فوائد اس میں درج ہو سکیں یا کم از کم ان فوائد پر نشانات ضرور لگاتے جائیں (مگر احتیاط رہے کہ کتاب بھی خراب نہ ہونے پائے) اس لئے یا تو باریک تراشی ہوئی پنسل سے لگائیں یا ایک علیحدہ کاغذ پر نوٹ کرتے جائیں، پھر فارغ وقت میں ان نشان زدہ فوائد کو جب اپنی کاپی میں درج کر لیں تو پھر ربڑ سے پنسل کے نشانات کو ختم کر دیں، تا کہ کتاب بھی محفوظ اور صاف ستھری رہے۔

مَنْ حَفِظَ شَیْئًا فَرَّ وَمَنْ کَتَبَ شَیْئًا قَرَّ۔

یعنی جس نے کوئی چیز یاد کی وہ باقی نہیں رہتی جس نے لکھا وہ باقی رہا، پختہ رہ گیا۔

۷......جس فن کی کوئی کتاب دیکھیں، اس سے قبل اس سے آسان کتاب کے سبق کا مطالعہ کر لیں، یا جو طالب علم بڑی کتاب کے سبق کا مطالعہ کرے، اُسے چاہئے کہ وہ پہلے چھوٹی کتاب سے اس سبق کا مقام دیکھ لے (اسی لئے موجودہ طلبہ کی یا تو استاذ کے اسباق سے غفلت ہوتی ہے یا وہ شروحات کا سہارا لے کر اسباق پر توجہ نہیں دیتے تھے) مثلاً کافیہ

پڑھنے والے یا اسی طرح کنز الدقائق پڑھنے والے، اسی طرح حسامی پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اسباق کے مقامات ہدایۃ النحو (کافیہ کے لئے) قدوری (کنز الدقائق کے لئے) نور الانوار (حسامی کے لئے) دیکھیں۔

بعض طلباء کسی کو سبق سمجھانے اور تکرار کرانے سے جی چراتے ہیں حالانکہ انہیں پتہ نہیں کہ دوسرے کو سمجھانا خود اپنا علمی اضافہ ہے۔

۸...... جو مضامین یاد ہوسکیں یاد رکھیں، اور جو لکھے جاسکیں ایک جگہ لکھتے جائیں، بعض طلباء اساتذہ کے سامنے یہ استغاثہ بھی شکایت کی صورت میں پیش کرتے ہیں کہ اس وقت اگرچہ کتاب کے مضامین یاد ہو جاتے ہیں، لیکن پھر بھول جاتے ہیں، یہاں دو باتیں قابل ذکر ہیں:

(۱) ایک وقت مضمون یاد کر کے پھر بھول جانے سے کسی دوسرے وقت اسی کتاب یا دوسری کتاب سے یادشدہ اول آسانی سے سمجھ آتا ہے۔

(۲) دوبارہ سہ بارہ مطالعہ سے پھر ایسا یاد ہو جاتا ہے کہ پھر بھولنے کا نام بھی نہیں لیتا ہے۔

۹...... بھوکے پیٹ یا کم از کم پیٹ کو تھوڑا خالی رکھ کر مطالعہ کیا جائے۔

۱۰...... رات دیر تک جاگنے اور مطالعہ کرنے کے لئے دو باتوں کا اہتمام کریں۔

(۱) مغرب سے بیشتر کھانا کھالے، تھوڑا سا کھائے۔

(۲) دوپہر کو تھوڑا آرام کرلیا کرے، پھر صبح اٹھے تو نہایت مبارک گھڑیاں ہیں۔

۱۱...... مطالعہ کے وقت صرف کتاب کے مضمون کی طرف دھیان ہو، اس وقت دنیا وعقبیٰ کے دھندوں سے پاک ہوکر بیٹھے۔

۱۲...... طالب علم ہر وقت کتاب اپنے ساتھ رکھے، جیسا کہ عربی مقولہ ہے:

مَنْ لَمْ يَكُنِ الدَّفْتَرُ فِيْ كُمِّهِ لَمْ تَثْبُتِ الْحِكْمَةُ فِيْ قَلْبِهِ. (۱)

---

(۱) تعلیم المتعلم: ص ۷۰

جس کے ہاتھ میں کوئی کتاب نہیں، اس کے دل میں حکمت باقی نہیں رہ سکے گی۔

۱۳...... مطالعہ کے درمیان ذہن کو حاضر رکھے تا کہ جو کچھ پڑھے اسے مکمل طور پر یاد رکھ سکے اور صحیح معنوں میں سمجھ سکے۔

۱۴...... اہم عبارات اور بنیادی باتوں کے نیچے پنسل سے لکیر کھینچ دینا چاہئے تا کہ جب اس بحث کو دوبارہ دیکھے تو یہ معانی اس کے ذہن میں راسخ ہو جائیں۔

۱۵...... اساسی اور بنیادی عنوانات کو پنسل سے صفحہ کے ایک کنارے پر لکھ دینا چاہئے تا کہ ان موضوع کو اچھی طرح سے یاد رکھا جا سکے۔

۱۶...... موضوع کے اہم عنوانات یا پسندیدہ ابحاث کو ڈائری میں الگ، کتاب کے نام اور صفحہ نمبر کے ساتھ نوٹ کر لینا چاہئے، تا کہ دوبارہ ضرورت پڑے تو آسانی سے اصل مرجع کی طرف رجوع کر سکے۔

۱۷...... ایک الگ کاپی یا رجسٹر رکھنا چاہئے تا کہ احادیث مبارکہ، ادبی لطائف اور حکیمانہ اشعار نیز تاریخی واقعات، علمی حقائق، دینی مسائل وفتاوی میں سے جو چیز پڑھنے والے کو بھلی معلوم ہو وہ اس میں لکھ لے۔

درسی کتابوں کا مطالعہ کیسے کریں

مطالعہ طلوع سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں نکلنا اور باب مفاعلہ کا ایک خاصہ ہے تعدیہ یعنی متعدی بنانا لہذا مطالعہ بمعنی نکالنا ہوا، ایک خاصہ باب مفاعلہ کا مبالغہ ہے اس اعتبار سے مطالعہ خوب خوب نکالنے کے معنی اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

اس لئے نقوش کتاب جو پہلے سے ذہن ودماغ پر مختلف وجوہ سے مخفی ہیں ان کے سمجھنے اور جاننے کے لئے مختلف قسم کا غور وفکر کرنا اور فکر وسوچ کی محنت کرنا ضروری ہوگا، لغت اور صرف کے اعتبار سے سوچنا اور سمجھنا ہوگا کہ کون سا صیغہ اور کیا معنی ہیں، دوسری محنت علم نحو اور ترکیب کے اعتبار سے دیکھنا اور سوچنا ہوگا کہ ترکیب میں کیا واقع ہے اور

اعرابی لحاظ سے کس طرح پڑھا جائے تنوین کے ساتھ یا بلا تنوین، حرکاتِ ثلاثہ میں سے کس حرکت کے ساتھ پڑھنا صحیح ہوگا۔ تیسری فکری محنت یہ ہوگی کہ ماقبل و مابعد کے اعتبار سے ترجمہ کس طرح کرنا صحیح ہوگا اور اس جگہ اس کا کیا مطلب ہوگا، مصنف کیا بتلانا اور سمجھانا چاہتے ہیں، تو مختلف احتمالات نکالتے ہوئے ان تینوں مرحلوں کو طے کرنے کا نام مطالعہ ہے، صرف کتاب کے نقوش پر نگاہ ڈالنا اور بے سوچے سمجھے کیف ما اتفق زبان سے تلفظ کر لینے کا نام ہرگز مطالعہ نہیں اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے مطالعہ کیا جائے اس کے لئے جتنا ذہن یکسو ہوگا اتنی ہی سوچ وفکر صحیح ہوگی۔

اس طرح غور وفکر سے کام لینے میں طالب علم کو اول اول بہت تعب (تھکن) ومشقت محسوس ہوگی اور وقت زیادہ خرچ کرنے کے باوجود کام کی مقدار بہت کم ہوگی، یعنی کافی دیر میں ایک آدھ سطر حل ہو سکے گی، لیکن کرتے کرتے روز بروز قوت فکریہ میں تیزی وترقی اور مقدار میں بھی روز بروز اضافہ اور زیادتی ہوتی چلی جائے گی، نیز اس طرح مطالعہ کر کے سبق پڑھنے میں لطف اور مزہ بھی آتا چلا جائے گا اور سبق ذہن نشین اور محفوظ رہے گا، استعداد علمی حاصل ہونے کا اور ترقی کا ذریعہ یہی مطالعہ ہے اس لئے اس پر محنت ضروری ہے، سستی اور آرام طلبی کو اس پر قربان کر دینا چاہئے اور حتی الامکان کوئی سبق بلا مطالعہ نہ پڑھے۔ (1)

اسباق کو مطالعہ کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کریں

استاذ کے سامنے سبق پڑھنے سے پہلے مطالعہ کرے، کوئی سبق بغیر مطالعہ کے نہ پڑھے، مطالعہ کے بے شمار فوائد ہیں، منجملہ ان کے سبق اچھی طرح ذہن نشین اور محفوظ ہو جاتا ہے۔

کتاب کو اس کی عربی شروح اور حواشی سے حل کرنے کی کوشش کرے، اردو

(1) تحفۃ الطلباء والعلماء: ص۱۸۲

شروحات کا مطالعہ نہ کریں یہ استعداد کے لئے مضر ہیں، ابتداء میں اپنے کسی خاص استاذ سے جن سے لگاؤ زیادہ ہو اور دل جن سے زیادہ مانوس ہو مطالعہ کا طریقہ وترتیب معلوم کرے اور عبارت کو حل کرنا سیکھے اور اسی استاذ کے مشورہ سے چلتا رہے۔ ان شاء اللہ بہت جلد ترقی ہوگی، عمدہ استعداد بنے گی اور عربی عبارت سے مناسبت پیدا ہوگی، ابتداءً اگرچہ طبیعت پر گرانی ہوگی بوجھ پڑے گا کہ مطالعہ سے کبھی پورا سبق سمجھ میں نہیں آتا، اور کبھی بڑی محنت ومشقت کے بعد تھوڑا سا سمجھ میں آتا ہے، لیکن اس سے گھبرائے نہیں، ہمت نہ ہارے بلکہ برابر مداومت رکھے، اس لئے کہ مطالعہ کا مقصد بقول حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے معلومات اور مجہولات میں امتیاز ہے اور یہ چیز بہرصورت حاصل ہو جاتی ہے یعنی مطالعہ سے اگر کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا تو بھی نفع سے خالی نہیں، کیونکہ اتنا تو سمجھ میں آ ہی گیا کہ یہ سبق سمجھ میں نہیں آیا مشکل ہے۔

پھر جب صبح استاذ کے سامنے درس میں بیٹھے گا تو استاذ کی تقریر خوب دھیان اور توجہ سے سنے گا اور جب سبق سمجھ میں آجائے گا تو دل سے شکر ادا کرے گا کہ رات بھر محنت ومشقت کے باوجود سبق سمجھ میں نہیں آیا تھا اور استاذ محترم نے کس سلیقہ سے سمجھا دیا۔ اس سے ایک تو استاذ کی عظمت دل میں آئے گی، استاذ سے قلبی محبت ہوگی اور دوسرے سبق کی اہمیت پیدا ہوگی اور یہ دونوں باتیں علمی ترقی کا ذریعہ ہے۔

استاذ کی تقریر توجہ اور دھیان سے سننے کے بعد سبق کا تکرار ومذاکرہ بہت ضروری ہے کیونکہ تکرار ومذاکرہ سے علم میں پختگی آتی ہے، استعداد بنتی ہے، زبان کھلتی ہے، سنی ہوئی باتیں اچھی طرح محفوظ ہو جاتی ہیں، بغیر تکرار کے علوم قلب میں راسخ نہیں ہو سکتے۔

مشہور مقولہ ہے ''اَلدَّرْسُ حَرْفٌ وَالتَّكْرَارُ أَلْفٌ'' یعنی سبق تو کم ہونا چاہئے اور تکرار ومذاکرہ زیادہ سے زیادہ ہونا چاہئے۔

علامہ زرنوجی رحمہ اللہ گذشتہ اسباق کے تکرار کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے

ہیں کہ گزشتہ سبق کا تکرار پانچ مرتبہ، اس سے پہلے کا چار مرتبہ، اس سے پہلے کا تین مرتبہ اور اس سے پہلے کا دو مرتبہ اور چھٹے روز کا ایک مرتبہ اور یہ معمول روزانہ کا ہونا چاہئے، اگر ایسا کیا گیا تو یہ علوم کے محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ اور طریقہ ہے۔ ❶

تکرار میں شرم وحجاب مانع نہیں ہونا چاہئے بلکہ برابر مداومت کے ساتھ تکرار کرتا رہے، اس کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ کوئی تکرار سننے والا ہو، بلکہ کوئی نہ ہو تب بھی اپنا تکرار کا وظیفہ اور عمل پورا کرے، اکیلا ہی بیٹھا بیٹھا تکرار کرلے، ہمارے اسلاف اس طرح بھی تکرار کیا کرتے تھے۔

طلبہ اسباق میں پابندی کے ساتھ شرکت کریں

تحصیلِ علم کے ظاہری آداب میں ایک اہم ادب اسباق کی پابندی بھی ہے، طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ خوب اہتمام کے ساتھ سبق میں حاضر ہو، کسی روز سبق کا ناغہ نہ کرے کہ اس سے بے برکتی ہوتی ہے، دل اکھڑ جاتا ہے، پڑھا ہوا بھی بھول جاتا ہے، شوق میں کمی آجاتی ہے، علم سے اور کتاب سے مناسبت پیدا نہیں ہوتی، علم کی اور استاذ کی ناقدری ہوتی ہے، جس کے سبب بسا اوقات آدمی علم سے محروم ہو جاتا ہے۔

ایک عربی شاعر کہتا ہے:

دَاوِمْ عَلَى الدَّرْسِ لَا تُفَارِقْهُ   فَالْعِلْمُ بِالدَّرْسِ قَامَ وَارْتَفَعَا

ترجمہ: اسباق کی بلا ناغہ پابندی اور مداومت کرو کہ علم میں پختگی اور سرفرازی اسی سے آتی ہے۔

آج کل طلبہ کا یہ حال ہے کہ اسباق کی کوئی اہمیت ہی نہیں، بلا وجہ معمولی معمولی بہانے بنا کر اسباق کا ناغہ کر دیتے ہیں، تعلقات اتنے وسیع بنائے ہوئے ہیں کہ دوستوں کی ملاقاتیں ہی ختم نہیں ہوتی۔

---

❶ تعلیم المتعلم: فصل فی بدایة السبق وقدره وترتیبه، ص ۵۵

اس وہم وگمان پر کبھی سبق کا ناغہ نہ کرنا چاہئے کہ طلبہ سے تکرار کرلوں گا کیونکہ طالب علم استاذ کی پوری تقریر نہیں دہرا سکتا، اور اگر بعد میں خود استاذ سے بھی پڑھ لوگے تو بھی انفراداً پڑھنے میں وہ بات کہاں حاصل ہوسکتی ہے جو درس میں تھی، درس میں مجمع کی طلب اور توجہ پر جو مضامین استاذ کے قلب پر وارد ہوئے تھے وہ نہیں آسکتے گو استاذ کوشش بھی کرے۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ ''صید الخاطر'' میں فرماتے ہیں کہ میں سبق میں پہنچنے کے لئے اس قدر جلدی کرتا تھا کہ دوڑنے کی وجہ سے میری سانس پھولنے لگتی تھی۔

حضرت مولانا یحیی صاحب رحمہ اللہ کے حالات میں ہے کہ سبق کا بہت اہتمام کرتے تھے، خود فرمایا کرتے تھے کہ دورہ میں میری ایک حدیث بھی کبھی نہیں چھوٹی کاندھلہ قریب تھا، مگر میں خود جانے کا نام تو کیا لیتا والدہ کے اصرار پر حضرت (مولانا گنگوہی) خود مجھے امر فرماتے تو سبق کے حرج کا عذر کر دیا کرتا تھا۔

فقیہ العصر علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں حضرت استاذی مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پڑھتا تھا، میرے تمام بدن پر خارش نکل آئی، میں ہاتھوں میں دستانہ پہن کر سبق پڑھنے کے لئے حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتا، ان ایام میں بھی ایک دن سبق ناغہ نہیں کیا ایک روز مجھ کو زیادہ خارش میں مبتلا دیکھ کر حضرت استاذی رحمہ اللہ نے فرمایا تمہارا تو وہ حال ہو گیا بقول شخصے:

یک تن وخیل آرزو دل بچہ مدعا دہم　　　تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم [1]

درس میں حاضری کے وقت ان آداب کی رعایت رکھیں

استاذ کے سامنے انتہائی ادب کے ساتھ دوزانو ہو کر بیٹھے، سکون، خشوع وخضوع کے ساتھ بیٹھے، شیخ کی طرف دیکھتے ہوئے ہمہ تن گوش ہو کر ان کی باتوں کو سنے اور سمجھنے کی بھرپور کوشش کرے، بلا ضرورت دائیں بائیں، اوپر نیچے نہ دیکھے، خصوصاً دورانِ سبق یا استاذ

[1] تذکرۃ الرشید: حصہ دوم، ص ۲۷۴

کے ساتھ بات چیت کے وقت تو اس پر سختی سے عمل کرنا چاہئے۔

اور اس وقت استاذ ہی کی طرف نظر کرنی چاہئے، استاذ کے سامنے نہ آستین کو جھاڑے نہ آستین چڑھائے، نہ ہی ایسے ہاتھ پیر کے ساتھ کھیلے، اور ہاتھ کو منہ یا داڑھی پر نہ رکھے، نہ ہی بلا وجہ بار بار ناک اور منہ میں انگلیاں ڈالے، اور زمین پر ہاتھ نہ مارے اور نہ ہی فرش پر ہاتھوں سے خط کھینچے، استاذ کی طرف پہلو اور پیٹھ بھی نہ کرے، بلاضرورت زیادہ کلام نہ کرے، اور ہنسانے والی بات بھی نہ کرے، ایسی کوئی حرکت کوئی بات جس سے بے ادبی کی بو آتی ہو نہ کرے، بلا وجہ نہ ہنسے، اگر ہنسنے کی ضرورت ہو تو روک لے اور تبسم پر اکتفاء کرے، استاذ کی موجودگی میں کسی دیوار یا کسی اور چیز پر ٹیک نہ لگائے نہ ہی ہاتھوں کو پیچھے کر کے اس پر ٹیک لگائے۔

بلاضرورت بار بار نہ کھانسے، نہ تھوکے، اگر تھوکنے کی ضرورت ہو تو رومال یا اور کوئی کپڑا وغیرہ منہ میں رکھ کر اس میں لعاب ڈال دے، اور یہ سارا عمل پوشیدہ طور پر کرنے کی کوشش کرے، استاذ کے ساتھ بات چیت یا بحث ومباحثہ کرتے وقت ہاتھوں کو نہ ہلائے، اگر چھینک آئے تو حتی المقدور آواز پست کرنے کی کوشش کرے، رومال سے چہرے کو ڈھانپ دے اگر جمائی آجائے تو روکنے کی کوشش کرے، اگر روکنے پر قادر نہ ہو تو منہ پر ہاتھ رکھ دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إن من حق العالم عليك أن تسلم على القوم عامة، وتخصه بالتحية، وأن تجلس أمامه، ولا تشير عنده بيدك، ولا تغمزن بعينك، ولا تغتابن عنده أحدًا، ولا تطلبن عثرته وإن زل قبلت معذرته، ولا تعرض من طول صحبته، ولا ترفع نفسك عن خدمته، وإذا عرضت له

حاجة سبقت القوم إليها، فإنما هو بمنزلة النخلة تنتظر متى يسقط عليك منها شئ. ❶

عالم کا تجھ پر یہ حق ہے کہ ان کی مجلس کے لوگوں پر عمومی سلام اور ان پر خصوصی سلام کیا جائے، ان کے سامنے بیٹھا جائے، ان کے سامنے ہاتھوں سے اشارے ہرگز نہ کرے، نہ ہی آنکھوں سے اشارے ہوں، ان کے سامنے کسی کی غیبت کرنے سے گریز کرے، ان کی غلطی کے درپے نہ ہو، اگر ان سے کبھی غلطی ہو بھی جائے ان کو معذور سمجھے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کا احترام کرے، اگر ان کو کسی کام کی ضرورت ہو تو دوسروں سے بڑھ کر کرنے کی کوشش کرے، ان کی مجلس اور صحبت کو غنیمت جانے ان کی مثال ثمر اور درخت کی سی ہے، انتظار میں رہنے سے پھل پھینک دیتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وصیت میں استاذ کے ادب کے متعلق تمام ضروری باتیں بتادی ہیں۔

شیخ کو کسی مسئلہ کا حکم یا عجیب نکتہ بیان کرتے ہوئے سنے جو پہلے سے اس کو آتا ہو یا کوئی حکایت یا شعر جو پہلے سے اس کو یاد ہو کہتے ہوئے سنے تو بے رخی سے نہ سنے بلکہ شوق وذوق کا اظہار کرتے ہوئے اور خود کو ضرورت مند ظاہر کرتے ہوئے اس کو سنے، اپنی خوشی کا اظہار کرے جس سے یہ تاثر ہو کہ اس کو کوئی نئی چیز مل گئی۔

کسی مسئلہ کی تشریح یا سوال کا جواب دینے میں پہل نہ کرے، نہ ہی اپنی معرفت کا اظہار کرے، ہاں اگر استاذ خود حکم دے تو تشریح کرنے یا سوال کا جواب بتانے میں کوئی حرج نہیں۔

استاذ کے کلام کو قطع نہ کرے، فارغ ہونے تک صبر کرے، اگر استاذ اس سے بات کر رہا ہو تو وہ کسی اور سے بات نہ کرے، ہر وقت دماغ حاضر کر کے رہے، استاذ اگر کسی کا حکم

❶ مختصر منهاج القاصدين: باب في آداب المعلم والمتعلم، ص ٢٢

دے یا کسی چیز کے متعلق پوچھے تو فوراً جواب دے، دوبارہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہو۔

درس کے وقت خاموش رہیں

عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ. ①

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ کے وقت حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کراؤ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استاذ کی تقریر کے وقت بالکل خاموش اور متوجہ رہنا چاہئے کسی سے بات چیت نہ کریں اور نہ کسی کی طرف التفات کریں۔

درس گاہ کے آداب

درس گاہ میں بیٹھنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں طالبِ علم کو چاہئے کہ ان آداب کا خیال رکھے۔

۱......درس گاہ میں سلام کر کے داخل ہونا چاہئے اور اگر جگہیں مقرر نہ ہوں تو جہاں جگہ خالی ہو بیٹھ جائے کسی سے مزاحمت نہ کرے، استاذ کے قرب کو ترجیح دے البتہ عمر، صلاحیت اور علم وغیرہ میں افضل طالب کے علم کے مقابلہ میں ایثار اختیار کرنا چاہئے، بیٹھنے میں نظر و ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۲......استاذ کے حکم کے مطابق صحیح طور پر بیٹھنا چاہئے۔

۳......استاذ کی جگہ کے ساتھ ساتھ اپنی جگہ کو صاف رکھیں۔

۴......درس گاہ میں کہیں کچرا نظر آئے تو اٹھالیں مگر پڑھائی کے دوران نہیں۔

① صحیح البخاری: کتاب العلم، باب الإنصات للعلماء، ج ۱ ص ۳۵، رقم الحدیث: ۱۲۱

۵......درس گاہ میں ہر وقت باوضو رہیں۔

۶......اگر ہو سکے تو درس گاہ میں جانے سے پہلے خوشبو لگالیں۔

۷......درس گاہ میں سنجیدہ رہنے کی کوشش کریں۔

۸......کتابوں اور تپائیوں پر ٹیک نہ لگائیں نہ ان پر کہنیاں رکھیں۔

۹......استاذ درس گاہ میں موجود نہ ہو یا آنے میں تاخیر ہو جائے تو وقت ضائع نہ کریں بلکہ پڑھائی جاری رکھیں۔

۱۰......درس گاہ میں سوئیں نہیں اور نہ ہی اونگھیں بلکہ چست ہو کر بیٹھیں۔

۱۱......درس گاہ میں لایعنی باتیں نہ کریں۔

۱۲......درس گاہ میں اس بات کا خیال رکھیں کہ جس کتاب کا وقت ہو اس کے علاوہ دوسری کتاب نہ پڑھیں۔

۱۳......چھٹی کے وقت درس گاہ سے اٹھتے ہوئے کتابیں بند کر کے ترتیب سے رکھ دیں۔

درس کے آداب

۱......درس کے دوران کتاب کو یاد کرنا، اس بھروسہ پر نہ چھوڑنا کہ آگے اور کتابیں آئیں گی ان میں بھی یہی مسائل ہوں گے انہیں یاد کرلوں گا، شاید موقع نہ ملے اور اگر اس کتاب کو یاد رکھے گا اور آگے موقع نہ ملا تو کتاب تو یاد رہے گی اور کام دے گی، اور اگر موقع مل گیا تھا تو آگے کی کتابیں بجائے ایک صفحہ کے چار صفحے پڑھے گا اور اس کتاب سے مدد ملے گی۔

۲......درس پر نشان رکھے تاکہ جلدی سے کھول لے، ایسا نہ ہو درس کے دوران اوراق پلٹتا رہے اور مطلوبہ جگہ نہ ملے۔

۳...... بے سمجھے رٹا لگا کر نہ سنائے کیوں کہ ایسا یاد کرنا بالکل نہیں ٹھہرتا، سبق خوب سمجھ کر یاد کرنا چاہئے کہ دل پر نقش ہو جائے اور ہمیشہ یاد رہے۔

۴...... سبق دل لگا کر پڑھا جائے گا تو جلدی پڑھ لے گا ورنہ برسوں میں بھی نہ آئے گا۔

۵...... درس کے نظام الاوقات ضرور بنا لینا چاہئے اور اس کی پوری پابندی کرنی چاہئے۔

۶...... اساتذۂ فن کی مدد کے بغیر محض کتابوں سے علم و فن حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

۷...... قلم اور نوٹ بک اپنے ہمراہ ضرور رکھنا چاہئے، اصول، قواعد کلیہ، مبادی اور دیگر مفید اور ضروری باتیں نوٹ کرنے کی عادت بنا لینی چاہئے۔ علم کو تحریر میں لانا ضبط کے لئے زیادہ موزوں رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایتیں اس لئے زیادہ ہیں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سن کر لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ [1]

آج بھی عام طور پر دیکھئے کہ ایک طالب علم کے نوٹس سینکڑوں کے کام آتے ہیں اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ طالب علمی کے زمانے میں تیار کردہ نوٹس تاحیات ایک گنجینۂ انمول اور خزینۂ نایاب ثابت ہوتے ہیں اور تاحیات ان سے کام لیا جاتا ہے۔

۸...... درس کے دوران کسی طالب علم کو اذیت نہ دیں اور نہ کسی سے اُلجھیں۔

۹...... درس کے دوران ہر کام اور ہر بات میں اپنی باری کا انتظار کرنا چاہئے، سوال کرنے میں، جواب دینے میں، عبارت پڑھنے میں، تحریری کام دکھانے میں۔

---

[1] صحیح البخاری: کتاب العلم، باب کتابة العلم، ج ۱ ص ۳۴، رقم الحدیث: ۱۱۳

۱۰......اپنی باری پر استاذ کی اجازت کے بعد بسم اللہ پڑھ کر سبق شروع کرنا چاہئے۔

۱۱......تعلم اور استفادہ کے مواقع میں ایثار، بدشوقی اور سستی کا ثبوت ہے، ایثار مادی اشیاء میں ہونا چاہئے، لیکن علمی واخلاقی اور فضیلت وثواب کے کاموں میں مسابقت کا جذبہ کارفرما ہونا چاہئے۔

۱۲......دوران درس جو کچھ نوٹ تیار کئے ہوں، استاذ سے ان کی تصحیح کرالینی چاہئے۔

۱۳......عبارت پڑھتے اور سنتے وقت الفاظ پر نظر رکھنی چاہئے۔

۱۴......دوران درس اگر کوئی بات پوچھنی ہو تو استاذ کی تقریر ختم ہو جانے کے بعد پوچھنی چاہئے، نیز بلاوجہ استاذ سے تقریر کا اعادہ نہ کروانا چاہئے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اٹھارہ سال تک استاذ کے درس میں شریک ہونا

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ میں بصرہ میں آیا، میں نے خیال کیا کہ مجھ سے جس چیز کے متعلق بھی سوال کیا جائے تو میں اس کا جواب دے دوں گا، تو لوگوں نے مجھ سے بعض چیزوں کے متعلق پوچھا جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا:

فَجَعَلْتُ عَلَى نَفْسِي أَلَّا أُفَارِقَ حَمَّاداً حَتَّى يَمُوْتَ، فَصَحِبْتُه ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَنَةً. ❶

میں نے اپنے اوپر لازم کر دیا کہ میں حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے کبھی بھی جدا نہیں ہوں گا حتی کہ ان کا انتقال ہو جائے، چنانچہ میں ان کی صحبت میں اٹھارہ (۱۸) سال رہا۔

امام ابویوسف رحمہ اللہ مجلس علم کے سبب بیٹے کے جنازے میں شریک نہ ہوئے

حضرت محمد بن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت شجاع بن مخلد رحمہ اللہ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے امام ابویوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) سے سنا، آپ نے فرمایا:

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمي، ج٦ ص٣٩٨

مَاتَ ابْنٌ لِي فَلَمْ أَحْضُرْ جِهَازَهُ وَلَا دَفْنَهُ وَتَرَكْتُهُ عَلَى جِيرَانِي وَأَقْرِبَائِي مَخَافَةَ أَنْ يَفُوتَنِي مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ شَيْءٌ وَلَا تَذْهَبَ حَسْرَتُهُ عَنِّي. ❶

میرا بیٹا فوت ہوگیا لیکن میں اس کے کفن دفن میں بھی حاضر نہ ہوا، اور میں نے اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو اس کی ذمہ داری سونپ دی اس خوف سے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کوئی مجلس اور علم کی بات مجھ سے چھوٹ نہ جائے اور جس کی وجہ سے میری حسرت کبھی ختم نہ ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ روزانہ اپنے اساتذہ سے بارہ اسباق پڑھتے تھے

امام محی الدین نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۵ھ) فرماتے ہیں کہ وہ خوب سوچ سمجھ کر روزانہ اپنے اساتذہ سے بارہ اسباق پڑھا کرتے تھے''الوسیط'' کے دو سبق، ''المھذب'' کا ایک سبق، ''الجمع بین الصحیحین'' کا ایک سبق، صحیح مسلم کا ایک سبق، اصلاح منطق کا ایک سبق، صرف ونحو کا ایک سبق، اصولِ فقہ کا ایک سبق، اسماء رجال کا ایک سبق اور اصول دین کا ایک سبق، نیز دیگر کئی اسباق بھی، فرماتے ہیں میں پڑھتے وقت مشکل الفاظ کی تشریح، پیچیدہ عبارت کی توضیح اور ضبطِ لغت کے ساتھ تعلق رکھنے والی تمام ضروری باتیں نوٹ کرلیا کرتا تھا۔ ❷

صبح کے درس میں شرکت کے لئے رات کو سفر

امام ابوالازہر رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرزاق بن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) اپنی بستی کی طرف گئے تو میں صبح سویرے ایک دن پہنچ گیا، بہت جلدی جانے کی وجہ سے مجھے اپنے متعلق ڈر پیدا ہوا (کہ راستے میں مجھے درندے نہ کھا

❶ مناقب أبي حنيفة للإمام الموفق المكي: ج ۱ ص ۴۷۲

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: يحيى بن شرف بن مري النواوي، ج ۴ ص ۱۷۴

جائیں) لیکن میں صبح کی نماز کا وقت ہونے سے بھی پہلے ان تک پہنچ گیا، جب آپ گھر سے نکلے مجھے دیکھا تو فرمایا:

كُنْتَ البَارِحَةَ هَا هُنَا؟ قُلْتُ: لاَ، وَلَكِنِّي خَرَجتُ فِي اللَّيْلِ، فَأَعجَبَهُ ذَلِكَ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلاَةِ الصُّبحِ، دعَانِي وَقَرَأَ عَلَيَّ هَذَا الْحَدِيْثَ، وَخَصَّنِي بِهِ دُوْنَ أَصْحَابِي. (1)

آپ اس رات یہیں تھے؟ میں نے عرض کیا نہیں، لیکن میں رات کو ہی چل پڑا تھا، آپ اس بات سے حیران ہوئے جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور میرے سامنے احادیث پڑھیں اور میرے ساتھیوں کے مقابلے میں مجھے اپنے درس حدیث میں اہمیت دی۔

دورانِ طالب علمی مندرجہ ذیل اُمور کا اہتمام کریں

نماز کا خوب اہتمام کریں

اسلام میں نماز کی بہت بڑی عظمت ہے، گویا نماز رفیع الشان ذکر اور اعلی منزلت کی حامل ہے، اسلام کے پانچ ارکان میں شہادتین کے اقرار کے بعد دوسرا اہم ترین رکن نماز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ...... وَإِقَامِ الصَّلاَةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ. (2)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے... اور نماز کو قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا۔

نماز اُم العبادات اور سب سے افضل اطاعت ہے، اس لئے کتاب وسنت میں نماز

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أحمد بن الأزهر بن منيع، ج ١٢ ص ٣٦٧، ٣٦٨

(2) صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام على خمس، ج ١ ص ١١، رقم الحديث: ٨

کو درست طور پر ادا کرنے، اس کی حفاظت، اور اس کو باقاعدہ اور بروقت ادا کرتے رہنے کے لئے بہت سی نصوص وارد ہوئی ہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى. (البقرة:٢٣٨)

ترجمہ: اپنی نمازوں کی حفاظت کرو، اور خاص کر درمیان والی نماز کی۔

ضروری ہے کہ انسان فرض نماز باجماعت مسجد میں ادا کرے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ . (البقرة:٤٣)

ترجمہ: نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو، اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخری وصیت نماز کے متعلق کی ہے:

كَانَ آخِرُ كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، اِتَّقُوا اللَّهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ. [1]

مسنون روزوں کا اہتمام کریں

فرمان الٰہی ہے:

وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا. (الأحزاب:٣٥)

ترجمہ: روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں، اور اللہ تعالی کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں، اللہ تعالی نے ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

اللہ نے روزہ دار کے جنت میں داخل ہونے کے لئے خاص دروازے بنا رکھے ہیں جن سے روزہ دار کے علاوہ کوئی بھی داخل نہ ہوگا، سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ

[1] سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب حق المملوك، ج٤ ص٣٣٩، رقم الحديث: ٥١٥٦

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ فِي الجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ. (۱)

بے شک جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے، اس دروازے سے روزِ قیامت صرف روزہ دار داخل ہوں گے، اوران کے ساتھ کوئی اور داخل نہ ہوگا، آواز لگائی جائے گی، روزہ دار کہاں ہیں؟ پس روزہ دار اس دروازہ سے داخل ہوں گے، جب آخری روزہ دار داخل ہوگا تو یہ دروازہ بند کردیا جائے گا، اس کے بعد کوئی داخل نہ ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ زَحْزَحَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا. (۲)

کوئی انسان جب اللہ کے لئے ایک دن روزہ رکھتا ہے، اللہ اس سے جہنم کی آگ کو ستر برس کے فاصلے پر دور کردیتے ہیں۔

روزہ رکھنے سے شہوت کم ہوتی ہے، اور اصلاحِ نفس کا موقع ملتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ. (۳)

اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو کوئی طاقت رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ وہ شادی کرے، کیونکہ یہ نظر کو جھکا دیتی ہے اور شرمگاہ کے لئے بہتر حفاظت گاہ ہے۔

(۱) صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب الريان للصائمين، ج۳ ص۲۵، رقم الحديث: ۱۸۹۶ (۲) سنن ابن ماجه: كتاب الصيام، باب في صيام يوم في سبيل الله، ج۱ ص۵۴۸، رقم الحديث: ۱۷۱۸ (۳) صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب من يستطيع الباءة فليصم، ج۷ ص۳، رقم الحديث: ۵۰۶۶

اپنے نفس کو نفلی روزے کا عادی بنائیں، ان میں پیر اور جمعرات کا روزہ، ہر اسلامی مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ، عرفہ والے دن کا روزہ، عرفہ کے روزے کی وجہ سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور شوال کے چھ روزے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَوْمُ يَوْمِ عَرَفَةَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ وَصَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ. ❶

عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، ایک گزشتہ سال اور ایک آئندہ سال، اور عاشورہ (۱۰ محرم) کا روزہ ایک سال ماضی کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت کا معمول بنالیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ. ❷

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

شاعر کہتا ہے:

كَلَامُ اللّٰهِ رَبِّيْ ذِي الْجَلَالِ ... يُؤَانِسُنِيْ بِسَاجِيَةِ اللَّيَالِيْ

إِذَا كَانَ الْإِلٰهُ مَعِيْ أَنِيْسِيْ ... وَيَهْجُرُنِي الْجَلِيْسُ فَلَا أُبَالِيْ

یہ میرے رب اللہ بڑے جلال والے کا کلام ہے، جو میرے لئے وحشت کی راتوں میں مونس و غمخوار ہے، جب اللہ میرے ساتھ میرا مونس ہو، اگر میرے ہم نشین مجھے چھوڑ بھی دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

---

❶ صحیح مسلم: كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، ج ٢ ص ٨١٨، رقم الحديث: ١١٦٢ ❷ صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من تعلم القرآن وعلمه، ج ٦ ص ١٩٢، رقم الحديث: ٥٠٢٧

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اِقْرَأْ وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا. ❶

قاری قرآن سے کہا جائے گا قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجے چڑھتا جا اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا، اور تیری منزل اس آخری حرف پر ہے جو تو پڑھے گا۔

اور فرمایا:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ. ❷

جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور یہ نیکی دس کے برابر ہے، اور میں نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف، میم ایک حرف ہے۔

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَمَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ. ❸

جس کو قرآن کی تلاوت اور میرے ذکر کی مشغولی نے مجھ سے مانگنے سے روک دیا، میں اُسے مانگنے والوں سے بہتر عطا کرتا ہوں۔

---

❶ سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب استحباب الترتيل في القراءة، ج۲ ص۷۳، رقم الحديث: ۱۴۶۴ ❷ سنن الترمذي: أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء فيمن قرأ حرفا من القرآن ما له من الأجر، ج۵ ص۱۷۵، رقم الحديث: ۲۹۱۰

❸ سنن الترمذي: أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء كيف كانت قراءة النبي صلى الله عليه وسلم، ج۵ ص۱۸۲، رقم الحديث: ۲۹۲۶

سب سے بڑی رسوا کن اور ذلت آمیز سزا یہ ہوگی کہ قیامت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت پر قرآن کو پس پشت ڈال دینے کا دعویٰ ہوگا، اور وہ کہیں گے:

يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا. (الفرقان: ۳۰)

ترجمہ: اے میرے رب! میری اس قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔

حفظِ حدیث کا معمول بنالیں

کسی سے جب محبت ہوتی ہے تو اس کے اقوال اور افعال سے بھی محبت کی جاتی ہے، ان کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے، اس کی یادوں سے دل بہلایا جاتا ہے، احادیث رسول یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال وہ سرمایہ ہیں جن کے تذکرے اور یاد سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کو پا سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ، فَرُبَّ مُبَلِّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ. (1)

اللہ تعالیٰ اس آدمی کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اُسے یاد کر لیا اور ایسے ہی لوگوں تک پہنچایا جیسے اُس نے سنا تھا، پس کتنے ہی وہ لوگ ہیں جن کو بات پہنچائی جائے وہ حدیث سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔

طالبِ علم اور اتباعِ سنت

طالبان علوم نبوت کے لئے یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنتوں کا اتباع کرنے کی کوشش کریں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اپنی زندگی کو ڈھالنے کی مشق کرتے رہیں، زندگی کے تمام شعبوں میں آپ کے طریقوں کو

(1) سنن الترمذي: أبواب العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع، ج۵ ص ۳۳، رقم الحديث: ۲۶۵۷

زندہ کرنے کی مشق کرتے ہوئے علم حاصل کریں، کھانے پینے میں، سونے جاگنے میں، لباس میں وضع قطع میں، معاشرت ومعاملات میں، لین دین میں، خوشی وغمی میں، تنگی وفراخی میں، غرض زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کے طور وطریق اور سنتوں کا پورا پورا پاس ولحاظ رکھیں اور زمانۂ طالب علمی ہی سے اس کی مشق کرتے رہیں، اس لئے کہ سنت پر محافظت ایسی اہم اور برکت کی چیز ہے کہ اس سے مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں دنیا میں حاصل کرسکتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں چلنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک ہاتھ میں اللہ کی کتاب ہو اور دوسرے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہو، ان دونوں کی روشنی میں بندہ اللہ تک پہنچ سکتا ہے۔

امام اسماعیل بن احمد مغربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''اَلطُّرُقُ إِلَى اللّٰهِ بِعَدَدِ أَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ '' یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے راستے ہیں جتنی مخلوق کی سانسیں ہیں، مگر اللہ تک پہنچنے کے سارے دروازے بند کردیئے گئے ہیں، صرف ایک دروازہ کھلا ہے اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا دروازہ ہے، یعنی جو آپ کے نقشِ قدم پر چلے گا وہی خدا تک پہنچے گا۔ [1]

طلبہ تہجد کی نماز کا اہتمام کریں

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللّٰهِ، وَمَنْهَاةٌ عَنْ الإِثْمِ، وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الجَسَدِ. [2]

---

[1] شذرات الذهب: سنة تسع وتسعين وثمانمائة، ج۹ ص۵۴۸

[2] سنن الترمذي: أبواب الدعوات، باب في فضل التوبة والاستغفار وما ذكر من رحمة الله بعباده، ج۵ ص۵۵۲، رقم الحديث: ۳۵۴۹

تمہارے اوپر رات کو اٹھنا لازم ہے، کیونکہ وہ تم سے پہلے صلحاء کا طریقہ رہا ہے اور بلاشبہ رات کا اٹھنا اللہ عزوجل سے تقرب کا ذریعہ ہے، گناہوں سے رکاوٹ ہے، خطاؤں کا کفارہ ہے اور جسم کے امراض کو دور کرنے والا عمل ہے۔

اس حدیث سے معوم ہوتا ہے کہ تہجد اور رات کو اٹھنا سابقہ امتوں میں بھی جاری تھا، یہ ایک قدیم عادت تھی۔

قیام اللیل کی فضیلت وفوائد کے متعلق امام ابن الحاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وفی قیام اللیل من الفوائد أنه یحط الذنوب کما یحط الریح العاصف الورق الجاف من الشجرة وینور القبر ویحسن الوجه ویذهب الکسل وینشط البدن وتری الملائکة موضعه من السماء کما یتراء ی الکوکب الدری لنا من السماء. (۱)

۱...... گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح سخت وتند ہوا خشک پتوں کو درخت سے جدا کردیتی ہے۔

۲...... قبر کو روشن کرنے والا عمل ہے۔

۳...... چہرہ کو خوبصورت اور بارونق بناتا ہے۔

۴...... کسل مندی دور کردیتا ہے۔

۵...... بدن میں نشاط پیدا کرتا ہے۔

۶...... آسمان کے فرشتوں کو قیام کرنے والے کی جگہ ایسی ہی روشن اور منور نظر آتی ہے جیسے زمین والوں کو آسمان کے ستارے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کی نماز کی فضیلت دن کی نماز پر ایسی ہی ہے جیسے خفیہ صدقہ کی فضیلت علانیہ صدقہ پر۔

(۱) فیض القدیر: حرف العین، ج ۴ ص ۳۵۱، رقم الحدیث: ۵۵۷۳

عثمان بن عطاء الخراسانی رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

قِيَامُ اللَّيْلِ مَحْيَاةٌ لِلْبَدَنِ، وَنُورٌ فِي الْقَلْبِ، وَضِيَاءٌ فِي الْبَصَرِ، وَقُوَّةٌ فِي الْجَوَارِحِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ مُتَهَجِّدًا أَصْبَحَ فَرِحًا يَجِدُ لِذَلِكَ فَرَحًا فِي قَلْبِهِ وَإِذَا غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَصْبَحَ حَزِينًا مُنْكَسِرَ الْقَلْبِ كَأَنَّهُ قَدْ فَقَدَ شَيْئًا وَقَدْ فَقَدَ أَعْظَمَ الْأُمُورِ لَهُ نَفْعًا. ❶

سلف میں یہ بات کہی جاتی تھی کہ قیام اللیل بدن کی زندگی ہے، دل کا نور ہے، آنکھوں کی جلاء اور روشنی ہے، اعضاء وجوارح کی قوت ہے، آدمی جب تہجد کی نماز کے لئے بیدار ہوتا ہے اور اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتا ہے تو اس کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ وہ اس کی آنکھ نہ کھلے، نیند کا غلبہ ہو جائے اور وہ اپنے معمولات کے لئے بیدار نہ ہو سکے تو اس کی صبح بڑی غمگین ہوتی ہے اور اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے، گویا کہ اس کی کوئی قیمتی چیز کھو گئی ہے اور کیوں نہ ایسا ہو کیونکہ اس نے وہ عمل ضائع کر دیا جو تمام اعمال میں سب سے زیادہ نفع بخش عمل تھا۔

حضرت یزید بن خنیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ کو حضرت مغیرہ بن حکیم الصنعانی رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا:

إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ لِلتَّهَجُّدِ لَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَيَتَنَاوَلُ مِنْ طِيبِ أَهْلِهِ وَكَانَ مِنَ الْمُتَهَجِّدِينَ. ❷

جب وہ تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے کپڑوں میں سب سے اچھے کپڑے زیب تن کرتے اور اپنے گھر والوں کو خوشبو بھی لگاتے تھے اور اہل تہجد میں ان کا ایک خاص مقام ہے۔

---

❶ مختصر قیام اللیل للمروزی: باب ما جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن بعدہ فی الترغیب فی قیام اللیل، ص ٦٦

❷ حلية الأولياء: ترجمة: عبد العزيز بن أبي رواد، ج٨ ص١٩٥

کرز بن وبرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَنْظُرُونَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الَّذِينَ يُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ فِي بُيُوتِهِمْ كَمَا تَنْظُرُونَ أَنْتُمْ إِلَى نُجُومِ السَّمَاءِ. [1]

بلاشبہ فرشتے آسمان سے تہجد کی نماز پڑھنے والوں کو ایسا دیکھتے ہیں جیسا تم آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہو۔

طالبِ علم اور استغنائے قلب

طالبان علوم نبوت کے لئے یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ طالب علمی کے زمانے سے ہی استغناء، خودداری اور بے نیازی کی کیفیت پیدا کریں، حرص وہوس اور مخلوق کے تاثر سے دل پاک ہو، دنیا کی بڑی سے بڑی دولت دل ونگاہ میں بے حیثیت ہو، کیونکہ آپ بہت بڑی دولت حاصل کرنے جارہے ہیں، جس کی قیمت دنیا کی کوئی چیز نہیں بن سکتی، اس دولت کی عظمت کا اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اسی دولت علم کو ''خیر کثیر'' کہا ہے، اس کے علاوہ کسی چیز کو بھی خیر کثیر نہیں کہا ہے ارشاد باری ہے:

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا. (البقرة: ٢٦٩)

ترجمہ: جس کو دین کا فہم اور علم مل گیا اس کو بہت بڑی دولت مل گئی۔

پس اتنی عظیم دولت کو لے کر کسی ادنی دولت پر نظریں جمانا، حقیر شی سے متاثر ہو جانا یہ اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے اور اپنی قدر کو نہ جاننا ہے۔

خدارا! آپ اپنی عظمت اور اپنی قیمت کو پہچانئے! آپ کا کیا مقام ہے؟ آپ نیابت نبوت کا تاج اپنے سر پر رکھنے جارہے ہیں، لہذا آپ کی وہی شان ہونی چاہئے جو شان انبیاء علیہم السلام کی اور تمام نبیوں کے سردار تاجدار مدینہ کی تھی، ہر نبی کا متفقہ نعرہ تھا:

---

[1] حلية الأولياء: ترجمة: كعب الأحبار، ج٦ ص ٤٣

''لا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ، وَوَضَعُوهُ عِنْدَ أَهْلِهِ، لَسَادُوا بِهِ أَهْلَ زَمَانِهِمْ، وَلَكِنَّهُمْ بَذَلُوهُ لِأَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوا بِهِ مِنْ دُنْيَاهُمْ، فَهَانُوا عَلَيْهِمْ. ❶

اہل علم اپنے علم کی عزت کرتے اور اسے اس کی جگہ رکھتے تو اپنے زمانے کے سردار بن جاتے، مگر انہوں نے علم کی قدر نہ جانی اور اسے دنیا والوں کے قدموں پر ڈال دیا تا کہ ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کرلیں، نتیجہ یہ نکلا کہ ذلیل وخوار ہوگئے۔

امام ابو حازم رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک مدینے آیا تو دربار میں فقہاء جمع ہوئے، امام زہری رحمہ اللہ میرے قریب بیٹھے تھے، کہنے لگے کوئی اچھی بات سنایئے، میں نے کہا تو سنو!

كَانَ النَّاسُ الْفُقَهَاءُ مَرَّةً يَسْتَغْنُونَ بِعِلْمِهِمْ عَنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَيَقْضُونَ فِي عِلْمِهِمْ مَا لَا يَقْضِي أَهْلُ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ، فَكَانَ أَهْلُ الدُّنْيَا يُقَرِّبُونَهُمْ وَيُعَظِّمُونَهُمْ عَلَى ذَلِكَ، فَأَصْبَحَ الْعُلَمَاءُ الْيَوْمَ يَبْذُلُونَ عِلْمَهُمْ لِأَهْلِ الدُّنْيَا رَغْبَةً فِي دُنْيَاهُمْ، فَلَمَّا رَأَى أَهْلُ الدُّنْيَا مَوْضِعَ الْعِلْمِ عِنْدَ أَهْلِهِ زَهِدُوا فِيهِ وَازْدَادُوا رَغْبَةً فِي دُنْيَاهُمْ. ❷

اگلے فقہاء وعلماء اپنے علم کے مقابلہ میں دنیا داروں کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور ان سے مستغنی رہا کرتے تھے، اسی لئے دنیا داران کی قدر کرتے اور ان سے تقرب میں اپنی عزت سمجھتے تھے، مگر آج فقہاء وعلماء کی حالت دوسری ہے، انہوں نے دنیا کی طمع میں اپنے علم کو دنیا داروں کی خوشامد وخدمت پر وقف کردیا ہے، دنیا داروں نے خود علماء میں علم کی یہ بے

❶ سنن ابن ماجه: باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ج ۱ ص ۹۵، رقم الحديث: ۲۵۷

❷ جامع بيان العلم وفضله: باب ذم الفاجر من العلماء، ص ۲۵۵، رقم: ۱۱۳۷

قدری دیکھی تو خود بھی علم کو حقیر سمجھنے گے اور اپنی دنیا پر اور زیادہ فریفتہ ہو گئے۔

اسماعیل بن علیہ نے جب عشر اور صدقات کی وصولی کا منصب قبول کر لیا تو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے جواب میں یہ شعر لکھ بھیجے:

يَا جَاعِلَ الْعِلْمِ لَهُ بَازِيًّا يَصْطَادُ أَمْوَالَ الْمَسَاكِينِ

علم کو باز بنا کر غریبوں کا مال شکار کرنے والے۔

احْتَلْتَ لِلدُّنْيَا وَلَذَّاتِهَا بِحِيلَةٍ تَذْهَبُ بِالدِّينِ

دنیا اور اس کی لذتوں کے لئے تو نے ایسا حیلہ تراشا ہے جو دین کو بھی لے ڈوبے گا۔

فَصِرْتَ مَجْنُونًا بِهَا بَعْدَمَا كُنْتَ دَوَاءً لِلْمَجَانِينِ

عشق دنیا میں مجنون ہو گیا ہے، حالانکہ تو خود مجنونوں کی دوا تھا۔

أَتَقُولُ أُكْرِهْتُ فَمَاذَا كَذَا زَلَّ حِمَارُ الْعِلْمِ فِي الطِّينِ

کہتا ہے مجبور کر دیا گیا ہوں، غلط، یوں کہہ کہ علم کا گدھا کیچڑ میں پھسل پڑا ہے۔

لَا تَبِعِ الدِّينَ بِدُنْيَا كَمَا يَفْعَلُ ضُلَّالُ الرُّهْبَانِ [1]

دیکھ گمراہ احبار و رہبان کی طرح دین کی راہ سے دنیا طلب نہ کر۔

مسنون دُعاؤں کا خاص اہتمام کریں

طالبانِ علوم نبوت کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اوصافِ حمیدہ سے کسی نہ کسی طرح متصف ہونے کی کوشش کریں، ظاہری اعتبار سے بھی مکمل آپ کی اقتدا اور اتباع ہو اور اوصافِ حسنہ میں بھی آپ سے مناسبت اور خصوصی نسبت ہو، چونکہ علم وحکمت یہ نبوت کی میراث اور ترکہ ہے اور اس کو حاصل کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور نائب ہیں، اور انہی کے ذمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] جامع بیان العلم وفضله: باب ذم العالم على مداخلة السلطان الظالم، ص ۶۳۷، رقم: ۱۰۹۸

والے کام کی ذمہ داری ہے۔

لیکن آپ کی سیرت واحادیث اورآپ کی زندگی میں غور وفکر کرنے سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ آپ کے جملہ اوصاف میں سب سے زیادہ غالب جو وصف تھا وہ دعا اور الحاح اورحق تعالی کی جناب میں گریہ وزاری اوراپنی ذات کی بالکلیہ نفی تھی، دنیا میں کسی نے اللہ سے اتنا نہیں مانگا جتنا آپ نے مانگا اور ایسے سوز وگداز کے ساتھ اور لاچاری محتاجی کہ ایسے شدید احساس کے ساتھ کسی نے نہیں مانگا جیسا آپ نے اللہ سے مانگا۔

احادیث کی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں دعائیں ہیں، ان میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دعا میں اپنی کامل بے بسی و بے کسی کا اظہار اور غایت درجہ کا تضرع وعبدیت کی روح بھری ہوئی ہے، یہ دُعائیں آپ کا خاص الخاص ورثہ ہے۔ طائف کے سفر کی دعا کے الفاظ میں ذرا غور کریں کہ کس طرح تضرع وگریہ زاری اور جلال خداوندی کی ہیبت اوراپنی بے کسی و بے بسی ہے۔

لہذا طالبان علوم نبوت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ شروع ہی سے اپنے ہر مسئلہ کو اللہ سے حل کرانے کی اور دعا ومناجات کی عادت ڈالیں، علم نافع کی دولت بھی اللہ ہی سے مانگیں اوراحادیث کی ماثور دعاؤں کو اپنا معمول بنائیں۔

علم حاصل کرنے کے لئے اہل علم وتقوی کو منتخب کرو

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ پہلے غور کرے، اور جس سے علم اور حسن اخلاق اور حسن آداب حاصل کرے اس کے متعلق اللہ تعالی سے استخارہ کرے، اگر ممکن ہو سکے تو ایسے استاذ کا انتخاب کرے جن کی اہلیت کمال کو پہنچی ہو اور شفقت ومروت اور عفت وصیانت میں معروف ہو، بہترین تعلیم اوراعلی تفہیم کا حامل ہو اور ایسے استاذ کی طرف راغب نہ ہو کہ علم میں تو مشہور ہو مگر تقوی، دین اور اخلاق میں کمزور ہو۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ، فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ. ❶

یعنی یہ علم دین ہے پس تم دیکھو تم کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔

حصولِ علم کے لئے ذی استعداد اساتذہ کا انتخاب کریں

علامہ زرنوجی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۰ھ) فرماتے ہیں: ایک حکیم عالم نے بعض طلبہ علم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم بخارا جاؤ تو ائمہ و مشائخ کے پاس آنے جانے میں جلد بازی سے کام نہ لینا بلکہ دو مہینے تک غور و فکر کر کے پھر کسی استاذ کا انتخاب کرنا، کیونکہ اگر تم کسی عالم کے پاس گئے اور فوری اس سے سبق پڑھنا شروع کر دیا تو بعض اوقات تمہیں اس کا درس پسند نہیں آئے گا اور تم اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے عالم کے پاس چلے جاؤ گے، تو اس طرح تمہارے علم سیکھنے کے عمل میں برکت حاصل نہیں ہوگی اس لئے انتخابِ استاذ کے لئے سوچ بچار سے کام لینا۔ ❷

علماء و صلحاء کی صحبت اختیار کریں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا. (الکھف: ۲۸)

ترجمہ: اور جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے ساتھ صبر کرتے رہو، اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں کہ تم آرائش زندگی دنیا کے طلب گار ہو جاؤ، اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد

❶ صحيح مسلم: مقدمة، باب في أن الإسناد من الدين، ص ۱۴ ❷ تعليم المتعلم طريق التعلم: فصل في اختيار العلم والأستاذ والشريك والثبات، ص ۱۷

سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہنا نہ ماننا۔

انسان کے ہم نشین وہم مجلس اس کے عادات و کردار کی پہچان ہوتے ہیں، محفل کا یہ اثر اس پر باقی رہتا ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَمَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ، إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْهُ شَيْءٌ أَصَابَكَ مِنْ رِيحِهِ، وَمَثَلُ جَلِيسِ السُّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْكِيرِ، إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْ سَوَادِهِ أَصَابَكَ مِنْ دُخَانِهِ. (۱)

اور اچھی صحبت کی مثال کستوری والے کی ہے، اگر آپ کو اس سے کچھ بھی نہ ملا تب بھی خوشبو ضرور آپ کو پہنچے گی، اور بری مجلس کی مثال بھٹی والے کی ہے، اگر آپ کو اس کی سیاہی نہ لگی تو دھوئیں سے ضرور تکلیف ہوگی۔

عربی شاعر کہتا ہے:

فَتَشَبَّهُوْا بِالْكِرَامِ إِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ إِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

بزرگوں کی مشابہت اختیار کرو اگر چہ تم ان جیسے نہیں ہو، کیونکہ بزرگوں کی مشابہت اختیار کرنے میں کامیابی ہے۔

حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: اے میرے بیٹے! ایسی قوم کی مجلس میں بیٹھنا جو اطاعت کے ساتھ اللہ تعالی کو یاد کر رہے ہوں، اگر تو اہل علم ہوگا ان کا علم تجھے نفع دے گا اور اگر جاہل ہوگا وہ تجھے علم کی بات سکھائیں گے، اور ان پر جو رحمتیں اور رزق نازل ہوگا اس میں تیرا بھی حصہ ہوگا، اور ایسی قوم کے ساتھ مت بیٹھ جو اللہ کو یاد نہیں کرتے کیونکہ اگر تو عالم ہوگا تو تجھے تیرا علم نفع نہیں دے گا اور اگر جاہل ہوگا تو

(۱) سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب من يؤمر أن يجالس، ج ۴ ص ۲۵۹، رقم الحديث: ۴۸۲۹

تیری جہالت کو اور زیادہ کردیں گے اور اگر ان پر لعنت یا اللہ کی ناراضگی نازل ہوئی تو تیرا شمار بھی ان میں ہوگا۔

چلتے پھرتے ذکر کرنے کا معمول بنائیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (الرعد: ۲۸)

ترجمہ: آگاہ رہو! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔

اور فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا. (الأحزاب: ۴۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو، اور صبح وشام اس کی پاکی اور حمد بیان کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد میں مگن رہنے، نماز پڑھنے اور اس کا خوف رکھنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں جواں مرد کے خطاب سے نوازا ہے، فرمایا:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ. (النور: ۳۷)

ترجمہ: وہ ایسے جواں مرد ہیں جن کو دنیا کے مشاغل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرسکتے، اور نہ نماز سے اور زکوۃ کی ادائیگی سے غافل کرسکتے ہیں، اور وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن پلٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔

اور فرمایا:

وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى. (طٰہٰ: ۱۳۰)

ترجمہ: اور رات میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو اور دن کے کناروں پر تاکہ تو راضی ہوجائے۔

ذکر جتنا زیادہ ہوگا، اللہ سے تعلق اتنا ہی مضبوط ہوگا، اور اسی قدر انعامات واکرامات ملیں گے، جن میں پہلا اور بڑا اکرام گناہوں کی مغفرت کا اعلان ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا.

(الأحزاب: ۳۵)

ترجمہ: اور اللہ کو بہت زیادہ کرنے والے مرد اور عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِی یَذْکُرُ رَبَّهُ وَالَّذِی لَا یَذْکُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ. ❶

مثال اس شخص کی جو اللہ کا ذکر کرتا ہے، اور اس شخص کی جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا، زندہ اور مردہ کی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ. (البقرۃ: ۱۵۲)

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، میرا شکر ادا کرو، اور ناشکروں میں سے نہ ہو جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی ظِلِّهِ یَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ...... وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ فِی خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ. ❷

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے (عرش) کے سائے میں جگہ دیں گے،

❶ صحیح البخاری: کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ، ج۸ ص۸۶، رقم الحدیث: ۶۴۰۷ ❷ صحیح البخاری: کتاب الحدود، باب فضل من ترک الفواحش، ج۸ ص۱۶۳، رقم الحدیث: ۶۸۰۶

جس دن اس کے علاوہ کسی اور چیز کا سایہ نہیں ہوگا...... ایک وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔

توبہ واستغفار کا معمول بنائیں

انبیاء کے علاوہ کوئی بھی گناہ سے پاک اور معصوم نہیں ہے، انسان کو انسان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بھول جانے والا اور بہت جلد مانوس ہونے والا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ. ❶

بنی آدم سب کے سب خطا کار ہیں، اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔

ایک اچھے اور خوفِ خدا رکھنے والے انسان کی صفت یہ ہے کہ وہ گناہ پر اصرار نہیں کرتا، بلکہ فوراً توبہ اور ترکِ گناہ سے اپنے اللہ کو راضی کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ.
(آل عمران: ۱۳۵)

اور وہ لوگ جب کوئی برائی کا کام کر گزرتے ہیں، یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون ہے جو گناہوں کا بخشنے والا ہو، اور وہ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے، حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عذاب سے نجات کے لئے دو نعمتوں سے نوازا، ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ مقدس اور دوسرا خود مؤمنین کا استغفار کرنا۔ نیز فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ

❶ سنن الترمذي: أبواب صفة القيامة، باب ما جاء في صفة أواني الحوض، باب منه، ج ۴ ص ۶۵۹، رقم الحديث: ۲۴۹۹

يَسْتَغْفِرُوْنَ. (الأنفال:٣٣)

ترجمہ: اللہ تعالی ان کو عذاب نہیں دیں گے جب تک آپ ان میں موجود ہوں، اور اس وقت تک عذاب نہیں دیں گے جب تک وہ استغفار کرتے رہیں۔

منجملہ فوائد کے رزق میں آسانی وفراوانی، مشکلات سے نجات، اور مصائب سے چھٹکارا، خوشگوار، پُراطمینان، اور آرام دہ زندگی گزارنے کا سبب ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ. (هود:٣)

اور یہ کہ تم اپنے رب سے معافی مانگو، اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو، وہ اللہ تعالی تمہیں ایک مقررہ وقت تک بہترین ساز وسامان سے نوازے گا، اور ہر ایک بھلائی کرنے والے کو بھلا بدلہ دے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَزِمَ الِاسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. ①

جس نے استغفار کو اپنا معمول بنالیا، اللہ تعالی اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ، اور ہر غم سے چھٹکارا کا سامان کر دیتے ہیں، اور اس کو ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتے ہیں جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔

ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے پر سخت وعیدیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہوگا:

① سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب في الاستغفار، ج٢ ص٨٥، رقم الحديث:١٥١٨

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ. ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر (رحمت) اس شخص پر نہیں کرے گا جو اپنی اِزار اَز راہِ تکبر ٹخنوں سے نیچے لٹکائے:

لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا. ❷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی ازار تکبر سے نیچے کھینچے (یعنی ٹخنوں سے نیچے لٹکائے) اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر (رحمت سے) نہیں دیکھے گا:

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص تکبر کی وجہ سے تہبند (ازار) کو لٹکا کر زمین سے کھینچ کر چلا کرتا تھا اس کو دھنسا دیا گیا وہ قیامت تک دھنستا چلا جائے گا:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ، خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ❹

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین قسم کے شخص ایسے ہیں کہ نہ اللہ تعالیٰ ان سے

---

❶ صحيح البخاري: كتاب اللباس، باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار، ج۷ ص ۱۴۱، رقم الحديث: ۵۷۸۷ ❷ سنن أبي داود: كتاب اللباس، باب موضع الإزار أين هو، ج۲ ص ۱۱۸۳، رقم الحديث: ۳۵۷۳ ❸ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: لو كنت متخذا خليلا، ج۵ ص ۶، رقم الحديث: ۳۶۶۵ ❹ صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب حديث الغار، ج۴ ص ۱۷۷، رقم الحديث: ۳۴۸۵

بات کرے گا، نہ ان کی طرف قیامت کے دن (رحمت) کی نظر سے دیکھے گا اور نہ ان کا تزکیہ فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ وہ تو یقیناً ناکام ہوگئے اور خسارہ میں پڑ گئے، آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا، میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ وہ تو ناکام ہوگئے اور خسران میں پڑ گئے، آپ نے ارشاد فرمایا: ۱......ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔ ۲......احسان جتلانے والا۔ ۳......جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ. [1]

ان احادیث سے اندازہ لگائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گناہ پر کس قدر سخت الفاظ میں وعیدیں بیان فرمائی ہیں، اس گناہ کبیرہ سے جو بے لذت گناہ ہے خوب اجتناب کریں، اور ہمہ وقت اپنی ازار ٹخنوں سے اوپر رکھیں، یہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور اسوہ حسنہ ہے۔

گناہوں سے بچنے کا اہتمام کریں

تقوی کے لئے تمام معاصی سے اجتناب ضروری ہے اور وہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ مامورات کو بھی بجالائے کیونکہ ترک مامور بہ بھی معصیت ہے، اس کا ترک بھی تقوی کے لئے ضروری ہے، میں (حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ) تقوی کے لئے آپ کو ایک

[1] صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار، ج ۱ ص ۱۰۳، رقم الحديث: ۱۰۶

گر بتلاتا ہوں اس کو یاد رکھئے، وہ یہ کہ گو نوافل اور ذکر و شغل زیادہ نہ ہو مگر ورع یعنی ترک معاصی ومناہی کا (یعنی گناہوں سے بچنے کا) زیادہ اہتمام کرو، حدیث میں ہے گناہوں سے رکے رہنا سب سے بڑا تقوی ہے۔ ❶

زیادہ کھانے سے احتراز کریں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب تھے مگر بھوک سے کبھی کبھار حالت ایسی سخت ہو جاتی ہے کہ آپ گھر سے نکلنے پر مجبور ہو جاتے، اور آپ خود کو اس حالت میں خالی پیٹ اور پیاسا دل ہی گھر سے نکالتے تھے، کئی کئی دن مسلسل بھوکے رہتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کو شام کا کھانا میسر نہ ہوتا، اور آپ کے گھر میں اکثر و بیشتر کھانا جو کی روٹی ہوتا تھا، مگر یہ جو کی روٹی بھی آپ نے کبھی سیر ہو کر نہیں کھائی۔

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا شَبِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتَّى قُبِضَ. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی بھی کبھی دو دن مسلسل پیٹ بھر کر نہیں کھائی، یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

جو کی روٹی اور ان نعمتوں کے متعلق کیا کہتے ہیں جو ہمارے سامنے ہیں؟ کیا ہم نے ان پر اللہ کا شکر ادا کر دیا ہے؟ یا اللہ! ہمیں آزما کر رسوا نہ کرنا، کیونکہ ہم کمزور ہیں، آزمائش کے قابل نہیں اور ہمیں شکر کی توفیق عطا فرما۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں:

---

❶ التبلیغ: ص ۱۱۳۲ ❷ سنن الترمذي: أبواب الزهد، باب ما جاء في معيشة النبي صلى الله عليه وسلم، ج ۴ ص ۵۷۹، رقم الحديث: ۲۳۵۷

اِبْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الهِلاَلِ ثَلاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ: مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ؟ قَالَتْ: الأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالمَاءُ. [1]

اللہ کی قسم میرے بھانجے! بے شک ہم چاند کو دیکھا کرتے، پھر چاند کو دیکھتے، پھر چاند کو دیکھتے، دو مہینے میں تین چاند، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ عروہ کہتے ہیں: میں نے کہا اے خالہ! پھر گزارا کس چیز پر کرتے تھے؟ فرمایا: دو سیاہ چیزیں یعنی کھجور اور پانی پر۔

احتیاط کیجئے! راستہ میں دوران سفر کھانا بالکل سادہ اور کم کھائیں بغیر بھوک کے کھانا نہ کھائیں، کھانے کا حقیقی لطف اور اس نعمت کی قدر کا احساس بھوک کے وقت ہوتا ہے، اس لئے حدیث میں آتا ہے ''ہم ایسی قوم ہیں جو بغیر بھوک کے نہیں کھاتے، اور جب کھاتے ہیں تو پیٹ نہیں بھرتے'' اسی میں ان کی صحت کا راز تھا، بقول شاعر

کھانے تو بہت میسر آئے ہیں ہمیں
جو دکھ کے چکھ کے دل سے بھائے ہیں ہمیں
پر سب سے لذیذ تھے وہ کھانے اے بھوک!
جو تو نے کبھی کبھی کھلائے ہیں ہمیں

کھانے میں احتیاط برتنے سے کئی ایک خدشات وامراض اور شکوک وشبہات سے نجات پالیں گے، ہمارا اختلاف کھانے میں نہیں، بداحتیاطی کرنے میں ہے، ورنہ ہر حلال چیز مؤمن کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے، ارشاد الٰہی ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ قُلْ مَنْ حَرَّمَ

[1] صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب كيف كان يمشي النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه، ج٨ ص ٩٦، رقم الحديث: ٦٤٥٩

زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ.

(الأعراف: ۳۱، ۳۲)

کھاؤ اور پیو، حد سے مت نکلو، بے شک اللہ تعالی حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتے، آپ فرمائیں! اللہ تعالی کی پیدا کردہ زینت، جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے، اور اس کے پاکیزہ (حلال) رزق کو کس نے حرام کیا ہے؟ آپ فرمادیں! یہ اشیاء دنیا کی زندگی میں اہل ایمان کے لئے قیامت کے دن خالص ہوں گی اور اہل علم کے لئے ایسے ہی ہم اپنی آیات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

بہت زیادہ کھانا اور کثرت سے کھانا، ان اسباب میں سے ایک ہے جن سے معدہ کی غلط افزائش ہوتی ہے، معدہ کھانے کو بہت جلدی ختم کر دیتا ہے، بلڈ پریشر کھانے میں بہت زیادہ اسراف کی وجہ سے ہوتا ہے، جس سے خون بہت تیز حرکت کرنے لگتا ہے، اور بلڈ پریشر ہونے کا امکان بہت بڑی حد تک بڑھ جاتا ہے، کھانے کے دوران نبوی تعلیمات کو اُسوہ حسنہ بنانا چاہئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ. [1]

ابن آدم کبھی پیٹ سے زیادہ برے کسی برتن کو نہیں بھرتا، آدمی کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا کر دیں، اور اگر وہ لازمی طور پر زیادہ کھانا ہی چاہتا ہو تو اس کے پیٹ کا تیسرا حصہ کھانے کے لئے ہے، اور تیسرا حصہ پینے کے لئے، اور تیسرا حصہ سانس کے لئے۔

[1] سنن الترمذي: أبواب الزهد، باب ما جاء في كراهية كثرة الأكل، ج۴ ص ۵۹۰، رقم الحديث: ۲۳۸۰

علم کے اشتغال، فہم اور اکتاہٹ سے بچنے میں سب سے زیادہ معین اور مددگار کھانے پینے کی قلیل مقدار پر قناعت کرنا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سولہ سال سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

اس کا سبب یہ ہے کہ زیادہ کھانا زیادہ پینے کا ذریعہ بنتا ہے اور زیادہ پینا کاہلی، بلادت اور زیادہ نیند لانے کا سبب ہے، اور شرعاً بھی ناپسندیدہ ہے اور بہت سے امراض کا پیش خیمہ ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے:

فَإِنَّ الدَّاءَ أَكْثَرَ مَا تَرَاهُ مِنَ الطَّعَامِ أَوِ الشَّرَابِ

یعنی عام طور پر بیماریوں کی کثرت کا سبب زیادہ کھانا زیادہ پینا ہے۔

علاوہ ازیں کسی امام یا بزرگ نے زیادہ کھانے پینے کی نہ تعریف کی ہے اور نہ ان کا معمول تھا، اور زیادہ کھانا پینا کوئی انسانی وصف یا کمال نہیں بلکہ یہ تو حیوانات کا خاصہ ہے، ظاہر ہے کہ ذکاوت اور ذہانت، بلادت اور غباوت سے افضل اور اعلیٰ ہے۔

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) دن رات میں صرف ایک بار کھانا کھاتے، پھل فروٹ نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے خوف رہتا ہے کہ پھلوں کے کھانے سے جسم میں رطوبت پیدا ہو جائے گی اور پھر نیند کا غلبہ علم اور مطالعہ میں مخل ہوگا۔ [1]

اگر زیادہ کھانے پینے کا صرف یہ نقصان ہوتا کہ اس سے بیت الخلاء جانے کی بار بار ضرورت پیش آتی ہے تو ایک عقل مند آدمی کی شان یہ ہے کہ وہ زیادہ کھانے پینے سے گریز کرے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ وہ زیادہ کھانے پینے اور آرام کرنے کے ساتھ ساتھ علم کی منزلیں بھی حاصل کرلے گا تو اس کی یہ خام خیالی ہے۔

اپنے اوقات کا محاسبہ کریں

کیا کھویا اور کیا پایا؟ نقصان اور فائدہ کی نسبت کیا رہی؟ اس عمل کو پرکھنے کے لئے

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو زكريا يحيى بن شرف بن مرى النواوي، ج ۴ ص ۱۷۵

انفرادی اور اجتماعی سطح پر احتساب کی ضرورت ہے، ایسا کرنے سے ضائع شدہ وقت پر افسوس وحسرت آنے والے اوقات کے لئے نشان منزل اور چراغ راہ ہے، کیونکہ اس ندامت سے تلافی کا جذبہ اور نئے عمل کے لئے عزم جواں پیدا ہوتا ہے۔

ایک شاعر نے جب حقیقتِ وقت اور احتساب کا ادراک کیا اور زندگی کا معنی ومقصد سمجھ لیا تو اس نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنے تاثرات کو الفاظ کے قالب میں ڈھالا، وہ کہتا ہے:

حَاسِبْ زَمَانَکَ فِيْ حَالِ تَصَرُّفِهِ   تَجِدْهُ أَعْطَاکَ أَضْعَافَ الَّذِيْ سُلِبَا

وَاللّٰهُ قَدْ جَعَلَ الْأَيَّامَ دَائِرَةً   فَلَا تَرَی رَاحَةً تَبْقَی وَلَا تَعْبًا

اپنی کارکردگی میں زمانے کا احتساب کرو تو دیکھو گے کہ جو کچھ زمانے نے آپ سے لیا ہے، اس سے کئی گنا بڑھ کر آپ کو دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایام کو گردش میں رکھا ہے، لہذا نہ مشقت باقی رہنے والی ہے اور نہ راحت۔

غیر ضروری ملاقاتوں سے احتراز کریں

ضیاعِ وقت کے امور میں سے ایک غیر ضروری ملاقاتیں بھی ہیں، کبھی انسان نہ تو وقت کے قدردان ہوتے ہیں، اور نہ آداب سے آگاہ، ایسے میں ضروری ہے کہ انسان خود بھی صاحب بصیرت ہو، اور مہمان کی منزلت ومرتبت، اس کی ضرورت اور ملاقات کی نوعیت کے لحاظ سے اس کے لئے وقت نکالے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ہمیں انتہائی دلنشین اور واضح تعلیمات دی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ.[1]

لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق پیش آؤ۔

---

[1] سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في تنزيل الناس منازلهم، ج ۴ ص ۲۶۶، رقم الحديث: ۴۸۴۲

اور فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ. ❶

جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ وہ مہمان کا اکرام کرے۔

غیر ضروری ملاقاتوں میں غیر ضروری ٹیلیفونک رابطے بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے انسان کی قیمتی کمائی بھی ضائع ہوتی ہے، اور وقت بھی، اور انسانی وقار کا خاتمہ بھی اس سے ہوتا ہے کیونکہ جب کسی سے آپ جتنے زیادہ بے تکلف ہوں گے، اس کے ہاں آپ کی قدر و قیمت اتنی ہی کم ہو جائے گی، اس میں اللہ تعالیٰ کی ہر دو نعمتوں وقت اور مال کا غلط استعمال ہوتا ہے، لہذا فون اور موبائل ایک نعمت ہے، اس نعمت کی قدر کی جائے، اسے اپنے لئے وبالِ جان نہ بنائے۔

علمی استعداد اور پختگی کے لئے یکسوئی کو اپنائیں

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اپنی تربیت کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

میرے والد نور اللہ مرقدہٗ کے یہاں سب سے زیادہ شدت ترک تعلقات پر تھی، ان کا مقولہ جو بار بار انہوں نے ارشاد فرمایا، یہ تھا کہ آدمی چاہے کتنا ہی غبی اور کند ذہن ہو اگر اس میں تعلقات کا مرض نہیں تو وہ کسی وقت ذی استعداد بن کر رہتا ہے، اور جو آدمی جتنا بھی ذی استعداد، ذہین اور علم کا شوقین ہو اگر اس کو تعلقات کا چسکہ ہے تو وہ اپنے جوہر کھو کر رہے گا۔ ❷

زمانہ طالب علمی میں رفیقِ علم کا انتخاب کیسے کریں

طالب علم کو چاہئے کہ زیادہ میل جول سے پرہیز کرے، ایک طالب علم کے لئے یہ

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الأدب، باب من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ، ج۸ ص ۱۱، رقم الحدیث: ۶۰۱۸ ❷ آپ بیتی: انوکھی تربیت، ج۱ ص۲۴

امر انتہائی اہم ہے کہ وہ زیادہ میل جول سے کنارہ کشی اختیار کرے، خصوصاً جو اس کا ہم جنس بھی نہ ہو اور اُس کا زیادہ وقت کھیل کود میں گزرتا ہو، فکر و دانش بھی کم رکھتا ہو، اس سے لازمی طور پر پہلو تہی برتے، کیونکہ انسانی طبائع جلد اثر قبول کرتی ہیں۔ نیز زیادہ میل جول رکھنے کا نقصان یہ ہے کہ عمر بے فائدہ ضائع ہوتی ہے اور دنیا کا مال و متاع بھی اور دین بھی خواہ مخواہ جاتا رہتا ہے۔ ایک طالب علم کی شان یہ ہونی چاہئے کہ دوسرے سے اس کا تعلق افادہ اور استفادہ کا ہو۔

اگر ایسے ساتھی سے واسطہ پڑ جائے جس کے ساتھ تعلق رکھنے سے زندگی بے فائدہ اور بے کار گزر رہی ہو اور اس سے افادہ یا استفادہ کا تعلق نہ ہو، اور وہ اس کے علمی مقصد میں کامیابی کے لئے معین و مددگار ثابت نہ ہو رہا ہو تو شروع ہی میں اس سے میل جول ترک کر لے، لیکن اس معاملہ میں سختی کے بجائے نرمی برتے، کیونکہ اگر میل جول مضبوط ہو گیا تو اس سے خلاصی حاصل کرنا دشوار ہو جائے گا۔ اگر متعلم سمجھے کہ اسے کسی رفیقِ علم کی ضرورت ہے تو اس کے لئے نیک، دیندار، متقی، پرہیزگار، ذہین و ذکی طالب علم کا انتخاب کرے جس میں خیر کا پہلو زیادہ ہو، شر کا کم ہو، باتہذیب ہو، لڑائی جھگڑے سے بچنے والا ہو، بھولنے پر اس کو یاد دلاتا ہو، یاد ہونے پر اس کی مدد کرتا ہو، احتیاج و ضرورت پیش آنے پر ہمدردی کا جذبہ رکھتا ہو، پریشانی کی حالت میں صبر و تحمل اختیار کرنے اور حوصلہ بلند رکھنے کا امر کرتا ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں چند اشعار مروی ہیں:

لَا تَصْحَبْ أَخَا الْجَهْلِ　　فَـإِيَّـاكَ وَإِيَّـاهُ

فَكَمْ مِنْ جَاهِلٍ أَرْدَى　　حَـلِيـمًـا حِينَ يَغْشَـاهُ

يُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ　　إِذَا مَـا هُـوَ مَـاشَـاهُ [1]

نادان کو دوست نہ بناؤ، اپنے آپ کو اس سے دور رکھو، اس لئے کہ کتنے ہی نادان

[1] قوت القلوب: الفصل الرابع والأربعون، ج ٢ ص ٣٦٩

ایسے ہیں کہ جب حلیم وبردبار آدمی نے ان کو اپنا بھائی بنایا تو وہ برباد ہو گئے، انسان جس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے لوگ اس کو اسی پر قیاس کرتے ہیں۔

نیز کسی شاعر کا شعر ہے:

إِنَّ أَخَاکَ الصِّدْقَ مَنْ كَانَ مَعَكَ وَمَنْ يَضُرُّ نَفْسَهُ لِيَنْفَعَكَ

وَمَنْ إِذَا رَيْبُ الزَّمَانِ صَدَّعَكَ شَتَّتَ فِيكَ شَمْلَهُ لِيَجْمَعَكَ [1]

تیرا مخلص بھائی وہ ہے جو تیرے ساتھ رہے اور تیرے فائدہ کی خاطر اپنا نقصان گوارا کر لے، اور جب حوادثِ زمانہ تجھے پریشانی میں مبتلا کریں تو وہ تیرے سکون کی خاطر خود کو بے سکون کر لے۔

حصولِ علم میں نیک صالح اور معاون دوست کا انتخاب کریں

محمد بن حازم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) کے اشعار ہیں:

وَإِنَّ مِنَ الْإِخْوَانِ إِخْوَانُ كَثْرَةٍ

وَإِخْوَانُ حَيَّاكَ الْإِلَهُ وَمَرْحَبَا

وَإِخْوَانُ كَيْفَ الْحَالُ وَالْأَهْلُ كُلُّهُ

وَذَلِكَ لَا يَسْوَى نَقِيرًا مُتَرَّبَا

جَوَادٌ إِذَا اسْتَغْنَيْتَ عَنْهُ بِمَالِهِ

يَقُولُ إِلَى الْقَرْضِ وَالْقَرْضَ فَاطْلُبَا

فَإِنْ أَنْتَ حَاوَلْتَ الَّذِي خَلْفَ ظَهْرِهِ

وَجَدْتَ الثُّرَيَّا مِنْهُ فِي الْبُعْدِ أَقْرَبَا [2]

ترجمہ: کچھ دوست صرف ہنسی مذاق تک محدود ہوتے ہیں اور کچھ دوست ''اللہ تجھے

---

[1] قوت القلوب: الفصل الرابع والأربعون، ج۲ ص ۳۶۹

[2] روضة العقلاء: ذكر كراهية التلون في الوداد بين المتآخين، ص ۱۰۵

زندہ رکھے اور خوش آمدید" تک محدود ہوتے ہیں، اور کچھ دوست "آپ کا کیا حال ہے" کہنے کے ساتھ اہل خانہ کی خیریت دریافت کرنے کی زحمت بھی نہیں کرتے، ایسا شخص خاک آلود فقیر کے برابر بھی نہیں ہے کہ جب آپ اس کے مال سے مستغنی ہوں تو لین دین کے نعرے لگائے، اور جب آپ جو کچھ اس کی پیٹھ پیچھے ہے اس کو طلب کریں تو وہ آپ سے ثریا سے بھی زیادہ دور ہو جائے گا۔

محمد بن المنذر، محمد بن خلف التمیمی اور بنو خزاعہ کے اشعار:

لَيْسَ أَخِي مَنْ وَدَّنِي بِلِسَانِهِ ... وَلَكِنْ أَخِي مَنْ وَدَّنِي فِي النَّوَائِبِ

وَمَنْ مَالُهُ مَالِي إِذَا كُنْتُ مُعْدِمًا ... وَمَالِي لَهُ إِنْ عَضَّ دَهْرٌ بِغَارِبِ

فَلَا تَحْمَدَنَّ عِنْدَ الرَّخَاءِ مُؤَاخِيًا ... فَقَدْ تَنْكُرُ الْإِخْوَانُ عِنْدَ الْمَصَائِبِ

وَمَا هُوَ إِلَّا كَيْفَ أَنْتَ وَمَرْحَبًا ... وَبِالْبِيْضِ رَوَّاغٌ كَرَوْغِ الثَّعَالِبِ [1]

ترجمہ: وہ شخص میرا بھائی نہیں جو مجھ سے صرف زبانی محبت کرے بلکہ میرا بھائی تو وہ ہے جو مصائب میں مجھ سے محبت کرے۔ اور جب میں تنگدست ہوں تو اس کا مال میرا مال ہو، اور جب زمانہ اس کو مصائب میں جکڑے تو میرا مال اس کا مال ہو۔ فراخی کے زمانے میں جب کوئی بھائی چارگی کا دعوی کرے اس کی تعریف نہ کر کیونکہ برے وقت میں بعض بھائی بدل جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی محبت "آپ کیسے ہو" اور "خوش آمدید" تک محدود ہوتی ہے، ایسے لوگ پیسے کے معاملے میں لومڑی کی چال چلتے ہیں۔

بے وقوف شخص کو دوست بنانے سے بچیں، ورنہ آپ کی تعلیمی سرگرمیوں پر کافی اثر پڑے گا، احمق کی علامات امام ابو حاتم رحمہ اللہ کی زبانی سنئے:

علامات الحمق التي يجب للعاقل تفقدها ممن خفي عليه أمره سرعة الجواب وترك التثبت والإفراط في الضحك وكثرة الالتفات

[1] روضة العقلاء: ذكر كراهية التلون في الوداد بين المتآخين، ص ١٠٥

والوقيعة في الأخيار والاختلاط بالأشرار. ❶

عقلمند پر جب کسی آدمی کا معاملہ مخفی ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ حماقت کی علامات کا اس میں معائنہ کرے، حماقت کی علامات یہ ہیں: ۱...... جواب میں جلد بازی ۲...... وقار کا نہ ہونا ۳...... کثرت سے ہنسنا ۴...... کثرتِ تعلقات ۵...... پسندیدہ لوگوں کی غیبت کرنا ۶...... برے لوگوں کے ساتھ اختلاط۔

احمق سے جب آپ اعراض کرو گے تو وہ غمگین ہوگا اور جب توجہ کرو گے تو وہ اترائے گا، اگر آپ اس کے ساتھ بردباری کرو گے تو وہ جہالت پر اتر آئے گا۔ اگر اس سے جہالت سے پیش آؤ گے تو وہ آپ سے بردباری سے پیش آئے گا، اگر آپ اس سے برائی کرو گے تو وہ آپ سے اچھائی کرے گا، آپ اس سے بھلائی کرو گے تو وہ برائی کرے گا، اگر اس پر ظلم کرو گے تو وہ آپ سے انصاف کرے گا، اگر اس پر انصاف کرو گے تو وہ ظلم کرے گا۔

استاذ کی فرماں برداری اور تواضع

تمام معاملات میں استاذ کے تابع اور فرماں بردار رہو، اور کسی کام اور تدبیر میں استاذ کی مخالفت نہ کرو، بلکہ استاذ کے سامنے ایسے رہو جیسا کہ ماہر ڈاکٹر کے سامنے مریض ہوتا ہے، اپنے تمام اہم کام استاذ کے مشورے سے کرو، استاذ کے احترام میں انتہاء کردو، ان کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرو، اور یقین کرلو کہ استاذ کے سامنے پامال ہونا عزت کی معراج ہے، ان کے سامنے عاجزی اور تواضع مرتبے کی بلندی ہے۔ علماء کے زیادہ احترام پر کسی نے امام شافعی رحمہ اللہ کو عتاب کیا تو فرمایا:

أُهِينُ لَهُمْ نَفْسِي لِكَيْ يُكْرِمُونَهَا   تُكْرَمَ النَّفْسُ الَّتِي لَا تُهِينُهَا ❷

میں ان کے لئے اپنے نفس کو پامال کرتا ہوں تو وہ اس کا احترام کرتے ہیں، اس نفس کی کبھی تکریم نہیں ہوگی جس کو پامال نہ کیا گیا ہو۔

---

❶ روضة العقلاء: ذكر صفة الأحمق والجاهل، ص ۱۱۹

❷ آداب الشافعي ومناقبه: ص ۹۵

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مع اپنی جلالت شان ومرتبہ کے حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے رکاب کو پکڑ کر چلتے اور فرماتے:

هَكَذَا أُمِرْنَا أَنْ نَفْعَلَ بِعُلَمَائِنَا. ❶

ہمیں اپنے علماء کرام کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

استاذِ محترم کا ادب واحترام کریں

استاذ کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں، اوران کا خوب ادب واحترام کریں اس سے حصولِ نفع زیادہ ہوگا:

وقد كان بعض السلف إذا ذهب إلى معلمه تصدق بشيء وقال: اللهم استر عيب معلمي عني ولا تذهب بركة علمه مني.

بعض اسلاف کا طریقہ رہا ہے کہ جب وہ اپنے استاذ کے پاس جانے کا ارادہ کرتے تو صدقہ کرتے اور اللہ تعالی سے یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! استاذ کے عیب کو مجھ سے پوشیدہ رکھ اوران کے علم کی برکات سے مجھ کو محروم نہ فرما۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كنت أصفح الورقة بين يدى مالك رحمه اللّٰه صفحًا رفيقًا هيبة له لئلا يسمع وقعها.

میں امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے بوجہ ان کی ہیبت ورعب کے کتاب کے اوراق آہستہ سے پلٹتا تھا۔

حضرت ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والله ما اجترأت أن أشرب الماء والشافعي ينظر إليَّ هيبة له. ❷

❶ إحياء علوم الدين: ج ۱ ص ۵۰

❷ منطلقات طالب العلم: آداب طالب العلم، ص ۲۷۴

اللہ کی قسم! جس وقت امام شافعی رحمہ اللہ میری طرف دیکھ رہے ہوں تو میں نے کبھی بھی پانی پینے کی جرأت نہیں کی ان کی ہیبت کی وجہ سے۔

امام شریک رحمہ اللہ کے پاس خلیفہ مہدی کے بیٹوں میں سے کسی نے حاضری دی اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، اور حضرت شریک رحمہ اللہ سے کسی حدیث کے متعلق سوال کیا تو امام صاحب نے اس کی طرف توجہ نہ دی، پھر اس نے پوچھا تو امام صاحب کا رویہ وہی رہا، تو اس نے کہا: آپ خلفاء کی اولاد کو کوئی اہمیت نہیں دیتے؟ تو امام شریک رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے، لیکن علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظمت رکھتا ہے اس کو ضائع نہیں کیا جاتا، اور یہ بھی فرمایا: علم کو ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ وہ اہل علم کے پاس ہی رہے۔ (1)

استاذ کے خلافِ طبع امور پر صبر کریں

اگر استاذ سے کوئی خلافِ طبع فعل سرزد ہو جائے یا ان کی ترش روئی اور سوءِ خلق ان سے حسن عقیدت اور ان کی صحبت کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے، استاذ کی ان حرکات کی تاویل کرے اور استاذ کی زیادتی یا ظلم کے وقت عذر خواہی کرے تو بہ استغفار کرے اور استاذ کے عتاب کو برداشت کرے، یہ استاذ کی محبت کو برقرار رکھنے کا سبب ہے، طالب علم کی دنیا وآخرت کے لئے نافع ہونے کا ذریعہ ہے۔

مَنْ لَمْ يَحْتَمِلْ ذُلَّ التَّعَلُّمِ سَاعَةً بَقِيَ فِي ذُلِّ الْجَهْلِ أَبَدًا.

جو تعلیم کے لئے کچھ وقت ذلت برداشت نہیں کرسکتا وہ ساری زندگی جہالت کی اندھیریوں میں ہی رہے گا، (اور جو اس کو برداشت کرے گا، دنیا وآخرت میں عزت پائے گا)۔

فَاصْبِرْ لِدَائِكَ إِنْ أَهَنْتَ طَبِيبَهُ   لِجَهْلِكَ إِنْ جَفَوْتَ مُعَلِّمًا

---

(1) الحث على طلب العلم والاجتهاد في جمعه: ص ۸۵

اگر تو اپنے طبیب سے بدعنوانی کرے گا تو ہمیشہ بیمار ہی رہے گا اور اگر شاگرد نے معلم سے بدتمیزی کی تو وہ ہمیشہ جاہل رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ذَلَلْتَ طَالِبًا فَعَزَزْتَ مَطْلُوبًا.

طالب علم بن کر ذلت برداشت کرو گے تو مطلوب بن کر عزت پاؤ گے۔

إِنَّ الْمُعَلِّمَ وَالطَّبِيبَ كِلَاهُمَا لَا يَنْصَحَانِ إِذَا هُمَا لَمْ يُكْرَمَا ❶

اگر استاذ اور ڈاکٹر کی تکریم و تعظیم نہ کی جائے تو وہ خیر خواہی نہیں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے کسی نے کہا: لوگ آپ کے پاس دنیا کے کونے کونے سے آتے ہیں اور آپ ان پر غصہ کرتے ہیں، ہوسکتا ہے یہ لوگ آپ کو چھوڑ دیں، آپ کے پاس نہ آیا کریں، تو کہنے والے سے فرمایا: اگر وہ میرے سوءِ خلق کی وجہ سے اپنے نفع و فائدے کو چھوڑ دیں تو وہ تیری طرح احمق ہوں گے:

إنَّ قومًا يأتونك من أقطارِ الأرضِ تغضبُ عليهم، يوشكُ أن يذهبوا أو يتركوك فقال للقائل: هم إذًا حمقى مثلك، إن تركوا ما ينفعُهم لسوءِ خُلُقي. ❷

علم کو تواضع کے ساتھ حاصل کریں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَان. ❸

❶ آداب الدنيا والدين: فصل: في آداب المتعلم، ص ٦٨ ❷ منطلقات طالب العلم: قواعد في التعامل مع العلماء، ص ٢٨٦ ❸ سنن أبي داود: كتاب اللباس، باب ما جاء في الكبر، ج ۴ ص ۵۹، رقم الحديث: ۴۰۹۱

وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا،
وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِی، فَمَنْ نَازَعَنِی وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِی النَّارِ. (1)

کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے، جو شخص ان دونوں میں سے ایک میں میرے ساتھ جھگڑا کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. (2)

ترجمہ: جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے بلندی عطا کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

إن العبد إذا تواضع لله رفع الله حكمته وقال انتعش رفعك الله وإذا تكبر وعدا طوره رهصه الله في الأرض وقال اخسأ خسأك الله فهو في نفسه كبير وفي أعين الناس حقير حتى إنه لأحقر عندهم من الخنزير.

جب بندہ تواضع کرتا ہے اللہ اس کی حکمت کو رفعت بخشتا ہے، اور فرماتا ہے بلند ہو اللہ نے تجھے بلندی عطا کی ہے، اور جب تکبر اور تعدی کرتا ہے تو اللہ اسے زمین میں دھنسا دیتا ہے اور فرماتا ہے دور ہو اللہ نے تجھے دور کر دیا ہے، وہ اپنی نظر میں بڑا ہے اور لوگوں کی نظروں میں حقیر ہے، یہاں تک کہ وہ اسے خنزیر سے بھی زیادہ حقیر سمجھتے ہیں۔

---

(1) سنن أبي داود: كتاب اللباس، باب ما جاء في الكبر، ج۴ ص ۵۹، رقم الحديث: ۴۰۹۰ (2) صحيح مسلم: كتاب البر والصلة، باب استحباب العفو والتواضع، ج۴ ص ۲۰۰۱، رقم الحديث: ۲۵۸۸

حضرت فضیل رحمہ اللہ سے کسی شخص نے تواضع کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا:

أَنْ تَخْضَعَ لِلْحَقِّ وَتَنْقَادَ لَهُ وَلَوْ سَمِعْتَهُ مِنْ صَبِيٍّ قَبِلْتَهُ وَلَوْ سَمِعْتَهُ مِنْ أَجْهَلِ النَّاسِ قَبِلْتَهُ.

تواضع یہ ہے کہ تو حق کے سامنے سرنگوں ہو اور حق کا مطیع و فرمانبردار ہو، یہاں تک کہ اگر کسی بچہ سے بھی حق بات معلوم ہو قبول کرلے، کسی جاہل سے حق سنے قبول کرلے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ أُعْطِيَ مَالًا أَوْ جَمَالًا أَوْ ثِيَابًا أَوْ عِلْمًا ثُمَّ لَمْ يَتَوَاضَعْ فِيهِ كَانَ عَلَيْهِ وَبَالًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. [1]

جسے اللہ نے مال یا حسن یا لباس یا علم عطا کیا ہو اور اس نے تواضع نہ کی ہو قیامت کے روز یہ نعمتیں اس کے لئے وبال بن جائیں گی۔

امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ٥٠٥ھ) نے فرمایا کہ اہل علم بہت جلد تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں، عالم بہت جلد علم کے باعث تکبر کرتا ہے، پہلے اپنے دل میں علم کے کمال و جمال کا احساس کرتا ہے پھر اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر تصور کرتا ہے، عام لوگوں کو تو خاطر ہی میں نہیں لاتا بلکہ انہیں ایسے دیکھتا ہے جیسے جانوروں کی طرف دیکھا جاتا ہے، انہیں جاہل سمجھتا ہے ان سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اسے سلام کرنے میں ابتدا کریں، اگر اتفاقاً وہ کسی کو سلام کرنے میں پہل کرلیتا ہے یا خندہ پیشانی سے اس کے سلام کا جواب دیتا ہے یا اس کے لئے اپنی جگہ سے کھڑا ہو جاتا ہے یا اس کی دعوت قبول کرلیتا ہے تو اسے اپنا سلوک سمجھتا ہے اور ایسا احسان تصور کرتا ہے جس پر شکر ادا کرنا ضروری ہے (ایسا ہونا علم حقیقی نہ ہونے کی وجہ سے ہے) [2]

---

[1] إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج٣ ص ٣٤٥

[2] إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج٣ ص ٣٤٨

اکابر علمائے دیوبند کی تواضع

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ جس طالب علم کے اندر تکبر دیکھتے، اس سے کبھی بھی جوتے اٹھوایا کرتے اور جس کے اندر تواضع دیکھتے تھے اس کے جوتے خود اٹھالیا کرتے تھے۔ (1)

ایک مرتبہ مولانا مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک بوڑھا ملا جو بوجھ لئے ہوئے جارہا تھا بوجھ کسی قدر زیادہ تھا اس وجہ سے اس سے مشکل سے چلا جاتا تھا، مولانا مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ نے جب یہ حال دیکھا تو آپ نے اس سے بوجھ لے لیا اور جہاں وہ لے جانا چاہتا تھا وہاں پہنچا دیا، اس بڈھے نے ان سے پوچھا کہ اجی تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے کہا بھائی میں کاندھلہ رہتا ہوں، اس نے کہا وہاں مولانا مظفر حسین صاحب بڑے ولی ہیں، اور ایسے ہیں ویسے ہیں، غرض بہت تعریفیں کیں مگر مولانا مظفر حسین صاحب نے فرمایا اور تو اس میں کوئی بات نہیں؟ ہاں نماز تو پڑھتے ہیں، اس نے کہا واہ میاں ایسے بزرگ کے بارے میں تم اس طرح کہتے ہو؟ مولانا نے فرمایا میں ٹھیک کہتا ہوں وہ بڈھا ان کے سر ہوگیا، اتنے میں ایک اور شخص آگیا جو حضرت مولانا مظفر حسین کو جانتا تھا اس نے اس بڈھے سے کہا کہ بھلے مانس مولانا مظفر حسین یہی تو ہیں، اس پر وہ بڈھا ان سے لپٹ کر رونے لگا مولانا صاحب بھی اس کے ساتھ رونے لگے۔ (2)

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ کسی سفر پر روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا، سفر کے آغاز میں حضرت مولانا نے فرمایا کہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالو ہم نے عرض کیا حضرت امیر تو متعین ہے فرمانے لگے اگر مجھے امیر بنانا چاہتے ہو تو پھر میری مکمل اطاعت کرنی ہوگی، ہم

---

(1) ارواح ثلاثہ: ص ۲۷۳ (2) ارواح ثلاثہ: ص ۱۹۲

نے کہا ان شاء اللہ ضرور، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب سامان اٹھانے کا مرحلہ آتا تو خود مولانا آگے بڑھ کر نہ صرف اپنا بلکہ دوسروں کا بھی سامان اٹھا لیتے، ہم لوگ سامان اٹھانے پر اصرار کرتے تو حضرت مولانا فرماتے میں امیر ہوں میرے حکم کی اطاعت ضروری ہے۔ ❶

حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ ایک مرتبہ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے کہ بارش لگ گئی سب طلباء کتابیں لے لے کر اندر کو بھاگے مگر حضرت مولانا سب طلباء کی جوتیاں جمع کرنے لگے کہ اٹھا کر لے چلیں لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو کٹ گئے۔ ❷

مدرسہ معینیہ اجمیر کے مشہور و معروف عالم حضرت مولانا معین الدین صاحب معقولات کے مسلم عالم تھے، انہوں نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ کی شہرت سن رکھی تھی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا تو ایک مرتبہ دیوبند تشریف لائے، اور حضرت شیخ الہند کے مکان پر پہنچ گئے، گرمی کا موسم تھا وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو صرف بنیان اور تہبند پہنے ہوئے تھے، مولانا معین الدین نے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ مجھے مولانا محمود حسن صاحب سے ملنا ہے، وہ صاحب مولانا اجمیری کو اندر لے گئے آرام سے بٹھایا اور کہا کہ ابھی ملاقات ہو جاتی ہے، مولانا اجمیری منتظر رہے اتنے میں شربت لے آئے اور مولانا کو پلائی، اس کے بعد مولانا اجمیری نے کہا حضرت مولانا محمود حسن کو اطلاع دیجئے ان صاحب نے فرمایا آپ بے فکر رہیں اور آرام سے تشریف رکھیں تھوڑی دیر بعد وہ صاحب کھانا لے آئے اور کھانے پر اصرار کیا، مولانا اجمیری نے کہا کہ میں مولانا محمود حسن صاحب سے ملنے آیا ہوں آپ انہیں اطلاع کر دیجئے، ان صاحب نے فرمایا انہیں اطلاع ہو گئی ہے آپ کھانا تناول فرمائیں ابھی ملاقات ہو جاتی ہے، مولانا اجمیری نے کھانا کھا لیا تو ان صاحب نے انہیں پنکھا جھلنا شروع کر دیا، جب دیر ہو گئی تو مولانا اجمیری برہم ہوئے اور فرمایا کہ آپ میرا وقت ضائع کر رہے ہیں میں مولانا سے ملنے آیا تھا اور اتنی دیر ہو چکی ہے

❶ اکابر دیوبند کیا تھے: ص ۴۷ ❷ اکابر دیوبند کیا تھے: ص ۸۹

ابھی تک آپ نے ان سے ملاقات نہیں کروائی ہے، اس پر وہ صاحب بولے کہ دراصل بات یہ ہے کہ یہاں مولانا تو کوئی نہیں البتہ محمود خاکسار ہی کا نام ہے، مولانا معین الدین اجمیری ہکابکا رہ گئے اور پتہ چل گیا کہ شیخ الہند کیا چیز ہے۔ [1]

صبح جلد اُٹھیں اور چہل قدمی کریں

زیادہ سونے سے دین اور دنیا دونوں کا نقصان ہے کیوں کہ ہر وقت سونے سے انسان بے کار ہو جاتا ہے، جس طرح زیادہ کھانے پینے سے تکلیف اور بیماریاں پہنچتی ہیں اسی طرح زیادہ سونے سے بھی بدن خراب ہو جاتا ہے، زندگی کے لمحات بہت قیمتی ہیں انہیں سونے میں برباد نہیں کرنا چاہئے۔

یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ صبح ایک گھنٹہ لگا کر جو کام کیا جائے وہ سارا دن کرتے رہنے سے بھی نہیں ہوتا۔ لہذا آپ ہرگز اس بری عادت کو اپنے قریب نہ آنے دیں کہ نہ اس میں دنیا کا فائدہ ہے اور نہ ہی دین کا، بلکہ دونوں کا خسارہ ہے۔

صبح سویرے بیدار ہو کر سیر کے لئے جانا بہت سی بیماریوں کا بہترین علاج ہے، صحت اور تندرستی کے لئے صبح کی ہوا انتہائی مفید ہے، جسمانی بیماریوں کا سب سے مفید اور بہترین علاج صبح کے وقت پیدل چلنا ہے، یہ ایک مقوی، صحت بخش غذا اور دوا ہے، صبح بیدار ہو کر سیر کو جانا دل و دماغ کو فرحت دیتا ہے اور رنج کا خاتمہ کرتا ہے، صبح کی سیر سے آنکھوں کی بینائی تیز ہوتی ہے، صبح سیر کے لئے جانا سستی کا خاتمہ کرتا ہے، معدہ کے نظام کو درست اور جسم کی نشوونما کرتا ہے۔

صبح کی تازہ ہوا سے ذہنی صلاحیتوں میں ترقی ہوتی ہے، صبح کی تازہ ہوا خون صاف کرتی ہے، جس پر زندگی کی اساس ہے، جس قدر صاف اور تازہ ہوا ہوگی خون بھی اسی قدر صاف اور صحت مند ہوگا، جسم میں خون پھینکنے کا کام دل کے علاوہ کچھ اعصاب بھی نہایت

[1] اکابر دیوبند کیا تھے: ص ۹۱

باقاعدگی سے انجام دیتے ہیں اور اگر انہیں دوسرا دل کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، اس لئے اگر ہم اپنے اس دوسرے دل یعنی اعصابی عمل کو صحت مند رکھیں تو نہ کسی دوا کی ضرورت ہوگی نہ ہسپتال جانے کی، اگر انسان چلتا پھرتا رہے تو اس کا وزن بھی حد سے تجاوز نہیں کرے گا۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کامیاب طالب علم بنیں تو اپنے وقت کی حفاظت کریں اور اسے صحیح طریقے سے استعمال کریں، اگر آپ نے دن کی ابتدا سے ہی اس کی کوشش کی اور صبح کے وقت سے فائدہ اٹھایا، تو ان شاء اللہ آپ کے پورے دن میں برکت ہوگی آپ کی صحت بھی اچھی رہے گی اور آپ اپنی پڑھائی میں رفتہ رفتہ ترقی کرتے چلے جائیں گے اور انشاء اللہ کامیاب طالب علم شمار ہوں گے۔

حضرت لقمان حکیم کی وصیتوں میں مذکور ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

یا بنی! لا یکونن الدیک أکیس منک ینادی وقت السحر وأنت نائمٌ.

''بیٹا! مرغے کو تم سے زیادہ عقلمند اور چالاک نہیں ہونا چاہئے کہ وہ تو سحری کے وقت اذان دے اور تم پڑے سوتے رہو۔'' کسی نے یہ بڑے عمدہ اشعار کہے ہیں:

لَقَدْ هَتَفَتْ فِيْ جُنْحِ لَيْلٍ حَمَامَةٌ　　عَلَى فَنَنٍ غَضٍّ وِإِنِّي لَنَائِمٌ

ترجمہ: رات کے حصہ میں کبوتری نے ایک ٹہنی پر رونا شروع کر دیا اور میں پڑا سو رہا تھا۔

كَذَبْتُ وَبَيْتُ اللّٰهِ لَوْ كُنْتُ عَاشِقًا　　لَمَا سَبَقَنِيْ بِالْبُكَاءِ الْحَمَائِمُ

ترجمہ: میں نے جھوٹ کہا خدا کے گھر کی قسم! میں اگر عاشق ہوتا تو کبوتریاں رونے میں مجھ پر سبقت نہ لے جاتیں۔

وَأَزْعَمُ أَنِّيْ هَائِمٌ ذُوْ صَبَابَةٍ　　لِرَبِّيْ فَلَا أَبْكِيْ وَتَبْكِي الْبَهَائِمُ

میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اپنے پروردگار کا سرگرداں عاشق ہوں، عجیب بات ہے کہ میں تو روتا نہیں اور درندے روتے ہیں۔

گفتگو کرتے وقت شرعی آداب کا لحاظ رکھیں

انسانی شخصیت کا پہلا اندازہ چہرے کو دیکھنے سے ہوتا ہے اور دوسرا حتمی اندازہ اس کی گفتگو سے ہوتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "اَلْمَرْءُ تَحْتَ لِسَانِهٖ" (ہر آدمی اپنی زبان کے پیچھے چھپا ہوتا ہے) پس انسان اپنی گفتگو ہی سے پہچان لیا جاتا ہے۔ طالب علموں کے لئے آداب گفتگو درج ذیل ہیں۔

۱...... گفتگو ہمیشہ نرمی سے کرنے کی کوشش کریں، بعض حکماء کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے زبان میں اسی لئے کوئی ہڈی نہیں بنائی تا کہ یہ نرم رہے اور اس سے نرمی سے گفتگو کی جائے۔

ایک بزرگ کسی نوجوان سے سخت ناراض ہوئے اور اسے سخت سخت کہنے لگے، اس نے جواب دیا حضرت! آپ میری کوتاہی کے باوجود میرے ساتھ نرمی فرمائیں، نہ میں فرعون سے زیادہ برا ہوں اور نہ ہی آپ حضرت موسی علیہ السلام سے افضل ہیں، جبکہ پروردگار عالم نے حضرت موسی علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ نرمی کے ساتھ باتیں کرو: فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا.

قرآن مجید کے الفاظ کو شمار کیا جائے تو درمیانی لفظ "وَلْيَتَلَطَّفْ" بنتا ہے، گویا قرآن مجید کا مرکزی پیغام یہی ہے کہ انسان ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہوئے نرمی کا معاملہ کریں۔

۲...... جو بات کہی جائے اچھی ہو، اس میں اپنا یا دوسرے کا نفع ہو، ارشاد باری تعالی ہے:

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا.

ترجمہ: لوگوں سے اچھی بات کہو۔

ایسی بات نہ کی جائے جس میں طعن ہو یا جس میں دوسرے کی تحقیر ہو۔

۳......بات ہمیشہ انصاف پر مبنی اور درست ہونی چاہئے ، اگر بیشتر لوگ اس کا خیال رکھیں تو آپس میں لڑائی جھگڑے بہت کم ہوں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. (الأحزاب: ۷۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو، اللہ تعالی تمہارے کاموں کو سنوارے گا اور گناہ معاف کرے گا۔

۴...... اللہ تعالی کے نزدیک نرم، معقول اور دل جوئی کی باتیں کرنا صدقہ کے برابر ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَآ اَذًی. (آل عمران: ۲۶۳)

ترجمہ: نیک بات کہنا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل آزاری ہو۔

۵......گفتگو عموماً آہستگی اور مناسب آواز کے ساتھ کی جائے ، بے موقع چیخ چیخ کر باتیں کرنا حماقت و جہالت کی دلیل ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ.

ترجمہ: اور اپنی آواز کو پست کرو کہ سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے۔

۶......فضول باتوں سے پرہیز کرنا وقار کی نشانی ہے۔ قرآن مجید میں مؤمنین کی ایک صفت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ:

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ.

ترجمہ: اور جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔

انسان جو کچھ منہ سے نکالتا ہے فرشتے اس پر گواہ ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

مَا یَلْفَظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ.

ترجمہ: آدمی کوئی لفظ نہیں بولتا مگر ایک نگران اس پر حاضر رہتا ہے۔

حدیث میں ہے:

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ. [1]

جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

۷...... اگر کبھی کسی جاہل سے سابقہ پڑ جائے تو اس سے بحث وتکرار کے بجائے سلامتی کی بات کر کے الگ ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا.

ترجمہ: جب ناسمجھ ان کو خطاب کریں تو وہ جواب میں سلامتی کی بات کریں۔

۸...... گفتگو ہمیشہ با مقصد ہونی چاہیے، فضول گفتگو کرنے والوں کے بارے میں احادیث میں آیا ہے کہ وہ میری امت کے بدترین افراد ہیں۔

۹...... مخاطب کو جو بات اچھی طرح سمجھانی ہو اس کو صفائی وسہولت کے ساتھ کہا جائے بلکہ اسے دہرا دینا بہتر ہوتا ہے تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ جائے۔ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کہتے تھے تو تین بار اس کا اعادہ فرماتے تھے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا، أَعَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ترتیل وترسیل پائی جاتی تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ. [3]

---

[1] صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره، ج۸ ص ۱۱، رقم الحديث: ۶۰۱۸ [2] سنن أبي داود: كتاب العلم، باب تكرير الحديث، ج۳ ص ۳۲۰، رقم الحديث: ۳۶۵۳ [3] سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب الهدى في الكلام، ج۴ ص ۲۶۱، رقم الحديث: ۴۸۳۹

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام واضح ہوتا تھا، ہر سننے والا اس کو سمجھ لیتا تھا۔

۱۰......بعض اوقات گفتگو سے فخر ومباہات کا اظہار ہوتا ہے، بعض لوگ چبا چبا کر باتیں کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی اس بلیغ آدمی کو مبغوض رکھتا ہے جو اپنی زبان کو اس طرح توڑتا موڑتا ہے جس طرح بیل اپنی زبان کو توڑ موڑ کر گھاس کھاتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةِ بِلِسَانِهَا. [1]

۱۱......جب کئی لوگ کلام کے مخاطب ہوں تو توجہ ایک ہی طرف نہ رکھنی چاہئے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر ہر ایک کی طرف منہ کیا جائے تا کہ دوسروں کو عدم التفات کی شکایت نہ ہو۔

چلتے پھرتے وقت شرعی آداب کی رعایت رکھیں

طالب علم کو چاہئے کہ راستہ میں چلتے وقت سنجیدگی، باوقار اور عاجزی کے ساتھ چلے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا. (الفرقان: ٦٤)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔

اکڑ کر چلنا اللہ تعالی کو ناپسندیدہ ہے۔ ارشاد ہے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا. (بني إسرائيل: ۳۷)

ترجمہ: زمین میں اکڑ کر نہ چل۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ. (الحديد: ۲۳)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی مغرور اور فخر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

[1] سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب ما جاء في المتشدّق في الكلام، ج۴ ص ۳۰۱، رقم الحديث: ۵۰۰۵

دوسری جگہ فرمایا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا. (بني إسرائيل: ۳۷)

ترجمہ: اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، بے شک نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑوں تک اونچائی میں پہنچ سکتا ہے۔

راستہ میں چلتے ہوئے ادھر ادھر تاک جھانک کرنا اور غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا منع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ. (النور: ۳۰)

ترجمہ: اور ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

۴...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ راستہ میں اس رفتار سے چلتے گویا کوئی اونچی جگہ سے نیچے کی طرف آ رہا ہو، اور یہ انسانی صحت کے لئے چلنے کا بہترین انداز کہلاتا ہے:

إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ. ❶

۵...... راستہ میں چلتے ہوئے ادب و وقار کا خیال رکھنا چاہئے، حتیٰ کہ اگر معلوم ہو کہ نماز باجماعت شروع ہو چکی تو بھی دوڑ کر اس میں شامل نہ ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مسجد میں تکبیر ہو رہی ہو یا نماز کھڑی ہو چکی ہو تو دوڑ کر اس میں شامل نہ ہو بلکہ تم متانت اور وقار کے ساتھ آ کر جماعت میں ملو:

إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَلَا يَسْعَ إِلَيْهَا أَحَدُكُمْ، وَلَكِنْ لِيَمْشِ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ. ❷

---

❶ سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب ما جاء في صفة النبي صلى الله عليه وسلم، ج۵ ص۵۹۸، رقم الحديث: ۳۶۳۷ ❷ صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة، ج۱ ص۴۲۱، رقم الحديث: ۶۰۲

چھینک اور جمائی کے وقت نبوی آداب کی رعایت رکھیں

چھینک آنا، جمائی آنا اگرچہ معمولی اعمال ہیں مگر شارع علیہ السلام نے اس کے بھی آداب سکھائے ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں:

۱...... جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہئے کہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہے اور سننے والا جواب میں ''یَرْحَمُکَ اللّٰهُ'' کہے۔ تو پھر چھینکنے والا ''یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ'' کہے:

إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُم. ❶

۲...... چھینکنے سے بعض اوقات منہ سے یا ناک سے رطوبت یا بلغم وغیرہ آتی ہے، لہذا چھینکتے وقت منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لینا چاہئے، مزید برآں چھینک کی آواز کو پست رکھنا چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا:

إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلَى فِيهِ وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ. ❷

۳...... انسان کی بعض حالتیں وقار کے خلاف ہوتی ہیں، ان کو دیکھ کرنا گواری ہوتی ہے مثلاً جمائی لینے میں انسان کا منہ کھل جاتا ہے، ''آہا'' یا ''ہاہا'' کی آواز نکلتی ہے، چہرے کی قدرتی ہیئت بدل کر ایک مضحکہ خیز شکل پیدا ہو جاتی ہے، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمائی شیطان کی جانب سے ہے، جب کوئی اس حالت میں ''آہ آہ'' کرتا ہے تو شیطان اس کے پیٹ کے اندر سے اس پر ہنستا ہے:

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب إذا عطس كيف يشمت، ج۸ ص ۴۹، رقم الحديث: ۶۲۲۴ ❷ سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في العطاس، ج۴ ص ۳۰۷، رقم الحديث: ۵۰۲۹

وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِذَا قَالَ: آهْ آهْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْ جَوْفِهِ. [1]

۴...... بعض اوقات شیطان مکھی مچھر وغیرہ کو اس کے منہ میں داخل کر دیتا ہے۔

پہلا حکم تو یہی ہے کہ جمائی کو حتی المقدور روکیں، اگر یہ نہ ہو سکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہئے:

فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ. [2]

ہم نے حدیث و تفسیر کا کوئی سبق بغیر وضو نہیں پڑھا

حضرت مولانا سراج احمد صاحب رحمہ اللہ دارالعلوم دیو بند میں درس حدیث دیا کرتے تھے، ایک دن درس کے درمیان جنازہ آگیا، مولانا نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو بہت سے طلبہ وضو کے لئے چلے گئے، نماز جنازہ سے واپس آکر لوگوں نے دیکھا کہ مولانا رو رہے ہیں، کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا: ہم نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی خدمت میں حدیث و تفسیر کا سبق بلا وضو کبھی نہیں پڑھا، آج کے طلبہ بلا وضو یہ اسباق پڑھتے ہیں۔ [3]

ہمہ وقت اس بات کا اہتمام کریں کہ دینی کسی کتاب کو بغیر وضو کے ہاتھ نہ لگائیں، حضرت شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا نِلْتُ هَذَا الْعِلْمَ بِالتَّعْظِيمِ فَإِنِّي مَا أَخَذْتُ الْقِرْطَاسَ إِلَّا بِالطَّهَارَةِ. [4]

مجھے علم صرف علم کی تعظیم سے نصیب ہوا، کیونکہ میں نے سادے کاغذ کو بھی وضو کے بغیر نہیں چھوا۔

---

[1] سنن الترمذي: أبواب الأدب، باب ما جاء أن الله يحب العطاس ويكره التثاؤب، ج۵ ص۸٦، رقم الحديث: ٢٧٤٦ [2] سنن الترمذي: أبواب الأدب، باب ما جاء أن الله يحب العطاس ويكره التثاؤب، ج۵ ص۸٦، رقم الحديث: ٢٧٤٦ [3] ماہنامہ البلاغ: شوال ۱۳۹۱ھ ص ۲۷ [4] تعليم المتعلم: فصل في تعظيم العلم وأهله، ص ۲۵

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) کا ذکر ہے، وہ اسہال (پیٹ کی بیماری) میں مبتلا ہو گئے، اور ادھر کتاب کا مطالعہ کرنا بھی تھا، تو ایک شب میں سترہ (۱۷) دفعہ وضو کرنا پڑا۔ ❶

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا اسباق کو باوضو پڑھنے کا اہتمام

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ نے ارشاد فرمایا: میرا ایک ساتھی اور دوست محمد حسن مرحوم تھا اس سے زیادہ صالح میں نے اپنے بچپن میں کسی اور ساتھی کو نہیں دیکھا، ہم دونوں نے طے کر رکھا تھا کہ بے وضو کسی حدیث کو استاذ کے سامنے نہیں پڑھنا ہے اور یہ کہ کوئی حدیث چھوٹنے نہ پائے، ہم دونوں سبق میں توأمین (جڑواں) کی طرح بیٹھتے تھے، کبھی وضو کی ضرورت ہوتی تو کہنی مار کر وہ اُٹھ جاتا تو میں کہتا حضرت یہاں پر ایک اشکال ہے تاکہ سبق آگے نہ بڑھے، وہ بھی وضو کر کے آجائے اسی طرح میں بھی کرتا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ میں نے اشکال کیا کہ حضرت فتح القدیر میں یوں لکھا ہے تو حضرت والد صاحب نے فرمایا تمہارے فتح القدیر سے میں اپنی جگہ نمٹتا رہوں گا، پہلے ایک قصہ سنائے دیتا ہوں، میرے والد صاحب سبق میں اشعار و قصے بھی سنایا کرتے تھے اور میرے حضرت مجسم باوقار تھے، میرا بھی سبق میں معمول تھا کہ ششماہی تک والد صاحب کا تابع رہتا تھا اور اس کے بعد حضرت کا (مولانا خلیل احمد صاحب) کیونکہ کتاب ختم کرانی ہوتی، محمد حسن مرحوم کا خط بھی بہت زیادہ پاکیزہ تھا۔ ❷

حصولِ علم کے دوران کسی سے استفادہ کرنے میں عار محسوس نہ کریں

کسی مسئلے پر اشکال پیش آجائے تو استاذ سے پوچھنے سے نہ شرمائے، بلکہ ادب کے ساتھ سوال کرے۔

---

❶ تعلیم المتعلم: فصل فی تعظیم العلم و أهله، ص ۲۵ ❷ آپ بیتی: باب دوم، ج ۱ ص ۹۰، ۹۱

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (متوفی ۵۸ھ) نے فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَسْأَلْنَ عَنْ أَمْرِ دِينِهِنَّ. ❶

اللہ تعالیٰ انصار کی عورتوں پر رحم فرمائے کہ دین کی سمجھ حاصل کرنے میں حیاء ان کو نہیں روکتی۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا (متوفی ۳۰ھ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، اگر عورت کو احتلام ہو جائے کیا اس پر غسل واجب ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جب وہ پانی (یعنی منی) دیکھے:

جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ. ❷

کسی شاعر کا شعر ہے:

شِفَاءُ الْعَمَى طُولُ السُّؤَالِ وَإِنَّمَا ... الْعَمَى طُولُ السُّكُوتِ عَلَى الْجَهْلِ ❸

(عقل) کے اندھے کے لئے کثرت سے سوال کرنے میں شفاء ہے، اندھا تو وہ شخص ہے جو جہالت پر طویل خاموشی اختیار کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ "كَيْفَ أَصَبْتَ هٰذَا الْعِلْمَ" یعنی آپ نے اتنا بڑا علم کیسے حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا:

بِلِسَانٍ سَؤُوْلٍ وَقَلْبٍ عَقُوْلٍ. ❹

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب حمد السؤال والإلحاح في طلب العلم ..... الخ، ص ۳۷۳، رقم: ۵۲۰ ❷ صحيح البخاري: كتاب العلم، باب الحياء في العلم، ج ۱ ص ۳۸، رقم الحديث: ۱۳۰ ❸ أدب الدنيا والدين: فصل في التعلم، ص ۵۹ ❹ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ص ۹۷۰، رقم: ۱۹۰۳

زیادہ سوال کرنے والی زبان اور زیادہ سمجھنے والے دل سے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا اسْتَنْكَفْتُ مِنَ الْاِسْتِفَادَةِ وَمَا بَخِلْتُ بِالْاِفَادَةِ. ❶

یعنی میں نے استفادہ کے لئے سوال کرنے سے عار نہیں کی اور کسی کو فائدہ دینے سے بخل نہیں کیا۔

طلبہ دعوت وتبلیغ کے ساتھ منسلک رہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت اور فرائض نبوت میں دعوت وتبلیغ بھی ہے، حکیمانہ دعوت وتبلیغ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور آج سب زمانوں سے بڑھ کر اس کی ضرورت ہے، غیر مسلمانوں کو مسلمان بنانے سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کو مسلمان، نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان اور قومی مسلمانوں کو دینی مسلمان بنانا ہے، حق ہے کہ آج مسلمانوں کی حالت دیکھ کر قرآن پاک کی یہ ندا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا. (النساء: ۱۳۶)

ترجمہ: اے مسلمانو! مسلمان بنو۔

کو پورے زور وشور سے بلند کیا جائے، شہر شہر، گاؤں گاؤں اور در در پھر کر مسلمانوں کو مسلمان بنانے کا کام کیا جائے اور اس راہ میں وہ جفاکشی، وہ محنت کشی اور وہ ہمت اور وہ قوت مجاہدہ صَرف کی جائے جو دنیا دار لوگ دنیا کے عزت وجاہ اور حصولِ طاقت میں صَرف کر رہے ہیں، جس میں حصول مقصد کی خاطر ہر متاع عزیز کو قربان کرنے اور ہر مانع کو بیچ سے ہٹانے کے لئے ناقابل تسخیر طاقت پیدا ہوتی ہے، کشش سے، کوشش سے، جان ومال سے ہر راہ سے اس میں قدم آگے بڑھایا جائے اور حصولِ مقصد کی خاطر وہ جنون کی کیفیت اپنے اندر پیدا کی جائے جس کے بغیر دین ودنیا کا نہ کوئی کام ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ ❷

❶ تعليم المتعلم: فصل في بداية السبق وقدره وترتيبه، ص ۵۰

❷ مقدمہ (از سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ) حضرت مولانا محمد الیاس اور اُن کی دینی دعوت: ص ۲۸، ۲۹

پس ضروری ہے کہ طلبہ اپنی طالب علمی کی زندگی میں فارغ اور چھٹیوں کے اوقات میں اس کی بھی مشق کریں، اس عمومی دعوت وتبلیغ کی محنت کو، اس طریقۂ کار کو سیکھیں کہ اسی راہ سے امت کے بہت بڑے طبقہ میں دین پہنچے گا، کیونکہ مدارس، خانقاہوں اور مساجد ومکاتب میں تو وہی لوگ آئیں گے جو کچھ نہ کچھ طلب رکھتے ہیں اور یہ امت میں اس وقت بہت کم لوگ ہیں، امت کا سوادِاعظم اور بہت بڑا طبقہ تو وہ ہے جو بالکل بے طلب ہیں، بے فکر ہیں، صرف نام کے مسلمان ہیں، جہالت میں ڈوبے ہوئے ہیں، ایسے بے طلب لوگوں میں دین کی بیداری کی اس کے علاوہ کیا شکل ہوسکتی ہے کہ بے غرض بن کر قربانیوں کے ساتھ ان میں گھس کر دین کی محنت کی جائے۔

دعوت وتبلیغ کے بانی حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ میں ابتداء سے صحابہ کرام کی والہانہ شان اور ان کی دینی بے قراری کی ایک جھلک تھی، جس کو دیکھ کر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں جب مولوی الیاس کو دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ یاد آتے ہیں۔ [1]

پیغمبرانہ دعوت کے پانچ اہم اصول

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں: حضرت والد صاحب (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب) قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبرانہ دعوت کے چند امتیازی خصائص ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ ان کو اپنی امت کی اصلاح کی فکر اس شدت سے لگ جاتی ہے کہ وہ طبعی تقاضوں سے بھی بڑھ جاتی ہے، لہٰذا داعیٔ اسلام کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہونی چاہئے کہ اس کو اس پیغمبرانہ فکر کا کوئی حصہ نصیب ہو، چنانچہ اسلافِ امت میں سے جن جن کو اس فکر کا جتنا حصہ ملا اللہ تعالی نے ان کی دعوت میں

[1] حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ اور ان کی دینی دعوت: ص۵۲

اتنی ہی برکت عطا فرمائی اور اتنے ہی بہتر ثمرات عطا فرمائے۔

انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا دوسرا اہم امتیاز یہ ہے کہ وہ نتائج سے بے پرواہ ہوکر دعوت میں لگا تار مشغول رہتے ہیں اور حوصلہ شکن حالات میں بھی اپنی بات متواتر کہے چلے جاتے ہیں، جہاں اور جس موقع پر کسی شخص کو اچھی بات پہنچانے کا موقع مل جائے وہ اسے غنیمت سمجھ کر اپنی بات پہنچا دیتے ہیں۔

دعوت کی اس لگن کا حاصل یہ ہے کہ انسان بات پہنچانے کے مواقع کی تلاش میں رہے، جتنا موقع مل جائے اس سے فائدہ اٹھائے اور دعوت کے کسی مرحلہ پر تھکنے اور اکتانے کا نام نہ پڑے، بلکہ اپنی بات مؤثر انداز میں کہہ کر فارغ ہو جائے پھر جب دیکھے کہ اس پر عمل نہیں ہوا تو موقع دیکھ کر پھر کہہ دے، لیکن نہ مسلط ہونے کا طریقہ اختیار کرے اور نہ مایوس ہو کر بیٹھ جائے۔

پیغمبرانہ دعوت کا تیسرا اہم عنصر مخاطب کی شفقت ہے، انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا داعیہ شفقت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، اپنی برتری جتلانے اور دوسرے کی تحقیر کا ان کے یہاں شائبہ نہیں۔

پیغمبرانہ دعوت کی چوتھی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی بات کہنے کے لئے ایسا موقع اور ایسا ماحول تلاش کرتے ہیں جس سے ان کی بات زیادہ سے زیادہ مؤثر ثابت ہو سکے۔

پیغمبرانہ دعوت کا پانچواں اصول یہ ہے کہ وہ دعوت کے لئے انداز بیان اور اسلوب ایسا اختیار فرماتے ہیں جو نرمی، ہمدردی اور دل سوزی کا آئینہ دار ہو۔ [1]

دعوت کے اثر پذیر ہونے کی تین شرطیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حق بات حق طریقہ سے حق نیت سے کہی جائے تو کبھی فتنہ پیدا نہ ہوگا، لیکن تین شرطیں ہیں۔

---

[1] البلاغ مفتی اعظم نمبر: پیغمبرانہ دعوت کے چند اصول، ج ۱ ص ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷

پہلے یہ کہ بات حق ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ نیت حق ہو، تیسری شرط یہ ہے کہ طریقہ بھی حق ہو۔

کہیں اگر حق کہنے کے نتیجے میں فتنہ کھڑا ہو جائے، جھگڑا پیدا ہو جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ان تین باتوں میں سے کوئی بات مفقود تھی، یا تو بات حق نہیں تھی، یا بات تو حق تھی لیکن نیت حق نہیں تھی، مثلاً کسی بری نیت سے بات کہی گئی تھی، اپنے کو بڑھانا دوسرے کو گرانا مقصود تھا، نیت خراب تھی، یا اگر نیت بھی صحیح تھی تو طریقہ صحیح نہیں تھا، اگر طریقہ بھی صحیح ہوتا اور نیت بھی درست ہوتی اور بات بھی حق ہوتی تو فتنہ پیدا نہ کرتی، جلد یا بدیر کبھی نہ کبھی اثر دے جاتی۔ [1]

بیت الخلاء کی دیواروں پر لکھنے سے احتراز کریں

طالب علم کو چاہئے کہ استنجاء کرنے کے لئے بیت الخلاء میں جاتے وقت دروازہ آہستہ سے بند کرے، اور بیت الخلاء میں بیٹھ کر دیواروں اور دروازے پر کوئی چیز نہ لکھے، یہ کوئی تحریر کا گھنٹہ نہیں ہے کہ لکھنا شروع کر دیا، بعض طلبہ تو بہت بری اور فحش باتیں لکھتے ہیں جس سے شیطان بھی شرما جائے، بعض کم بخت اور گندے طلبہ خود کی گندگی انگلی میں لے کر لکھتے ہیں یہ بہت ہی گھٹیا پن ہے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ [2]

دورانِ طالب علمی کسی تحریک یا جماعت سے تعلق نہ رکھیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میری رائے ہے کہ کسی بھی تحریک میں طالب علموں کو شرکت کی اجازت نہ ہونی چاہئے، آئندہ کے لئے اس میں سخت مضرت ہے جو اس وقت محسوس نہیں ہوتی، آخر میں پوچھتا ہوں کہ پڑھنے پڑھانے میں جب کوئی مشغول نہ رہے گا تو پھر کام کرنے والی یہ علماء کی جماعت کہاں سے

[1] نقوش و آثار مفکر اسلام: دعوت کے اثر پذیر ہونے کی تین شرائط، ص ۱۸۹

[2] تحفۃ الطلباء والعلماء: ص ۳۷۹

پیدا ہوگی، تم سب کچھ ہو علماء ہو، مقتدا ہو، پیشوا ہو، جو کرنا ہے تم ہی کرو مگر طلباء کو تو اپنے کام میں لگا رہنے دو تا کہ آئندہ دین کے احکام بتلانے والی جماعت کا سلسلہ جاری رہے، کیا یہ خیال ہے کہ آئندہ دین کی ضرورت ہی نہیں رہے گی جیسا کہ کہتے ہیں کہ مسائل کا وقت نہیں کام کا وقت ہے، کوئی ان حضرات سے پوچھے کہ آپ جو مقتدا و پیشوا بنے وہ لکھنے پڑھنے ہی کی بدولت بنے اور اب اس کی جڑ کاٹ رہے ہو۔ ❶

طلباء کو اس قسم کی کمیٹیوں اور جلسوں میں شرکت کی اجازت ہرگز ہرگز نہ دینا چاہئے سخت مضر ہے کیا ان کاموں کے لئے طلباء ہی رہ گئے ہیں اور مسلمان کچھ کم ہیں ان سے کام لو۔ ❷

بجلی کے استعمال میں احتیاط کریں

طلبہ کو چاہئے کہ بجلی ولائٹ استعمال کرنے میں احتیاط کریں، مدرسہ کی طرف سے جتنی دیر لائٹ استعمال کی اجازت ہو اس سے زیادہ استعمال نہ کریں، اور کمروں سے نکلتے وقت لائٹ بند کردیں بشرطیکہ کمروں میں کوئی موجود نہ ہو، اسی طرح پنکھوں کے استعمال میں احتیاط رکھیں اور بلا ضرورت پنکھوں کو جاری نہ رکھیں۔

ٹھنڈا اور گرم پانی احتیاط سے استعمال کریں

بعض مدارس میں ٹھنڈے پانی کا انتظام ہوتا ہے بعض مدراس میں مٹکے اور بعض مدارس میں پانی ٹھنڈا کرنے کی مشین ہوتی ہے، ٹھنڈے پانی کی قدر کرنی چاہئے، ٹھنڈے پانی سے ہاتھ دھونا یا برتن دھونا بغیر ضرورت کے گلاس میں زیادہ پانی لے کر تھوڑا پی کر باقی گرا دینا یہ پانی کی ناقدری ہے، بلکہ ضرورت کے مطابق پانی لینا چاہئے، بہر حال ٹھنڈا پانی اللہ کی نعمت ہے، اس کی قدر کرنی چاہئے، احادیث میں یہ کہیں ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ

---

❶ الافاضات: ص ۱۳/ العلم والعلماء: ص ۲۸۴ ❷ الافاضات: ص ۹۹/ العلم والعلماء: ص ۲۸۴

وسلم نے زندگی بھر کسی خاص کھانے کا اہتمام فرمایا ہو لیکن ٹھنڈے پانی کا اتنا اہتمام تھا کہ پینے کے لئے ٹھنڈا پانی آپ کے لئے بئر عریس سے لایا جاتا تھا، جو مسجد نبوی سے تقریباً دو یا ڈھائی میل دور تھا، اس لئے کہ اس کا پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہوتا تھا۔

بعض مدارس میں سردی کے موسم میں گرم پانی کا انتظام کیا جاتا ہے، اہل مدرسہ کی طرف سے جس مقصد کے لئے پانی گرم کیا جائے اسی مقصد میں استعمال کرنا چاہئے، اگر صرف وضو کرنے کے لئے گرم کیا جاتا ہو تو صرف وضو کرے اور غسل نہ کرے، اگر غسل کے لئے کیا جاتا ہو تو صرف غسل کرے اور گرم پانی سے کپڑے نہ دھوئے، اور غسل و وضو میں ضرورت کے مطابق پانی استعمال کرے، گرم پانی کو بلا ضرورت استعمال نہ کرے اور ضرورت پوری کرنے کے بعد بچا ہوا پانی پھینکنا نہیں چاہئے۔ [1]

تراشے

حضرت شیخ الحدیث زکریا رحمہ اللہ کی تدریسی اصولِ عشرہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس ناکارہ کو اپنی مدرسی کے زمانہ بالخصوص حدیث پاک کی تدریس کے زمانہ میں جو ۱۹۴۱ء سے شروع ہو گیا تھا، حدیث کے متعلق مقدمۃ الحدیث، مقدمۃ الکتاب پر مختصر کلام کے بعد اپنے اصولِ عشرہ خاص طور سے بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی، اور پہلے دن یہ دس اصول بتا کر اس ناکارہ کی بد اخلاقی کا زور تھا، اس لئے صاف یہ بھی کہہ دیا کرتا تھا کہ میں ان چیزوں کے خلاف زبان سے نہیں کہوں گا ہاتھ سے کہوں گا، اس زمانہ میں اس ناکارہ کی علمی سلسلہ میں زبان تو زیادہ چلتی تھی لیکن طلباء کی حالت پر بجائے زبان کے ہاتھ زیادہ چلتا تھا، اس ناکارہ کے اصولِ عشرہ جن پر مجھے خاص طور سے زور تھا وہ یہ ہیں:

[1] تحفۃ الطلباء والعلماء: ص ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۴

۱......سبق کی غیر حاضری میرے یہاں سخت ترین جرم تھا، میرے حاضری رجسٹر اس زمانہ کے موجود ہیں سالوں کے درمیان میں (بؔ) بیماری کی تو کہیں کہیں ملے گی یا (رؔ) رخصت کی لیکن (غؔ) غیر حاضری کا برسوں میں بھی تلاش سے مشکل سے ملے گا، ہمارے مدرسہ کے مدرس دوم مولانا منظور احمد خان صاحب نور اللہ مرقدہ بہت ہی رحم دل، بہت ہی متواضع تھے، ان کے رجسٹر میں (غؔ) بہت ملتا تھا اور ان کا خاص مقولہ جو بار بار انہوں نے مختلف سالوں میں طلباء سے کہا کہ زکریا کے سبق میں حاضری کا کوئی ثواب نہیں وہ تو ڈر کے مارے ہے، ثواب میرے یہاں کی حاضری میں ہے، چونکہ اکابر کا مجھ سیہ کار پر اعتماد بھی تھا اس لئے میرے بے جا حرکتوں پر اکابر کی طرف سے دار و گیر نہیں ہوتی تھی، میرے یہاں جو طالب علم اس زمانہ میں غیر حاضر ہوتا تو میں اس سے دوسرے دن یہ کہہ دیتا کہ میں نے تمہارا نام ابوداود شریف یا بخاری شریف میں سے کاٹ دیا ہے، بجائے اس کے کہ میں آپ کی شکایت مہتمم صاحب کے یہاں غیر حاضری کی کروں اب آپ مہتمم صاحب کے یہاں میری شکایت جا کر کریں کہ اس نے بغیر حکم اہتمام کے میرا نام کتاب سے کاٹ دیا ہے، اب آپ دوبارہ مہتمم صاحب کا حکم لائیے کہ آپ کا نام دوبارہ کتاب میں داخل کردوں، میں آپ کا نام کاٹ چکا ہوں۔

۲......صف بندی کا اہتمام نماز کی صفوف کی طرح سے کسی کا آگے بیٹھنا کسی کا پیچھے بیٹھنا بے ترتیب بیٹھنا اس سیہ کار کو بہت ہی گراں گزرتا تھا۔

۳......وضع قطع کے اوپر بھی اس سیہ کار کو بہت ہی زیادہ شدت سے اہتمام رہتا تھا، علماء سلف کی وضع کا خلاف اس سیہ کار کو بہت ہی گراں گزرتا تھا، بالخصوص داڑھی کے معاملہ میں اول تو اس زمانہ میں مدرسہ کا فارم داخلہ ہی میں ایسا شخص کو نہیں ملتا تھا جو داڑھی منڈاتا تھا، لیکن اگر کسی مجبوری سے یا طالب علم کے عہد و پیمان پر داخلہ کا فارم مل بھی جاتا تھا تو اسی سیہ کار کے سبق میں حاضری کی اجازت نہ تھی۔ ایک صاحب نہ معلوم کسی وجہ سے اس حرام

فعل کے ارتکاب کے باوجود دورہ میں داخل ہوگئے، اس سال میرے یہاں ابوداود شریف ہوتی تھی، وہ حضرت مہتمم صاحب اور اکابر مدرسین کی سفارش بھی لائے کہ ان کا نام ابوداود میں داخل کردیا جائے مگر اس سیہ کار نے عذر کردیا جب تک داڑھی کا نمو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیتا داخلہ سے معذور ہوں، اس طالب علم کو بھی اس پر ضد یا غصہ تھا کہ میرے معاصرین بلکہ بعض اکابرین کے یہاں بھی اس کا نام داخل ہے اور مجھے شدت سے انکار مگر اس سیہ کار نے اپنے بدخلقی کی وجہ سے آخر تک ان کا نام نہیں داخل کیا، لیکن چند سال بعد ان صاحب کا خط کی بیعت کی درخواست کے لئے آیا، مجھے یاد آگیا، میں نے ان کو لکھا کہ میری بدخلقی اور شدت کا تم تجربہ کرچکے ہو ایسی حالت میں مناسب ہے کہ تم کسی حکیم و بردبار شیخ کی طرف متوجہ ہو، ان صاحب نے بہت اصرار سے لکھا کہ میرے لئے تمہارے ہی جیسے متشدد کی ضرورت ہے۔

۴...... اس ناکارہ کی عادت یہ تھی کہ ''کتاب الحدود'' وغیرہ کی روایات میں جو فحش لفظ آگیا، ان کا اردو ترجمہ لفظی ترجمہ کرنے میں مجھے کبھی تامل نہیں ہوا، میں نے کنایہ سے ان الفاظ کا ترجمہ کبھی نہیں بتایا، میرے ذہن میں یہ تھا کہ جیسا اردو میں ان کا ترجمہ ہے ویسے ہی عربی میں ان کے اصل الفاظ ہیں، میں اپنی ناپاک اور گندی زبان کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پاک زبانوں سے اونچا نہیں سمجھتا تھا، لیکن اسباق کے شروع میں اپنے اصول عشرہ میں اس پر نہایت شدت سے متنبہ کرتا تھا کہ ان فحش الفاظ پر اگر کوئی شخص ہنسا جس سے وہ حدیث پاک کے ترجمہ کے بجائے گالی بن جائے تو سبق ہی میں پٹائی کروں گا، اور میں خود بھی ترجمہ کرتے وقت ایسا منہ بناتا تھا جیسا بڑا غصہ آرہا ہو، جس کی وجہ سے اول تو طالب علم کو ہنسنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی لیکن اس پر بھی اگر کوئی بے حیا تبسم بھی کرلیتا تھا تو میں اس کی جان کو آجاتا تھا۔

۵...... کتاب کے اوپر کہنی وغیرہ رکھ دینا بھی جیسا کہ بعض طالب علموں کی عادت

ہوتی ہے اس سیہ کار کے یہاں نہایت بے ادبی اور گستاخی تھا اس پر پہلے ہی دن نہایت زور سے نکیر اور تنبیہ کر دیتا تھا۔

۶..... کتاب پر کہنی رکھ کر اور ہاتھ پر منہ رکھ کر سونا تو اس سے بھی بڑا سخت ظلم تھا، اس پر نہایت شدت سے تنبیہ تو پہلے ہی دن کر دیتا تھا اور اس زمانہ میں اس سیہ کار کا بدن چونکہ نہایت ہی ہلکا پھلکا سوکھی لکڑی کی طرح سے تھا اس لئے بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ طالب علم نے حدیث پڑھی اور میں نے تقریر کی، اور جب طالب علم نے دوسری حدیث شروع کی تو میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر نہایت پھرتی سے سونے والے کے ایک تھپڑ مار کر اپنی جگہ بیٹھ جایا کرتا تھا۔ دورہ کے طلباء نہایت متحیر رہ جاتے کہ یہ کیا ہو گیا، مگر چونکہ لوگوں کو میری عادت معلوم ہو گئی تھی اس لئے وہ سمجھ جاتے تھے کہ کوئی غریب سو گیا ہوگا، میں اس میں اکابر مدرسین کی اولاد اور مخصوصین کی بھی بالکل رعایت نہیں کرتا تھا۔ میرے حضرت میرے مرشد میرے آقا نور اللہ مرقدہ اعلی اللہ مراتبہ کے ایک عزیز کی بھی عادت تھی، مجھے کئی دفعہ اس کے ساتھ یہ عمل کرنا پڑا، میرے حضرت کے یہاں میری شکایت بھی پہنچی مگر میرے حضرت کو اللہ تعالی بہت ہی بلند درجہ عطا فرمائے، میری شکایت پر ہمیشہ ہی تسامح فرمایا بلکہ طرفداری فرمائی، اس شکایت پر بھی میرے حضرت کا جواب یہ تھا کیا میں اس کو (زکریا کو) اس بات پر تنبیہ کروں کہ تم نے حدیث کی بے ادبی پر کیوں مارا۔!!!

۷..... حدیث پاک کے سبق میں خاص طور سے بیٹھنے پر بھی میں خصوصی تنبیہ شروع سال میں کر دیتا تھا کہ چوکڑی مار کہ نہ بیٹھیں، دیوار سے ٹیک لگا کر نہ بیٹھیں، حدیث پاک کی کتابوں کا نہایت ادب ظاہراً اور باطناً ملحوظ رکھیں، کسی نقل و حرکت سے حدیث کی کتاب کی بے ادبی ظاہر نہ ہو۔

۸..... لباس پر بھی خصوصی تنبیہ شروع میں کر دیتا تھا، میں ان سے کہا کرتا تھا دنیا میں سینکڑوں طریقے لباس کے ہیں مگر ایک چیز میں تم خود ہی غور کرو کہ مقتداؤں کا لباس

ایک ہی ہے یعنی لمبا کرتا، لمبا چوغہ، چاہے مسلمان ہو، چاہے باورچی ہو، چاہے مجوس ہو، چاہے ہنود ہوں بالخصوص اونچا کرتا سرین تک اور تنگ پائجامہ کی میں بہت تشنیع کیا کرتا تھا کہ ایسے لوگوں کو نماز کی صف میں ہرگز نہیں کھڑا ہونا چاہئے کہ وہ زبانِ حال سے دوسروں کو بے حیائی کے ساتھ اپنے اعضاء مستورہ کا حجم دکھلا رہے ہیں۔

۹...... ائمہ حدیث اور ائمہ فقہ کے ساتھ نہایت ادب اور نہایت احترام اور ان پر اعتراض چاہے قلبی ہی کیوں نہ ہو ہرگز نہ کیا جائے، بعض لوگ حنفیہ کے زور میں دوسرے ائمہ پر اور بعض بے وقوف ائمہ حدیث پر تنقیدی فقرے کہتے ہیں یہ مجھے بہت ناگوار ہوتا تھا۔ میں نے قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا ایک مقولہ بچپن میں سنا تھا غالباً ''تذکرۃ الرشید'' میں یہ قصہ لکھا بھی گیا کہ حضرت قدس سرہ نے حنفیت کی تائید میں کوئی تقریر فرمائی جس پر طلباء جھوم گئے، کسی نے جوش میں کہہ دیا کہ اگر حضرت امام شافعی صاحب رحمہ اللہ بھی اس تقریر کو سنتے تو رجوع فرمالیتے، تو حضرت قدس سرہ نے فرمایا: توبہ توبہ استغفر اللہ، حضرت امام اگر موجود ہوتے تو میری یہ تقریر ایک شبہ ہوتی اور حضرت مجتہد اس کا جواب فرمادیتے۔

اب تو چونکہ ائمہ مجتہدین موجود نہیں ہیں ان کے اقوال ہمارے سامنے ہیں ان اقوال میں ہم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو اقرب الی القرآن والحدیث پاتے ہیں اس لئے اس کی تائید کرتے ہیں، ورنہ مجتہدین میں سے کوئی ہوتا تو ان کی اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا اوکما قال۔

۱۰...... مجھے اس پر بھی بہت زور تھا اور ابتداء ہی میں طلباء کو اس پر متنبہ کر دیا تھا کہ معاصر مدرسین کا کوئی قول آپ نقل کریں تو شوق سے مگر مدرس کا نام ہرگز نہ لیں، اس سلسلہ میں چونکہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہ صدر المدرسین کے یہاں ترمذی شریف ہوتی تھی، اور اس سیہ کار کے یہاں ہمیشہ ابوداود اور ان دونوں کی روایت ابواب

فقہیہ کے طرز پر ہوتی تھیں، اور اس زمانہ میں طالب علم کچھ سمجھ دار بھی تھے وہ میری اور مولانا مرحوم کی تقریر میں جب اختلاف پاتے تو بڑے زور سے مجھ پر یا مولانا پر اعتراض کرتے، مجھے معلوم ہوا تھا کہ مولانا مرحوم نے بھی اپنے سبق میں اس پر نکیر کی تھی کہ تم شیخ کا نام لے کر مجھے مرعوب کرنا چاہتے ہو، جو اعتراض کرنا ہوا کرے بغیر شیخ کے نام کے کیا کرو، میں نے بھی اس پر کئی سالوں میں کئی دفعہ طلباء پر نکیر کی کہ مولانا کا نام لے کر اعتراض ہرگز نہ کریں کہ مولانا کا نام سننے کے بعد اس پر رد کرنا بے ادبی ہے اور سکوت کرنا اپنی رائے کے خلاف کو قبول کرنے کے ہم معنی ہے، حدیث کی کتابیں تو دوسرے حضرات مدرسین کے یہاں بھی ہوتی تھیں، مگر اس سیہ کار اور مولانا کے سبقوں میں یہ چیزیں کثرت سے پیش آیا کرتی تھیں، (تلک عشرة كاملة) پر یہ ناکارہ شروع ہی میں ایک زوردار تقریر کرتا تھا اور پھر سال بھر تک ان میں سے ہر نمبر کے خلاف پر تنبیہ کرتا تھا۔ [1]

طالبِ علم کے لئے دس راہنما اُصول

۱.....طلبِ علم میں اپنی نیت خالص رکھیں، محض اللہ کی رضا کے لئے عمل کرنے کی نیت سے علم حاصل کریں، کسی دنیوی غرض مثلاً حصولِ دنیا اور حصولِ شہرت وغیرہ کی نیت نہ رکھیں۔

۲..... اساتذہ کرام کا حد درجہ احترام کریں، ان کی سختی اور ڈانٹ ڈپٹ کو برداشت کریں، ان کے سامنے بلند آواز سے نہ بولیں، ان کی جگہ پر نہ بیٹھیں، ان کے آگے نہ چلیں، ان کے متعلقین کا ادب بھی ملحوظ خاطر رکھیں، ان کو کبھی ناراض نہ کریں، اگر استاذ کسی بات پر خفا ہو جائے تو اُن سے جا کر معذرت کر لیں۔

۳.....اپنی طبیعت میں سنجیدگی اور وقار پیدا کریں، زیادہ بولنے اور مذاق کرنے سے پرہیز کریں، اس سے آدمی لوگوں کی نظروں میں بے حیثیت ہو جاتا ہے اور اس کا رعب ختم ہو جاتا ہے۔

[1] آپ بیتی: طلبہ کی تربیت اور اس کی اہمیت، ج ۲ ص ۳۹، ۴۰

۴...... صفائی اور ستھرائی کا خوب اہتمام کریں، اپنا بدن اور کپڑے صاف ستھرے رکھیں، ہو سکے تو خوشبو لگا کر رکھیں لیکن اگر اس سے ساتھیوں کو تکلیف ہو تو پھر نہ لگائیں، ناخن اور بدن کے ضروری حصوں سے بال کاٹنے میں سستی سے کام نہ لیں، اس کی بڑی نحوست ہوتی ہے، موسم گرما میں روزانہ غسل کرنے اور کپڑے تبدیل کرنے میں سستی نہ کریں تا کہ پاس بیٹھنے والوں کو پسینے کی بدبو کی وجہ سے تکلیف نہ ہو۔

۵...... پڑھائی میں خوب دل لگا کر محنت کریں، اپنا کوئی وقت ضائع نہ ہونے دیں، سبق پڑھنے سے پہلے اس کا مطالعہ اور پڑھنے کے بعد اس کا تکرار ضرور کریں، سبق میں باقاعدگی سے حاضری دیں اور ناغہ سے بچیں، اسباق کے قرض کا بوجھ اپنے سر پر نہ لادیں بلکہ روزانہ کا سبق روزانہ یاد کرتے رہیں، کسی دن سبق رہ جائے تو اگلے سبق پڑھنے سے پہلے پہلے پچھلے سبق کو ضرور یاد کرلیں، کیونکہ بعض اوقات اگلے سبق کا پچھلے سبق کے ساتھ ربط ہوتا ہے جب تک پچھلا سمجھ نہ آئے گا اگلا سمجھ نہیں آتا۔

۶...... تمام آلاتِ علم مثلاً کتاب، تپائی اور درسگاہ وغیرہ کا ادب بھی پیشِ نظر رکھیں، کتاب کی طرف ٹانگیں نہ پھیلائیں، کتاب پر تکیہ اور سہارا نہ لگائیں، کتاب اگر مدرسہ کی طرف سے ملی ہو تو اس پر لکھنے سے گریز کریں، تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتب کو بالترتیب دوسرے فنون کی کتب کے اوپر رکھیں۔

۷...... اپنے ظاہری وضع قطع صلحاء جیسی بنا کر رکھیں، سر پر ہمیشہ ٹوپی یا عمامہ رکھیں، شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھیں، کالر اور کفوں والے کپڑے کے بجائے سادہ کرتہ استعمال کریں، اپنے بال مسنون بنا کر رکھیں۔

۸...... نصابی کتب کے ساتھ ساتھ غیر نصابی کتب بھی اپنے زیر مطالعہ رکھیں، تفسیر، حدیث، سیرت، تاریخ اور تصوف جیسے اہم موضوعات کے متعلق موٹی موٹی معلومات ہونی چاہئیں، لیکن یہ مطالعہ پڑھائی کے اوقات میں نہ کریں بلکہ کسی فارغ وقت میں کریں تا کہ

آپ کی نصابی سرگرمیاں متاثر نہ ہوں۔

۹...... کمرہ میں رہنے والے ساتھیوں کا خیال رکھیں، ان کے ساتھ ہمدردی اور نرمی سے پیش آئیں، ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو درگزر کریں، اگر وہ آپ کا کوئی نقصان کر دیں تو انہیں معاف کر دیں، کسی میں کوئی عیب دیکھیں تو مہذب طریقے سے اس کی اصلاح کر دیں، کوئی غریب ہو تو حسبِ استطاعت اس کی امداد کریں، کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کریں، ہو سکے تو اس کے لئے دوائی کا انتظام کر دیں، کسی کو پریشان دیکھیں تو اس سے پریشانی کی وجہ معلوم کر کے اسے حتی الامکان دور کرنے کی کوشش کریں۔

۱۰...... دورانِ تعلیم کسی شیخِ کامل سے اصلاحی تعلق قائم کر لیں پھر وقتاً فوقتاً ان سے مل کر اپنے حالات سے آگاہ کرتے رہیں اور ان کے متعلق ان سے راہنمائی لیتے رہیں، اپنے اندر کوئی خرابی پائیں تو فوراً شیخ کو مطلع کر کے اس کی اصلاح کروالیں۔

ٹھوس علمی استعداد کے لئے تین باتوں کا اہتمام کریں

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اپنے تجربہ کے بنا پر طلبا کو یہ ہدایت کرتے تھے کہ تم تین باتوں کا التزام کر لو پھر میں ٹھیکہ لیتا ہوں اور ذمہ دار ہوتا ہوں کہ تمہیں استعدادِ علمی حاصل ہو جائے گی۔ اول یہ کہ جو سبق پڑھنا ہو اس کا مطالعہ ضرور کر لیا جائے اور مطالعہ کوئی مشکل کام نہیں کیونکہ مطالعہ کا مقصود صرف یہ ہے کہ معلومات اور مجہولات متمیز ہو جائے، بس اس سے زیادہ کاوش نہ کرے۔ (دوم) پھر سبق کو استاذ سے اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لے، بلا سمجھے آگے نہ چلے، اگر اس وقت استاذ کی طبیعت حاضر نہ ہو، تو پھر کسی دوسرے وقت سمجھ لے۔ (سوم) اس کے بعد خود بھی ایک بار مطلب کی تقریر کرے۔ پس ان تینوں التزامات سے استعداد ضرور پیدا ہو جائے گی۔ یہ تین باتیں تو درجہ وجوب میں ہیں، اور ایک بات درجہ استحباب میں ہے وہ یہ کہ کچھ آموختہ بھی روزانہ دہرا لیا کرے۔ [1]

[1] اشرف السوانح: ج ۱ ص ۱۴

عالم کے لئے گمنامی کوئی عیب نہیں

لَیْسَ الْخُمُولُ بِعَارٍ   عَلٰی امْرِءٍ ذِی جَلَالِ
فَلَیْلَةُ الْقَدْرِ تَخْفَی   وَتِلْکَ خَیْرُ اللَّیَالِ

ترجمہ: ایک عالم بلند رتبہ کے لئے گمنامی کوئی عار نہیں ہے، دیکھو شب قدر مخفی رہتی ہے حالانکہ تمام راتوں میں وہی بہتر رات ہے۔

مَا عَلَی الْعَالِمِ الْمُهَذَّبِ عَارٌ   اِنَّ غَدًا خَامِلًا وَذُو الْجَهْلِ سَامِی
فَاللُّبَابُ الشَّهِی بِالْقَشْرِ خَافٌ   وَمَعْمُوْنُ الثِّمَارِ تَحْتَ الْکِمَامِ

ترجمہ: یعنی جاہل کی شہرت اور عالم کی گمنامی کوئی عیب وشرم کی بات نہیں ہے۔
مغز پوشیدہ ہے چھلکا ظاہر ہے۔ پھل اندر چھپے ہیں اور غلاف اوپر ہے۔

مشاہیر امت میں تین قسم کے افراد گزرے ہیں

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مشاہیر امت میں تین قسم کے افراد گزرے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ حقائق شرعیہ میں ان کا ذہن طول وعرض میں چلتا ہے جیسے امام رازی رحمہ اللہ کہ ہر مسئلے میں پھیلتے زیادہ ہیں اور ترتیب وتفصیل وتہذیب مواد میں زیادہ مستعد ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ جن کا ذہن علو کی طرف زیادہ چلتا ہے جیسے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کہ حقائق میں اس قدر بلند پرواز ہیں کہ اصحاب ذوق کو بھی ان کے مدرک تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا ذہن عمق کی طرف زیادہ دوڑتا ہے، جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہ ہر مسئلہ کی تہہ اور اصلیت کا سراغ لگا لیتے ہیں اور ایسی اصل قائم فرما دیتے ہیں کہ سینکڑوں تفریعات اس سے ممکن ہو جاتی ہیں۔ [1]

---

[1] حکایات اولیاء: ص ۱۹۰

تسامحات کی نشان دہی پر شکریہ اور دعا

امام عبدالغنی مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۹ھ) فرماتے ہیں:

لَمَّا رَدَدْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْحَاكِمِ الْأَوهَامَ الَّتِي فِي الْمَدْخَلِ بَعثَ إِلَيَّ يَشْكُرُنِي وَيَدْعُو لِي، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ رَجُلٌ عَاقِلٌ. (1)

جب میں نے امام ابوعبداللہ الحاکم رحمہ اللہ کی ''المدخل'' میں موجود کئی اوہام کا رد کیا تو انہوں نے میری طرف شکریہ کا پیغام بھیجا اور میرے لئے دعا کی، جس سے مجھے معلوم ہوا کہ ابوعبداللہ الحاکم سمجھ دار آدمی ہیں۔

سفر علم میں موسیٰ علیہ السلام کی درخواست اور امام رازی رحمہ اللہ کے بارہ عمدہ نکات

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا: ﴿هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ (الکھف:۶۶) کیا میں آپ کے ساتھ اس شرط پر رہ سکتا ہوں کہ جو مفید اور بھلی چیز آپ کو سکھائی گئی ہے اس میں سے آپ کچھ مجھے بھی سکھا دیں، یہ درحقیقت ایک درخواست تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی۔ اس درخواست کو پیش کرنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جن جن آداب کا لحاظ رکھا حضرت امام رازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) نے ان میں سے بارہ قسم کے آداب انتہائی لطیف پیرائے میں ذکر فرمائے ہیں، طالب علم کو چاہئے کہ انہیں پڑھے اور یاد رکھے:

۱...... هَلْ اَتَّبِعُكَ ''کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں'' اس لفظ سے یہ ظاہر فرمادیا کہ میں تابع ہوں گا اور شیخ متبوع ہوں گے۔

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الغني بن سعيد بن علي، ج ١٧ ص ٢٧٠

۲......اور اس اتباع کی اجازت بھی طلب فرمائی کہ مبادا شیخ کی طبیعت کے خلاف نہ ہو، اس میں انتہائی فروتنی اور تواضع کا ثبوت پایا جاتا ہے جو طالبِ علم کے لئے لازمی ہے۔

۳......اَنْ تُعَلِّمَنِ ''کہ آپ مجھے سکھا دیجئے'' کا عنوان اپنے بارے میں لاعلمی کا اظہار ہے اور ساتھ ساتھ شیخ کے عالم ہونے کا اعتراف بھی ہے، جس میں ہر طالب علم کے لئے اہم سبق ہے۔

۴......مِمَّا عُلِّمْتَ ''جو مفید چیز آپ کو سکھائی گئی ہے اس میں سے آپ کچھ مجھے بھی سکھا دیجئے'' کے کلمات میں ''مِنْ'' تبعیضیہ بتا رہا ہے کہ اپنا کچھ علم سکھا دیجئے یعنی میرا مقصد علم میں شیخ کی برابری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علوم میں سے بعض علوم کا حصول پیشِ نظر ہے۔

۵......اور ساتھ اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم عطا کئے ہیں میں محتاج ہوں ان میں آپ کا، وہ طالب علم ہی کیا جو استاذ کا محتاج نہ ہو۔

۶......حضرت موسیٰ علیہ السلام رُشد و ہدایت کے طلبگار تھے جس سے لاعلمی اور انجانے پن کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور انسان اندھیرے سے نکل کر نورِ علم کا مشاہدہ کرتا ہے، ہر طالب علم کو اس کا طلبگار رہنا چاہئے۔

۷......حضرت موسیٰ کلیم اللہ شیخ سے اس بات کی درخواست فرما رہے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ تعلیم میں ویسا ہی معاملہ فرمائیں جیسا مہربانی کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کے ساتھ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ کیا میں آپ کے ساتھ اس شرط پر رہ سکتا ہوں کہ جو مفید اور اچھی چیز آپ کو سکھائی گئی ہے اس میں سے کچھ مجھ کو بھی سکھا دیجئے۔

۸......اصل متابعت تو شاگرد کا استاذ کے رنگ میں رنگ جانا ہے، شاگرد استاذ کے ارشادات کو بلا چوں و چرا قبول کرے، اس کے سامنے حیل و حجت نہ کرے اور کٹ حجتی سے ہمیشہ باز رہے۔

۹......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "اَتَّبِعُکَ" "کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتباع ہر ہر چیز میں ہے کسی خاص چیز کی قید نہیں ہے۔

۱۰......باوجودیکہ شاگرد بہت بڑے منصب پر فائز تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے علوم عطا فرمائے تھے جو بارونق اور باسعادت تھے، لیکن پھر بھی ان میں اعلیٰ درجہ کی طلب تھی اور اصحابِ علم کی تعظیم کامل اور مکمل تھی جو کہ مطلوب ہے۔

۱۱......تلمیذ نے "اَتَّبِعُ" پہلے "اَنْ تُعَلِّمَنِ" کا لفظ بعد میں ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ میں خادم پہلے ہوں متعلم بعد میں، اس ادب کی جتنی بھی افادیت بیان کی جائے کم ہے، آج کل طلباء میں یہ وصف عنقاء ہو چکا ہے، الا ماشاء اللہ!

۱۲......اور اتباع وخدمت پر کوئی عوض طلب نہیں فرمایا بلکہ "اَنْ تُعَلِّمَنِ" فرما کر اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ اس اتباع کے بدلے میں کوئی مال وجاہ طلب نہیں کرتا بلکہ میری غایت تو صرف طلب علم ہی ہے۔ (۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے زمزم پیتے وقت امام ذہبی رحمہ اللہ جیسے حافظے کی دُعا کی

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کے متعلق ان کے شاگرد محقق علی الاطلاق علامہ کمال الدین بن ہمام حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُنَا قَاضِي الْقُضَاةِ شِهَابُ الدِّينِ الْعَسْقَلَانِيُّ الشَّافِعِيُّ وَلَا يُحْصَى كَمْ شَرِبَهُ مِنَ الْأَئِمَّةِ لِأُمُورٍ نَالُوهَا، قَالَ وَأَنَا شَرِبْتُه فِي بِدَايَةِ طَلَبِ الْحَدِيثِ أَنْ يَرْزُقَنِي اللّٰهُ حَالَةَ الذَّهَبِيِّ فِي حِفْظِ الْحَدِيثِ، ثُمَّ حَجَجْتُ بَعْدَ مُدَّةٍ تَقْرُبُ مِنْ عِشْرِينَ سَنَةً وَأَنَا أَجِدُ مِنْ نَفْسِي الْمَزِيدَ عَلَى تِلْكَ الرُّتْبَةِ،

(۱) التفسیر الکبیر: سورۃ الکہف آیت نمبر ۶۶ کے تحت، ج ۲۱ ص ۱۲۸، ۱۲۹

فَسَأَلْتُ رُتْبَةً أَعْلَى مِنْهَا وَأَرْجُو اللّٰهَ أَنْ أَنَالَ ذٰلِکَ مِنْهُ۔ ❶

ہمارے استاذ قاضی القضاۃ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے طلب حدیث کے ابتدائی زمانہ میں (حج بیت اللہ کے موقعہ پر) زمزم پیا اور یہ دعا کی کہ یا اللہ مجھے حافظ ذہبی جیسا حافظہ عطا فرما، تقریبا بیس سال بعد مجھے پھر حج کی سعادت نصیب ہوئی، اس وقت اس فن میں اپنی واقفیت امام ذہبی رحمہ اللہ سے کچھ زیادہ ہی پاتا تھا، میں نے پیتے وقت اس سے اور اونچا مرتبہ حاصل ہونے کی دعا کی، مجھے خداتعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بھی حاصل ہو جائے گا۔

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی زمزم پیتے وقت خاتمہ بالایمان کی دُعا

علامہ کمال الدین بن ہمام رحمہ اللہ جب خود حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے تو آپ نے زمزم پیتے وقت یہ دعا کی کہ دین پر استقامت نصیب ہو اور ایمان واسلام پر خاتمہ ہو:

وَالْعَبْدُ الضَّعِيفُ يَرْجُو اللّٰهَ سُبْحَانَهُ شَرِبَهُ لِلاسْتِقَامَةِ وَالْوَفَاةِ عَلَى حَقِيقَةِ الْإِسْلَامِ مَعَهَا۔ ❷

علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا زمزم پیتے وقت ابن حجر رحمہ اللہ کی طرح حدیث میں دسترس کی دُعا

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ٩١١ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے زمزم پیتے وقت یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے حدیث میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا اور فقہ میں علامہ بلقینی رحمہ اللہ کا مرتبہ عطا فرمادے:

---

❶ فتح القدير، كتاب الحج، باب الإحرام، فصل في فضل ماء زمزم، ج ٢ ص ٥٠٧

❷ فتح القدير، كتاب الحج، باب الإحرام، فصل في فضل ماء زمزم، ج ٢ ص ٥٠٧

ولما حججت شربت من ماء زمزم لأمور، منها: أن أصل في الفقه إلى رتبة الشيخ سراج الدين البلقيني، وفي الحديث إلى رتبة الحافظ ابن حجر. ❶

امام مالک رحمہ اللہ کا مسائل بتانے میں کمال احتیاط

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت فتویٰ دینا شروع کیا جب ستّر جید علماء نے میری اہلیت کی گواہی دی، اور مسئلہ بتانے میں اس قدر محتاط تھے کہ جب تک مسئلہ میں کامل شرح صدر نہ ہوتا جواب دینے سے انکار فرماتے، چناں چہ امام مالک رحمہ اللہ سے ۴۸ مسائل کے بارے میں سوال کیا گیا، تو ۳۲ مسائل میں فرمایا (لَا أَدْرِیْ) خالد بن خداش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ۴۰ مسائل کے بارے میں امام سے سوال کیا تو انہوں نے صرف پانچ (۵) مسائل کا جواب دیا باقی کے بارے میں فرمایا (لَا أَدْرِیْ)۔

قال الهيثم بن جميل سمعت مالكا سئل عن ثمان وأربعين مسألة، فأجاب في اثنتين وثلاثين منها لا أدري، وعن خالد بن خداش قال قدمت على مالك بأربعين مسألة، فما أجابني منها إلا في خمس مسائل. ❷

زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا

امام ربعی بن حراش غطفانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) کوفہ کے رہنے والے عالم باعمل تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شرفِ سماع حاصل ہے اور جابیہ میں ان کے ساتھ شریکِ سفر تھے، حضرت علی، حضرت حذیفہ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم اور صحابہ کی جماعت سے علم حدیث حاصل کیا، ان کے متعلق آیا ہے:

❶ حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة: ج ۱ ص ۳۳۸

❷ سير أعلام النبلاء، ترجمة: مالك بن أنس، ج ۸ ص ۷۷

أنـه لـم يـكـذب قـط وكـان قد إلى على نفسه أنه لا يضحك حتى يعلم أفي الجنة هو أو في النار؟ متفق على ثقته وأمانته والاحتجاج به. ❶

انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور انہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک یہ معلوم نہ کرلوں کہ میرا مقام جنت میں ہے یا جہنم میں ہنسنے کا مطلق نام نہیں لوں گا۔ آپ کی ثقاہت، امامت اور آپ کے قابلِ حجت ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

لایعنی کاموں میں مشغول ہونا اللہ کی ناراضگی کی علامت ہے

عَلَامَةُ إِعْرَاضِ اللّٰهِ عَنِ الْعَبْدِ اشْتِغَالُهُ بِمَا لَا يَعْنِيهِ وَإِنَّ امْرَأً لَوْ ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنْ عُمْرِهِ فِي غَيْرِ مَا خُلِقَ لَهُ لَجَدِيرٌ أَنْ تَطُولَ حَسْرَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ جَاوَزَ الْأَرْبَعِينَ وَلَمْ يَغْلِبْ خَيْرُهُ عَلَى شَرِّهِ فَلْيَتَجَهَّزْ إِلَى النَّارِ. ❷

بندہ کا غیر مفید کاموں میں مشغول ہونا خاص علامت ہے اس کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے اپنی نظر عنایت پھیر لی ہے، اور جس کام کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اگر اس کے سوا کسی اور کام میں اس کی ایک گھڑی بھی صرف ہوگئی تو بڑی حسرت کا مقام ہے، اور جس شخص کا حال چالیس برس کی عمر کے بعد بھی یہ رہا کہ اس کی برائیوں پر بھلائیاں غالب نہ ہوئیں تو اس کو دوزخ میں جانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی طالب علمی کے چار معمولات

حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ جب دارالعلوم دیوبند میں پڑھنے کے لئے آئے ہیں تو حضرت کے چار طریقے تھے، پہلا تو یہ تھا کہ انہوں نے اپنے لئے کچھ ساتھی منتخب کر لئے تھے اور ان سے معاہدہ کرلیا تھا کہ نماز عشاء کے بعد نہ تکرار کریں گے نہ مطالعہ کریں گے بلکہ فوراً سو جائیں

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: ربعي بن حراش الغطفاني العبسي، ج ١ ص ٥٦

❷ بريقة محمودية في شرح طريقة محمودية: الباب الثاني، ج ٣ ص ٢٢٩

گے، اور اخیر شب میں اٹھ کر تہجد پڑھیں گے اور اس کے بعد مطالعہ اور تکرار کریں گے، جو کام لوگ ابتدائی رات میں کرتے ہیں وہ ہم آخر رات میں کریں گے، چنانچہ ان کے سب ساتھی اس کے پابند ہو گئے۔

اور دوسرا معمول یہ تھا کہ منڈی میں جو دیوبند کا بازار ہے وہاں چوراہے پر تحصیل کے سامنے عصر کی نماز کے بعد روزانہ وعظ فرماتے تھے، قرآن شریف کی تلاوت فرماتے، اور ہر روز پابندی سے وعظ فرماتے، ایک آدمی آجائے جب بھی، دس آدمی آجائیں جب بھی، بیس آدمی آجائیں جب بھی، سردی پڑ رہی ہو یا گرمی، بلا ناغہ ہر جمعرات کو وعظ بیان کرنے کا معمول تھا، اسی لئے حضرت نے طالب علمی ہی کے زمانے میں پورے قرآن کریم کا درس دیا۔

تیسرا معمول یہ تھا کہ جمعہ کا دن منتخب کر رکھا تھا اساتذہ کی خدمت میں حاضری کے لئے مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک گھنٹہ، اور مولانا سید احمد صاحب دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک گھنٹہ، اور مولانا منفعت علی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک گھنٹہ، غرض جتنے اساتذہ تھے جمعہ سے پہلے ایک ایک گھنٹہ ان کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری تھا، اور یہ اپنے اساتذہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرماتے کہ میرے متعلق جو خدمت ہو میں حاضر ہوں۔

اور چوتھا معمول یہ تھا کہ حجرے میں ایک گھڑا رکھ چھوڑا تھا جو خط آتا بغیر پڑھے ہوئے اسی گھڑے میں ڈال دیا کرتے۔

ایک سال میں جو دس بیس خط جمع ہو جاتے ان کو سالانہ امتحان سے فارغ ہو کر پڑھتے، کسی میں یہ لکھا ہوتا کہ فلاں کے یہاں بچہ پیدا ہوا ہے، اور کسی میں لکھا ہوتا کہ فلاں کا انتقال ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ، پھر تھانہ بھون پہنچ کر کسی کے یہاں تعزیت کے لئے حاضر ہوتے اور کسی کے یہاں تہنیت اور مبارک بادی کے لئے، سب لوگ کہتے کہ بھائی ہم نے خط لکھا تھا مگر تم نے جواب بھی نہیں دیا، تو حضرت فرماتے کہ میں پڑھنے گیا تھا، کتابیں پڑھنا

میرا موضوع تھا، ان کو پڑھا، خطوط پڑھنا میرا موضوع نہیں تھا، میں خطوط کو گھڑے میں ڈال دیتا، امتحان سے فارغ ہو کر ان کو پڑھا، اب میں خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

یہ چار معمول تھے، اس سے شغف معلوم ہوتا ہے علم کا، ان کتابوں کے پڑھنے سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی تھی کہ عزیز و اقرباء کے خطوط کو پڑھیں۔ ❶

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے طلبہ کو عمدہ نصائح

۱......اے طلبۂ مدرسہ! تمہارا فخر یہی ہے کہ جس جماعت میں تمہارا شمار ہے تم اس کی اصطلاح اور وضع اور طرز کو اختیار کرو۔

۲......لباس اور وضع سے یا اہلِ دنیا کے طرز گفتگو سے عزت کا طلب کرنا انسان کا کام نہیں، یہ تو نہایت بھدا پن ہے۔

۳......اگر مخلوق سے عزت نہ ہو تو کیا پرواہ ہے خالق کے یہاں تو ضرور عزت ہوگی۔

۴......تم کو تو ایسی تواضع اور پستی اختیار کرنا چاہئے کہ تمام دنیا والے پستی و تواضع میں تمہارے شاگرد ہو جائیں، تمہاری عزت اسی میں ہے۔

۵......تم اپنے کو مٹا دو، گمنامی کر دو تو پھر تمہاری محبوبیت کی یہ شان ہوگی کہ تم چھپ ہو گے اور تمام مخلوق میں تمہارا آوازہ (شہرت) ہوگی۔ ❷

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کا اپنے شاگرد کو تیرہ عمدہ نصائح

فقیہ الامت حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد رشید اور خصوصی نیاز مند حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خان پوری رحمہ اللہ کو جب ڈابھیل کی تدریسی خدمت کے لئے روانہ فرمایا تو بطور وصیت یہ تیرہ گراں قدر نصیحتیں ارشاد فرمائیں، جو ہم سب کے لئے لائق تقلید ہیں ملاحظہ فرمائیں:

❶ مجالس حکیم الامت: حضرت تھانوی کے معمولات، ص ۷۷، ۷۸ ❷ انفاسِ عیسیٰ: ص ۳۷۳

۱......عہدہ اور منصب مت طلب کرنا کہ مجھے فلاں کتاب پڑھانے دیا جائے یا فلاں منصب حوالہ کیا جائے۔

۲......پیسے مت مانگنا کہ میری تنخواہ اتنی کر دو یا اس میں اضافہ کر دیا جائے۔

۳......اگر کوئی کہے کہ یہ لائق نہیں تو دل سے اس کا اقرار کرو اور کہنا کہ ہاں بھئی میں تو بالکل لائق نہیں، مدرسہ والوں نے بیٹھا دیا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس کی لیاقت دے اور کتابوں کا حق مجھ سے اچھی طرح ادا کرائے۔

۴......کوئی طالب علم سوال کرے تو شفقت سے اس کا جواب دینا اگر چہ وہ بطور طعن سوال کرتا ہو۔

۵......کسی جگہ کتاب سمجھ میں نہ آئے تو دو رکعت صلوۃ الحاجۃ پڑھ کر دعا مانگنا، اور مصنف کتاب کو ایصال ثواب کرنا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔

۶......دوسرے کی کتاب میں کسی طالب علم کو بتلانے میں احتیاط کرنا۔

۷......طلباء سے خدمت نہ لینا، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں اپنے کسی مرید یا شاگرد سے خدمت لینا حرام سمجھتا ہوں۔

۸......طلباء کا احسان مانو کہ انہوں نے اپنے قلوب کی زمین آپ کے علم کی تخم ریزی کے لئے ہموار کی، ورنہ آپ کا علم یوں ہی رہتا، اپنا ان پر کوئی احسان نہ سمجھیں۔

۹......طلباء مختلف اغراض سے اشکالات کرتے ہیں، کوئی اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لئے، کوئی استاذ کو پریشان کرنے کے لئے وغیرہ وغیرہ، مگر سب کو اعلیٰ اسلوب کے مطابق جواب دینا، مناظرانہ انداز میں نہیں۔

۱۰......روزانہ متعلقہ درسی کتاب کے مصنف کو تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرتے رہنا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔

۱۱......اگر کوئی بات سبق میں غلط کہہ دی جائے تو اس سے رجوع کرنے میں تأمل نہ کرنا۔

۱۲......مطالعہ کے بغیر کبھی کوئی کتاب نہ پڑھانا۔

۱۳......اسباق کی مشغولیت کی وجہ سے ذکر و تلاوت و تسبیحات وغیرہ معمولات کو ترک نہ کرنا۔ ❶

چار وہ عمدہ تفاسیر جو دیگر تفاسیر سے فی الجملہ مستغنی کر دیتی ہیں

محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، چوں کہ عمر عزیز کم ہے، آفاتِ زمانہ زیادہ، اور ہمارے دور میں ہمتیں پست اور عزائم کمزور ہو گئے ہیں، اس لئے میں اپنے طالب علم بھائیوں کو چار ایسی تفاسیر کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ان پر قناعت کرنا چاہے تو وہ ان شاء اللہ کافی ہوں گی۔

۱......تفسیر ابن کثیر: جس کے بارے میں ہمارے استاذ (امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ) فرماتے تھے کہ اگر کوئی کتاب کسی دوسری کتاب سے بے نیاز کر سکتی ہے تو وہ تفسیر ابن کثیر ہے جو تفسیر ابن جریر سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

۲......تفسیر کبیر: جس کے بارے میں ہمارے استاذ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ قرآن کریم کے مشکلات میں مجھے کوئی مشکل ایسی نہیں ملی جس سے امام رازی رحمہ اللہ نے تعرض نہ کیا ہو، یہ اور بات ہے کہ بعض اوقات مشکلات کا حل ایسا پیش نہیں کر سکے جس پر دل مطمئن ہو جائے، اور اس کے بارے میں جو کہا گیا ہے کہ "فِيْهِ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا التَّفْسِيْرَ" تو یہ خواہ مخواہ اس کی جلالتِ قدر کو کم کر کے دکھانا ہے، اور شاید یہ کسی ایسے شخص کا قول ہے جس پر روایات کا غلبہ تھا اور قرآن کریم کے لطائف وعلوم کی طرف توجہ نہ تھی۔

۳......روح المعانی: جو میرے نزدیک قرآن کریم کی ایسی تفسیر ہے جیسے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری، مگر یہ کہ فتح الباری ایک کلامِ مخلوق کی شرح ہے، اس لئے اس نے شرح بخاری کا جو قرضہ امت پر تھا اسے چکا دیا ہے، اور اللہ کا کلام اس سے بلند و برتر ہے کہ کوئی بشر اس کا حق ادا کر سکے۔

---

❶ ماہنامہ ندائے شاہی، جنوری ۱۹۹۷ء

۴......تفسیر ابو السعود: جس میں نظم قرآنی کو بہترین عبارت میں بیان کرنے پر خاص توجہ دی گئی ہے اور وہ بسا اوقات زمخشری کی کشاف سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ ❶

عربی ادب میں استعمال ہونے والے چودہ حکیمانہ مقولے

۱...... مَصَارِعُ الرِّجَالِ تَحْتَ بُرُوْقِ الطَّمَعِ. لالچ کے پھندوں میں پڑنے والے نقصان اٹھاتے ہیں۔

۲...... كَلَمُ اللِّسَانِ أَنْكٰى مِنْ كَلَمِ السِّنَانِ. زبان کا زخم نیزے کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

۳...... رُبَّ عَجَلَةٍ تَهَبُ رَيْثًا. کبھی جلد بازی کی وجہ سے تاخیر برداشت کرنا پڑتی ہے۔

۴...... اَلْعِتَابُ قَبْلَ الْعِقَابِ. سزا سے پہلے زجر وتنبیہ ضروری ہے۔

۵...... التَّوْبَةُ تَغْسِلُ الْحَوْبَةَ. توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

۶...... مَنْ سَلَكَ الْجَدَدَ أَمِنَ الْعِثَارَ. جو سیدھے راستے پر چلتا ہے وہ پھسلنے سے محفوظ رہتا ہے۔

۷...... أَوَّلُ الْحَزْمِ الْمَشْوَرَةُ. احتیاط کی ابتدا مشورہ ہے۔

۸...... رُبَّ قَوْلٍ أَشَدَّ مِنْ صَوْلٍ. بسا اوقات بات حملہ سے زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

۹...... أَنْجَزَ حُرٌّ مَا وَعَدَ. شریف آدمی اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔

۱۰...... اُتْرُكِ الشَّرَّ يَتْرُكْكَ. تم برائی چھوڑ دو برائی تمہیں خود بخود چھوڑ دے گی۔

۱۱...... مَنْ ضَاقَ صَدْرُهُ اِتَّسَعَ لِسَانُهُ. جس کا سینہ تنگ ہو جائے تو وہ زبان دراز ہو جاتا ہے۔

۱۲...... يَدُكَ مِنْكَ وَإِنْ كَانَتْ شَلَاءَ. تیرا ہاتھ تیرا اپنا ہی ہے چاہے وہ شل ہو۔

---

❶ يتيمة البيان في شي من علوم القرآن، ص ۴۳، ۴۴

۱۳...... رُبَّ مَلُوْمٍ لَا ذَنْبَ لَهٗ. بسا اوقات بے گناہ ہی کو برا بھلا کہا جاتا ہے۔

۱۴...... مِنْ مَأْمَنِهٖ يُؤْتَى الْحَذِرُ. محتاط شخص جہاں سے بےفکر ہوتا ہے وہیں سے اس کو نقصان پہنچتا ہے۔

عربی ادب کی بارہ ضرب الامثال

۱......إِنْ تَسْلَمِ الْجِلَّةُ فَالنِّيْبُ هَدَرٌ. جب بڑے اونٹ بچ جائیں تو بوڑھی اونٹنیاں رائیگاں ہیں یعنی جب قیمت اور فائدہ مند چیز بچ جائے تو بےکار کا غم نہیں کرنا چاہیے۔

۲......إِنْ كُنْتَ رِيْحًا فَقَدْ لَاقَيْتَ إِعْصَارًا. اگر تو ہوا تھا تو بگولے سے مل گیا۔ یہ اس وقت پیش کی جاتی ہے جب ایک شخص کو اپنے سے بڑھ چڑھ کر کوئی شخص مل جائے (جیسے اردو میں کہتے ہیں سیر کو سوا سیر مل گیا)۔

۳......إِنَّكَ لَا تَجْنِيْ مِنَ الشَّوْكِ الْعِنَبَ. تو کانٹوں سے انگور کا پھل نہیں چھکے گا یعنی برے اخلاق والوں میں خوش اخلاق شخص نہیں ملے گا۔

۴......ذَكَّرَنِيْ فُوْكَ حِمَارَيْ أَهْلِيْ. تو نے مجھے میرے گھریلو دو گدھے یاد دلا دیئے۔ اصل میں واقعہ اس طرح ہے کہ ایک آدمی کے دو گدھے گم ہو گئے، وہ ان کو ڈھونڈنے کے لئے نکلا، راستہ میں ایک عورت دیکھی جو اسے اچھی لگی جس نے نقاب اوڑھا ہوا تھا۔ یہ سمجھا شاید کوئی خوب صورت عورت ہے، اس کے پیچھے چلنے لگا اور اس کی وجہ سے وہ اپنے گدھوں کو بھول گیا تھوڑی دیر بعد جب اس عورت نے نقاب اٹھایا تو اس نے دیکھا کہ یہ تو بدشکل ہے تب اس نے یہ بات کہی۔

۵......تَجَشَّأَ لُقْمَانُ مِنْ غَيْرِ شِبَعٍ. لقمان نے خالی پیٹ بناوٹی ڈکار لی۔ اس شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جس کا وہ مالک نہ ہو۔

۶......رَمَتْنِيْ بِدَائِهَا وَانْسَلَّتْ. وہ اپنی بیماری میرے اوپر پھینک کر بھاگ نکلی، یہ مثال اس کے لئے پیش کی جاتی ہے جو اپنا عیب دوسرے پر تھوپنے کی کوشش کرے۔

۷......رُبَّ كَلِمَةٍ تَقُوْلُ لِصَاحِبِهَا دَعْنِيْ. بعض باتیں اپنے کہنے والے سے کہتی ہیں ہمیں چھوڑ دے۔ یہ مثل فضول باتوں سے روکنے کے لئے پیش کی جاتی ہے تا کہ وہ بکواس سے باز رہیں۔

۸......يُسِرُّ حَسْوًا فِيْ اِرْتِغَاءٍ. جھاگ نکالنے کے بہانے چھپکے سے دودھ کا گھونٹ بھرلے۔ یہ مثل اس شخص کے لئے پیش کی جاتی ہے جو بظاہر تمہاری بھلائی میں لگا ہوا ہو لیکن اندرخانہ اپنا نفع مقصود ہو۔ اس کا واقعہ اصل میں یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس دودھ لایا گیا تو وہ یہ ظاہر کرنے لگا کہ اس کی جھاگ نکال رہا ہے اور اس دوران کچھ دودھ بھی پیتا رہا۔

۹......أَوْسَعْتُهُمْ سَبًّا وَأَوْدَوْا بِالْإِبِلِ. میں نے ان کو خوب گالی گلوچ بھی دی لیکن وہ اونٹ لے بھاگے۔ اس کا واقعہ اصل میں یوں ہے کہ ایک آدمی کے اونٹوں پر لٹیروں نے ڈاکہ ڈالا اور ان کو لے چلے، جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو یہ مالک ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر ان کو گالی دینے لگا، جب واپس قبیلہ میں آیا تو لوگوں نے اونٹوں کے متعلق دریافت کیا اس وقت اس نے یہ بات کہی۔

۱۰......أَحَشَفًا وَسُوْءَ كِيْلَةٍ. کھجوریں بھی گھٹیا اور ناپ میں بھی کمی۔ اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو دو گندی عادتوں کو اختیار کرے (جیسے اردو میں کہتے ہیں ایک کریلا دوسرے نیم چڑھا)۔

۱۱......قَدْ يَقْدُمُ الْعَيْرُ مِنْ ذُعْرٍ عَلَى الْأَسَدِ. کبھی گدھا بھی گھبرا کر شیر پر حملہ کر دیتا ہے۔ یہ مثل اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو خوف وگھبراہٹ کی وجہ سے خلاف توقع اور خلاف طبع بہادری کا مظاہرہ کر دے۔

۱۲......قَبْلَ الرَّمْيِ يُرَاشُ السَّهْمُ. تیراندازی سے قبل ہی تیر کو درست کیا جاتا ہے یعنی کسی کام کے پیش آنے سے پہلے ہی اس کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

یہ تمام امثال اور حکیمانہ اقوال علامہ ابو ہلال حسن بن عبداللہ عسکری رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۵ھ) کی شہرہ آفاق کتاب ''جمهرة الأمثال'' سے ماخوذ ہیں۔